

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

فتاوى قاسميه

منتخب فتاوى

حضرت مولانا مفتي شبير احمد القاسمي

خادم الافتاء و الحديث جامعه قاسميه

مدرسہ شاہی مراد آباد، الہند

(جلد ۱۵)

المجلد الخامس عشر

بقية الطلاق، الرجعة، البائن، الطلاق بالكتابة

الطلاق الثلاث الشهادة في الطلاق، الحلالة

۶۲۶۳ ————— ۶۹۰۲

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند

01336-223082

فتاویٰ قاسمیہ

صاحب فتاویٰ
حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بجق صاحب فتاویٰ شبیر احمد القاسمی 09412552294

بجق مالک مکتبہ اشرفیہ دیوبند 09358001571

08810383186 01336-223082

محرم الحرام ۱۴۳۷ھ پہلا ایڈیشن

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، ضلع سہارنپور، الہند

01336-223082

ASHRAFI BOOK DEPOT

DEOBAND, SAHARANPUR, INDIA

Phone: 01336-223082

Mob. : 09358001571-08810383186

مکمل اجمالى فهرست ايك نظر ميں

رقم المسأله	عنوانات
المجلد الأول	١ ١٧٢ مقدمة التحقيق، الإيمان والعقائد إلى باب ما يتعلق بالارواح.
المجلد الثاني	١٧٣ ٥٥٧ بقية الإيمان والعقائد من باب الحشر إلى باب ما يتعلق بأهل الكتاب، التاريخ والسير، البدعات والرسوم.
المجلد الثالث	٥٥٨ ١٠٠٥ بقية البدعات والرسوم من باب رسومات جنائز إلى رسومات نكاح، كتاب العلم إلى باب ما يتعلق بالكتابة.
المجلد الرابع	١٠٠٦ ١٤١٥ بقية كتاب العلم من كتابة القرآن إلى باب الوعظ والنصيحة، الدعوة والتبليغ، السلوك والاحسان، الأدعية والأذكار.
المجلد الخامس	١٤١٦ ١٩٣٥ الطهارة بتمام أبوابها، الصلوة من أوقات الصلوة إلى صفة الصلوة.
المجلد السادس	١٩٣٦ ٢٤٥٧ الجماعة، المساجد، الإمامة.
المجلد السابع	٢٤٥٨ ٢٩٦٤ بقية الصلوة من تسوية الصفوف إلى سجود التلاوة.
المجلد الثامن	٢٩٦٥ ٣٤٢٣ بقية الصلوة من الذكر والدعاء بعد الصلوة، الوتر، ادراك الفريضة، السنن والنوافل، التراويح، صلوة المسافر.

المجلد التاسع	٣٤٢٤	٣٨٩٣	بقية الصلوة، صلوة المريض، الجمعة، العيدين، الجنائز إلي حمل الجنازة.
المجلد العاشر	٣٨٩٤	٤٤٠٤	بقية الجنائز من صلوة الجنائز إلي باب الشهيد، كتاب الزكوة.
المجلد الحادي عشر	٤٤٠٥	٤٨٧٣	بقية الزكوة، كتاب الصدقات، الصوم، بتمام أبوابها إلي صدقة الفطر.
المجلد الثاني عشر	٤٨٧٤	٥٣٤٨	كتاب الحج بتمام أبوابها، النكاح إلي باب نكاح المكره.
المجلد الثالث عشر	٥٣٤٩	٥٩٤٣	بقية النكاح إلي باب المهر.
المجلد الرابع عشر	٥٩٤٤	٦٤٦٢	الرضاع، الطلاق إلي باب الكناية.
المجلد الخامس عشر	٦٤٦٣	٦٩٠٢	بقية الطلاق، الرجعة، البائن، الطلاق بالكتابة، الطلاق الثلاث، الشهادة في الطلاق، الحلالة.
المجلد السادس عشر	٦٩٠٣	٧٤٠٢	بقية الطلاق، تعليق الطلاق، التفويض، الفسخ والتفريق، الظهار، الإيلاء، الخلع، الطلاق على المال، العدة، النفقة، ثبوت النسب، الحضنة.
المجلد السابع عشر	٧٤٠٣	٧٨٦٧	الأيمان والنذور، الحدود، الجهاد، السلقطة، الامارة والسياسة، القضاء، الوقف إلي باب المساجد.
المجلد الثامن عشر	٧٨٦٨	٨٤٠٨	بقية الوقف من الفصل الثالث، المسجد القديم إلي مصلى العيد، والمقبرة. (قبرستان)

المجلد التاسع عشر	٨٤٠٩	٨٨٥٦	بقية الوقف، باب المدارس، كتاب اليسوع، البيع الصحيح، الفاسد، المراوحة، الصرف، السلم، الوفاء، الشفعة، المزارة.
المجلد العشرون	٨٨٥٧	٩٣٥٠	الشركة، المضاربة، الربوا بتمام أنواعها.
المجلد الحادي والعشرون	٩٣٥١	٩٧٣٥	الديون، الوديعة، الأمانة، الضمان، الهبة، الإجارة.
المجلد الثاني والعشرون	٩٧٣٦	١٠٢٤٥	الغصب، الرهن، الصيد، الذبائح بتمام أنواعها، الأضحية بتمام أنواعها، العقيقة، الحقوق، بأكثر أبوابها إلي باب حقوق الأقارب.
المجلد الثالث والعشرون	١٠٢٤٦	١٠٧٠٥	بقية الحقوق، الرؤيا، الطب والرقى بتمام أنواعها، كتاب الحظر والإباحة إلي باب السابع، ما يتعلق باللحية.
المجلد الرابع والعشرون	١٠٧٠٦	١١٢٠٥	بقية الحظر والإباحة، باب الأكل والشرب، الانتفاع بالحيوانات، الخمر، الدخان، الهدايا، الموالاة مع الكفار، المال الحرام، الأدب، اللهو، استعمال الذهب والفضة، كسب الحلال، الغناء، التصاوير.
المجلد الخامس والعشرون	١١٢٠٦	١١٦٠٠	الوصية، الفرائض بتمام أبوابها.
المجلد السادس والعشرون	١	١١٦٠٠	فهارس المسائل



فہرست مضامین

۱۷/ بقية كتاب الطلاق

□	۱۴/ باب الرجعة	□
---	----------------	---

صفحہ نمبر	مسئلہ نمبر
۳۱	۶۴۶۳ نہاہ کے دشوار ہونے کی صورت میں ایک طلاق رجعی دینا
۳۳	۶۴۶۴ نبھاؤ کی شکل نہ بن پارہی ہو، تو ایک طلاق کے ذریعہ علیحدگی کافی ہے
۳۴	۶۴۶۵ دو مرتبہ طلاق کے بعد کنائی الفاظ استعمال کرنا
۳۷	۶۴۶۶ ایک طلاق رجعی
۳۹	۶۴۶۷ ایک طلاق رجعی دینا
۴۰	۶۴۶۸ دو طلاق رجعی
۴۱	۶۴۶۹ دو طلاق رجعی
۴۳	۶۴۷۰ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی دو مرتبہ کہنا
۴۴	۶۴۷۱ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی
۴۵	۶۴۷۲ تمہاری سالی کو میں نے بد چلنی کی وجہ سے چھوڑ دیا
۴۷	۶۴۷۳ بیوی میکہ چلی جائے تو رجعت کیسے کریں؟
۴۸	۶۴۷۴ بوس و کنار کے ذریعہ رجعت کا حکم
۴۹	۶۴۷۵ کیا عدت میں صحبت کرنے سے رجعت متحقق ہو جاتی ہے؟

- ۶۴۷۶ کیا ہمبستری کرنے سے رجعت متحقق ہو جاتی ہے؟ ۵۰
- ۶۴۷۷ رجعت کی ایک صورت ۵۲
- ۶۴۷۸ فون پر طلاق دینے کے ایک ہفتہ بعد رجعت کرنے کا حکم ۵۳
- ۶۴۷۹ مطلقہ واحدہ سے بلا حلالہ نکاح درست ہے ۵۴
- ۶۴۸۰ طلاق رجعی کے بعد کب تک رجوع کر سکتا ہے؟ ۵۵
- ۶۴۸۱ ایک طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا ۵۶
- ۶۴۸۲ تجھ کو طلاق دیتا ہوں کہنے کے بعد ساتھ رہنا ۵۸
- ۶۴۸۳ عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق ہے ۵۹
- ۶۴۸۴ دوران عدت رجوع کافی ہے نکاح کی ضرورت نہیں ۶۰
- ۶۴۸۵ دومرتبہ طلاق کے بعد بیوی کو بہن کہنا ۶۱
- ۶۴۸۶ دوران گفتگو طلاق ہو گئی کہنا ۶۲
- ۶۴۸۷ ایک طلاق کے بعد رجوع پھر طلاق پھر رجوع ۶۴
- ۶۴۸۸ بغیر نیت طلاق کے شوہر کا کہنا ”مجھے ہاتھ مت لگا ورنہ گنہ گار ہوگی“ ۶۵
- ۶۴۸۹ بلا نیت کے طلاق طلاق کہنا ۶۷
- ۶۴۹۰ میں نے تم کو طلاق دیدی ۶۸
- ۶۴۹۱ دومرتبہ طلاق دی تیسری مرتبہ کہا طلاق دیدوں گا ۶۹
- ۶۴۹۲ بیوی سے دومرتبہ طلاق دی کہنا ۷۰
- ۶۴۹۳ دو طلاق کے بعد شوہر کے لئے بیوی کو رکھنے کا حق ہے ۷۱
- ۶۴۹۴ دوبار طلاق دینے کے بعد رجعت کرنا ۷۲
- ۶۴۹۵ دومرتبہ طلاق کے بعد ساتھ رہنے کی شکل ۷۴
- ۶۴۹۶ دو طلاق رجعی کے بعد رجعت کی گنجائش ۷۴

- ۶۳۹۷ دو طلاق کا شرعی حکم ۷۶
- ۶۳۹۸ دو طلاق کے بعد بیوی کے ساتھ ہمبستر ہونے سے رجعت کا تحقق ۷۷
- ۶۳۹۹ دو طلاق رجعی کی صورت میں بلا حلالہ نکاح درست ہے ۷۸
- ۶۵۰۰ دو مرتبہ طلاق کے بعد تین حیض گزر گئے کیا حکم ہے؟ ۷۹
- ۶۵۰۱ دو طلاق کے بعد پانچ ماہ گزر گئے کیا حکم ہے؟ ۸۱
- ۶۵۰۲ دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد سات آٹھ ماہ گزر گئے ۸۳
- ۶۵۰۳ رجعت کے بعد دوسری طلاق دینا ۸۳
- ۶۵۰۴ طلاق رجعی کی عدت پوری ہونے کے بعد دی گئی طلاق کا حکم ۸۴
- ۶۵۰۵ مطلقہ مغلطہ سے نکاح کے لئے محض نکاح ثانی کافی نہیں ۸۶

□	۱۵ / باب طلاق البائن	□
---	----------------------	---

- ۶۵۰۶ شیمارپروین میں تمہیں طلاق بائن دیتا ہوں ۸۹
- ۶۵۰۷ طلاق بائن دی، ایک طلاق دو طلاق بائن دی سے طلاق ۹۰
- ۶۵۰۸ طلاق قطعی دینا ۹۱
- ۶۵۰۹ غیر مدخول بہا کو مذاق میں طلاق بائن ۹۲
- ۶۵۱۰ ایک طلاق بائن میں بغیر حلالہ جواز نکاح ۹۴
- ۶۵۱۱ رخصتی سے قبل طلاق و مہر کا حکم ۹۵
- ۶۵۱۲ رخصتی سے قبل طلاق دی، طلاق دی کہنے کا حکم ۹۷
- ۶۵۱۳ طلاق دے کر زوجیت سے الگ کرتا ہوں ۹۸
- ۶۵۱۴ رخصتی سے قبل طلاق طلاق طلاق کہنے سے کتنی طلاق ہوئی ۱۰۰
- ۶۵۱۵ غیر مدخول بہا کو الگ الگ تین طلاق اور حالت حیض میں خلوت کا حکم ۱۰۱

- جواب منجانب: جامعہ حیات العلوم مراد آباد ۱۰۲
- تصدیق منجانب: مفتی شبیر صاحب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد ۱۰۲
- مستقل جواب منجانب: دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد ۱۰۳
- ۶۵۱۶ غیر مدخولہ کو متفرق میں طلاق، پھر اس سے نکاح کی کیا صورت ہے؟ ۱۰۳
- ۶۵۱۷ طلاق بانہ کی ایک صورت ۱۰۴

□	۱۶ / باب الطلاق بالکتابۃ	□
---	--------------------------	---

- ۶۵۱۸ تحریری طلاق کے شرائط ۱۰۷
- ۶۵۱۹ تحریری طلاق نامہ میں شوہر کا اقرار معتبر ہے یا تحریر؟ ۱۰۹
- ۶۵۲۰ شوہر سے زبانی و تحریری جبراً طلاق لینے میں فرق کی وجہ ۱۱۰
- ۶۵۲۱ بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق دینے کے بعد تحریری طلاق دینا ۱۱۲
- ۶۵۲۲ موبائل پر بیوی کو پیج کے ذریعہ سے طلاق دینا ۱۱۲
- ۶۵۲۳ تحریری طلاق ۱۱۴
- ۶۵۲۴ تحریری طلاق کا حکم ۱۱۵
- ۶۵۲۵ تحریری طور پر طلاق دینا ۱۱۷
- ۶۵۲۶ حالت حمل میں تحریری طلاق دینا ۱۱۹
- ۶۵۲۷ ”میں..... کو طلاق دیتا ہوں“ بیوی کو لکھ کر دینے سے طلاق ۱۱۹
- ۶۵۲۸ تحریری طلاق کی ایک صورت ۱۲۰
- ۶۵۲۹ بیوی کے سامنے تحریری طلاق دینا ۱۲۲
- ۶۵۳۰ بیوی کے سامنے بیٹھ کر طلاق لکھ کر دیدی، مگر زبان سے کچھ نہیں کہا ۱۲۳
- ۶۵۳۱ بیوی کے سامنے طلاق طلاق طلاق لکھنا ۱۲۴

- ۶۵۳۲ تحریری طلاق ۱۲۵
- ۶۵۳۳ ڈرانے دھمکانے کے لئے بیوی کو پرچہ میں لکھ کر طلاق دینا ۱۳۱
- ۶۵۳۴ ”ہم دونوں بخوشی ایک دوسرے سے الگ ہو رہے ہیں“ لکھنے کا حکم ۱۳۲
- ۶۵۳۵ طلاق کے صریح الفاظ لکھوانے کے بعد کنائی الفاظ لکھوانا ۱۳۳
- ۶۵۳۶ موکل نے ایک طلاق دی اور وکیل نے تین لکھ دی تو کتنی واقع ہوئیں؟ ۱۳۴
- ۶۵۳۷ وکیل ایک طلاق کی جگہ تین لکھ دے تو کیا حکم ہے؟ ۱۳۶
- ۶۵۳۸ وکیل کا موکل کی نیت کے خلاف طلاق نامہ میں تین طلاق لکھنا ۱۳۷
- ۶۵۳۹ بیوی کے نام طلاق نامہ ارسال کرانا ۱۳۹
- ۶۵۴۰ بذریعہ خط طلاق دینا ۱۴۰
- ۶۵۴۱ بذریعہ خط طلاق دینا ۱۴۲
- ۶۵۴۲ ”میں نے تم کو رو برد و گواہان طلاق دیدی“ لکھی رجسٹری کا حکم ۱۴۴
- ۶۵۴۳ طلاق کا نوٹس بھیجنے سے وقوع طلاق کا حکم ۱۴۵
- ۶۵۴۴ طلاق کا نوٹس بھیجنے سے وقوع طلاق کا حکم ۱۴۷
- ۶۵۴۵ طلاق نامہ لکھوا کر بھجوانے کا حکم ۱۴۸
- ۶۵۴۶ مکرہ کی طلاق یا کتابت کا حکم ۱۵۰
- ۶۵۴۷ ایک طلاق دینے کے بعد طلاق نامہ لکھنا ۱۵۲
- ۶۵۴۸ اسٹامپ پیپر پر طلاق لکھ کر بھیجنا ۱۵۳
- ۶۵۴۹ بخوشی یا بحالت اکراہ لکھ کر طلاق دینا ۱۵۴
- ۶۵۵۰ نوٹس طلاق کی شرعی حیثیت ۱۵۵
- ۶۵۵۱ طلاق کا نوٹس بھیجنا ۱۵۷
- ۶۵۵۲ ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے طلاق نامہ سے طلاق کا حکم ۱۵۸

- ۶۵۵۳ بغیر تحقیق کے دوسرے ملک سے طلاق لکھ کر بھیجنے سے طلاق ۱۶۰
- ۶۵۵۴ رجسٹری طلاق نامہ پر لڑکی کے دستخط کرنے سے طلاق کا حکم ۱۶۱
- ۶۵۵۵ کیا طلاق نامہ پڑھے بغیر دستخط کرنے سے طلاق ہو جائے گی؟ ۱۶۲
- ۶۵۵۶ الگ کرنے کی نیت سے طلاق نامہ پر دستخط کرنا ۱۶۴
- ۶۵۵۷ طلاق نامہ کو لکھوانے اور سن کر اس پر دستخط کرنے سے طلاق کا حکم ۱۶۶
- ۶۵۵۸ اسٹامپ پیپر پر جبراً انگوٹھا لگوانے سے طلاق کا حکم ۱۶۹
- ۶۵۵۹ تحریری طور پر طلاق دے کر انکار کرنا ۱۷۰
- ۶۵۶۰ لڑکا طلاق نامہ کا منکر ہو تو کیا حکم ہے؟ ۱۷۱
- ۶۵۶۱ وکیل نے طلاق نامہ لکھا اور شوہر طلاق کا منکر ہے ۱۷۲
- ۶۵۶۲ بیوی کے طلاق کا انکار کرنے سے طلاق کا حکم ۱۷۴
- ۶۵۶۳ شوہر سے لاعلمی میں طلاق نامہ پر دستخط کروانا ۱۷۵
- ۶۵۶۴ فرضی طلاق نامہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ۱۷۶
- ۶۵۶۵ غیر شوہر کا فرضی طلاق نامہ معتبر نہیں ۱۷۸
- ۶۵۶۶ شوہر کی طرف فرضی طلاق نامہ منسوب کر کے طلاق دلوانا ۱۷۹
- ۶۵۶۷ سادہ کاغذ پر محض انگوٹھا لگانے سے طلاق کا حکم ۱۸۱
- ۶۵۶۸ دھمکی دے کر خالی اسٹامپ پر دستخط کروانے سے طلاق ۱۸۲
- ۶۵۶۹ والد نے بغیر لڑکے کی اجازت کے طلاق نامہ لکھوایا ۱۸۳
- ۶۵۷۰ طلاق نامہ دینے سے طلاق کا حکم ۱۸۵
- ۶۵۷۱ طلاق نامہ لکھوا کر والد کو دینے سے طلاق کا حکم ۱۸۶
- ۶۵۷۲ دھمکی دے کر طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق کا حکم ۱۸۷
- ۶۵۷۳ طلاق نامہ لکھوانے سے وقوع طلاق کا حکم ۱۸۸

- ۶۵۷۴ طلاق نامہ لکھنے سے طلاق کا حکم ۱۹۰
- ۶۵۷۵ زبردستی طلاق نامہ لکھوانا ۱۹۲
- ۶۵۷۶ طلاق نامہ کی تفصیل بتائے بغیر شوہر کے اس پر دستخط لینا ۱۹۴
- ۶۵۷۷ طلاق نامہ پر دستخط کرنے کی شرعی حیثیت ۱۹۵
- ۶۵۷۸ زبان سے طلاق دینے بغیر طلاق نامہ پر دستخط لینے سے عدم وقوع طلاق ۱۹۷
- ۶۵۷۹ پولیس کے دباؤ سے طلاق نامہ پر دستخط ۱۹۸
- ۶۵۸۰ طلاق نامہ پر دباؤ ڈال کر دستخط کرانا ۲۰۰
- ۶۵۸۱ شوہر سے اس کی مرضی کے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کرانا ۲۰۱
- ۶۵۸۲ طلاق نامہ پر زبردستی انگوٹھا لگوانا ۲۰۲
- ۶۵۸۳ طلاق نامہ پر جبراً دستخط کرانے کے بعد زبانی طلاق کہلوانا ۲۰۳
- ۶۵۸۴ طلاق نامہ پر دستخط کرنا ۲۰۵
- ۶۵۸۵ طلاق نامہ پر زبردستی دستخط کرانے کا حکم ۲۰۷
- ۶۵۸۶ طلاق نامہ پر بغیر پڑھے ہوئے شوہر کا دستخط کرنا ۲۰۸
- ۶۵۸۷ طلاق نامہ پر بخوشی دستخط کرنا ۲۰۹
- ۶۵۸۸ تحریری طلاق بائن ۲۱۰
- ۶۵۸۹ نوٹس کے ذریعہ سے بیوی کو تین طلاق لکھ کر دینا ۲۱۱
- ۶۵۹۰ طلاق ثلاثہ کی رجسٹری کرنا ۲۱۲
- ۶۵۹۱ بذریعہ خط طلاق دینے کے بعد زبانی تین طلاق کا اقرار ۲۱۴
- ۶۵۹۲ اسٹامپ پر سہ طلاق دے کر آزاد کر دیا لکھ کر بیوی کو دینا ۲۱۶
- ۶۵۹۳ تحریراً تین طلاق دینا ۲۱۷
- ۶۵۹۴ بیوی کو تحریری تین طلاق دینا ۲۱۹

۶۵۹۵	تحریری طلاق مغلطہ	۲۲۲
۶۵۹۶	غصہ میں کاغذ پر تین طلاق لکھنے کا حکم	۲۲۳
۶۵۹۷	شوہر کا بیوی کو طلاق کا پرچہ دینا اور بیوی کا نہ لینا	۲۲۵
۶۵۹۸	شوہر سے جبراً طلاق کا املاء کرانا	۲۲۶
۶۵۹۹	طلاق دے کر اور طلاق کے کلمات ادا کر کے زوجیت سے الگ کر دیا لکھوانے کا حکم	۲۲۹

□	۱۷/ باب الطلاق الثلاث	□
---	-----------------------	---

۶۶۰۰	ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں	۲۳۱
۶۶۰۱	ایک مجلس کی تین طلاق تین ہیں یا ایک؟	۱۳۴
○	جواب من جانب حضرت مفتی صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد	۲۳۷
۶۶۰۲	ایک مجلس کی تین طلاق کا حکم	۲۳۹
۶۶۰۳	ایک مجلس کی تین طلاق کا ثبوت حدیث شریف سے	۲۴۱
۶۶۰۴	ایک مجلس کی تین طلاق کا حکم	۲۴۳
۶۶۰۵	چاروں ائمہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہیں	۲۴۵
۶۶۰۶	ایک مجلس کی تین طلاق تین ہیں ایک نہیں	۲۴۷
۶۶۰۷	ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے بعد غیر مقلد کے فتویٰ پر عمل کرنا	۲۵۱
۶۶۰۸	غیر مقلد کے فتویٰ سے مطلقہ ثلاثہ حلال نہ ہوگی	۲۵۳
۶۶۰۹	حنفی مذہب ہونے کی حالت میں تین طلاق دے کر غیر مقلدیت کو اپنانا	۲۵۵
۶۶۱۰	کیا علماء احناف نے ایک مجلس کی تین طلاق میں غیر مقلدین کے مسلک پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے؟	۲۵۶
۶۶۱۰	ایک مجلس کی تین طلاق کا تحقیقی جائزہ	۲۵۹

- حضرت حسن بن علیؑ کی روایت اور واقعہ ۲۶۰
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف غلط نسبت ۲۶۲
- بغیر ہمبستری کے حلالہ معتبر نہیں ۲۶۵
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ۲۶۸
- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ۲۶۸
- حدیث رکنا سے متعلق روایات کا جائزہ ۲۶۹
- حضرت رکنا کے واقعہ میں حدیث شریف کا صحیح مطلب ۲۷۰
- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ۲۷۴
- متعدد صحابہ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ ۲۷۵
- ۶۶۱۱ جھوٹ بول کر فتویٰ لینے سے بیوی حلال نہیں ہوتی ۲۷۸
- ۶۶۱۲ تین طلاق دینے کا مسنون طریقہ ۲۷۹
- ۶۶۱۳ ایک ایک کر کے تین طلاق دینا ۲۸۰
- ۶۶۱۴ یکے بعد دیگرے تین طلاق دینا ۲۸۲
- ۶۶۱۵ ایک طلاق کے بعد و طلاق دینا ۲۸۳
- ۶۶۱۶ طلاق ثلاثہ ۲۸۵
- ۶۶۱۷ تین طلاق ۲۸۶
- ۶۶۱۸ تین طلاق کا حکم ۲۸۷
- ۶۶۱۹ طلاق مغالظہ ۲۹۰
- ۶۶۲۰ طلاق ثلاثہ سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب ۲۹۲
- جواب منجانب: مفتی عزیز الرحمن صاحب مدرسہ عربیہ امدادیہ ۲۹۳
- جواب منجانب: درالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد ۲۹۴

- ۶۶۲۱ طلاق ثلاثہ اور میرا کوئی خدا نہیں کہنے کا حکم ۲۹۶
- ۶۶۲۲ تین مرتبہ طلاق دیدی واقع ہوئیں یا نہیں؟ ۲۹۸
- ۶۶۲۳ ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق دینا ۲۹۹
- ۶۶۲۴ میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں ۳۰۰
- ۶۶۲۵ تنہائی میں طلاق ثلاثہ دینا ۳۰۱
- ۶۶۲۶ ڈرانے کی نیت سے طلاق مغلطہ دینا ۳۰۲
- ۶۶۲۷ شوہر اقرار کرے کہ میں نے تم کو ڈرانے کے لئے تین طلاق دیں ۳۰۳
- ۶۶۲۸ ڈرانے کے لئے تین طلاق دینے سے وقوع طلاق ۳۰۴
- ۶۶۲۹ اپنے گھر والوں سے ڈر کر بیوی کو تین طلاق دینا ۳۰۵
- ۶۶۳۰ محض تین طلاق کا اقرار کرنے سے طلاق کا حکم ۳۰۶
- ۶۶۳۱ تین طلاق کے اقرار کرنے کا حکم ۳۰۹
- ۶۶۳۲ شوہر کا تین مرتبہ طلاق کا اقرار کرنا ۳۱۰
- ۶۶۳۳ تین طلاق کا اقرار کرنے کے بعد ایک کا انکار کرنا ۳۱۱
- ۶۶۳۴ میں اپنے ہوش و حواس میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں تین مرتبہ کہا ۳۱۲
- ۶۶۳۵ میں تجھے طلاق دے رہا ہوں کہنے سے طلاق ۳۱۴
- ۶۶۳۶ ایک طلاق کے بعد شوہر نے کہا ”میں نے تیسری طلاق دی“ ۳۱۵
- ۶۶۳۷ ایک اور دو طلاق دی اور ایک دو طلاق کا حکم ۳۱۶
- ۶۶۳۸ ۲/۳ میں نے طلاق دی ۳۱۸
- ۶۶۳۹ میں نے مینا کو ۲/۳ ردی ۳۱۹
- ۶۶۴۰ ایک دو تین میں تم کو طلاق دے رہا ہوں ۳۲۰
- ۶۶۴۱ ایک دو تین دیا، جواب سے طلاق کا حکم ۳۲۱

- ۶۶۴۲ ایک طلاق دو طلاق، دل سے طلاق کہنے سے تین طلاق کا وقوع ۳۲۲
- ۶۶۴۳ ایک بارد و بار تین بار طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں ۳۲۳
- ۶۶۴۴ طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر زوجیت سے الگ کرنا ۳۲۴
- ۶۶۴۵ عورت کو چالیس دنوں کے لئے تین طلاق ۳۲۵
- ۶۶۴۶ تین مواضع میں الگ الگ تین طلاق دینا ۳۲۶
- ۶۶۴۷ حالت نشہ میں تین مرتبہ تم کو چھوڑ دیا کہنا ۳۲۷
- ۶۶۴۸ نشہ کی حالت میں حاملہ بیوی کو تین طلاق دینے کا شرعی حکم ۳۲۹
- ۶۶۴۹ جنونی حالت میں کہنا ”میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی“ ۳۳۱
- ۶۶۵۰ دماغی توازن کمزور ہونے کی بنا پر تین طلاق دینا ۳۳۳
- ۶۶۵۱ جنونی کیفیت میں تین طلاق دینا ۳۳۴
- فتویٰ نمبر: الف ۸۱۶۶۳۷ سے متعلق مفتی عزیز الرحمن بجنوری کا جواب ۳۳۵
- مذکورہ طلاق سے متعلق مستفتی کا اقرار اور بیان ۳۳۵
- جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد ۳۳۶
- ۶۶۵۲ غصہ میں تین طلاق دینا ۳۳۷
- ۶۶۵۳ غصہ کی حالت میں تین طلاق دینا ۳۳۹
- ۶۶۵۴ میں نے اور میرے خدا نے طلاق دی، تین مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم ۳۴۱
- ۶۶۵۵ شدید غصے میں یہ کہنا ”خدا کو حاضر و ناظر کر کے تم کو تین طلاق دیتا ہوں“ ۳۴۲
- ۶۶۵۶ غصہ میں تیرے اوپر تین کہنے کا حکم ۳۴۳
- ۶۶۵۷ دھمکانے کے لئے غصہ کی حالت میں تین طلاق دینے کا حکم ۳۴۶
- ۶۶۵۸ حالت غصہ میں دی گئی تین طلاق کا حکم ۳۴۸
- ۶۶۵۹ حالت غضب میں بیک وقت تین طلاق دے کر عدول عن المذہب کرنا ۳۵۰

- ۶۶۶۰ حالت حمل میں تین طلاق کا وقوع ۳۵۲
- ۶۶۶۱ ایام حیض میں تین مرتبہ طلاق دینا ۳۵۴
- ۶۶۶۲ حالت حیض میں تین طلاق ۳۵۵
- ۶۶۶۳ ”لے لے تو طلاق“ تین مرتبہ کہنا ۳۵۶
- ۶۶۶۴ شوہر نے تین طلاق دیں اور بیوی نے نہیں سنا تو ۳۵۷
- ۶۶۶۵ کیا بیوی کے سننے بغیر شوہر کے اقرار سے طلاق واقع ہو جائے گی؟ ۳۵۸
- ۶۶۶۶ بیوی کی عدم موجودگی میں تین طلاق ۳۵۹
- ۶۶۶۷ بیوی اور گواہوں کی عدم موجودگی میں تین طلاق ۳۶۰
- ۶۶۶۸ بیوی کا نام لئے بغیر ”طلاق، طلاق، طلاق“ کہنا ۳۶۱
- ۶۶۶۹ بیوی کا نام لے کر تین مرتبہ طلاق دینا ۳۶۳
- ۶۶۷۰ بیوی کی طرف اشارہ کر کے تین طلاق دینا ۳۶۳
- ۶۶۷۱ بیوی کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے تین طلاق دینا ۳۶۶
- ۶۶۷۲ شوہر کا تین مرتبہ طلاق دینا اور بیوی کا نہ لینا ۳۶۷
- ۶۶۷۳ میں نے تجھے طلاق دی، تین مرتبہ کہنا اور بیوی کا ہر مرتبہ انکار کرنا ۳۶۸
- ۶۶۷۴ بیوی صرف ایک طلاق کا اقرار کرے تو کیا حکم ہے؟ ۳۶۹
- ۶۶۷۵ فون پر نشہ کی حالت میں تین طلاق دینا ۳۷۰
- ۶۶۷۶ فون پر تین طلاق دیدیں ۳۷۲
- ۶۶۷۷ فون پر تین طلاق دینا ۳۷۳
- ۶۶۷۸ دو طلاق کے بعد پھر فون پر تیسری طلاق ۳۷۵
- ۶۶۷۹ فون پر تین طلاق دینے کا اقرار کرنا ۳۷۶
- ۶۶۸۰ شوہر کا میں نے تم کو آزاد کیا تین بار کہنا ۳۷۹

- ۶۶۸۱ ”آزاد کرتا ہوں“ تین مرتبہ کہنے سے طلاق مغلطہ ۳۸۱
- ۶۶۸۲ بیوی کے مطالبہ پر شوہر کا تین طلاق دینا ۳۸۲
- ۶۶۸۳ بیوی کے مطالبہ پر ”جا میں نے تجھے طلاق دی“ تین مرتبہ کہنا ۳۸۳
- ۶۶۸۴ بیوی کے اصرار پر شوہر کا تین طلاق دینا ۳۸۵
- ۶۶۸۵ مطالبہ پر طلاق ثلاثہ دینے کی صورت میں عدت، مہر اور جہیز کا حکم ۳۸۶
- ۶۶۸۶ طلاق کے مسلسل مطالبہ پر شوہر کا ”دی“ کہنا ۳۸۸
- ۶۶۸۷ ”میں نے تجھے طلاق دی“ تین مرتبہ کہنے سے طلاق ۳۸۹
- ۶۶۸۸ لفظ ایک دو تین سے طلاق کا حکم ۳۹۰
- ۶۶۸۹ بیوی کو مخاطب کر کے تین مرتبہ طلاق دینا ۳۹۲
- ۶۶۹۰ بیوی کو زبانی تین طلاق دینا ۳۹۳
- ۶۶۹۱ ”میں نے اس کو طلاق دی“ تین مرتبہ کہنا ۳۹۴
- ۶۶۹۲ جب آپ لوگ کہہ رہے ہیں، تو میں تینوں طلاق دے رہا ہوں کہنے کا حکم ۳۹۵
- ۶۶۹۳ بھابھی کی موجودگی میں تین طلاق ۳۹۷
- ۶۶۹۴ دو گواہوں کے رو برو تین طلاق دینا ۳۹۸
- ۶۶۹۵ دو گواہوں کی موجودگی میں تین طلاق دینا ۴۰۰
- ۶۶۹۶ شوہر کا گواہوں کے سامنے تین بار تم کو طلاق دی کہنا ۴۰۲
- ۶۶۹۷ چار آدمیوں کے سامنے تین طلاق دینا ۴۰۴
- ۶۶۹۸ ۱۰/۱۲ آدمیوں کے سامنے تین طلاق دینا ۴۰۵
- ۶۶۹۹ مجمع عام میں تین طلاق دینا ۴۰۶
- ۶۷۰۰ تین جھگڑوں میں میں نے تمہیں طلاق دیدی کہنے سے طلاق ۴۰۷
- ۶۷۰۱ جھگڑے کے دوران تین مرتبہ طلاق دینا ۴۰۷

- ۶۷۰۲ کیا تیری ماں میری ماں ہے، طلاق، طلاق، طلاق ۴۰۸
- ۶۷۰۳ بلانیت تین طلاق دینا ۴۰۹
- ۶۷۰۴ نیت کئے بغیر تین مرتبہ طلاق دینا ۴۱۰
- ۶۷۰۵ جائیں نے تجھے تین طلاق دیں ۴۱۱
- ۶۷۰۶ ”تمہیں تین دفعہ طلاق دیدی“ سے طلاق مغلطہ ۴۱۳
- ۶۷۰۷ ”طلاق دیتا ہوں“ تین مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم ۴۱۴
- ۶۷۰۸ طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے ۴۱۵
- ۶۷۰۹ میں تجھے تین بار طلاق طلاق طلاق دیدوں ۴۱۶
- ۶۷۱۰ طلاق دی، دی، دی، دی، دی، دی سے طلاق ۴۱۷
- ۶۷۱۱ طلاق دی، طلاق، طلاق، پھر طلاق دی جا طلاق دی ۴۱۸
- ۶۷۱۲ طلاق دی، طلاق، طلاق سے قضاء تین طلاق ۴۲۰
- ۶۷۱۳ ”تجھے طلاق، طلاق، طلاق“ سے طلاق مغلطہ ۴۲۱
- ۶۷۱۴ میں تمہیں طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں ۴۲۲
- ۶۷۱۵ شوہر کا ”طلاق، طلاق، طلاق“ کہنا ۴۲۳
- ۶۷۱۶ ”تجھے طلاق دوں گا“ کے بعد ”دی، دی، دی“ کہنے سے طلاق مغلطہ ۴۲۴
- ۶۷۱۷ طلاق دی، دی، دی“ کہنے کا حکم ۴۲۵
- ۶۷۱۸ ”تجھے طلاق دی، دی، دی“ سے طلاق مغلطہ ۴۲۶
- ۶۷۱۹ ”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ سے طلاق مغلطہ ۴۲۷
- ۶۷۲۰ میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی میں نے طلاق، تو اب کیا کہتی ہے ۴۲۸
- ۶۷۲۱ لو بھائی طلاق، طلاق، طلاق ۴۲۹
- ۶۷۲۲ ایک طلاق دو طلاق بائن ۴۳۱

- ۶۷۲۳ دو طلاق کے بعد کہا ”میں نے تیرا حساب چکتا کر دیا“ ۴۳۲
- ۶۷۲۴ طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں ۴۳۳
- ۶۷۲۵ دو مرتبہ آزاد اور ایک مرتبہ لفظ طلاق کہنا ۴۳۴
- ۶۷۲۶ دو مرتبہ ”میں نے تجھے طلاق دی“ اور تیسری مرتبہ صرف ”طلاق دی“ کہنا ۴۳۵
- ۶۷۲۷ ”طلاق، طلاق، تجھے طلاق“ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو ۴۳۶
- ۶۷۲۸ دو طلاق دینا یاد ہے؛ لیکن تیسری کا دھیان نہیں ۴۳۷
- ۶۷۲۹ تین طلاق دینے کے بعد شوہر کے والدین کا طلاق نہ ماننا ۴۳۹
- ۶۷۳۰ ساس کی وجہ سے بیوی کو تین طلاق دینا ۴۴۰
- ۶۷۳۱ طیش میں آکر ”اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ کہنا ۴۴۱
- جواب منجانب: دارالعلوم دیوبند ۴۴۲
- جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد ۴۴۲
- ۶۷۳۲ تیز بخار کی غفلت میں تین طلاق دینا ۴۴۳
- ۶۷۳۳ بہری بیوی کو تین طلاق دینا ۴۴۴
- ۶۷۳۴ کالی کو تین طلاق کہنے سے دو بیویوں میں سے کس پر طلاق واقع ہوگی؟ ۴۴۶
- ۶۷۳۵ ایک ساتھ دو بیویوں کو طلاق دینے کا حکم ۴۴۷
- ۶۷۳۶ زبانی طلاق مغلطہ دینے کے بعد تحریری طلاق دینا ۴۴۹
- ۶۷۳۷ بدکار عورت کو تین طلاق دینا ۴۵۰
- ۶۷۳۸ بیوی کی بدتمیزی کی وجہ سے شوہر کا تین طلاق دینا ۴۵۱
- ۶۷۳۹ دباؤ میں آکر تین طلاق دینا ۴۵۳
- ۶۷۴۰ وکیل کے دباؤ پر تین مرتبہ طلاق دینا ۴۵۴
- ۶۷۴۱ بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر خاموش رہے تو کیا حکم ہے؟ ۴۵۵

- ۶۷۴۲ غیر ارادی طور پر تین طلاق منہ سے نکلنے پر وقوع طلاق ۴۵۷
- ۶۷۴۳ تین طلاق کے بہانے سے سائل کو گھر پر بلانا ۴۵۸
- ۶۷۴۴ غیر مدخول بہا کو ”تین طلاق دی یادیتا ہوں“ کہنے کا حکم ۴۶۰
- ۶۷۴۵ قبل الخلو تین طلاق دینے کے احکام ۴۶۱
- ۶۷۴۶ غیر مدخول بہا کو تین طلاق کے بعد بلا حلالہ نکاح کا عدم جواز ۴۶۳
- ۶۷۴۷ غیر کفو میں نکاح کے بعد تین طلاق دی، بلا حلالہ دوبارہ نکاح کا عدم جواز ۴۶۴
- ۶۷۴۸ بیوی تین کا دعویٰ کرتی ہے، شوہرا نکار کرتا ہے ۴۷۰
- ۶۷۴۹ لفظ طلاق کئی مرتبہ بول کر تاکید مراد لینا ۴۷۱
- ۶۷۵۰ تین طلاق دے کر یہ کہنا کہ ہمیں تم سے محبت ہے ہزار مرتبہ طلاق دوں
تب بھی واقع نہ ہوگی ۴۷۲
- ۶۷۵۱ تین چار سال میں کئی مرتبہ طلاق دینا ۴۷۳
- ۶۷۵۲ فون پر کئی مرتبہ طلاق دینے کا حکم ۴۷۵
- ۶۷۵۳ بار بار ”طلاق دی“ کہنا ۴۷۶
- ۶۷۵۴ شوہر کا بیوی کو متعدد بار طلاق دینا ۴۷۷
- ۶۷۵۵ ہوش و حواس میں تین مرتبہ سے زائد طلاق دینا ۴۷۹
- ۶۷۵۶ تین سے زائد مرتبہ طلاق دینا ۴۸۰
- ۶۷۵۷ تین مرتبہ سے زائد چھوڑ دیا کہنا ۴۸۱
- ۶۷۵۸ ”میں نے تجھے طلاق دی“ چار مرتبہ کہنا ۴۸۳
- ۶۷۵۹ یکبارگی تین چار بار طلاق دینا ۴۸۴
- ۶۷۶۰ ”میں نے تجھے چھوڑ دی“ تین چار بار کہنے سے طلاق مغلط ۴۸۵
- ۶۷۶۱ طلاق، طلاق، طلاق، طلاق سے طلاق کا حکم ۴۸۶

- ۶۷۶۲ دو طلاق دینے کے بعد پھر ۲ ماہ بعد دو طلاق دینا ۴۸۸
- ۶۷۶۳ دو مرتبہ دو، دو کر کے چار طلاق دینا ۴۸۹
- ۶۷۶۴ چار طلاق کی شرعی حیثیت ۴۹۲
- ۶۷۶۵ چار بار طلاق دے کر آپس میں معافی مانگنا ۴۹۳
- ۶۷۶۶ بیوی کے مطالبہ پر چار مرتبہ طلاق دینا ۴۹۴
- ۶۷۶۷ چار مرتبہ طلاق دینا ۴۹۵
- ۶۷۶۸ بیوی کو مخاطب کر کے چار مرتبہ طلاق دینا ۴۹۷
- ۶۷۶۹ جھگڑے کی حالت میں چار مرتبہ طلاق دینا ۴۹۸
- ۶۷۷۰ دو طلاق دینے کے بعد بہن کے کہنے پر دو اور دینا ۴۹۹
- ۶۷۷۱ میں نے ان کو طلاق دیدی ۴/۵ مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم ۵۰۰
- ۶۷۷۲ ”میں نے تجھے طلاق دی“ چار مرتبہ کہنے سے طلاق ۵۰۲
- ۶۷۷۳ چار پانچ بار طلاق دی؛ لیکن لڑکی نے نہیں سنا ۵۰۴
- ۶۷۷۴ پانچ چھ مرتبہ طلاق ۵۰۵
- ۶۷۷۵ ”میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی“ چھ مرتبہ کہنا ۵۰۶
- ۶۷۷۶ دو مرتبہ تین تین دفعہ طلاق دینے کا حکم ۵۰۷
- ۶۷۷۷ جھگڑے کے دوران سات مرتبہ طلاق دینا ۵۰۹
- ۶۷۷۸ سات مرتبہ طلاق دینا ۵۱۰
- ۶۷۷۹ آٹھ طلاق دینا ۵۱۱
- ۶۷۸۰ آٹھ نو مرتبہ طلاق کے بعد کہنا طلاق نہیں ہوئی ۵۱۲
- ۶۷۸۱ نشہ کی حالت میں آٹھ نو بار طلاق دینا ۵۱۳
- ۶۷۸۲ تم کو تین طلاق ہی نہیں بلکہ نو طلاق کہنے کا حکم ۵۱۴

- ۶۷۸۳ جاتھے طلاق، طلاق دس مرتبہ کہنا ۵۱۵
- ۶۷۸۴ جتھے طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق دس مرتبہ کہنا ۵۱۶
- ۶۷۸۵ یکبارگی دسیوں بار طلاق دینا ۵۱۸
- ۶۷۸۶ جنون کے عالم میں دس گیارہ مرتبہ طلاق دینا ۵۱۹
- ۶۷۸۷ لاتعداد طلاق، طلاق، طلاق، کہنا ۵۲۰
- ۶۷۸۸ سینکڑوں بار لفظ طلاق کہنا ۵۲۱
- ۶۷۸۹ شوہر پر مطلقہ ثلاثہ کا مہر، جہیز اور بچی کا خرچہ لازم ہے ۵۲۲
- ۶۷۹۰ طلاق مغلظہ کی صورت میں مہر اور بچوں کا حکم ۵۲۳
- ۶۷۹۱ طلاق کے بعد سامان جہیز، مہر اور زیورات کے تبادلہ کا حکم ۵۲۶
- ۶۷۹۲ کیا مطلقہ ثلاثہ شوہر کے گھر میں رہ سکتی ہے؟ ۵۲۷
- ۶۷۹۳ ”جاتھہ کو تین طلاق“ ۵۲۹

مطلقہ خواتین کے مسائل کا تحقیقی جائزہ

- طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے یا ممنوع؟ ۵۳۱
- طلاق دینے کا حق مرد کو کیوں؟ ۵۳۲
- کن حالات میں عورت کو طلاق دی جائے؟ ۵۳۶
- طلاق دینا کب واجب ہوتا ہے؟ ۵۳۷
- طلاق دینا کب مستحب اور مستحسن ہوتا ہے؟ ۵۳۸
- طلاق دینا کب مباح ہوتا ہے؟ ۵۳۹
- طلاق دینا کب مکروہ یا حرام ہوتا ہے؟ ۵۴۰
- شوہر پر تعزیر مالی ۵۴۱
- دین مہر کی ادائیگی میں توازن ۵۴۵

- بیوی کو کب مارا جاسکتا ہے؟ ۵۴۸
- بیوی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ ۵۴۹
- اجرت رضاعت ۵۵۰
- زمانہ عدت کا ثبوت و نفقہ ۵۵۱
- متاع یا متعہ کا حکم ۵۵۲
- متعہ کی مستحق کونسی مطلقہ؟ ۵۵۳

طلاق غضبان اور طلاق بدعی کا تحقیقی جائزہ

- مسئلہ نمبر: ۱، طلاق غضبان ۵۶۰
- طلاق مدہوش ۵۶۳
- طلاق غضبان سے متعلق حدیث شریف ۵۶۵
- مسئلہ ۲، طلاق بدعی ۵۶۸
- (۱) طلاق بدعی بالعدد ۵۶۹
- (۲) طلاق بدعی بالزمان ۵۷۰

□	۱۸ / باب الشهادة في الطلاق	□
---	----------------------------	---

- ۲۷۹۴ کیا وقوع طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟ ۵۷۵
- ۲۷۹۵ کیا طلاق میں دو عادل کی گواہی معتبر ہے؟ ۵۷۶
- ۲۷۹۶ شاہدین طلاق کے قائل اور زوجین منکر ۵۷۷
- ۲۷۹۷ گواہ غیر عادل اور زوجین طلاق کے منکر ۵۷۸
- ۲۷۹۸ ایک گواہ طلاق کا مدعی جبکہ شوہر اور دیگر گواہان منکر ۵۷۹
- ۲۷۹۹ شرعی شہادت مفقود ہونے کی صورت میں تعداد طلاق کا فیصلہ کیسے کریں؟ ۵۸۰

- ۶۸۰۰ طلاق کے باب میں ایک گواہ کی گواہی معتبر نہیں ۵۸۲
- ۶۸۰۱ پنچایت کا ایک آدمی کی گواہی پر طلاق مغلطہ کا فیصلہ کرنے کا حکم ۵۸۳
- ۶۸۰۲ جھوٹی گواہی سے طلاق کو ثابت کرنا ۵۸۴
- ۶۸۰۳ بیوی کو تین طلاق کا یقین ہو تو کیا حکم ہے؟ ۵۸۶
- ۶۸۰۴ بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار ۵۸۸
- ۶۸۰۵ شوہر تین طلاق کا منکر ہو اور بیوی اور دیگر لوگ مدعی ۵۹۰
- ۶۸۰۶ شوہر کو طلاق یاد نہ ہو تو بیوی کا قول معتبر ہوگا یا ماں کا؟ ۵۹۱
- ۶۸۰۷ بلا گواہ خلوت کی طلاق کا حکم ۵۹۳
- ۶۸۰۸ بیوی اور گواہوں کی عدم موجودگی میں دی گئی طلاق کا حکم ۵۹۴
- ۶۸۰۹ یاد نہیں کہ ۲ طلاق دی یا ۳ طلاق ۵۹۵
- ۶۸۱۰ بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر ۵۹۶
- ۶۸۱۱ بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟ ۵۹۷
- ۶۸۱۲ طلاق کے سلسلہ میں زوجین کا اختلاف ۵۹۸
- ۶۸۱۳ بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر ۵۹۹
- ۶۸۱۴ عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ ۶۰۰
- ۶۸۱۵ بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر اس کا منکر ہے ۶۰۱
- ۶۸۱۶ بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر طلاق کا منکر ۶۰۲
- ۶۸۱۷ طلاق میں شوہر کی بات معتبر ہوگی یا بیوی کی؟ ۶۰۴
- ۶۸۱۸ فقہی ضابطہ ”المرأة کا لقاضی“ کا مطلب ۶۰۶
- ۶۸۱۹ بیوی نے طلاق کو سنا اور شوہر منکر ہے ۶۰۷
- ۶۸۲۰ بیوی کا طلاق کو سنا اور شوہر انکار کرنا ۶۰۹

- ۶۸۲۱ بیوی نے تین طلاق کو سنا اور شوہر منکر ۶۱۰
- ۶۸۲۲ بیوی تین طلاق کی مدعی ہے اور شوہر منکر ۶۱۲
- ۶۸۲۳ شوہر طلاق ثلاثہ کا منکر اور بیوی مدعیہ ۶۱۳
- ۶۸۲۴ تعداد طلاق کے بارے میں مدعیہ کا بیان شرعی گولہاں ہونے کی صورت میں معتبر ہے ۶۱۴
- ۶۸۲۵ شوہر تین طلاق کا منکر اور بیوی مدعیہ ۶۲۰
- ۶۸۲۶ طلاق کے بارے میں زوجین میں سے کس کے قول کا اعتبار ہے؟ ۶۲۱
- ۶۸۲۷ مطلق اور گواہ کے مابین صیغہ طلاق میں اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہے؟ ۶۲۳
- ۶۸۲۸ شوہر دو طلاق کا اقرار کرے بیوی چار کا ۶۲۴
- ۶۸۲۹ دو مرتبہ طلاق کے بعد مزید ۲ طلاق میں شوہر و بیوی کا اختلاف ۶۲۷
- ۶۸۳۰ تعداد طلاق میں زوجین کا اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہے؟ ۶۲۹
- ۶۸۳۱ تعداد طلاق میں کس کا قول معتبر ہے زوج یا زوجہ کا؟ ۶۳۰
- جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد ۶۳۱
- ۶۸۳۲ بلاگواہ عورت تین طلاق سننے کی مدعیہ اور شوہر منکر ۶۳۲
- ۶۸۳۳ تین طلاق پر بیوی کے پاس کوئی گواہ نہیں ۶۳۳
- ۶۸۳۴ شوہر طلاق کا منکر ہو اور بیوی اقرار کرے تو کیا حکم ہے؟ ۶۳۴
- ۶۸۳۵ تعداد طلاق میں زوجین کا اختلاف ۶۳۶
- ۶۸۳۶ زوجین کے مابین طلاق کے سلسلہ میں اختلاف ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ۶۳۸
- ۶۸۳۷ زوجین کے قول میں اختلاف ہو تو کیا حکم ہے؟ ۶۳۹
- ۶۸۳۸ عدد طلاق کے بارے میں زوجین کا اختلاف ۶۴۱
- ۶۸۳۹ شوہر چار گواہوں کے سامنے طلاق کا اقرار کر کے مکر جانا ۶۴۶
- ۶۸۴۰ شوہر طلاق کا مقرر اور گواہ منکر ہو تو کیا حکم ہے؟ ۶۴۷

- ۶۸۴۱ عورت کے پاس شرعی گواہ موجود ہوں تو شوہر کے قول کا اعتبار نہیں ۶۴۸
- ۶۸۴۲ طلاق کی تعداد یا دنیں ۶۵۰

□	۱۹ / باب الحلالۃ	□
---	------------------	---

- ۶۸۴۳ حلالہ کی تفصیل اور اس کی شرائط ۶۵۲
- ۶۸۴۴ حلالہ کے لئے اسلام شرط ہے ۶۵۴
- ۶۸۴۵ دوبارہ مطلقہ سے نکاح کرنے کی ایسی شکل جس میں محلل اور محللہ مستحق لعنت نہ ہوں ۶۵۵
- ۶۸۴۶ اس نیت سے حلالہ کرنا کہ جماع کے بعد طلاق دیدے گا ۶۵۶
- ۶۸۴۷ شوہر ثانی سے حلالہ میں زبردستی طلاق دلوانا ۶۵۷
- ۶۸۴۸ حلالہ میں مہر کا لزوم اور طلاق دینے کی شرط پر حلالہ ۶۵۹
- ۶۸۴۹ حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے کا حکم ۶۶۰
- ۶۸۵۰ حلالہ کی نیت سے کئے گئے نکاح اور حلالہ کا حکم ۶۶۳
- ۶۸۵۱ طلاق کی شرط کے ساتھ حلالہ کرانا ۶۶۵
- ۶۸۵۲ مطلقہ مغفلہ کا شوہر ثانی سے خلوة کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا ۶۶۶
- ۶۸۵۳ حلالہ شرعی کی صحیح صورت ۶۶۸
- ۶۸۵۴ شرعی حلالہ کا طریقہ ۶۷۰
- ۶۸۵۵ حلالہ شرعی کی صورت ۶۷۲
- ۶۸۵۶ ہمبستری کے بغیر حلالہ نامکمل ہے ۶۷۳
- ۶۸۵۷ حلالہ میں ہمبستری شرط ہے ۶۷۵
- ۶۸۵۸ حلالہ کی صحت کے لئے ہمبستری شرط ہے ۶۷۷

- ۶۸۵۹ حلالہ درست ہونے کے لئے دخول لازم ہے ۶۷۸
- ۶۸۶۰ حلالہ میں صحبت شرط ہے ۶۷۹
- ۶۸۶۱ حلالہ کی ایک صورت ۶۸۱
- ۶۸۶۲ مطلقہ مغلطہ سے دوبارہ نکاح کرنا ۶۸۳
- ۶۸۶۳ مطلقہ ثلاثہ سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا ۶۸۴
- ۶۸۶۴ طلاق ثلاثہ کے بعد بلا حلالہ نکاح جائز نہیں ۶۸۵
- ۶۸۶۵ بغیر حلالہ کے نکاح کرنا ۶۸۶
- ۶۸۶۶ مطلقہ مغلطہ سے بلا حلالہ نکاح درست نہیں ۶۸۷
- ۶۸۶۷ مطلقہ مغلطہ سے بلا حلالہ نکاح کرنا ۶۸۸
- ۶۸۶۸ مطلقہ مغلطہ سے بلا حلالہ نکاح کا حکم ۶۸۹
- ۶۸۶۹ تین طلاق کے بعد کفارہ دینے سے بیوی حلال نہیں ہوتی ۶۹۰
- ۶۸۷۰ بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد بھی اس کے ساتھ زندگی گزارنا ۶۹۳
- ۶۸۷۱ بیوی کو تین طلاق دے کر اس سے رجوع کرنا ۶۹۵
- ۶۸۷۲ مطلقہ مغلطہ کا بلا حلالہ نکاح کرنا ۶۹۶
- ۶۸۷۳ مطلقہ ثلاثہ سابق شوہر کے حق میں اجنبیہ ہے ۶۹۷
- ۶۸۷۴ فالج کی بیمار مطلقہ کو اپنے پاس اس مقصد سے رکھنا کہ اب اس سے کون نکاح کرے گا ۶۹۸
- ۶۸۷۵ طلاق مغلطہ کے بعد دونوں کا ایک ساتھ رہنا ۷۰۰
- ۶۸۷۶ مطلقہ ثلاثہ کا شوہر کے ساتھ رہنا حرام ہے ۷۰۱
- ۶۸۷۷ تین طلاق کے بعد شوہر کے ساتھ رہنا ۷۰۲
- ۶۸۷۸ طلاق ثلاثہ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہنا ۷۰۳

- ۶۸۷۹ مطلقہ مغلطہ سے ۹ رسال تک منکوحہ جیسا تعلق رکھنا ۷۰۵
- ۶۸۸۰ کورٹ کے فیصلہ پر مطلقہ مغلطہ کو ساتھ رکھنا ۷۰۶
- ۶۸۸۱ طلاق مغلطہ کے بعد بیوی کو دوبارہ رکھنا ۷۰۸
- ۶۸۸۲ مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ رکھ لیا دینے پر بھی ہو گئے کیا حکم ہے؟ ۷۰۹
- ۶۸۸۳ حلالہ شرعی کے بغیر مطلقہ ثلاثہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں ۷۱۱
- ۶۸۸۴ مطلقہ مغلطہ بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی ۷۱۲
- ۶۸۸۵ مطلقہ ثلاثہ کو ساتھ رکھنے کی شکل ۷۱۳
- ۶۸۸۶ تین طلاق کے بعد ایک ساتھ رہنے کی شکل ۷۱۵
- ۶۸۸۷ طلاق کے بعد دوبارہ ساتھ رہنے کی شکل ۷۱۶
- ۶۸۸۸ طلاق مغلطہ کے بعد ایک ساتھ رہنے کی صورت ۷۱۷
- ۶۸۸۹ مطلقہ ثلاثہ کو دوبارہ رکھنے کی صورت ۷۱۹
- ۶۸۹۰ مطلقہ مغلطہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانے کا طریقہ ۷۲۰
- ۶۸۹۱ مطلقہ مغلطہ کو دوبارہ اپنی زوجیت میں رکھنے کی صورت ۷۲۲
- ۶۸۹۲ تین طلاق کے بعد بیوی شوہر کے لئے کب حلال ہوگی؟ ۷۲۳
- ۶۸۹۳ تین طلاق کے بعد رجوع کی خواہش کرنا ۷۲۴
- ۶۸۹۴ تین طلاق حلالہ اور جہیز کا حکم ۷۲۵
- ۶۸۹۵ بلا حلالہ مطلقہ ثلاثہ کو رکھنے کا حکم ۷۲۷
- ۶۸۹۶ طلاق کے بعد بیوی کو پاس رکھنے کی شکل ۷۲۹
- ۶۸۹۷ چھ مرتبہ طلاق دینے کے بعد ایک ساتھ رہنے کی شکل ۷۳۰
- ۶۸۹۸ مطلقہ مغلطہ سے حلالہ کے بعد نکاح کرنے کا حکم ۷۳۱
- ۶۸۹۹ شوہر اول کا مطلقہ مغلطہ سے حلالہ کے بعد نکاح کرنا ۷۳۲

- ۶۹۰۰ حلالہ کے بعد مطلقہ ثلاثہ سے پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے ۷۳۴
- ۶۹۰۱ حلالہ کے بعد شوہر اول سے نکاح کرے یا شوہر ثانی سے ۷۳۵
- ۶۹۰۲ حلالہ، مہر فاطمی اور حضانت سے متعلق سوال ۷۳۶



۱۷/بقیۃ کتاب الطلاق

(۱۴) باب الرجعة

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ☆ عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

نباہ کے دشوار ہونے کی صورت میں ایک طلاق رجعی دینا

سوال [۶۴۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا رشتہ ایک جگہ گیا وہاں پر رشتہ منظور ہو گیا، میرے سرکانام منشی سعید ہے، ان کی چار لڑکیاں ہیں، اس میں بڑی والی شادی شدہ ہے اور تین لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں، میرے گھر والوں کو جو لڑکی دکھائی گئی تھی، وہ لڑکی بہت خوبصورت اور قرآن شریف پڑھی لکھی تھی اور دیندار بھی تھی، لڑکا ان تمام باتوں سے لاعلم تھا، لڑکا اپنے بھائی بھادج کے بھروسہ پر تھا کہ جو وہ لوگ کرینگے میرے لئے بہتر کریں گے، لیکن شادی والے دن میرے ساتھ لڑکی کے ماں باپ وغیرہ نے بہت بڑا دھوکا کیا، جو لڑکی ہمارے گھر والوں کو دکھائی گئی تھی اس کو چھپا کر دوسری لڑکی جو کہ بالکل جاہل اور ان پڑھ اور دینداری سے بالکل ناواقف ہے اور قرآن شریف بھی پڑھی ہوئی نہیں ہے، چہرے پر داغ دھبے وغیرہ ہیں، داغ دھبے والی لڑکی سے لاعلمی میں میرا رشتہ ہو گیا ہے جیسا کہ میں نے اپنے گھر والوں سے اس لڑکی کی تعریف سنی تھی، میں نے ایسا بالکل نہیں پایا ہمارے گھر پر لڑکی تقریباً ۲۵ دن رہی اس سے ہم بستر ی بھی ہوئی ہے کچھ دنوں کے بعد جب لڑکی بدلنے کی حقیقت میرے علم میں آئی تو میرا دل اس لڑکی کی طرف

سے پھر گیا اور اب مجھے اس لڑکی سے اور لڑکی کے گھر والوں سے کافی نفرت ہو گئی ہے۔
اب میں یہ چاہتا ہوں کہ قانون شریعت کیا حکم دیتا ہے؟

المستفتی: محمد داؤد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعی لڑکی والوں نے لڑکی دکھانے اور نکاح میں دھوکہ دہی کا معاملہ کیا ہے اور لڑکے کو مذکورہ لڑکی کے ساتھ حدود اللہ کو قائم رکھتے ہوئے زندگی گزارنا دشوار نظر آ رہا ہے، تو لڑکے کو اختیار ہے کہ وہ مذکورہ لڑکی کا مہر ادا کر کے ایک طلاق دے کر علیحدہ کر دے اور کسی مناسب لڑکی سے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزارے۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ جديد مؤسسه علوم القرآن ۱۲/۹، رقم: ۱۸۰۴۰، مصنف عبد الرزاق، كتاب الطلاق، باب وجه الطلاق وهو طلاق البدعة والسنة، المجلس العلمي بيروت ۳۰۲/۶، رقم: ۱۰۹۲۶)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة. وفي الكافي: وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزداد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم. (تاتارخانية، زكريا ۴/۳۷۸، رقم: ۶۴۷۲)

أما الطلاق السني في العدد (إلى قوله) فالأحسن أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر الخ. (فتاوى عالمگیری، قديم زكريا ۱/۳۴۸، جديد زكريا ۱/۴۱۵)
ويجب لوفات الإمساک بالمعروف. (الدر المختار، كراچی ۳/۲۲۹، زكريا ۴/۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۸۵)

نبھاؤ کی شکل نہ بن پارہی ہو، تو ایک طلاق کے ذریعہ علیحدگی کافی ہے

سوال [۶۴۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رخسانہ کے ساتھ نعمت اللہ کا نکاح ہوا، چند مہینوں کے بعد دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی، رخسانہ کسی جگہ نوکری کرتی ہے اور نعمت اللہ بھی دوسری جگہ نوکری کرتا ہے، رخسانہ شادی کے بعد بھی اپنے میکہ میں رہتی ہے، نعمت اللہ کا کہنا ہے کہ تم غیر مرد سے بات چیت نہ کرو، ہاں جو تمہارے آفس کا فون ہو یا آفس کا کوئی آدمی آفس کے کام سے ملتا ہو تو ملو؛ لیکن پردہ ملحوظ رکھو بار بار سمجھانے کے باوجود رخسانہ آفس کے لوگوں کے علاوہ بھی دوسرے لوگوں سے میل جول رکھتی ہے، فون پر بھی بات کرتی ہے اکثر فون بزی ملتا ہے، حد یہ ہے کہ معتبر ذرائع اور خود بھی دیکھا ہے کہ غیر مردوں سے اس طرح گفتگو کر رہی ہے، جو خاص شوہر کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے، نعمت اللہ بات ختم کرتا رہا یہاں تک کہ ایک بچی پیدا ہوگئی، سوچا بچہ کے بعد سدھر جائے گی؛ لیکن اور زیادہ ضد اور تجاوز پر اتر آئی، حد یہ ہے کہ رات کے وقت چھری اور چاقو لے کر نعمت اللہ کو مارنے کا ارادہ کیا؛ جبکہ نعمت اللہ سویا ہوا تھا؛ لیکن بلب کی روشنی ہونے پر اور کچھ آواز کے پیدا ہونے سے بیدار ہو گیا، تو رخسانہ نے کہا آج میں تجھ کو ختم ہی کر دوں تاکہ معاملہ صاف ہو جائے، تو کیا مذکورہ بالا صورت میں شریعت محمدی کے نقطہ نظر سے نعمت اللہ کے لئے رخسانہ کا رکھنا جائز ہے یا طلاق دیدے؟ قرآن و حدیث اور مسلم لاء کے تحت بحوالہ جواب مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: نعمت اللہ، درجنگہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر میاں بیوی کے درمیان نباہ کی شکل نہ بنے تو شوہر کو اختیار ہے کہ شرعی طور پر طلاق دے کر الگ کر دے اور علیحدگی کے لئے تین طلاق

لازم نہیں ہے؛ بلکہ ایک طلاق سے بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور ایک طلاق دے کر چھوڑ دے، عدت گزرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جائے گی، پھر دونوں اپنے اپنے پسند کی شادی کر سکتے ہیں اور اگر دونوں کو سمجھ میں آجائے تو آپس میں شادی کی گنجائش باقی رہے گی۔

عن ابراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ جديد مؤسسه علوم القرآن ۵۱۲/۹، رقم: ۱۸۰۴۰، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي بيروت ۳۰۲/۶، رقم: ۱۰۹۲۶)

أما الأحسن: أن يطلقها واحدة في وقت السنة، ويتركها حتى تنقضي العدة. وفي الكافي: وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزداد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم. (تاتارخانية، زكريا ۳۷۸/۴، رقم: ۶۴۷۲)

أحسن الطلاق في ذوات القرء أن يطلقها طلقه واحدة رجعية في طهر لا جماع فيه ولا طلاق ولا في حيضة طلاق لا جماع ويتركها حتى تنقضي عدتها ثلاث حيضات إن كانت حرة، وإن كانت أمة حيضتان. (بدائع الصنائع بيروت ۱۸۶/۴، زكريا ۱۴۰/۳)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانته. (بدائع الصنائع بيروت ۳۸۷/۴، زكريا ۲۸۳/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۱۰/۱۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹/شوال المکرم ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۶۱)

دو مرتبہ طلاق کے بعد کنائی الفاظ استعمال کرنا

سوال [۶۴۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو ودلاق دی علی الاعلان؛ لیکن نیت ایک ہی طلاق کی تھی غصہ میں اور مجلس کے جوش میں دوبار کہہ دیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں نے اس شخص کو سمجھایا تو اس نے کچھ کنایات کے الفاظ کہے کہ میں اس کو نہیں رکھوں گا، یہ کہیں بھی جائے کچھ بھی کرے، مگر میں اس کو نہیں رکھوں گا، یہاں تک میں بتاؤں قسم کھا جاؤں میں اس عورت کو کسی بھی حال میں نہیں رکھوں گا چاہے دنیا ایک طرف ہو جائے اور چاہے مجھ کو پھانسی دیدی جائے، مگر میں اس عورت کو نہیں رکھوں گا، ایسے اور بھی بہت سے الفاظ کہے، مگر نیت طلاق کی نہیں تھی، یہ سب الفاظ غصہ میں کہے اور یہ ارادہ پورا تھا کہ اس کو اب رکھوں گا نہیں، اس کا حساب و کتاب کر دوں گا؛ بلکہ نہ رکھنے کا ارادہ مکمل تھا، اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں؛ لیکن یہ ارادہ نہیں تھا کہ اس کو ابھی تینوں طلاق دیدوں، پھر جب رات آئی تو بیوی نے شوہر سے معافی مانگی، اس وقت بھی شوہر نے وہی الفاظ کہے کنایات کے جو اوپر لکھے ہیں اور ٹھیک اسی طرح وہ الفاظ کہے کہ میں تجھے نہیں رکھوں گا کہیں بھی جا کچھ بھی کرو غیرہ الفاظ کہے؛ لیکن اس وقت یہ بھی کہا کہ ابھی تک تو دو الفاظ کہے ہیں اور اگر تم زیادہ ضد کرو گی اور جو ایک باقی ہے، وہ کہہ دیا تو بات خراب ہو جائے گی، اس سے اچھا ہے کہ تم خاموش رہو، پھر جب بیوی نے دیکھا شوہر اب کسی طرح مانے گا، ہی نہیں، تو بیوی نے کہا اچھا تم کو نہیں رکھنا ہے، تو پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گی اور بیوی بستر سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اور جان کھونے کی دھمکی دیکر چلی، پھر شوہر نے بیوی کو روکا بیوی شوہر کو لپٹ گئی، شوہر کو کچھ ہمدردی آئی اور بیوی کو معاف کر دیا اور اسی وقت بیوی سے صحبت بھی کی، بیوی حمل سے بھی ہے شوہر کے گھر پر ہی ہے، شوہر نے جہاں جہاں کنایات کے الفاظ ادا کئے ہیں، وہاں پر طلاق کی نیت بالکل نہ تھی؛ بلکہ عورت کو نہ رکھنے اور حساب و کتاب کر کے اس کے گھر روانہ کرنے کا ارادہ مکمل تھا، یہاں تک کہ شوہر نے بیوی کے گھر فون کر کے کہہ دیا کہ تم لوگ چلے آؤ اور اپنا حساب کر لو، میرا اس عورت کے ساتھ اس طرح نہیں نپٹے گا؛ لیکن اب شوہر اس کو رکھنا چاہتا ہے،

بیوی شوہر کے گھر پر ہی ہے، حضرت والا سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ پر غور کر کے بہت جلد جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد شریف ابن صدیق قریشی، ہردوئی (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کو شروع سے اخیر تک پڑھ کر اچھے طریقے سے غور و خوض کیا گیا ہے، اس سوال نامہ کے مطابق مذکورہ واقعہ میں بیوی پر صرف دو طلاق رجعی واقع ہوئی ہیں، جن کا سوال نامہ کے شروع میں تذکرہ ہے اس کے بعد جتنے الفاظ کنایہ استعمال کئے ہیں، ان میں سے کسی سے بھی کوئی دوسری طلاق واقع نہیں ہوئی ہے اور سوال نامہ میں صاف ظاہر ہے کہ ان میں سے کسی لفظ سے اس نے طلاق دینے کی نیت نہیں کی ہے، اس کی دلیل سوال نامہ کا آخری حصہ ہے، اس میں صاف طور پر ذکر ہے کہ دو طلاق دیدی گئی ہیں، اگر زیادہ جھگڑا بڑھ گیا تو جو ایک باقی ہے وہ بھی ہو سکتی ہے، اس لفظ نے مسئلہ کو صاف کر دیا ہے کہ جتنے بھی کنایہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں سے کسی سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے؛ بلکہ پہلے جو دو مرتبہ طلاق دی ہے اس کی خبر دیتے ہوئے ڈانٹ ڈپٹ کر رہا ہے؛ اس لئے مذکورہ واقعہ میں صرف دو طلاق رجعی واقع ہوئی ہیں اور سوال نامہ میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اسی رات دونوں میں ہمبستری بھی ہو گئی ہے، لہذا اس ہمبستری کے ذریعہ سے ساتھ ساتھ رجعت بھی ہو گئی ہے۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها، كقوله أنت طالق، أنت طالق.

(شامی، کتاب الطلاق، باب الصریح، زکریا ۴/۶۳، کراچی ۲/۵۲۲)

والکنايات ثلاث ما يحتمل الرد، أو ما يصلح للسب أولا ولا فنحو

اخر جي واذهبي وقومي. وتحتة في الشامية: وقومي أي من هذا المكان

لينقطع الشر، فيكون رداً. (شامی، زکریا ۴/۸۵۲، ۵۲۹، کراچی ۳/۲۹۸)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة أو اثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرى للبيهقي، كتاب الرجعة، دارالفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱، ۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو اثنتين له أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۴، مختصر القدوري، امداديه ديوبند ۱۷۷، زكريا قديم ۱/ ۴۷۰، جديد ۱/ ۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۱۲/۱۴۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف: ۸۴۰۴/۳۷)

ایک طلاق رجعی

سوال [۶۴۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے لڑکے نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دینے کا لفظ کہا اور وہ مکان سے باہر چلا گیا، یہ بات اس کی بیوی کے سامنے کی ہے اور وہاں کوئی آدمی نہیں تھا اور نہ ہی کوئی برادری پڑوس کا تھا جہاں بیوی کے ساتھ رہتے تھے لڑکی کی ماں تھی۔

اس کے بعد لڑکا اپنی خالہ صاحبہ کے گھر گیا جہاں اس کے ماں باپ موجود تھے اور لڑکے نے اپنی ماں سے کہا میرا فیصلہ کرا جانا، میں نے ان کا فیصلہ کر دیا ہے طلاق کا کوئی ذکر نہیں کیا، باپ اور ماں سے صرف یہ لفظ سنا ہے کہ خدا گواہ ہے آگے جیسے ہو لڑکا باہر جا رہا ہے، ساتھ رہو لڑکی کے رشتہ داروں نے کہا راستہ روک کر کیوں رہے؟ تو کیا کر رہا ہے لڑکے نے کہا اس کا نکاح ماں کے ساتھ ہو گیا، اب وہاں لڑکے کے تایا انیس احمد، رشید احمد نے بات بنائی کہ برادری کے سامنے لڑکے نے ماں پر شہہ کیا ہے، جبکہ اس کی بیوی ان گواہ کے سامنے نہیں ہے،

بیوی کے سامنے کا واقعہ تو اوپر لکھا ہوا ہے، اس کی بیوی کا مکان اور خالہ کا مکان ۱۰۰ گز کے فاصلہ پر ہے، آپ مہربانی فرما کر شریعت کا فیصلہ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: غلام وارث، ٹیکر صاحب، بوتھ ۱۵۰۶، سیکٹر ۳۶ چنڈی گڈھ
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور لڑکے نے صرف ایک مرتبہ طلاق کا لفظ زبان پر جاری کیا ہے اور اس کی خالہ کے گھر جا کر خبر دی ہے کہ اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور تین مرتبہ لفظ طلاق استعمال کرنے پر شرعی یعنی گواہ موجود نہیں ہیں، تو مذکورہ صورت میں بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے، عدت کے اندر رجعت اور بعد عدت نکاح کی گنجائش ہے۔

عن عبد الله و عن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم - إلى قوله - الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو اثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرى للبيهقي، كتاب الرجعة، دار الفكر بيروت ۱۱/ ۲۸۱، ۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

صريحه مالم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتك، وأنت طالق، ومطلقة، ويقع بها واحدة رجعية، وإن نوى خلافا. (تنوير الأبصار مع الدر، كتاب الطلاق، باب الصريح، كوئثہ ۲/ ۴۶۶، کراچی ۳/ ۲۴۷-۲۴۹، زکریا ۴/ ۴۵۷-۴۶۰)
إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، باب الرجعة اشرفي دیوبند ۲/ ۳۹۴، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۰، جدید ۱/ ۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۱۹۳۶)

ایک طلاق رجعی دینا

سوال [۶۴۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام محمد راشد ہے، میری بیوی ناظمہ پروین اپنی ماں کے یہاں رکی ہوئی ہے؛ لہذا میرے بڑے بھائی صبح الدین ان کو سمجھانے گئے، ان کے سمجھانے پر ناظمہ پروین آنے کو راضی ہو گئیں تھیں؛ لیکن کچھ لوگوں کی وجہ سے یہ کام دوسرے دن پر رکھا گیا، دوسرے دن کو جب میں اور میرے بھائی صبح الدین ان کے پاس پہونچے تو وہ آنے کو بالکل راضی نہ ہوئیں بہت سمجھایا؛ لیکن وہ قطعی راضی نہ ہوئیں؛ بلکہ ان کی طرف سے طلاق نامہ تیار ہو گیا جس پر میں محمد راشد نے مجبور ہو کر دستخط کر دیئے اور میں نے ان سے یہ کہا کہ تمہارے کہنے پر صرف ایک مرتبہ لفظ طلاق ادا کر رہا ہوں اور اب بھی شرع میں بہت گنجائش چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر اب بھی تمہارے دماغ میں آجائے تو آجانا۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتا دیجئے کہ اگر ناظمہ پروین آنا چاہیں تو آسکتی ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد راشد، مکمل کاتازہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر طلاق نامہ میں طلاق کی تعداد مذکور نہیں ہے اور محمد راشد نے خط کشیدہ الفاظ بھی کہے ہیں تو راشد کی بیوی پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، اس کو عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کا حق ہے۔

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالب[ؓ]، قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعته حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين.

(السنن الكبرى للبيهقي العدد، باب من قال: الأقراء الحيض، دار الفكر بيروت)

(۱۱/۳۷۷، رقم: ۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطلقية رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها

فی عدتها رضیت بذلک، أو لم ترض. (فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ کوئٹہ ۱/۴۷۰، زکریا ۵۳۳، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۴، مختصر القدوری امدادیۃ دیوبند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ رسال المکرم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۹۰۷)

دو طلاق رجعی

سوال [۶۲۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بھورے علی عمر ساٹھ سال گاؤں کمال پور کے رہنے والے ہیں، جنہوں نے اپنی زوجہ افسری بیگم عمر پچاس سال کو دوبار لفظ طلاق کہا، دو بار طلاق کہنے پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کیا کرنا پڑے گا؛ لہذا آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: معشوق علی کلگھر اڑ پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی جیسی زندگی گزار سکتے ہیں۔

عن عبد الله و عن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير - إلى قوله - الطلاق مرتان، قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق امرأته واحدة أو اثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها.

(سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب الرجعة، دار الفکر بیروت ۱۱/۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها كقوله أنت طالق، أنت طالق الخ

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچی ۳/۵۲، زکریا ۴/۶۳)

أنت طالق، أنت طالق فيقع رجعتان إذا كانت مدخولا بها. (مجمع

الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۱۳/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۶۱۵)

دو طلاق رجعی

سوال [۶۴۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ہماری یعنی میری بیوی کے درمیان بات چیت ہو رہی تھی اور لڑائی چل رہی تھی میں نے اسی دوران کہا کہ میں آج تیرا شام تک فیصلہ کر دوں گا، مجھے کسی کام سے نگیبہ جانا تھا، میری بیوی نے کہا کہ جو کام شام کو کرنا ہے ابھی کر دو، تو میں نے کہا کہ شام تک تو میرے گھر سے چلی جانا ورنہ تیرے اوپر تینوں طلاق اور یہ بھی کہا میں نے تجھے طلاق دی، تو یہاں سے چلی جا، اسی دوران میری بیوی نے میرے منہ پر ہاتھ رکھا اس کے بعد مجھے معلوم نہیں کہ کون سے الفاظ نکلے اور کون سے رہ گئے، میرا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا اور میری بیوی نے یہ بھی کہا تھا کہ ایسے کوئی طلاق آئی ہے، اگر طلاق دینی ہے تو چند آدمیوں کو بلا کر میرا فیصلہ کر دو، اگر تم کو طلاق دینی ہی ہے، اس کے بعد میری بہن آئی اور میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اس کے سامنے کہہ رہا ہوں، میں نے اسے طلاق دیدی ہے، اسے یہاں سے نکال دو، اس کے بعد میں یہ کہہ کر چلا گیا، آدھ گھنٹہ کے بعد میری بیوی گھر سے چلی گئی۔

المستفتی: رحمت اللہ رحمۃ: بندوچیاں، دھام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر یہ واقعہ صبح کے ٹائم کا ہے اور شام سے قبل بیوی

گھر سے چلی گئی ہے، تو شوہر کے الفاظ شام تک گھر سے چلی جاو نہ تیرے اوپر تین طلاق سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۲۰، جدید ۱/۴۸۸)

پھر شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے تجھے طلاق دی، تو یہاں سے چلی جا، اس عبارت میں دو جملے ہیں۔

(۱) میں نے تجھے طلاق دی۔

(۲) تو یہاں سے چلی جا، اول لفظ سے ایک طلاق واقع ہو چکی ہے۔

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة وطلقتك وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/۱۱)

اور ثانی لفظ سے اگر طلاق کی نیت کی ہے، تو اس سے دوسری طلاق واقع ہو چکی ہے۔

اخر جي اذهبي تلزم النية. (شامی، کراچی ۳/۳۰۲، زکریا ۴/۵۳۴)
اور دونوں طلاق اب بابت نہ ہو جائیں گی۔

والبائن يلحق الصريح. (الدر المختار، کراچی ۳/۳۰۶، زکریا ۴/۵۴۰)

اور اگر شوہر نے تو یہاں سے چلی جا کے لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور اول لفظ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے اور بہن کے آنے کے بعد دوبارہ شوہر کا یہ کہنا کہ اس کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ میں نے اسے طلاق دیدی ہے، تو اس عبارت سے مزید ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے۔ اب حاصل یہ ہوگا، تو یہاں سے چلی جا کے لفظ سے اگر طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو کل دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور اگر اس سے طلاق کی نیت کر چکا ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی بغیر حلالہ نکاح بھی صحیح نہ ہوگا۔

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن. (الدر المختار، کراچی ۳/۶۰۳،

زکریا ۴/۵۴۰)

فبحر اخر جي واذهي وقومي (إلى قوله) تتوقف الأقسام الثلاثة على نية.

(الدر المختار، کراچی ۳/۲۹۸، زکریا ۴/۵۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ رذی الحجۃ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۷/۲۷۷)

میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی دو مرتبہ کہنا

سوال [۶۲۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرا اور میرے نسبتی بھائی (سالے) کا جھگڑا ہوا، جس میں کافی مار پیٹ ہوئی میرے کافی چوٹ لگی تھی اور میں غصہ سے پاگل ہو رہا تھا، اس غصہ کی حالت میں میں نے اپنی بیوی کو دوبارہ یہ لفظ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور چوٹ کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر کے بعد ہوش آیا، اس جھگڑے میں بیوی کو کوئی دخل نہیں ہے، میں اور میری بیوی پھر سے ایک ہونا چاہتے ہیں۔ کیا ہم ایک ہو سکتے ہیں، طلاق کے وقت میں بیوی حیض کی حالت میں نہیں تھی اور حمل سے بھی نہیں ہے؟

المستفتی: وحید الدین ولد سعید الدین، عمری کلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کی درج کردہ صورت میں بیوی پر

دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے زن وشوہر کی زندگی گزارنا جائز ہوگا۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ .

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصريح، زکریا ۴/۴۶۳، کراچی ۳/۲۵۲)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعتان إذا كانت مدخولا بها.
(مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۱۳/۲)

أن علي ابن أبي طالب قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعتها،
حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والشتين. (سنن كبرى للبيهقي، باب
من قال الأقراء الحيض، دارالفكر بيروت ۳۷۷/۱۱، رقم: ۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها
في عدتها. (هداية، باب الرجعة اشرفى ديوبند ۳۹۴/۲، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۰،
جديد ۱/۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۶/۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۷۱۹۷)

میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی

سوال [۶۴۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ میں جھگڑے کے وقت بہت زیادہ غصہ میں تھا، میری بیوی جواب
بڑھ چڑھ کر دے رہی تھی، اس حالت میں میں نے کہا جواب بند کرورنہ میں تجھے چھوڑ دوں گا،
بیوی کو بھی غصہ تھا وہ چپ نہ ہو سکی غصہ بڑھتا رہا کہ اس حالت میں میں نے دو مرتبہ کہا کہ
میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، بیوی یہ سن کر زور زور سے رونے لگی
اور مجھ سے معافی مانگنے لگی، پھر میں نے کہا تم نے سنا میں نے کیا کہا وہ قسم کھا کر کہتی ہے کہ
میں نے صرف ایک بار سنا ہے۔

اب بیوی کا روتے روتے برا حال ہے، ایک دوسرے کے دل میں جگہ بھی بہت ہے
اور ہمارے چھوٹے چھوٹے چار بچے بھی ہیں، اب اس حالت میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں

طلاق کے بارے میں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ آپ جس طرح جواب دیں گے مجھے منظور ہے۔

المستفتی: انور، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو مذکورہ صورت میں بیوی پر دو طلاقیں صریح رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر سکتے ہیں۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچی ۳/۵۲، کوئٹہ ۲/۶۸، زکریا ۴/۶۳)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في علتها .

(هداية، باب الرجعة اشرفي دیوبند ۲/۳۹۴، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعتان إذا كانت مدخولا بها.

(مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بیروت ۲/۱۳)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون

عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسك ويراجع

بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها.

(سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب الرجعة، دار الفکر بیروت ۱۱/۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

آئندہ کبھی بھی ایک دفعہ کہے گا، تو بیوی بالکل حرام ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸۹)

تمہاری سالی کو میں نے بد چلنی کی وجہ سے چھوڑ دیا

سوال [۶۴۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری شادی ہوئے تقریباً سترہ سال ہوئے، اس درمیان بیوی کے کچھ بدچلنی کی وجہ سے کئی مرتبہ لڑائی تک کی نوبت آئی اور پھر ایک مرتبہ میں نے اپنی ساس اور سالے کو بلوایا اور ان سے کہا کہ جو اسلام کا قانون ہو یا ہندوستان کا قانون ہو، میرا اس سے پیچھا چھڑاؤ اس بات کا ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور میری بیوی کو ساتھ لے کر چلے گئے، پھر میں اپنے ساڑھو کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تمہاری سالی کو میں نے چھوڑ دیا ہے بدچلنی کی وجہ سے، پھر انہوں نے پوچھا ریحانہ کہاں ہے، میں نے کہا وہ لوگ لے گئے، پھر ایک مرتبہ ایک صاحب کے یہاں اپنے دوست کے ساتھ جانا ہوا، تو ان لوگوں نے پوچھا کیا حال چال ہیں، تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ بیوی نہیں رہی، تو حال چال کیسے تو انہوں نے کہا میں سمجھا نہیں، تو میں نے کہہ دیا کہ میں نے چھوڑ دیا اس کو تو پھر انہوں نے کہا کہ طلاق دیدی تو میں خاموش رہا؛ لیکن میرے دوست نے کہا کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔ خیر اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں کیا میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد رضوان، محلّہ: سعید خاں کا گھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ کا اپنے ساڑھو سے یہ کہہ دینا کہ تمہاری سالی کو میں نے چھوڑ دیا ہے، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھ سکتے ہیں اور بعد میں دوستوں کے پوچھنے پر جو آپ نے میں نے چھوڑ دیا کہا ہے وہ پہلی طلاق کی خبر ہے، اس سے کوئی طلاق نہ ہوگی اور چھوڑ دیا کے لفظ سے طلاق صریح رجعی واقع ہوا کرتی ہے۔

رها كد رم أي سرحتك يقع به الرجعي. (شامی، كتاب الطلاق،

باب الكنایات، كراچی ۳/۲۹۹، زکریا ۴/۵۳۰)

إذا قال الرجل لامرأته بهشتم ترا از زنی فاعلم بأن هذه اللفظة استعمالها أهل خراسان، وأهل العراق في الطلاق، وأنها صريحة عند أبي يوسف

حتى كان الواقع بها رجعياً ويقع بدون النية. وفي الخلاصة وبه أخذ الفقيه أبو الليث وفي التفريد وعليه الفتوى. (هندية، زكريا قديم ۱/۳۷۹، جديد ۱/۴۷/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

یکم ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۲۷/۲۵۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳/۱ھ

بیوی میکہ چلی جائے تو رجعت کیسے کریں؟

سوال [۶۴۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی اور اس کی بیوی اسی دن اس کا گھر چھوڑ کر اپنے میکہ چلی گئی، تو ایسی حالت میں رجعت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ جبکہ لڑکی اپنے میکہ میں ہو اور عدت کی مدت کے اندر اس کے واپس آنے کے آثار نہ ہوں؟

المستفتی: سعید ہمایوں، محلہ: اصلت پورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے ایک طلاق رجعی دی ہے، تو عدت کے اندر اندر جب چاہے رجعت کر کے بیوی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور رجعت کرنے میں بیوی کی رضا مندی لازم نہیں ہے، وہ راضی ہو یا نہ ہو شوہر کو رجعت کا اختیار ہے، اگر عدت کے اندر واپس آنے کے آثار نہ ہوں تو دو چار آدمیوں کے سامنے یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھنے کے لئے رجعت کر لی ہے تاکہ یہ لوگ گواہ رہیں، تو ایسی صورت میں عورت شوہر کے نکاح میں خود بخود قائم رہتی ہے۔ اب وہ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالب[ؓ] قال: إذا طلق الرجل امرأته

فہو أحق برجعتها، حتی تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والشتين.

(سنن کبریٰ للبیہقی، دارالفکر بیروت ۱۱/۳۷۷، رقم: ۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترضى. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳،

ہدایۃ اشرفیہ دیوبند ۲/۳۹۴، مختصر القدوری امدادیہ دیوبند ۱۷۷)

والرجعة أن يقول راجعتك، أو راجعت امرأتي الخ. (ہدایۃ،

اشرفی دیوبند ۲/۳۹۵)

الرجعة على ضربين: سني و بدعي، فالسني أن يراجعها

بالقول، ويشهد على رجعتها شاهدين. (تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۳۸، رقم: ۷۴۷۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱۰/۳۶۱)

بوس و کنار کے ذریعہ رجعت کا حکم

سوال [۶۴۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی مہرین جبین کو مورخہ ۳۰ نومبر ۲۰۱۳ء کو ایک طلاق دیدی تھی، اور پھر تقریباً ایک ہفتہ ایک ساتھ رہتے رہے اور ایک بستر پر سوئے شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بات چیت بھی ہوئی باقاعدہ ہمبستری نہیں ہوئی، اس کے بعد بیوی اپنے میکہ چکی گئی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس بیوی کے ساتھ اس طرح خلوت سے جبکہ رجعت کے الفاظ زبان سے ادا نہیں کئے، تو رجعت ہوگئی یا نہیں؟ بیوی کو ساتھ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: نور محمد، اصلت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رجعت کے الفاظ زبان سے ادا کئے بغیر بیوی سے شہوت کے ساتھ بوس و کنار سے بھی رجعت ہو جاتی ہے؛ لہذا صورت مسئلہ میں شرعی طور پر رجعت کا ثبوت ہو چکا ہے؛ اس لئے بیوی کو بلاشبہ اپنے ساتھ رکھنے کی گنجائش ہے۔
و كما ثبت الرجعة بالقول تثبت بالفعل، وهو الوطء، واللمس عن شهوة، وكذا التقبيل عن شهوة. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۶۹، جدید ۱/۵۳۲)

أو بفعل ما يوجب حرمة المصاهرة من وطء، ومس ونحوه.
(ملتی الأبحر، دار الكتب العلمیة بیروت ۲/۸۲)

والجماع في العدة رجعة، وكذلك المس بشهوة، والتقبيل بشهوة. (تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۳۹، رقم: ۷۴۸۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۳۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱/۱۹ھ

کیا عدت میں صحبت کرنے سے رجعت متحقق ہو جاتی ہے؟

سوال [۶۴۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ جھگڑے کے دوران اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دیدی تھی، پھر بیوی سے عدت کے اندر دو تین مرتبہ ملاقات بھی کر لی، تو شرعاً کیا اس بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہوں یا نہیں؟
المستفتی: نزاکت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر صرف ایک ہی طلاق دی تھی اور عدت کے اندر بیوی سے ملاقات اور ہمبستری بھی ہو گئی ہے، تو ایسی صورت میں ایک طلاق رجعی ہو گئی تھی

اور ساتھ رہنے کی وجہ سے رجعت بھی ہو گئی ہے، اب وہ بدستور نزاکت حسین کے نکاح میں باقی ہے، دونوں کا آپس میں میاں بیوی کی طرح زندگی گزارنا جائز ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية - إلى قوله - فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض الخ. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳، ہدایہ اشرفیہ دیوبند ۲/۳۹۴)

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، باب ايقاع الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۱۱/۲)

صريحه ما لم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتك، وأنت طالق، ومطلقة ويقع بها واحدة رجعية. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، کراچی ۳/۲۴۷ تا ۲۴۹، زکریا ۴/۵۷ تا ۴۶۰)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو اثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرى للبيهقي، كتاب الرجعة، دار الفكر بيروت ۱۱/۲۸۱، ۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۵۰۴۸)

کیا مہبستری کرنے سے رجعت متحقق ہو جاتی ہے؟

سوال [۶۴۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک شخص جس کا نام جان محمد ولد عبدالرشید ہے موضع ڈلاری کا رہنے والا ہے،

اس نے اپنی بیوی فرمید اکو باہمی نا اتفاقی اور کچھ جھگڑا فساد ہونے کی وجہ سے ایک طلاق دیدی اور پھر دو چار دن کے بعد اس سے ہمبستری کی اور تین مہینہ دس دن کے اندر بہت دفعہ ہمبستری کی اب اس کی بیوی کو بلا کر لے گئے اس کے ماں باپ، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر فتویٰ منگا لو کہ اس میں طلاق نہیں ہوئی، تو ہم اپنی لڑکی کو بھیج دیں گے؛ لہذا اس کا جواب جلدی دیجئے عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد جان، ڈلاری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر صرف ایک طلاق دی ہے، تو اس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی؛ لیکن اس کے بعد بیوی سے ہمبستری بھی عدت کے اندر اندر ہو چکی ہے؛ اس لئے رجعت بھی ہو چکی ہے؛ لہذا اب بیوی شوہر کی زوجیت میں باقی ہے اور نکاح بدستور باقی ہے بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوئی۔

عن عبد اللہ وعن أناس من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو اثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب الرجعة، دار الفکر بیروت ۱۱/ ۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، ۳۹۴/۲، هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۰، جديد ۵۳۳/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/ ۲۵۵۹)

رجعت کی ایک صورت

سوال [۶۴۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا اور میری بیوی کا جھگڑا ہوا، بیوی نے مجھے نازیبا اور بدکلامی کے الفاظ کہے میں نے غصہ میں اس کو صرف ایک دفعہ طلاق کے الفاظ بول دیے، اب بیوی سے رجوع ہونے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟

المستفتی: عبدالقادر قریشی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: میں نے تجھ کو نکاح میں لوٹا لیا، یا میں نے اپنی بیوی کو نکاح میں لوٹا لیا، ان الفاظ کے ذریعہ رجوع کر سکتے ہیں یا پھر بیوی کے ساتھ ہمبستری کر لیں، تو رجعت ثابت ہو جائے گی۔

والرجعة أن يقول راجعتك، أو راجعت امرأتي، أو يطأها الخ. (ہدایہ

اشرفی دیوبند ۲/۳۹۵)

له أن يراجع وإن أبت ما دامت في العدة بقوله راجعتك، أو راجعت امرأتي، أو بفعل ما يوجب حرمة المصاهرة من وطء ومس ونحوه. (مجمع

الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/۸۲)

كما ثبت الرجعة بالقول ثبت بالفعل وهو الوطء، واللمس عن

شهوة. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۶۶۹، جدید ۱/۵۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۷/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۳۳)

فون پر طلاق دینے کے ایک ہفتہ بعد رجعت کرنے کا حکم

سوال [۶۴۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو فون پر ایک مرتبہ طلاق دی تھی، پھر ایک ہفتہ کے بعد بیوی سے رجعت کر لی تھی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا طلاق واقع ہو گئی تھی اور رجوع کے بعد اب میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں یا جو بھی شرعی حکم ہو تحریر فرمادیں؟

المستفتی: شاہ رخ، پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے جب بیوی کو ایک طلاق دیدی تھی، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی تھی اور عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش تھی پھر جب ایک ہفتہ کے بعد شوہر نے رجوع کر لیا ہے، تو بلاشبہ میاں بیوی کی طرح پہلے جیسے رہا کرتے تھے ایسے ہی رہنا حلال اور جائز ہے۔

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالب قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعتهما، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين.

(سنن کبریٰ للبیہقی، باب من قال الأقراء الحيض، دار الفکر بیروت ۳۷۷/۱۱، رقم: ۱۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك، أو لم ترض لقوله تعالى: فامسكوهن بمعروف من غير فصل. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، دار الكتاب ديوبند ۲/۲۷۴، اشرافیه

دیوبند ۲/۳۹۴، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳، مختصر القدوری امدادیہ دیوبند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۰۴۵/۴۰)

مطلقہ واحدہ سے بلا حلالہ نکاح درست ہے

سوال [۶۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی اہلیہ کو ۹ مہینے پہلے ایک طلاق دی تھی، میرے دو بچے ہیں، میری اہلیہ اسی وقت سے اپنے میکہ میں ہے، بچے میرے پاس ہیں، اب میں دو بارہ ان کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہوں، میری اہلیہ کی بھی یہی خواہش ہے؛ لہذا اس کی شکل تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد اعجاز، پیرزادہ، گلے والی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر صرف ایک طلاق دی ہے، تو ۹ مہینے گزرنے کے بعد چونکہ عدت پوری ہو چکی ہے؛ اس لئے وہی طلاق بائن ہو گئی ہے؛ لہذا اب رجعت کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اب بغیر حلالہ کے کسی بھی وقت نکاح کر کے رکھنے کی گنجائش ہے۔

عن سماک قال: سمعت عکرمۃ، يقول: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثا فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبه، ما قالوا في الطلاق مرتان جديد مؤسسه علوم القرآن، بيروت ۱۰/۱۹۷، رقم: ۱۹۵۶۴)

وينكح مبانته بمادون الثلاث في العدة وبعدها بالاجماع.

(الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الرجعة، زكريا ۵/۴۰، كراچی ۳/۴۰۹)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت وهذا

عندنا. (بدائع الصنائع بيروت ۴/۳۸۷، زكريا ۳/۲۸۳)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد

انقضائها الخ. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۲، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی

دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۸۱، رقم: ۷۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/شوال المکرم ۱۴۳۴ھ

۱۲/۱۰/۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۵۱/۴۰)

طلاق رجعی کے بعد کب تک رجوع کر سکتا ہے؟

سوال [۶۲۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تنبیہ کے واسطے ایک طلاق دی، پھر زید اپنی بیوی کے پاس سے ہٹ گیا۔ اب اگر زید رجوع کر لے تو کتنے روز کے اندر کر سکتا ہے؟

المستفتی: مقصود علی ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدی،

تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، خواہ اس کی نیت تنبیہ کرنے کی ہو، پھر بھی واقع ہوگئی؛ کیونکہ طلاق صریح میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب اگر زید رجوع کرنا چاہے، تو عدت کے اندر جس کی مدت تین حیض ہے رجوع کر سکتا ہے۔

أنت طالق يقع بها أي (بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح) واحدة

رجعية، وإن نوى خلافها، أو لم ينو شيئاً. (تنوير الأبصار مع الدر، کراچی

۳/۴۷ تا ۲/۴۹، زکریا ۴/۴۵۷ تا ۴/۴۶۰)

وهي في حرة تحيض لطلاق، أو فسخ بعد الدخول حقيقة، أو حكما

ثلاث حيض كواحد. (شامي، باب العدة، کراچی ۳/۵۰۴-۵۰۶، زکریا ۵/۱۸۱)

قال الله تعالى: الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ.

[سورة البقرة: ۲۲۹]

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالب [ؓ] قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعته، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والثنتين. (سنن كبرى للبيهقي، باب من قال الأقراء الحيض، دار الفكر بيروت ۱/۳۷۷، رقم: ۵۷۹۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفيه ديو بند ۲/۳۹۴، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۰، جديده ۱/۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۶۳)

ایک طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا

سوال [۶۲۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے غصہ میں اپنی معلومات کے مطابق بیوی سے یہ الفاظ کہہ دیئے کہ اگر حصہ نہیں لے گی، تو ہمارے مذہب حنفی میں تین طلاقیں ہیں، میں تجھے صرف ایک طلاق دیتا ہوں، دوا بھی باقی ہیں یہ باتیں میں نے بہت سے گواہوں کے بیچ کہیں جس میں میرے بہن، بھائی ماں بیوی بھی ہیں اور یہ سب گواہ ہیں، پھر مغرب کے ٹائم سے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ ایک طلاق بھی میں واپس لے رہا ہوں۔ اب کوئی طلاق نہیں؛ لیکن میری بیوی نے ایک بھائی کو گلاؤٹھی ٹیلیفون کر دیا، وہ رات کو ایک بجے آ کر اپنی بہن کو لے گئے کہ طلاق ہوگئی، اب میں برابر اپنی غلطی پر نادم ہوں اور اپنی بیوی کو لوگوں کے ذریعہ بلا رہا ہوں، مگر میرے سارے نہیں بھیجتے کہ طلاق ہوگئی، تو شرعاً میں اپنی بیوی کو اپنے پاس بلا سکتا ہوں یا نہیں؟ اس واقعہ کو ایک مہینہ ۹ دن ہو گئے ہیں۔

المستفتی: محمد عبدالغنی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے ایک طلاق دے کر یہ کہا ہے کہ میں رجوع کرتا ہوں، تو آپ کا رجوع کرنا صحیح ہے، عورت علیٰ حالہ آپ کی بیوی ہے، آپ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں؛ لیکن آئندہ کبھی بھی اس کے بعد دو طلاق دیں گے، تو عورت بالکل حرام ہو جائے گی۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳، ہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۹۴، قدوری امدادیہ دیوبند ۱۷۷)

والرجعة أن يقول: راجعتك، أو راجعت امرأتي، أو يطأها. (ہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۹۵، مجمع الأنهر دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۸۲، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۶۹، جدید ۱/۵۳۲)

قال الله تعالى: الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِحْ بِاِحْسَانٍ. [سورة البقره: ۲۲۹]

والإمساك بالمعروف هو الرجعة. (بدائع الصنائع، زکریا ۳/۳۸۵)
وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغُنَّ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا. [البقره: ۲۳۱]

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو اثنتين، فإما أن يمسك ويرجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها. (سنن کبریٰ للبيهقي، دارالفکر بیروت ۱۱/۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۱۱/۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵۴۳۹)

تجھ کو طلاق دیتا ہوں کہنے کے بعد ساتھ رہنا

سوال [۶۴۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری بیوی رحمت جہاں جی کو بیس دن کا زچہ تھا، میرے اور ان کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے میں نے ان سے کہا، جا میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں جا گھر جا یہ واقعہ عید کے وقت کا ہے اور وہ میرے پاس ہی تین چار ماہ رہتی رہی اور وہ اب اپنی والدہ کے گھر میں ہے اور اب وہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں کہ کتنی طلاق واقع ہوئی۔ والسلام

المستفتی: غضنفر اللہ ولد محمد سعید، محلہ: یاروشاہ، مراد آباد (پوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تجھ کو طلاق دیتا ہوں کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی تھی، مگر اس کے بعد دونوں ساتھ رہ چکے ہیں؛ اس لئے رجعت بھی ہو گئی ہے؛ لہذا اب دونوں بلاشبہ ساتھ رہ سکتے ہیں، نکاح کی بھی ضرورت نہیں، جا گھر جا کے الفاظ کے بارے میں شوہر نے زبانی بیان دیا ہے کہ ان الفاظ سے صرف دھمکانے اور ڈرانے کا ارادہ تھا طلاق کا نہیں۔

والرجعة أن يقول راجعتك (إلى قوله) أو يطأها، أو يقبلها،

أو يلمسها بشهوة الخ. (هداية، اشرفي ديو بند ۳۹۵/۲)

فله أن يراجع وإن أبت ما دامت في العدة بقوله راجعتك،

أوراجعت امرأتي، أو بفعل ما يوجب حرمة المصاهرة من وطء، ومس

ونحوه. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۸۲/۲)

كما تثبت الرجعة بالقول تثبت بالفعل وهو الوطء، واللمس عن

شہوۃ۔ (ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۶۹، جدید ۱/۵۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۱۳۰)

عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق ہے

سوال [۶۲۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دیدی اور عدت کے دوران اس کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا، پھر اس کو بھی طلاق دیدی، ابھی پہلی والی کی عدت نہیں گزری ہے کہ اس نے اس سے رجوع کر لیا، تو کیا یہ شکل درست ہے؟ اس میں نکاح کی ضرورت تو نہیں ہے اور اگر اس نے عدت گزرنے کے بعد اس کو اپنی زوجیت میں لانے کا ارادہ کیا ہے، تو کیا زید بذریعہ نکاح اس کو زوجیت میں لاسکتا ہے؟ زید نے جو اپنی پہلی مطلقہ کی بہن سے نکاح کیا تھا، اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں جواب اگر ایک ہی ہے اوپر والی شکل کا تو کوئی بات نہیں اور اگر صورت دخول میں جو جواب ہے صورت عدم دخول کا جواب اس سے مختلف ہے، تو دونوں شکلوں یعنی صورت دخول اور عدم دخول کی الگ الگ وضاحت کر دی جائے؟

المستفتی: فخر الحسن، موسیٰ پور، سنبھل، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے اپنی منکوحہ کی عدت رجعی میں اس کی بہن سے جو نکاح کیا ہے، وہ درست نہیں ہے؛ لہذا اپنی منکوحہ سے عدت میں رجوع کرنا درست ہے۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها

في عدتها. (ہدایۃ، ۲/۳۹۴)

اور انقضاء عدت کے بعد بذریعہ نکاح اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے اور عدت کے دوران جس بہن سے نکاح ہوا تھا، اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہے۔
 وإذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضاءها. (هدایة اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانیہ، زکریا ۱۴۸/۵، رقم: ۷۵۰۴، ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۲/۱، جدید ۵۳۵/۱)

عن الحسن فلا تعضلوهن، قال حدثني معقل بن يسار أنها نزلت فيه. قال: زوجت أختاً لي من رجل وطلقها حتى إذا انقضت عدتها جاء يخطبها، فقلت له زوجتك، وفرشتك، وأكرمتك، فطلقتها، ثم جئت تخطبها؟ لا والله لا تعود إليك أبداً، و كان رجلاً لا بأس به، وكانت المرأة تريد أن ترجع إليه، فأنزل هذه الآية فلا تعضلوهن، فقلت: الآن أفعل يا رسول الله! قال: فزوجها إياه. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب من قال لا نكاح إلا بولي ۷۷۰/۲، رقم: ۴۹۳۷، ف: ۵۱۳۰)

قال الله تعالى: 'وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنِ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا'. [البقره: ۲۳۱]
 عن المسيب أن علي بن أبي طالب قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق برجعته، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة في الواحدة والشتين. (سنن كبرى للبيهقي، دار الفكر بيروت ۳۷۷/۱۱، رقم: ۵۷۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۵/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۷۹۹/۳۳)

دوران عدت رجوع کافی ہے نکاح کی ضرورت نہیں

سوال [۶۴۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی، پھر اس کی بہن سے نکاح کر لیا، پھر ابھی عدت نہ گذری تھی کہ اس کو بھی طلاق دیدی اور پہلی والی سے رجعت کر لی، تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ جبکہ عدت کے دوران رجعت کرنا پایا گیا ہے، پھر نکاح نہیں کیا ہے؟
المستفتی: شمس احمد، سنہ ۱۴۰۱ھ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح حرام ہے، اب جبکہ شوہر نے اپنی پہلی مطلقہ رجعیہ بیوی سے عدت کے دوران رجوع کر لیا تو رجعت صحیح ہوگئی، دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔

حرم الجمع بین المحارم نکاحاً أي عقداً صحيحاً وعدة ولو من طلاق بائن وقوله من طلاق بائن شمل العدة من الرجعي. (شامی، کتاب النکاح، کراچی ۳/۳۸، ذکر کیا ۴/۱۱۶)

ولا يجوز أن يتزوج أخت معتدته سواء كانت العدة عن طلاق رجعي، أو بائن، أو ثلاث. (ہندیہ، ذکر کیا قدیم ۱/۲۷۹، جدید ۱/۳۴۴)
إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (ہدایہ، باب الرجعة، اشرفی دیوبند ۲/۳۹۴، ہندیہ، ذکر کیا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۳۵۷۰)

دو مرتبہ طلاق کے بعد بیوی کو بہن کہنا

سوال [۶۴۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میں محمد اکرم ہوں میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں دو مرتبہ

طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی اور دو مرتبہ کہا کہ تو میری بہن ہے؛ جبکہ حقیقت میں تقریباً ۲۰ مہینہ سے والد صاحب کے صدمہ اور دیگر مصائب سے میرا دماغی توازن صحیح نہیں ہے۔

المستفتی: محمد اکرم، سلیم پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں، عدت کے اندر اندر بیوی کو دوبارہ رکھ سکتے ہیں؛ البتہ آئندہ ایک مرتبہ بھی طلاق دیں گے تو طلاق مغلظہ واقع ہو کر ہمیشہ کے لئے بیوی حرام ہو جائے گی اور بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری بہن ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ البتہ ایسا کہنا درست نہیں۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ .
(الدر المختار، کراچی ۲۰۲/۳، زکریا ۴/۶۳، مجمع الأنهر، دارالکتاب العلمیۃ بیروت ۱۳/۲)
إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها
في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض . (هدایۃ اشرفیہ دیوبند ۲/۳۹۴، ہندیۃ، زکریا
قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳)

لو قال لها أنت أُمي لا يكون مظاهرا وينبغي أن يكون مكروها ،
ومثله أن يقول يا ابنتي، ويا أختي ونحوه الخ . (ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۵۰۷، جدید
۱/۵۶۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۲۰۶۹)

دوران گفتگو طلاق ہو گئی کہنا

سوال [۶۲۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری بیوی مجھ سے لڑ رہی تھی، میں اسے بار بار سمجھا تا رہا؛ لیکن وہ نہیں مانی اور کمرہ میں کنڈی لگا کر کمرہ بند کر کے بیٹھ گئی، مجھے اس پر بہت غصہ آیا، بہت دروازہ پیٹنے پر اس نے کنڈی کھولی، تو میں نے غصہ میں آ کر ہاتھ پکڑ کر کمرہ سے باہر کر دیا اور کہا اب یہاں سے نکل، پھر مزید وہ بحث کرتی رہی میں نے کہا تجھے طلاق ہوگئی، اب میں تجھے نہیں رکھوں گا، اس کے باوجود وہ زبان درازی کرتی رہی میں نے کہا کہ تو حجت کیوں کر رہی ہے، جو تو چاہتی تھی وہ ہو گیا، تیرا معاملہ صاف ہو گیا، تم اپنے گھر جا کر کچھ بھی کرو، تجھے طلاق ہو چکی ہے اور یہ بات میں نے بار بار کہی، اور بار بار میں نے جو طلاق ہوگئی کے الفاظ کہے ہیں، اس سے پہلی طلاق کی تاکید ہی مقصود تھی، اس کے علاوہ میرا کوئی ارادہ نہ تھا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس سے کتنی طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد ندیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہاتھ پکڑ کر کمرہ سے باہر نکالتے ہوئے ”یہاں سے نکل“ جو کہا ہے وہ موقع محل کے اعتبار سے کمرہ سے باہر نکلنے پر محمول ہے؛ اس لئے اس سے کوئی طلاق نہیں پڑی اور اس کے بعد دوران گفتگو جب اس نے پہلی بار ”طلاق ہوگئی“ کے الفاظ استعمال کئے ہیں، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ یہ اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق تنجیز طلاق کے حکم میں ہے، اگرچہ طلاق پہلے نہ دی ہو تب بھی اس وقت کے اقرار سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور بعد کے الفاظ اس کے لئے خبر اور تاکید کے حکم میں ہیں؛ اس لئے بعد کے الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی جیسا کہ شوہر کے بیان سے یہی بات واضح ہے کہ پہلی طلاق کی خبر دے رہا ہے؛ لہذا مذکورہ واقعہ میں ایک طلاق رجعی کا اعتبار ہوگا اور عدت کے اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی طرح دوبارہ زندگی گزارنے کی گنجائش ہوگی۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاء لا ديانة. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، كراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰) إن من أقر بطلاق سابق يكون ذلك إيقاعاً منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال. (مبسوط سرخسي، دارالكتب العلمية بيروت ۴/۱۰۹)

ولو قال لامرأته أنت طالق، فقال له رجل ما قلت؟ فقال: طلقته، أو قال: قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء، كذا في البدائع. (عالمگیری، مطلب إذا كرر الطلاق على المرأة المدخول بها ونوى الإخبار، هندية، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳، نحو ذلك في الشامي، زکریا ۴/۵۲۱، كراچی ۳/۲۹۳)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في العدة. (اللباب في شرح الكتاب ۲/۲۸۰، بحواله فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۲۳۸، ونحو ذلك في بدائع الصنائع، زکریا ۳/۲۸۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۱۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸/۴۳۳ھ

ایک طلاق کے بعد رجوع پھر طلاق پھر رجوع

سوال [۶۴۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک بار طلاق دی، پھر اس سے رجوع کر لیا، کچھ دنوں کے بعد ایک طلاق پھر دی اور فوراً اس سے رجوع کر لیا۔ کیا اس صورت میں نکاح ٹوٹ گیا اور طلاق سابق اس میں شامل ہو جائے گی؟

المستفتی: شرف الدین، سینا پوری، آج پور، تھانہ: تنبور، سینا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں نکاح باقی ہے، پہلی طلاق کو شامل کر کے عورت پر دو طلاق رجعی واقعی ہو گئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے زن و شوہر کی طرح زندگی گزارنا جائز ہے گا۔

إنما يلحق الطلاق لمعتدة الطلاق الخ. (الدر المختار، کوئٹہ ۵۱۴/۲، زکریا ۵۵۰/۴، کراچی ۳۱۳/۳، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۰۰/۴، جدید ذابھیل ۲۰۵/۱۲) المعتدة بعدة الطلاق يلحقها الطلاق. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴۲/۲)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفی دیوبند ۳۹۴/۲، ہندیۃ، زکریا قدیم ۴۷۰/۱، جدید ۵۳/۱)

البتہ آئندہ جب بھی ایک طلاق دے گا تو مغلطہ ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۲۲۲۳)

بغیر نیت طلاق کے شوہر کا کہنا ”مجھے ہاتھ مت لگاؤ ورنہ گنہ گار ہوگی

سوال [۶۲۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو تم میرا اکثر کہنا نہیں مانتی ہو، جس بات کو میں منع کرتا ہوں اس کو کرتی ہو، میں تمہیں ایک طلاق دے چکا ہوں، تم ہوشیار رہو، میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور فوراً ہی یہ کہا جب تم میرا کہنا نہیں مانتی تو مجھ سے کیا واسطہ، یہ سب کچھ ذرا غصے میں ڈرانے کی غرض سے کہا، یہاں شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی، پھر تھوڑی دیر کے بعد بیوی

اس کے پاس آگئی، تو پھر اس نے اس کو ڈرانے کی غرض سے یہ کہا کہ تم مجھے ہاتھ مت لگانا، اگر ہاتھ لگاؤ گی تو گنہگار ہوگی اور چار مہینے تک عدت گزارو، اس کے بعد ہمارا اور تمہارا معاملہ ختم، اس بات کے کہنے سے اس کی نیت طلاق کی نہیں تھی، شوہر نے چار مہینے سے پہلے ہی ڈھائی مہینے کے بعد اپنی بیوی سے صحبت کر لی اور باقاعدہ آپس میں رہنے لگے، اور عہد کر لیا کہ ایسی باتیں اب نہیں کریں گے، اب شوہر نے کچھ فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا، اس میں طلاق کا بیان پڑھا تو اس کو یہ شک ہو گیا کہ ہماری زندگی کہیں خلاف شرع تو نہیں گزر رہی ہے، اس لئے اس مسئلہ کے بارے میں علمائے دین سے رجوع کیا جا رہا ہے، تاکہ خلاف شرع زندگی سے بچ جائیں علماء اس کا جواب شریعت مطہرہ کی روشنی میں اطمینان بخش دیں کہ مذکورہ باتوں کے کہنے سے کوئی طلاق تو واقع نہیں ہوئی ہے؟

المستفتی: عتیق الرحمن، لاپور کلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شوہر کا قول میں تمہیں ایک طلاق دے چکا ہوں، اس سے بلا نیت ایک صریح طلاق رجعی واقع ہوگئی، ڈھائی مہینے کے بعد صحبت کے وقت تک اگر تین حیض نہیں گزرے ہیں تو رجعت بھی ثابت ہوگئی اور بعد کی زندگی حلال طریقے سے رہی ہے، بقیہ الفاظ سے اگر طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو ان سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوگا۔

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق ومطلقة وطلقتك وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۲)

صريحه ما لم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتك، وأنت طالق، ومطلقة ويقع بها واحدة رجعية. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كراچی ۳/۲۴۷، تا ۲۴۹، زکریا ۴/۵۷ تا ۴۶۰)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية -إلى قوله- فله أن يراجعها

فی عدتها۔ (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳، ہدایۃ اشرفیہ دیوبند ۲/۳۹۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۶۶۷)

بلانیت کے طلاق طلاق کہنا

سوال [۶۴۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سرفراز عالم کا عقد نکاح ہمراہ راشدہ خاتون ہوئے عرصہ تقریباً چھ سال کا ہوا، جس کے لطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی دو بچے ہیں، تاریخ ۵ فروری ۱۹۹۰ء کی رات کو میں اپنی سسرال گیا جہاں میری بیوی گئی ہوئی تھی کھانا کھانے لگا کھانا کھانے کے بعد میں نے اپنی زوجہ سے کہاں میں جا رہا ہوں جس پر انہوں نے سخت لہجہ میں بات کی اس کے بعد ساس سالیوں اور سالوں سے گرما گرمی ہوئی اور ان لوگوں نے کافی مجھے برا بھلا کہا اور کہا کہ آج فیصلہ کر لیا جائے، اس پر میری ساس نے میرے اوپر دباؤ دیا آج فیصلہ اور معاملہ کو نمٹا لو میری گود میں میرا بچہ تھا اور میں گھر سے باہر آنا چاہتا تھا، ان لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور اندر کمرے میں لے جا کر مار پیٹ کرنا چاہتے تھے، میں نے اپنے بچاؤ کے لئے تین مرتبہ یہ الفاظ ایک سانس میں ادا کئے، طلاق، طلاق، طلاق میں خدا کو حاضر و ناظر کر کے کہتا ہوں کہ میں نے یہ الفاظ اپنی بیوی کے حق میں نہیں کہا ہے اور نہ ہی میں نے بیوی کی طرف نسبت کی ہے؛ بلکہ زبردستی کرنے والوں کے بچوں سے نکلنے کے لئے محض یہ الفاظ سنانا مقصود تھا تاکہ چھٹکارا پا کر نکل جاؤں۔

المستفتی: سرفراز عالم، محلہ: گونیاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعی بیوی کے حق میں مذکورہ الفاظ نہیں کہا ہے

اور نہ ہی بیوی کی طرف نسبت کی ہے؛ بلکہ صرف لفظ طلاق زبان سے نکال کر چھٹکارہ ہی مقصد تھا، تو بیوی پر طلاق نہیں ہوئی ہے، نکاح بدستور باقی ہے؛ کیونکہ وقوع طلاق کے لئے فی الجملہ نسبت لازم ہے چاہے ظاہری ہو یا معنوی۔

لم يقع بتركة الإضافة إليها. وتحتة في الشامي: لو قال امرأة طالق، أو قال طلقت امرأة ثلاثا، وقال لم أعن امرأتي يصدق الخ (شامي، كراچی، باب الصريح ۳/۲۴۸، زکریا ۴/۴۵۸)

رجل قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلاثا، وقال: لم أعن به امرأتي يصدق. (فتاویٰ قاضی خاں، زکریا ۱/۲۸۲، وعلى هامش الهندية، زکریا ۱/۶۵، الفتاوى التاتارخانية، زکریا ۴/۴۲۱، رقم: ۶۵۷۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۸۷۱۹)

میں نے تم کو طلاق دیدی

سوال [۶۴۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیدی اور اس کی بیوی سامنے موجود تھی اور اس کی بیوی نے کوئی جواب بھی نہیں دیا اور اس شخص نے اپنی زبان سے طلاق کی تعداد متعین نہیں کی، تو کتنی طلاق واقع ہوگی اور اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کے مطابق شرعی فیصلہ فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: عبدالمجید، ۲۴/پرگنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تم کو طلاق دیدی کا لفظ صرف ایک دفعہ زبان سے نکالا ہے، تو اس سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، اگرچہ تعداد کا ذکر نہ کیا ہو۔

صریحہ مالم یتسعمل إلا فیہ کطلقتک، وأنت طالق، ومطلقة، ویقع بها واحدة رجعية. (تنویر الأبصار مع الدر، کراچی ۲۴۷/۳، زکریا ۴/۵۷ تا ۶۰) صریحہ ما استعمل فیہ خاصة ولا یحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة وطلقتک وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۱/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۵۳)

دو مرتبہ طلاق دی تیسری مرتبہ کہا طلاق دیدوں گا

سوال [۶۴۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سراج الدین نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا میں نے اسے طلاق دی، طلاق دی؛ جبکہ مکان کے اندر تین چار اور فیملیاں رہتی ہیں، ان سے جو معلومات کی طلاق کے متعلق تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ سراج الدین نے دو دفعہ طلاق دی اور سراج الدین کی بیوی سے جو دریافت کیا کہ طلاق تم کو کتنی بار دی، تو اس نے کہا میں نے کچھ نہیں سنا، میں مار کے ڈر کی وجہ سے برابر والے باورچی خانہ میں چلی گئی تھی، پھر سراج الدین نے اپنی ساس سے پندرہ منٹ بعد کہا کہ میں طلاق دے دوں گا، اپنی لڑکی کو گھر لے جاؤ اور سامان بھی لے جاؤ اور مہر کے لئے یہ کہا کہ میں نے جو مکان لیا ہے، اس میں گیارہ ہزار روپے لگائے ہیں، وہ مکان لے لو تو آپ بتائیے کہ سراج الدین کی بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی؟ اگر سراج الدین اپنی اسی بیوی کو رکھنا چاہے تو کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد فاضل، بقلم خود را عینی سمبھلی گیٹ، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل کا بیان صحیح ہے تو مذکورہ صورت میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں عدت کے اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها، کقولہ أنت طالق، أنت طالق.

(الدر المختار، کراچی ۲/۵۲، زکریا ۴/۶۳، باب الصریح)

أنت طالق، أنت طالق، فيقع رجعتان إذا كانت مدخولا بها.

(مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۱۳)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها

في عدتها. (هداية، زکریا قدیم ۱/۷۰، جدید ۱/۵۳۳، هداية اشرفیه دیوبند ۲/۳۹۴،

مختصر القدوری امدادیہ دیوبند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۴۱۹/۲۵)

بیوی سے دو مرتبہ طلاق دی کہنا

سوال [۶۴۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ آپسی جھگڑے کے دوران زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی ہندہ کو دو بار یہ الفاظ کہے میں نے طلاق دی، طلاق دی، جب ہم چار اشخاص وہاں پہنچے اور ہم نے دونوں شوہر و بیوی کے بیان لئے تو دونوں نے یہ اقرار کیا کہ مندرجہ بالا الفاظ دو بار ہی کہے ہیں؛ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئلہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟ برائے کرم مفصل جواب تحریر فرمایا جائے نوازش ہوگی۔ بیان لینے والے حضرات کے اسماء یہ ہیں:

۱. جناب صغیر احمد ۲. جناب حاجی رونق علی ۳. جناب برکت علی ۴. جناب انیس احمد

المستفتی: صغیر احمد سیفی، رام نگر، نئی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں بشرط صحت سوال بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے زن و شوہر کی زندگی گزار سکتے ہیں؛ لیکن یہ یاد رہنا چاہئے کہ آئندہ کبھی بھی ایک طلاق دیگا، تو بیوی بالکل نکاح سے خارج ہو جائے گی دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بہا، کقوله أنت طالق، أنت طالق .
(الدر المختار، مطبوع کوئٹہ ۴۶۸/۲، کراچی ۲۰۵۲/۳، زکریا ۴۶۳/۴)

فصار أنت طالق، أنت طالق فيقع رجعتان إذا كانت مدخولا بها .
(مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۳/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۰۸۵)

دو طلاق کے بعد شوہر کے لئے بیوی کو رکھنے کا حق ہے

سوال [۶۴۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رات کا وقت تھا بیوی نے ناراضگی میں طلاق مانگی اور میں دو مرتبہ طلاق، طلاق کہا، میاں بیوی کے درمیان کی بات ہے، اس وقت وہاں اور کوئی نہیں تھا، میں خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر قسم کھا کر کہتا ہوں دو مرتبہ طلاق دی ہے، تو شریعت کی رو سے دو طلاق ہوئیں یا بیوی حرام ہوگئی؟ واضح رہے دو طلاق دینے کے بعد بیوی ہمارے گھر ایک مہینہ میاں بیوی کی طرح رہتی رہی، پھر میکہ چلی گئی اب نہیں آتی اور کہتی ہے کہ تین طلاق دی ہے، تو کس کی بات مانی جائے گی شوہر کی یا بیوی کی؟ یہ عورت پانچ بچوں کی ماں ہے شرعی حکم لکھ دیں۔

المستفتی: رئیس احمد، نیا گاؤں اکبر پور کانٹھ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں شوہر قسم کھا کر دو طلاق دینے کے بارے میں کہہ رہا ہے، تین طلاق کا انکار کر رہا ہے اور عورت تین طلاق دینے کا دعویٰ کر رہی ہے، تو عورت کے ذمہ تین طلاق دینے پر گواہ پیش کرنا ضروری ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام، باب ما جاء في أن البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه، النسخة الهندية ۱/ ۲۴۹، دار السلام بيروت رقم: ۱۳۴۱)

اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں؛ اس لئے شرعی اعتبار سے شوہر کی بات مان کر دو طلاق ہی کا اعتبار کیا جائے گا اور چونکہ دو طلاق کے بعد دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے رہے؛ اس لئے رجعت بھی ہوگئی؛ لہذا اب بیوی کو شوہر کے پاس آ کر حقوق زوجیت ادا کرنا ضروری ہے، تین طلاق کا بہانہ کرنا ناجائز نہیں۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضى بذلك أو لم ترض، والرجعة أن يقول راجعتك إلى أن قال أو يطأها، أو يلمسها الخ. (هداية، باب الرجعة اشرفى دیوبند ۲/ ۳۹۴، ۳۹۵، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۰، جدید ۱/ ۵۳۳، مختصر القدوری امدادیہ دیوبند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۷۰۷)

دوبار طلاق دینے کے بعد رجعت کرنا

سوال [۶۴۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: میری ماں سے میرے شوہر کا میرے لڑکے کے بارے میں جھگڑا

ہو رہا تھا، میری اپنے شوہر سے کوئی ناراضگی نہیں تھی، میری ماں نے کہا میں لڑکے کو ساتھ لے کر جاؤں گی، میرے شوہر نے بھیجنے سے انکار کر دیا، پھر کہا کہ مجھے مجبور مت کرو، اگر لڑکے کو ساتھ لیجاؤ گی تو بیوی کو بھی ساتھ لے جاؤ اسی بات پر میرے شوہر نے حالت ناپاکی میں دوبار لفظ طلاق طلاق کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔ اب میں اپنے شوہر ہی کے پاس رہنا چاہتی ہوں، میرے شوہر کا بھی یہی بیان ہے کہ میری بیوی سے کوئی ناراضگی نہیں تھی ساس ہی کی ناراضگی کی بناء پر میں نے دوبار طلاق، طلاق کہا میری ساس نے قسم دیدی تھی کہ جو تمہیں کرنا ہوا بھی کر دو؛ اس لئے یہ بات کہی۔

المستفتی: محمد کامل، دریا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں عدت کے اندر رجعت کر کے رکھنے کی اجازت ہے اور آئندہ کبھی بھی ایک طلاق دے گا تو بیوی بالکل حرام ہو جائے گی۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق.

(الدر المختار، کراچی ۲/۳، ۲۵۲، زکریا ۴/۶۳، مجمع الأنهر، دارالکتب

العلمیۃ بیروت ۲/۱۳)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها

في عدتها. (هداية اشرفی دیوبند ۲/۳۹، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید

۱/۳۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۷/۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۸۱)

دومرتبہ طلاق کے بعد ساتھ رہنے کی شکل

سوال [۶۴۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی شافعیہ خاتون کو دومرتبہ طلاق دیدی ہے، کیا اس کو اپنے پاس رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ شریعت کا حکم تحریر فرمادیں؟

المستفتی: حیدر علی، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال آپ کی مذکورہ بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں؛ البتہ عدت کے اندر رجعت کر کے پہلے کی طرح رہنے کی گنجائش ہے اور آئندہ کبھی بھی ایک طلاق دے گا، تو بیوی کلی طور پر حرام ہو جائے گی۔

لو نوي بطالق واحدة، وبالطلاق أخرى وقعتا رجعتين. (شامي، زکریا ۴/۶۳، کراچی ۲۰۲/۳)

ولو قال: أنت طالق الطلاق، وقال عنيت بقولي طالق واحدة وبقولي الطلاق أخرى يصدق فتقع رجعتان. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۲۲۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱/ رزی قعدہ ۱۴۳۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۸۱۳)

دو طلاق رجعی کے بعد رجعت کی گنجائش

سوال [۶۴۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمیم النبی نے اپنی بیوی کتاب النساء کو اس طرح کہا کہ میں

نے تجھ کو طلاق دی؛ لیکن اس کی بیوی نے نہیں سنا، بیوی کچھ دوری پر بچہ کو چپ کر رہی تھی؛ البتہ اس کی لڑکی نے سنا، جو اس وقت وہاں موجود تھی، لڑکی نے جا کر باپ کے منہ کو بند کیا، تو اس نے دوسری مرتبہ بھی کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو بتلائیں کہ مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کونسی طلاق ہوگی۔ نیز اگر وہ بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے تو کیا شکل ہو سکتی ہے؟

المستفتی: شیم النبی، مفتی ٹولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں شیم النبی نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اس سے بیوی پر دو طلاق رجعی پڑ گئیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۳۲/۹) وقعتار جمعین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق. (شامی، زکریا ۴/۶۳، کراچی ۲۰۲/۳)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية اشرفي دیوبند ۴/۳۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳)

ولو قال لها: أنت طالق طالق أو أنت طالق أنت طالق تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولا بها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، زکریا جدید دیوبند ۱/۴۲۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۶۵)

دو طلاق کا شرعی حکم

سوال [۶۴۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مظفر حسین نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی، اور مظفر حسین اس کا حلفیہ اقرار کرتے ہیں اور جس وقت طلاق کا واقعہ پیش آیا وہاں ان کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود تھی، لڑکی یہ کہتی ہے کہ میں نے کچھ نہیں سنا اور لڑکا تین طلاق کی گواہی دیتا ہے اور گواہی دینے والے لڑکے کا اپنے والد کے ساتھ اختلاف کئی سالوں سے چل رہا ہے اور بول چال بھی بند ہے، ایسے حالات میں اس نے گواہی دی ہے اور طلاق کے واقعہ کو ڈھائی تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

المستفتی: مظفر حسین، حسن پور، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر خود اپنی زبان سے دو طلاق کا اقرار کرتا ہے اور دو مرتبہ طلاق دینے سے دو طلاق رجعی واقع ہوتی ہیں عدت کے اندر اندر رجعت ہو سکتی ہے؛ لیکن سوال نامہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس واقعہ کو ڈھائی تین سال گزر چکے ہیں، تو اگر طلاق کے واقعہ کے بعد سے میاں بیوی تین ماہواری کے زمانہ تک ایک ساتھ نہیں رہے ہیں، تو وہ طلاق طلاق باندہ ہو گئی ہے آئندہ اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو باقاعدہ گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول بلا حلالہ نکاح کر کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے اور لڑکے کا تین طلاق کی گواہی دینا؛ اس لئے معتبر نہیں ہے کہ باپ بیٹے کے درمیان دشمنی چل رہی تھی۔

نیز ایک آدمی کی شہادت معتبر نہیں ہوتی؛ اس لئے یہاں بیٹے کی شہادت کا اعتبار نہیں۔

رجل قال لامرأته بعد الدخول بها: أنت طالق، أنت طالق تقع ثنتان.

(تاتارخانیہ، زکریا ۴/۲۲۹، رقم: ۶۵۹۵، درمختار، کراچی ۳/۲۵۲، زکریا ۴/۶۳،

ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضاءها. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۲، جدید ۱/۵۳۵، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۸۱، رقم: ۷۵۰۴، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹)

ونصابها لغيره من الحقوق سواء كان الحق مالا، أو غيره كنكاح، وطلاق..... رجلان، أو رجل امرأتان. (در مختار، زکریا ۸/۱۷۸، کراچی ۵/۶۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳/۱۵۴، البحر الرائق، کوئٹہ ۷/۶۲، زکریا ۷/۱۰۴، الجوهرۃ النيرة، امدادیۃ ملتان ۲/۳۲۶، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۰۹)

وجاز على أصله إلا إذا شهد على أبيه لأمه. (در مختار، کراچی ۵/۴۷۸، زکریا ۸/۱۹۶) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲۳۳/۶/۱۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۲۱۰۷)

دو طلاق کے بعد بیوی کے ساتھ ہمبستر ہونے سے رجعت کا تحقق

سوال [۶۴۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی میں آپس میں جھگڑے کے دوران شوہر نے بیوی سے کہا کہ اپنے بڑوں کو بلاؤ، اس پر بیوی نے کہا کہ مجھے اپنے تینوں بچوں کی قسم ہے کہ میں تم سے طلاق لوں گی، اس پر شوہر نے دوبار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ طلاق کے دوسرے دن اس نے عورت سے صحبت بھی کر لی۔

المستفتی: عبدالرؤف، بڑی مسجد، اصالت پورہ، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع

ہو چکی ہیں اور جب شوہر نے اس کے بعد بیوی سے صحبت کر لی ہے، تو اس سے رجعت بھی ثابت ہو چکی ہے۔ اب میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔

وَقَعْتَارِ جَعْتِينَ لَوْ مَدْخُولَا بَهَا كَقَوْلِهِ: أَنْتَ طَالِقٌ، أَنْتَ طَالِقٌ. (در مختار، کراچی ۲/۵۲، زکریا ۴/۶۳)

ولو قال لها: أَنْتَ طَالِقٌ طَالِقٌ أَوْ أَنْتَ طَالِقٌ، أَنْتَ طَالِقٌ.....تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولا بها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵، جدید ۱/۲۳)

أَنْتَ طَالِقٌ، أَنْتَ طَالِقٌ، فيقع رجعتان إذا كانت مدخولا بها. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۱۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۸۱۶/۳۴)

دو طلاق رجعی کی صورت میں بلا حلالہ نکاح درست ہے

سوال [۶۴۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک گواہ کی موجودگی میں دو طلاق دی، موجود گواہ نے دوسری مرتبہ کے بعد اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، اس حادثہ کو تقریباً ایک سال گزر چکا ہے، میاں بیوی تب سے بالکل علاحدہ رہتے ہیں، ان کے درمیان مباشرت نہیں ہوئی، زوجیت، عدت و نکاح کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: نیاز مند حاجی اشتیاق احمد، بلدوانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر مذکورہ واقعہ کا اقرار کرتا ہے تو بیوی پر دو طلاق صریح رجعی واقع ہوئی تھیں؛ لیکن عدت ختم ہو جانے کی وجہ سے بائن ہو گئیں، بلا حلالہ دوبارہ نکاح صحیح کر کے آپس میں باعصمت زندگی گزار سکتے ہیں۔

عن سماک قال: سمعت عكرمة^{رض}، يقول: الطلاق مرتان
فإمساک بمعروف، أو تسريح بإحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته
واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً
فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبه، ما قالوا في الطلاق
مرتان، جدید مؤسسه علوم القرآن، بیروت ۱۰/۹۷، رقم: ۱۹۵۶۴)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانته
وهذا عندنا. (بدائع الصنائع بیروت ۴/۳۸۷، زکریا ۳/۲۸۳)
وینکح مبانته بمادون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع .
(الدر المختار، کراچی ۳/۲۰۹، زکریا ۵/۴۰)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة،
وبعد انقضائها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۲، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی
دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۲۳۵)

دو مرتبہ طلاق کے بعد تین حیض گزر گئے کیا حکم ہے؟

سوال [۲۵۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ محمد عمران مبارک بن اصغر حسین ۶۵ سی آر لیونو، تھانہ: بہوبازار کولکتہ
سے میری اہلیہ شبانہ یاسمین بنت امام الدین انصاری کے ساتھ ۱۴ فروری ۲۰۰۸ء کو آپس
میں تناؤ اور جھگڑا ہوا اور آپس میں جھگڑا بھی ہوگئی، جس کی بنیاد پر لڑکی نے کہا کہ میں
نے تم کو طلاق دی، جس کی وجہ سے میں نے اسے دو تین طمانچہ مار دیئے اور آپس میں گالم
گلوچ بھی ہوگئی، اس کے بعد آپس میں تناؤ اور جھگڑا کا ماحول بڑھ گیا اور پھر میں جب رات

کو آفس سے آیا اور اپنی اہلیہ کو کہا کہ ہم کو مارنا نہیں چاہئے تھا تم مجھے معاف کردو، اس کے بعد آپس میں صلح ہو گئی اور میری اہلیہ نے مجھ سے وعدہ بھی کر لیا تھا کہ یہ سارا واقعہ اپنی امی سے نہیں بتلاؤں گی، اس کے باوجود اس نے سارا واقعہ اپنی والدہ سے بتلادیا، منگل ۲۶ فروری ۲۰۰۸ء کو جب میں دکان جا رہا تھا، تو اس کے بعد سے آپس میں اور بھی تناؤ کا ماحول بڑھ گیا اور اس کے بعد میری زبان سے جہاں تک یاد ہے صرف میں نے لفظ طلاق طلاق کہا یہ جملہ میں نے دو مرتبہ دہرایا؛ جبکہ میری بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق دیا کہا ہے، میں نے اپنی والدہ سے بھی تصدیق کر لی کہ میری زبان سے صرف طلاق ہی دو مرتبہ نکلا ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا؛ لہذا از روئے شرع طلاق ہوگی یا نہیں ہوگی؟ تو کتنی؟ واضح رہے کہ طلاق ملنے پر لڑکی فوراً اپنے میکہ چلی گئی اور آج تک میکہ میں ہے؛ جبکہ مکمل تین حیض سے زیادہ ہو چکا ہے، اگر طلاق ہو گئی تو نکاح کر کے جاسکتی ہے اور لڑکی کسی قیمت پر جانے کو راضی نہیں ہے، تو کیا عقد ثانی کے لئے لڑکی آزاد ہے یا نہیں؟ گود میں ڈیڑھ سال کا لڑکا بھی ہے اس کا کیا ہوگا، شوہر سے خرچ کب تک ملے گا اور کتنا ملے گا اور لڑکا ماں کے پاس کب تک رہے گا اور لڑکے کو ماں اپنے پاس ہی رکھنا چاہیے تو کس طرح رکھ سکتی ہے؟

المستفتی: امام الدین، محلہ: پٹیالہ، کلٹی بردوان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپس میں جھگڑا اور تکرار کے دوران لڑکی کا شوہر کو یہ کہنا کہ میں نے تم کو طلاق دی، اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ طلاق دینے کا حق بیوی کو نہیں، شوہر کو ہے اور اس کے بعد کے واقعہ میں جانبدار کے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ شوہر نے طلاق کا لفظ صرف دو ہی مرتبہ زبان سے نکالا ہے، صرف اختلاف اس بارے میں ہے کہ لفظ طلاق، طلاق کہا ہے یا ساتھ میں ”طلاق دی“ کا لفظ کہا ہے، اس اختلاف کے باوجود دونوں کے دعویٰ کے مطابق صرف دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں؛ لہذا عدت کے اندر رجعت کی گنجائش تھی اور اب جب سوال نامہ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تین

ماہواری سے زیادہ وقت گزر چکا ہے، تو اب رجعت کی گنجائش نہیں رہی آپس کی رضامندی سے بغیر حلالہ کے نکاح کی گنجائش ہے۔

لأن المرأة لا تملك الطلاق؛ بل هو ملكه. (شامی، کتاب الطلاق،

باب الخلع، کراچی ۳/۴۴، زکریا ۵/۸۹)

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ

(در مختار، کراچی ۳/۲۵۲، زکریا ۴/۶۳، مجمع الأنهر، دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱۳/۲، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳۳)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بان

وهذا عندنا. (بدائع الصنائع، زکریا ۳/۲۸۳)

وينكح مبانته بمادون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع.

(الدر المختار، کراچی ۳/۲۰۹، زکریا ۵/۴۰)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة،

وبعد انقضائها. (ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۲، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی

دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

۱۵/۷/۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۷۰۷)

دو طلاق کے بعد پانچ ماہ گزر گئے کیا حکم ہے؟

سوال [۲۵۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو داماد اور لڑکی کے جھگڑے کے مسئلہ

میں بات نہ ماننے کی بنا پر دو بار طلاق دیدی ہے، طلاق دیئے ہوئے پانچ ماہ گزر گئے ہیں، تو کیا

ایسی صورت میں میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: محمد صابر خاں، سالار پور بے پی ٹی (پٹی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور صرف دو ہی بار طلاق کے الفاظ استعمال کیے ہیں، تو اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے اور عدت گزر گئی ہے، تو رجعت کی گنجائش نہیں ہے؛ بلکہ آپس کی رضا مندی سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر کے رکھنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

وقعتا رجعتین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ
(در مختار، کراچی ۳/۲۵۲، زکریا ۴/۶۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۳/۲، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۲۳) (۴۲۳)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها
في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي دیوبند ۲/۳۹۴)
إذا انقضت العدة فقد بطل حق المراجعة. (المحيط البرهاني، الفصل
الثاني وعشرون في مسائل الرجعة المجلس العلمي بیروت ۵/۱۸۳)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت وهذا
عندنا. (بدائع الصنائع، زکریا ۳/۲۸۳)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد
انقضائها. (ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۲، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹،

تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۲/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۸۸۱)

دومرتبہ طلاق دینے کے بعد سات آٹھ ماہ گزر گئے

سوال [۶۵۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو جھگڑے کے دوران دومرتبہ طلاق دیدی، اس واقعہ کو تقریباً ۸/۸ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے، اب کیا وہ عورت اپنے شوہر کے پاس آسکتی ہے یا نہیں یا اس عورت کو دوسرے آدمی سے نکاح کرنا ہوگا یا پہلے ہی شوہر سے ہو سکتا ہے؟

المستفتی: خلیل احمد سیفی، شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعی صرف دو ہی مرتبہ طلاق دی گئی تھی، تو دو طلاق رجعی واقع ہو گئی ہیں؛ لیکن اب ۸/۸ ماہ میں عدت بھی گزر گئی ہوگی؛ اس لئے اب بائنہ ہو گئی؛ لہذا دوبارہ نکاح کر کے زوجیت میں لائی جاسکتی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وقعنا رجعتین لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق، أنت طالق الخ

(در مختار، کراچی ۳/۲۰۲، زکریا ۴/۶۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۳/۲، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد

انقضائها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۲، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹،

تاتارخانیہ، زکریا ۵۸/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵/صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵/۲/۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۸۲/۳۱)

رجعت کے بعد دوسری طلاق دینا

سوال [۶۵۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، دورانِ عدت رجوع کر لیا اور میاں بیوی بن کر رہنے لگے، ٹھیک ایک سال کے بعد ایک اور طلاق دیدی، اس وقت عورت اپنے میکہ میں ہے اور پھر اسی شوہر سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں صرف نکاح سے میاں بیوی بن جائیں گے یا حلالہ کی ضرورت پڑے گی؟

المستفتی: ضیاء الرحمن، سلیم مسجد چوہان باغ، دہلی-۵۳

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورتِ مسئلہ میں زید کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں، زید کو عدت کے اندر اندر رجوع کا حق ہے، نکاح کی ضرورت نہیں؛ لیکن اس کے بعد کبھی بھی ایک طلاق دیگا، تو اب پہلی دو ملا کر مغلطہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شرعیہ کے نکاح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۶۴/۹)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديو بند ۳۹۴/۲، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳، مختصر المعانی امدادیہ دیو بند ۱۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

۱۹/۷/۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۸۴۳)

طلاق رجعی کی عدت پوری ہونے کے بعد دی گئی طلاق کا حکم

سوال [۶۵۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ برکت علی نے ۲۹ جنوری ۲۰۰۰ء کے اخباری اعلان کے ذریعہ اپنی زوجہ رخسانہ پروین کو خبر دی کہ ”میرا اپنی پتی رخسانہ پروین سے ۱۵ مہینہ پہلے طلاق ہو چکی ہے، جب سے دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں رہا، پھر ۱۶ جنوری ۲۰۰۰ء کو بذریعہ تحریر طلاق دی،

جس میں لکھا ہے کہ آج مؤرخہ: ۲۶/۴/۲۰۰۰ء فریق اول کو تین بار طلاق طلاق طلاق زبانی و تحریری طور پر طلاق دے کر آزاد کر دیا ہے۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ پہلی اخباری اطلاع سے کونسی طلاق ہوئی اور پھر دوسری تحریر سے کون سی طلاق ہوئی، اب عدت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ عدت پہلی طلاق سے پوری ہو چکی یا اب کرنی ہوگی؟ اگر عدت کرنی ہو تو کہاں کرے شرعی حکم تحریر فرمادیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: شرافت حسین، قاضی ٹولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلی مرتبہ جو طلاق دی ہے اس سے شرعی طور پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، مگر اس درمیان میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات نہیں رہے اور نہ ہی شوہر نے رجوع کیا ہے؛ لہذا طلاق کے بعد سے تین مہینہ گزر جانے کی وجہ سے بائنہ ہوگئی۔ اب دونوں کے درمیان رشتہ ازدواج باقی نہیں رہا، تو اگر تین مہینہ میں تین ماہواری آچکی ہے تو اخباری اطلاع سے ایک سال پہلے بائنہ ہو چکی تھی، اس کے بعد دوبارہ جو تین طلاق زبانی دی گئی ہیں، وہ معتبر نہیں ہیں؛ اس لئے کہ جس وقت یہ تین طلاق دی جا رہی تھیں اس وقت رشتہ نکاح باقی نہیں تھا؛ اس لئے یہ طلاق واقع نہیں ہوئیں اور عدت زبانی تین طلاق دینے سے ایک سال پہلے پوری ہو چکی ہے؛ لہذا اب دوسری جگہ نکاح کرنے کے لئے دوبارہ عدت گزارنے کی ضرورت نہیں۔

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
فذكر التفسير - إلى قوله - الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون
عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو اثنتين، فإما أن يمسك ويراجع
بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها.

(سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب الرجعة، دار الفکر بیروت ۱/۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

فإن بعد ما طلقها واحدة، أو اثنتين، فانقضت عدتها لو طلقها

لا یصح طلاقہ۔ (فتاویٰ تاتار خانیہ، زکریا ۴/۳۹۱، رقم: ۶۵۰۳)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت.

(بدائع الصنائع بیروت ۴/۳۸۷، زکریا ۳/۲۸۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۴۳۲)

مطلقہ مغلطہ سے نکاح کے لئے محض نکاح ثانی کافی نہیں

سوال [۶۵۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد اسلم نے اپنی بیوی شہناز پروین کو تین طلاق دیدیں، عدت کے بعد دوسرے لڑکے محمد مسلم سے نکاح ہو گیا: لیکن وہ اس کے ساتھ ہمبستری نہیں ہوا اور صبح کو طلاق دیدی، پھر محمد اسلم نے نکاح کر لیا، کچھ عرصہ اسلم نے اسے رکھا، پھر اس نے طلاق دیدی، اس طلاق کے فوراً بعد میں محمد حنیف نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ میرا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوا یا نہیں ہوا، اگر نہیں تو شرعاً اب کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد حنیف، محلہ: عید گاہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محمد اسلم نے جب تین طلاق دیدیں، تو عدت کے بعد دوسرے شخص کے ساتھ شرعی نکاح اور ہمبستری کے بعد طلاق حاصل ہو جائے اور عدت بھی گزر جائے تب محمد اسلم کا نکاح صحیح ہو سکتا ہے اور مذکورہ صورت میں شوہر ثانی محمد مسلم کے ساتھ صرف عقد نکاح ہوا ہے اور خلوت و ہمبستری نہیں ہوئی؛ اس لئے بغیر شب باشی کے جو طلاق ہوئی وہ طلاق بائن ہوئی ہے اس صورت میں محمد اسلم سے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا، محمد اسلم کے علاوہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح جائز ہے؛ لہذا محمد مسلم کی طلاق کے بعد محمد اسلم

سے نکاح شرعی نہیں ہوا؛ بلکہ باطل ہوا ہے، اس کے ساتھ مرد و زن کی طرح رہنا حرام کاری بدکاری زنا کاری ہوئی ہے۔ نیز محمد اسلم کی طلاق کے بعد محمد حنیف کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے وہ نکاح صحیح ہے؛ اس لئے کہ اسلم کے ساتھ نکاح صحیح ہونے کے لئے محمد مسلم کی ہمبستری لازم تھی اور ہمبستری نہیں ہوئی اور محمد حنیف کے ساتھ نکاح صحیح ہونے کے لئے لازم نہیں تھی؛ اس لئے حنیف کے ساتھ نکاح درست ہوا ہے۔

لاینکح مطلقۃً بها أي بالثلاث..... حتی یطأها غیرہ. (در مختار، زکریا

۴۱/۵، کراچی ۳/۴۰، ۴۱۰)

وفي البحر لا ینکح مبانته بالبینونة الغلیظة-إلی- ما إذا کان قبل

الدخول. (بحر، زکریا ۴/۹، کوئٹہ ۵۶/۴)

لو تزوجت (بزواج آخر) ولكن لم یدخل بها الزوج لم تحل للأول.

(دلائل القرآن علی مسائل النعمان ۱/۳۵۹)

لا تحل للأول حتی یجامع الثاني. (فتح الباری، کتاب الطلاق، باب

إذا طلقها ثلاثاً، ثم تزوجت بعد العدة زواجاً غیره فلم یمسها، دار الفکر بیروت

۴۶۷/۹، دار الریان للتراث بیروت ۳۷۷/۹، اشرفیۃ دیوبند ۵۸۴/۹، عمدة القاری،

کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۲۳۶،

زکریا دیوبند ۱/۲۳۹)

لو قضی بالحل للأول بمجرد النکاح- فلا ینفذ فیہ قضاء القاضی؛

لأنه یخالف الإجماع کذا فی القهستانی. (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، کوئٹہ

۱۷۵/۲، مثله فی فتح الملهم، اشرفیۃ دیوبند ۳/۵۰۲)

وفي الحديث البخاري، والمسلم، عن عائشة، قالت: طلق رجل

امراً ثلاثاً فتزوجها رجل، ثم طلقها قبل أن یدخل بها فأراد زوجها الأول

أن يتزوج فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال: لا حتی

یذوق الآخر عسیلتها كما ذاق الأول. (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتی تنکح زوجا غیره، النسخة الهندية ۱/۶۳، بیت الأفكار رقم: ۱۴۳۳، صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

هكذا روي عن بن عمر^{رض}. (فتح الباري ۹/۴۶۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۶۷۵۵)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۳/۶/۱۴۲۱ھ



(۱۵) باب الطلاق البائن

سیما پروین میں تمہیں طلاق بائن دیتا ہوں

سوال [۶۵۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آصف الرحمن نے اپنی زوجہ کو وکیل کی معرفت طلاق نامہ کانوٹس ارسال کیا جس میں آصف الرحمن نے تین مرتبہ یہ جملہ لکھوایا۔

(۱) ”سیما پروین میں تمہیں طلاق بائن دیتا ہوں“ اس طرح طلاق دینے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟ آیا اس طرح طلاق دینے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے یا اس میں تجدید نکاح سے دوبارہ زوجہ نکاح میں آسکتی ہے یا حلالہ کی ضرورت ہے، جو بھی مذکورہ مسئلہ کا حل ہو مدلل ومفصل جواب دیں؟

المستفتی: محمد شریف الدین، نورنگر، امراتی (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق بائن دو قسموں پر ہے: طلاق بائن صریح اور طلاق بائن کنائی اور طلاق بائن صریح دوسری طلاق بائن صریح سے ملحق ہو جاتی ہے اور طلاق بائن کنائی دوسری طلاق بائن کنائی سے ملحق نہیں ہوتی ہے۔ اور سوال نامہ میں طلاق بائن صریح ہے، نہ کہ طلاق بائن کنائی؛ اس لئے جب شوہر نے تین مرتبہ طلاق بائن دی کا لفظ استعمال کیا ہے، تو تینوں طلاقیں واقع ہو کر کے مغلفہ ہو گئی؛ لہذا آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۰۹/۹)

و علی هذا فما وقع في حلب من الخلاف في واقعة، وهي أن رجلاً أبان امرأته، ثم طلقها ثلاثاً في العدة ألحق فيه أنه يلحقها لما سمعت من أن الصريح، وإن كان بائناً يلحق البائن ومن أن المراد بالبائن الذي لا يلحق هو ما كان كناية على ما يوجب الوجه. (فتح القدیر، زکریا ۴/۶۶، بیروت ۴/۷۴، شامی، کتاب الطلاق، باب کنایات مطلب، الصریح يلحق البائن والبائن، کراچی ۳/۳۰۷، زکریا ۴/۵۴۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۵/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۶۸۰۳۹)

طلاق طلاق بائن دی، ایک طلاق دو طلاق بائن دی سے طلاق

سوال [۶۵۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑے کی حالت میں کہا طلاق طلاق بائن دی یا یوں کہا کہ ایک طلاق دو طلاق بائن دی، تو مذکورہ صورت میں اس عورت

پر کتنی طلاق پڑے گی۔

(۲) کسی شخص نے اپنی بیوی کو یوں کہا کہ ایک طلاق بائن دی، تو اس صورت میں اس عورت پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟ اس سوال کے جواب میں ایک مفتی صاحب نے کہا کہ دو طلاق واقع ہوں گی۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا مفتی صاحب اپنے فتویٰ میں درستگی پر ہیں یا غلطی پر ہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: قمر الزمان قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) شوہر نے اپنی بیوی سے کہا طلاق طلاق بائن دی، تو اس صورت میں دو طلاق بائن واقع ہو گئیں؛ کیونکہ اس صورت میں اول طلاق صریح ہے اور دوسری طلاق بائن ہے اور جب صریح بائن سے مل جاتی ہے، تو وہ بھی بائن بن جاتی ہے؛ لہذا اس صورت میں کل دو طلاق بائن ہوئیں۔

إذا لحق الصریح البائن كان بائناً. (شامی، کتاب الطلاق، باب الکنايات الصریح یلحق الصریح البائن، زکریا ۵۴۰/۴، کراچی ۳/۳۰۷)

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے یہ کہا ایک طلاق دو طلاق بائن دی، تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی؛ کیونکہ یہاں ایک صریح کے ساتھ دو طلاق بائن ہیں اور طلاق صریح بائن سے ملنے کی وجہ سے بائن ہو گئی؛ لہذا اس طرح کل تین طلاق واقع ہو گئیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۱۰/۹)

إذا لحق الصریح البائن كان بائناً. (شامی، زکریا ۵۴۰/۴، کراچی ۳/۳۰۷)

(۲) شوہر نے اپنی بیوی سے کہا ایک طلاق بائن دی، تو اس صورت میں اس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

ویقع بقوله أنت طالق بائن. (درمختار، زکریا دیوبند ۴/۹۸،

کراچی ۳/۲۷۶)

اور مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ طلاق بائن سے دو طلاق واقع ہوں گی درست نہیں ہے۔
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۹۱۱)

طلاق قطعی دینا

سوال [۶۵۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم دو فریقین کے درمیان یہ طے پایا کہ فریق اول، فریق دوم کو طلاق قطعی دیدے اور فریق دوم اپنا کل زردین مہر مبلغ دس ہزار روپیہ بحق فریق اول معاف کر دے؛ لہذا روبرو گواہان و پنجایت فریق اول نے فریق دوم کو طلاق قطعی دیدی اور فریق دوم نے اپنی رضامندی سے کل زردین مہر دس ہزار روپیہ بحق فریق اول کی زوجیت سے آزاد ہو گئی ہے۔
نیز فریق دوم اب فریق اول سے اپنا زردین مہر مبلغ دس ہزار روپیہ پانے کا مجاز نہیں رہا ہے، اب ہر دو فریق باہم نکاح کر کے تعلقات رکھنے پر راضی ہیں، اب شریعت میں اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد حنیف، امر وہہ گیٹ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ اور اقرارنامہ دونوں میں جو طلاق قطعی کا لفظ ہے، اس سے آمنہ خاتون پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی ہے۔

وإذا وصف الطلاق بضر من الزيادة، والشدة كان بائنا مثل أن يقول أنت طالق بائن، أو البتة. (هدایة اشرفی بکڈپو دیوبند ۲/ ۳۶۹)

وفي البناية أنت طلاق البتة أي القطع. (بنایہ عینی، شرح ہدایہ

قدیم ۲/ ۲۰۱، جدید اشرفیہ دیوبند ۴/ ۳۴

آئندہ دوبارہ نکاح صحیح کر کے دونوں آپس میں باعصمت زندگی گزار سکتے ہیں۔
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۶۲۲)

غیر مدخول بہا کو مذاق میں طلاق بائن

سوال [۶۵۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی، اسی دوران زید کے دوست بکر نے زید سے مذاق میں کہا کہ تم اس کو طلاق دیدو، میں اس سے نکاح کر لوں گا، زید نے کہا ٹھیک ہے میں نے اس کو طلاق دیدی، تو مفتی صاحب سے سوال ہے کہ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؛ جبکہ گفتگو مذاق مذاق میں ہوئی ہے اور اگر طلاق ہوگئی تو رجعی ہوئی یا بائن اور زید کا ارادہ اس کو طلاق دینے کا نہیں تھا۔ اب زید بغیر نکاح کے اس کو رکھ سکتا ہے یا دوبارہ نکاح کرنا لازم ہے؟

المستفتی: محمد جمال الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا ارادہ مذاق میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا صورت مسئلہ میں زید کی بیوی ہندہ چونکہ غیر مدخول بہا ہے اور غیر مدخول بہا پر طلاق رجعی نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی؛ لہذا دوبارہ نکاح کئے بغیر ہندہ کو رکھنا زید کے لئے جائز نہ ہوگا؛ البتہ دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

عن أبي هريرة ^{رض} قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث

جدهن جد، وهزلهن جد النکاح، والطلاق، والرجعة. (ترمذي شريف ۲۲۵/۱، رقم: ۱۱۸۴)

وکذا کونه جاداً لیس بشرط فيقع طلاق الهازل بالطلاق واللاعب
لماروي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: ثلث جدهن جد وهزلهن
جد، النکاح، والطلاق، والعنق. (بدائع الصنائع، زکریا ۳/۱۶۰)

وطلاق الهازل وشارط الخيار واقع اتفاقاً. (الفتاوی التاتار خانية
۳۹۶/۴، رقم: ۶۵۱۳، هندية، مکتبه کوئٹہ ۳۵۳/۱)

وأفاد الرحمتي أنه بائن أيضاً؛ لأنه طلاق قبل الدخول غير
موجب للعدة؛ لأن العدة إنما وجبت لجعلنا الخلوة كالوطء
احتياطاً، فإن الظاهر وجود الوطء في الخلوة الصحيحة؛ ولأن
الرجعة حق الزوج وإقراره بأنه طلق قبل الوطء ينفذ عليه فيقع بائناً.
(شامي، زکریا ۴/۲۵۶، کراچی ۳/۱۱۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۱۴/۴)

ایک طلاق بائن میں بغیر حلالہ جواز نکاح

سوال [۶۵۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ ایک طلاق بائن یا دو طلاق بائن کی صورت میں عدت کے اندر
یا عدت کے بعد بغیر حلالہ کے صرف نکاح کرنا جائز ہے اور اس سلسلہ میں کتب فقہ میں
جزئیات بھی موجود ہیں، مگر مفتی صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا اس مضمون کی کوئی حدیث بھی
ہے؟ اگر ہو تو مع حوالہ تحریر فرما کر عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد جمیل، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک طلاق بائن دو طلاق بائن کی صورت میں بغیر حلالہ کے نکاح کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے اور اس مضمون کی حدیث درج ذیل کتب حدیث میں موجود ہے۔

حدیثی معقل بن یسار أنها نزلت فيه، قال: زوجت أختالي من رجل، وطلقها حتى إذا انقضت عدتها جاء يخطبها، فقلت له زوجتك، وفرشتك، وأكرمتك، فطلقتها، ثم جئت تخطبها! لا والله لا تعود إليك أبداً، وكان رجلاً لبأس به، وكانت المرأة تريد أن ترجع إليه، فأنزل الله هذه الآية فلا تعضلوهن، فقلت الآن أفعل يا رسول الله! قال فزوجها إياه.

(بخاري شريف ۷۷۰/۲، رقم: ۴۹۳۷، ترمذي شريف ۱۲۷/۲، رقم: ۳۶۱۵)

سئل جابر بن زيد عن رجل لزمته امرأته تسأله الطلاق، فقال: اذهبى فأنا منك بريء، وأنت مني بريئة، ولا ينوي الطلاق حينئذ؟ فقال: إن لم يكن نوى الطلاق فليس بطلاق، وإن كان نوى الطلاق فهي واحدة، وله أن يراجعها في عدتها. (مصنف ابن أبي شيبة جديد ۵۹۸/۹، رقم: ۱۸۴۷۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۵۲۵)

رخصتی سے قبل طلاق و مہر کا حکم

سوال [۶۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ سے ماہ اپریل ۲۰۱۳ء میں ہوئی، ہندہ دو تین مرتبہ آنے کے بعد مئی ۲۰۱۳ء سے بار بار بلانے پر بھی نہیں آرہی ہے، ہندہ اور اس کے گھر والے مسلسل طلاق کا مطالبہ کر رہے ہیں، ہندہ اور زید کا نکاح مہر فاطمی کے ساتھ ہوا تھا، جس کی رقم زید نے نکاح کے وقت ہی نقد ادا کر دی تھی۔

(۱) اس صورت میں اس طلاق کو شریعت میں کیا کہیں گے؟

(۲) زید نے جو رقم نکاح کے وقت مہر کے طور پر ادا کی اس کا کیا ہوگا؟ اگر مہر کے روپے واپس کئے جائیں گے، تو مہر فاطمی کی رقم طلاق والے دن کی واپس ہوگی یا نکاح کے دن کی؟

(۳) مہر فاطمی میں چاندی کی کتنی مقدار گراموں میں ہے؟

(۴) اس صورت میں کون کنہ گار ہوگا؟

(۵) طلاق سے پہلے زید و ہندہ کی آپس میں بات چیت کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

المستفتی: فرمان خان، کندری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب طلاق ہی نہیں دی تو شریعت میں اس کو کیا کہا جائے گا؟ البتہ طلاق کے مطالبہ پر زید اگر مہر کی واپسی کی شرط پر طلاق دے گا، تو جتنا مہر میں پیسہ دیا تھا اتنا ہی پیسہ واپس ملے گا اور ایسی صورت میں اگر ایک طلاق دے گا، تو وہ طلاق بائن واقع ہوگی۔

وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن. (مجمع الأنهر بیروت ۱۰۳/۲)

(۲) زید نے جو رقم نکاح کے وقت بطور مہر ادا کی وہ ہندہ کی ملکیت میں چلی گئی، اگر ہندہ کے مطالبہ پر طلاق کے وقت زید واپسی مہر کی شرط لگا تا ہے، تو مہر میں اتنے ہی پیسوں کی واپسی ہوگی جتنے بوقت نکاح دیئے تھے۔

إن استقرض دأنق فلو س، ثم رخصت أو غلت لم یکن علیہ إلا مثل

عدد الذي أخذه. (شامي، فصل في القرض، زكريا ديوبند ۷/۳۹۰، کراچی ۵/۱۶۲)
 (۳) مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کلو تیس گرام نو سو ملی گرام چاندی ہے، اس کی قیمت
 ادائے گی کے دن بازار سے معلوم کی جائے۔ (مستفاد: انوار نبوت ۶۵۶، ایضاح الطحاوی
 ۱۹۳۳، ایضاح المسائل ۱۳۰)

(۴) مسئلہ صورت میں چونکہ بلا کسی عذر کے بیوی کی طرف سے مطالبہ طلاق
 ہے، اس لئے بیوی گنہگار ہوگی۔

عن ثوبان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما امرأة
 سألت زوجها طلاقاً من غير بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (ترمذي
 شريف ۱/۲۶۶، رقم: ۱۱۸۷)

(۵) طلاق سے پہلے زید و ہندہ آپس میں میاں بیوی ہیں دونوں بلا تکلف بات چیت
 کر سکتے ہیں اور ساتھ میں رات گزار سکتے ہیں اور سب کچھ کر سکتے ہیں۔

النكاح هو عقد يفيد ملك المتعة وتحتة في الشامية: وهو
 اختصاص الزوج بمنافع بضعها وسائر أعضائها استمتاعاً، أو ملك الذات
 والنفس في حق التمتع. (شامي، کراچی ۲/۳، زکریا ۴/۵۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱۱/۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ رذی قعدہ ۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۰/۵۲۷۱۱۲)

رخصتی سے قبل طلاق دی، طلاق دی کہنے کا حکم

سوال [۶۵۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ ایک لڑکے کے لڑکی سے تعلقات تھے، پھر لڑکے نے دوسری جگہ جا کر لڑکی
 اور اس کے والد کی موجودگی میں نکاح کر لیا، نکاح کی اطلاع جب لڑکے کے گھر والوں کو
 ہوئی، تو انہوں نے آپس میں بہت زیادہ جھگڑے کئے اور لڑکے کو طلاق دینے پر مجبور کر دیا،

تو لڑکے نے کہا کہ اس لڑکی کو طلاق دی، گھر والوں نے کہا اور دو، تو پھر کہا اس لڑکی کو طلاق دی، پھر اصرار کیا تو اس نے کہا کہ اس لڑکی کو طلاق دی، تو شرعاً کون سی طلاق ہوئی؟ واضح رہے کہ نکاح کے بعد میاں بیوی میں خلوت نہ ہو سکی اور نہ رخصتی ہوئی نکاح کے بعد لڑکی اپنے والد کے ساتھ چلی گئی تھی اور مہر پچاس ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اب اس لڑکی کو دوبارہ رکھ سکتے ہیں اور اگر رکھ سکتے ہیں تو کیا شکل ہوگی اور مہر کتنے روپے ادا کئے جائیں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد صادق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب رخصتی اور ملاقات سے پہلے طلاق دی جاتی ہے، تو ایک دفعہ شوہر کی زبان سے طلاق کا جملہ نکلتے ہی بیوی شوہر کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے، پھر محل طلاق باقی نہیں رہتی اور نہ ہی بیوی پر عدت گذارنا لازم ہے، اس لئے جب پہلی مرتبہ اس نے طلاق دی، تو فوراً ایک طلاق بائن ہو کر وہ نکاح سے خارج ہو گئی اور محل طلاق بھی باقی نہیں رہا، اس کے بعد دوسری اور تیسری مرتبہ یکے بعد دیگرے مطالبہ کرنے کے ساتھ ساتھ جو طلاق دی گئی ہیں، وہ شرعی طور پر واقع نہیں ہوئیں؛ اس لئے مذکورہ صورت میں صرف ایک طلاق بائن واقع ہوئی، طلاق مغلطہ واقع نہیں ہوئی، ہاں اگر ایک جملہ میں تین طلاق کا استعمال کیا ہوتا، تو تین طلاق واقع ہو جاتیں، یہاں ایسا نہیں ہوا؛ اس لئے مذکورہ لڑکی سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش باقی ہے اور مہر آپس کی رضامندی سے جو طے ہو جائے وہی مقرر کیا جاسکتا ہے۔

قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثا وقعن وإن فرق بوصف، أو خبر، أو جمل بعطف، أو غيره بانت بالأولى لا إلى عدة، ولم تقع الثانية. (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچی ۲۸۴/۳، زکریا ۵۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۳ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۱۵۵)

طلاق دے کر زوجیت سے الگ کرتا ہوں

سوال [۶۵۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رحمت جہاں بنت الطاف حسین محلہ: پیرزادہ تالاب والی مسجد، کے ساتھ میری شادی ہوئی تھی، مہر پچاس ہزار روپیہ تھا، شادی کے بعد ہی سے مزاج نہ ملنے کی وجہ سے جھگڑا برابر ہوتا رہا، میں اس کو سمجھاتا رہا، ایک دن میکہ جانے لگی اور کہنے لگی مجھے طلاق دو ورنہ تم سب پر جہیز کا مقدمہ قائم کرادوں گی، جب میں سسرال گیا تو مجھ سے بدکلامی کی واپس گھر آ گیا اور یہ سب ماجرا گھر والوں کے سامنے رکھا، پھر مجبوراً میں نے دو گواہوں کی موجودگی میں طلاق نامہ لکھ کر بذیعہ رجسٹری لڑکی والوں کے گھر بھیج دیا، وہ طلاق نامہ انہوں نے وصول کر لیا اور میرے خلاف مہیلا تھانہ میں چار آدمیوں کی رپورٹ کر دی، میں اور میرے گھر والے پریشان رہے، میں مہر اور عدت کا خرچہ دینے کو تیار ہوں اور طلاق نامہ میں صرف یہ لکھا ہے کہ ’طلاق دے کر زوجیت سے علیحدہ کر دیا‘ اور پھر لوگوں سے شوہر نے تذکرہ کیا کہ میں نے بیوی کو طلاق نامہ بھیج دیا ہے، تو شرعاً کون سی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: محمد جمال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق دے کر زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں، یہ الفاظ عربی عبارت انت طالق بائن کے مرادف ہے اور اس سے ایک طلاق صریح بائن واقع ہو جاتی ہے اور پھر اس کے بعد یہ الفاظ کہ ’میری جانب سے آزاد ہے‘ اس سے دوسری طلاق صریح واقع ہوگئی؛ لہذا طلاق نامہ کی عبارت کے مجموعہ سے دو طلاق بائن واقع

ہوگئی ہیں۔ اب اگر دونوں ساتھ رہنے کے لئے تیار ہو جائیں تو تجدید نکاح لازم ہوگا اور اس نکاح کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں اور طلاق نامہ کے لکھنے کے بعد شوہر نے لوگوں سے یہ جو بات کہی ہے کہ میں نے طلاق نامہ بھیجوا دیا ہے، اس سے کوئی طلاق نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ یہ محض طلاق نامہ کی خبر ہے۔

و يقع بقوله أنت طالق بائن، أو البتة، أو أفحش الطلاق إلى ما قال واحدة بائنة في الكل إن لم ينو ثلاثا. (در مختار مع شامی، کراچی ۲۷۶/۳، زکریا ۴۹۸/۴)
من ألفاظ الصريح الواقع بها البائن مثل أنت طالق بائن أو البتة. (شامی، کراچی ۳۰۷/۳، زکریا ۵۴۰/۴)

ولو قال لامرأته أنت طالق، فقال: له رجل ما قلت؟ فقال: طلقها، أو قال قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء؛ لأن كلامه انصرف إلى الإخبار بقريضة الاستخبار. (بدائع الصنائع، زکریا ۱۶۳/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴ھ/۶/۲۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۸۱/۳۷)

رخصتی سے قبل طلاق طلاق طلاق کہنے سے کتنی طلاق ہوئی

سوال [۶۵۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی ایک سال قبل ہوئی تھی، پھر ہم نے اپنی بیوی زینت بیگم کو تین طلاق دیدی تھیں اور الفاظ یہ ادا کئے تھے کہ جب لڑکی کے والدین نے طلاق کا مطالبہ کیا، تو میں نے طلاق طلاق طلاق تین دفعہ کہہ دیا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ اب دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد نوید شیدی سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چونکہ رخصتی سے پہلے طلاق کا واقعہ پیش آیا ہے، تو ایسی صورت میں متعدد لفظوں کے ساتھ جو طلاق دیجاتی ہے، ان میں سے صرف پہلے لفظ کا اعتبار ہوتا ہے، اس لفظ کے بولتے ہی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے اور عورت نکاح سے نکل جاتی ہے، اس کے بعد بقیہ الفاظ جو کہے جاتے ہیں، وہ نکاح سے خارج ہو جانے کے بعد زبان سے نکلتے ہیں؛ لہذا ان سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں بھی صرف پہلے لفظ سے ایک طلاق بائن واقع ہو گئی ہے؛ اس لئے بغیر کسی حلالہ کے دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

وإن فرق بوصف، أو خبر، أو جمل بعطف، أو غيره بانت بالأولى لا إلى عدة. (در مختار مع الشامی، کتاب الطلاق، قبیل مطلب الطلاق يقع بعد قرن به لا به، کراچی ۲۸۶/۳، زکریا ۵۱۲/۴، احسن الفتاویٰ ۵/۲۹، ہندیۃ قدیم ۳۷۳/۱، جدید زکریا ۱/۴۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۷۴)

غیر مدخول بہا کو الگ الگ تین طلاق اور حالت حیض میں خلوت کا حکم

سوال [۶۵۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی کی کسی لڑکے سے شادی ہو جاتی ہے اور وہ جب والدین سے رخصت ہو کر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے اور جب اس کا شوہر اس سے پہلی رات میں رجوع ہونا چاہتا ہے، تو لڑکی اپنی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کرتی ہے، اور اس کو رجوع ہونے سے روک دیتی ہے کہ میں اس وقت حیض سے ہوں (یعنی مجھ کو حیض آرہا ہے) لڑکا اس کے اصرار پر مان جاتا ہے اور لڑکی حق زوجیت ادا نہ کر سکی، دوسرے دن ہی لڑکی اپنے میکے چلی گئی، پھر

دوبارہ اپنے شوہر کے گھر جانے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی، لڑکے کے والدین نے لڑکی کو بہت کچھ سمجھایا، مگر اس نے انکار ہی کیا اور طلاق لینے کی مانگ کی، لڑکے کے والدین نے لڑکے سے طلاق دلوائی، یہ طلاق اہل بیچ حضرات کے اصرار پر دی گئی، لڑکا طلاق دینے پر راضی نہ تھا، مگر لڑکے نے تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا۔

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حق زوجیت ادا نہ ہونے پر بھی طلاق ہو سکتی ہے؟

(۲) اگر طلاق ہو سکتی ہے تو کیا ایسی حالت میں بھی لڑکی مہر کی حق دار ہے؟

(۳) اور یہ کہ لڑکی کو عدت گزارنا ضروری ہے؟

(۴) لڑکی دوبارہ اپنے شوہر کے گھر آنا چاہتی ہے، جس کو طلاق ہوئے ایک ماہ دس یوم کا عرصہ گزر چکا ہے؟

(۵) کیا نکاح ثانی کی گنجائش ہے؟ یا وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہو گئی ہے؟

(۶) یا وہی نکاح کافی ہے؟

المستفتی: محمد بنی

جواب منجانب: جامعہ حیات العلوم مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر واقعاً لڑکی کو حیض آ رہا تھا، تو مانع وطی پایا گیا اور مانع وطی پائے جانے کی صورت میں خلوت صحیحہ نہیں ہوئی؛ لہذا اگر شوہر نے اپنی غیر مدخولہ کو الگ الگ تین مرتبہ طلاقیں دیں، تو اس کی بیوی کو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔

(۲) طلاق بائنہ غیر مدخولہ بیوی کو دینے سے نصف مہر دینا ہوگا۔

(۳) چونکہ قبل الخلو طلاق واقع ہوئی ہے؛ لہذا ایسی صورت میں عدت ضروری نہیں ہے۔

(۴) جی ہاں اپنے شوہر کے گھر نکاح جدید کے ساتھ جاسکتی ہے۔

(۵) نکاح ثانی کیا جاسکتا ہے بغیر نکاح شوہر اول کے پاس نہیں جاسکتی۔
 (۶) پہلا نکاح کافی نہیں ہے دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 تصدیق منجانب: مفتی شبیر صاحب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد
 خلوت فاسدہ کے بعد طلاق واقع ہونے سے عدت لازم ہوتی ہے۔

وتجب العدة في الكل أي كل أنواع الخلوة ولو فاسدة الخ.
 (درمختار، کتاب النکاح، باب المهر، زکریا دیوبند ۴/۲۶۱)

تصدیقہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

مستقل جواب منجانب: دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۳/۲۱) لڑکی اگر حالت حیض میں تھی اور حیض کا عذر بیان کر کے شوہر کو مقاربت پر قابو نہ ہونے دیا، تو شرعاً خلوت صحیحہ ثابت نہیں ہوئی ہے، اب اگر اس حالت میں الگ جملوں سے ۳ مرتبہ طلاق دی ہے، تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے اور لڑکی کے لئے نصف مہر شوہر پر لازم ہو چکا ہے اور لڑکی پر عدت گزارنا لازم ہوگا۔
 أو كانت حائضا فليست الخلوة صحيحة حتى لو طلقها، كان لها نصف المهر؛ لأن هذه الأشياء موانع الخ (هداية، اشرفي بکڈپو دیوبند ۲/۳۲۶)
 وتجب العدة في الكل أي كل أنواع الخلوة ولو فاسدة الخ.

(درمختار، کتاب النکاح، باب المهر، زکریا دیوبند ۴/۲۶۱، کراچی ۳/۱۲۲)

اس حالت میں اگر اسی شوہر کے پاس دوبارہ رہنے کا ارادہ ہے، تو عدت کے اندر یا عدت کے بعد شرعی طور پر دوبارہ نکاح جدید کر کے رہ سکتی ہے، بغیر نکاح کے جائز نہیں ہوگا۔
 وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد

انقضائها الخ. (ہدایۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳۹۹/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۱۰۱)

غیر مدخولہ کو متفرق طلاق، پھر اس سے نکاح کی کیا صورت ہے؟

سوال [۶۵۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی بحالت بچپن۔ اب زید بالغ ہو گیا اور ہندہ ابھی تک نابالغ ہی ہے اور زید نے اس ہندہ کو تین طلاق متفرقہ دیکر چھوڑ دیا اور اس کے بعد دوسری جگہ شادی کر لی، پھر زوجہ ثانی کا کچھ دنوں کے بعد انتقال ہو گیا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ میں زوجہ اول سے شادی کروں، تو شریعت محمدی کے مطابق کیا صورت ہوگی؟ تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی: عبدالحق، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سابقہ بیوی کو متفرق طریقے سے تین طلاق دی ہیں اور اس سے ہمبستری نہیں ہوئی ہے یا بوقت طلاق وہ نابالغ تھی، تو متفرق طلاقوں میں سے صرف اول طلاق واقع ہو چکی ہے اور باقی دو طلاق لغو ہو گئی ہیں؛ لہذا اب اگر دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو بلا حلالہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔

فإن فرق الطلاق (بغير الدخول بها) بانث بالأولیٰ ولم تقع الثانية، والثالثة، وذلك مثل أن يقول أنت طالق، طالق، طالق؛ لأن كل واحد إيقاع على حدة. (ہدایۃ اشرفی بکڈپو دیوبند ۳۷۱/۲، ہکذا فی الہندیۃ، کتاب الطلاق، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول، زکریا قدیم ۳۷۳/۱، جدید ۴۴۰/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۷۲۷/۲۳۹)

طلاق بائنہ کی ایک صورت

سوال [۶۵۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کونسی طلاق واقع ہوئی، طلاق بائنہ یا طلاق مغلطہ؟ بالتفصیل وبالذلیل بیان فرمائیں۔

بیان مطلق نثار احمد اپنی ماں کے یہاں چلی جا تجھے رکھوں گا نہیں غصہ کی حالت میں ایک مرتبہ، بیان مطلقہ ہاجرہ شوہر نے کہا تو اپنی ماں کے یہاں چلی جا تجھے رکھنا نہیں۔ بیان گواہ میمونہ زوجہ مختار احمد جو موقع پر موجود تھی انہوں نے سنا کہ مطلق نے دو طلاق دی، بیوی نے کہا کہ اچھا مجھے تین مرتبہ کہہ دو، اس پر شوہر نے کہا کہ کتنی مرتبہ کہلاؤ گی؟ تو اپنی ماں کے یہاں چلی جا، میں نے تجھے آزاد کر دیا یہ تیسرا جملہ تھا۔

بیان گواہ ثانی قاری نسیم احمد صاحب حاضرین خواتین نے انہیں بلوایا، ان کے معلوم کرنے پر نثار احمد نے کچھ جواب نہیں دیا، ڈاکٹر فی سرولی کے معلوم کرنے پر نثار احمد نے کہا اب کیا کرنا، نثار احمد نے کہا کہ میں نے ہاجرہ کو آزاد کر دیا، یہ اپنی ماں کے یہاں چلی جائے اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا، ہاجرہ مطلقہ نے کہا کہ اب کیا کرنا ہے، تو قاری نسیم احمد نے جواب دیا کہ مفتی صاحب کو آنے دو ان سے معلوم کریں گے، تو نثار احمد نے کہا کہ اس میں مفتی صاحب کیا کریں گے؟ مجھے جو کرنا تھا وہ کر دیا۔

بیان والد مطلق نسیم احمد برادر کلوا قاری نسیم احمد صاحب کہتے ہیں، ہم نے نثار احمد سے پوچھا کہ تم نے جو اپنی زوجہ کے ساتھ میں یہ معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط، اس پر نثار احمد نے جواب دیا کہ وہ بات صحیح ہے، میں نے معاملہ کو آر پار کر دیا، ہم میں سے نسیم احمد نے دوبارہ

معلوم کیا کہ دل سے کیا ہے یا ویسے ہی؟ تو ثار احمد نے کہا کہ دل سے کیا ہے۔
نوٹ: بیانات مذکورہ بالا تمام حضرات سے مجمع عام کے سامنے لکھے گئے ہیں
 اور گواہوں کے بیان کے وقت مطلق و مطلقہ بالکل خاموش رہے۔

المستفتیۃ: میمونہ خاتون، سرودی خاتون..... بڑھا پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) شوہر کے قول میں استقبال ہے؛ اس لئے
 صرف وعدہ ثابت ہو سکتا ہے۔

كما في الشامي: لو ذكرت بلفظ المضارع سواء ذكرت أنا أو لا،
 ففي القياس لا يقع؛ لأنه وعدٌ. (شامي، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، زكريا
 ۵۵۸/۴، کراچی ۳/۳۱۹، ۲/۶۵۷)

وفي المحيط: لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً الخ. (الفتاوى الهندية،
 زكريا قديم ۱/۳۷۴، زكريا جديد ۱/۴۵۲)

(۲) بیوی کا قول یہ شہادت نہیں؛ اس لئے وہ بھی معتبر نہیں ہے۔

(۳) تنہا میمونہ کے بیان سے شرعی ثبوت نہیں ہو سکتا۔

(۴) قاری نسیم کے بیان میں جو آزاد کر دیا کا لفظ ہے، شوہر کا قول اس کی تکذیب کر رہا ہے؛
 اس لئے دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی شہادت ضروری ہے وہ یہاں مفقود ہے۔

(۵) کلو، قاری نسیم احمد، تسلیم احمد یہ تینوں حضرات شرعاً مقبول الشہادت ہونے کی
 شرط پر ان کی شہادت شوہر کے اقرار (میں نے معاملہ کو آر پار کر دیا) کے بارے میں
 معتبر رہے گی، اب اگر شوہر نے آر پار کر دیا سے طلاق کی نیت کی تھی، تو اس سے بیوی پر ایک
 طلاق بائن واقع ہو گئی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۳۳۹-۲۳۷۹)

كما في الشامي: (قوله) كتبه من البت بمعنى القطع فيحتمل ما احتمله
 البائن الخ (شامي، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق، زكريا ۵۵۸/۴، کراچی ۳/۳۱۹)

اب بغیر نکاح کے بیوی کے ساتھ نہیں رہ سکتا ہے اور اگر میمونہ کے بیان کے مطابق بیوی کو واقعہ کا علم ہے، تو بیوی کو چاہئے کہ کسی طرح خلع وغیرہ کے ذریعہ شوہر سے علیحدگی اختیار کر لے، عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ شوہر کو قابو دے۔

كما في الشامي: والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب. (شامي مع الدر، كتاب الطلاق، باب الصريح، ذكرها ٤/٦٣، كراچی ٣/٢٥١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۵/۲۵)



(۱۶) باب الطلاق بالكتابة

تحریری طلاق کے شرائط

سوال [۶۵۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی بیوی سے کوئی نازیبا حرکت یا ایسا فعل سرزد ہو گیا کہ اس شخص نے اپنا دامغانی توازن کھو دیا، اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کے عزیز واقارب نے باقاعدہ اس پر نظر رکھی اور اس کو خودکشی یا کوئی بھی غلط قدم اٹھانے نہیں دیا۔ ۳۷۳۳ ردن کے بعد اس کو سمجھایا کہ صرف اپنی بیوی کی طرف نہیں؛ بلکہ اپنے چار بچوں کی طرف دیکھو، تم مرو گے تو بچے یتیم ہو جائیں گے اور بیوی کے ساتھ کوئی غلط قدم اٹھایا تو بچے بغیر ماں کے ہو جائیں گے۔

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، کیا کرنا ہے؟ اس کی تسلی کے لئے دو آدمی طلاق نامہ ٹاپ کروا کے لے آئے اور اس سے کہا کہ ہم تمہاری اور تمہارے خاندان کی بہتری چاہتے ہیں، یہ طلاق نامہ تیار ہے کچھ گہرائی سے سوچ لو، اس کے بعد دینی اعتبار سے اس طلاق نامہ کا صحیح استعمال کریں گے، وہ شخص راضی ہو گیا اور اس نے طلاق نامہ پر دستخط نہیں کئے، دو روز کے بعد اس کا سگا بھائی آیا، وہ غصہ سے اس کو بھی لے گیا اور طلاق نامہ کے کاغذات بھی ساتھ لے گیا، پھر اپنے گھر جا کر طلاق نامہ پر اس کے دستخط کروائے، دو گواہوں کے دستخط کروائے اور بذریعہ رجسٹری اس کی بیوی کو بھیج دیا، یہ شخص فوراً اپنے ان عزیز و اقارب کے پاس آیا اور یہ بات بتائی کہ مجھ سے طلاق نامہ پر دستخط لے لئے ہیں، غور طلب بات یہ ہے کہ:

(۱) جب اس سے پوچھا کہ طلاق نامہ میں کیا لکھا تھا؟ تم کو پڑھ کر سنایا، تو اس نے جواب دیا کہ مجھے پڑھ کر نہیں سنایا۔

(۲) کیا طلاق نامہ پر دستخط کروانے سے پہلے ایک بار دو بار یا تین بار تم سے یہ بلوایا گیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں ایک بار بھی نہیں بولا اور نہ ہی مجھ سے بلوایا گیا۔ مندرجہ بالا عبارت حلیہ بیان ہے۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ ان حالات میں از روئے شرع طلاق ہوئی یا نہیں؟ مذکورہ شخص صرف دستخط کرنے کا ذمہ دار ہے نہ تو طلاق نامہ اسے پڑھ کر سنایا گیا اور نہ ہی زبان سے اس نے بولا ہے۔

المستفتی: حاجی شفیع احمد، ناظم اعلیٰ ضلع مسلم کمیٹی کھرگون (مدھیہ پریش)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ جو طلاق نامہ لکھا گیا ہے، وہ نہ زید نے خود لکھا ہے اور نہ ہی خود لکھوایا؛ بلکہ تیار ہونے کے بعد اس نے اس پر دستخط کرنے سے منع کر دیا، پھر بعد میں اس کے بھائیوں نے دباؤ ڈال کر اس سے دستخط کروالیا ہے، نہ اس نے زبانی طلاق کا کوئی لفظ استعمال کیا اور نہ ہی اس کو پڑھ کر سنایا گیا،

ایسی صورت میں تحریری طلاق واقع نہیں ہوئی، تحریری طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ یا تو اس نے خود لکھوایا ہو یا خود لکھا ہو یا لکھی ہوئی تحریر پڑھ کر بخوشی دستخط کر دیا ہو یا کسی دوسرے نے اس کو سنا دیا ہو، پھر بخوشی دستخط کر دیا ہو، ایسی کوئی بات مذکورہ واقعہ میں ثابت نہیں ہے؛ اس لئے مذکورہ طلاق نامہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق
مالم یقر أنه کتابہ۔ (شامی، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، کراچی ۳/۲۴۷،
زکریا ۴/۵۶، الفتاویٰ التاتار خانیۃ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیۃ، زکریا
قدیم ۱/۳۷۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹ھ/۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف)

تحریری طلاق نامہ میں شوہر کا اقرار معتبر ہے یا تحریر؟

سوال [۲۵۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے کہ جناب غلام دستگیر نے اپنی بیوی منور سلطانہ کو چند سال قبل ایک طلاق رجعی دی تھی مگر ٹائپ کرنے والے نے تین لکھ دی تھی، اس سلسلے میں تاج المساجد بھوپال کے دارالافتاء سے فتویٰ بھی لایا گیا؛ چونکہ غلام دستگیر صاحب نے دارالقضاء میں پیش کیا، دارالقضاء نے فتوے پر اور غلام دستگیر صاحب کی اصل اور پہلی تحریر پر غور کیا، جس سے یہی ثابت ہوا کہ ایک ہی طلاق واقع ہوئی؛ لیکن چونکہ عدت کی مدت گزر گئی؛ لہذا طلاق رجعی طلاق بائن ہو کر نکاح ٹوٹ گیا۔

غلام دستگیر اور منور سلطانہ بخوشی دوبارہ اپنی زندگی گزارنا چاہیں، تو نکاح جدید کر کے گزارنے کی از روئے شرع اجازت ہے؟ اس سلسلے میں غلام دستگیر کا حلفیہ بیان بھی لیا گیا،

جو دارالقضاء میں محفوظ ہے۔

المستفتی: محمد وسیم ٹانڈوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مرسلہ چاروں کا غذات شروع سے آخر تک

اچھی طرح سے پڑھا اور دیکھا، سوال نامہ میں بھوپال کے دارالافتاء کا فیصلہ جو لکھا گیا ہے، اس کے بارے میں دوسرا کاغذ بطور سوال نامہ کے جو پیش کیا گیا اور اس میں دارالافتاء اور دارالقضاء کے فیصلہ میں شبہ کا اظہار کیا گیا ہے؛ احقر نے بھی شوہر کے پہلے کاغذ اور پھر اسی کا ٹائپ جو کہ چوتھا کاغذ ہے، اس پر بھی غور کیا اور سوال نامہ میں اس بات کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ شوہر پہلے کاغذ کا اقرار کرتا ہے، جو ہندی میں ہاتھ سے لکھا گیا ہے اور دوسرا کاغذ جس میں پہلے کاغذ کا ٹائپ ہے، اس میں جو تین طلاق کی صراحت کی گئی ہے، اس کا انکار کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ شوہر کے اقرار یا انکار کا اعتبار ہوتا ہے اور شوہر مذکورہ واقعہ میں پہلی تحریر کا اقرار کرتا ہے اور دوسری تحریر میں تین طلاق کے الفاظ کے اضافہ کا انکار کرتا ہے اور ٹائپ کرنے والوں نے وکیلوں کے دستور کے مطابق شوہر کی اجازت اور اس کی تحریر کے خلاف اپنی طرف سے تین طلاق کی صراحت کے ساتھ ٹائپ کر دیا اور شوہر یہ کہہ رہا ہے کہ نہ میں نے اپنی تحریر میں تین طلاق کی صراحت کی اور نہ ہی ٹائپ کرنے والوں کو تین طلاق کی اجازت دی۔ اور صاف الفاظ میں یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے ٹائپ کرنے والوں کو اپنی تحریر کے ٹائپ کی اجازت دی ہے اور اسی خیال میں دستخط کر دیا تھا کہ جیسی میری تحریر ہے ویسی ہی ٹائپ ہے؛ اس لئے پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی، بغیر پڑھے دستخط کر دیئے اور خیال میں یہ رہا کہ یہ اسی تحریر کا ٹائپ ہے، جو میں نے خود دی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور اس کے قول کا اعتبار کر کے ایک ہی طلاق کا حکم صادر ہوگا؛ لہذا بھوپال کے دارالافتاء اور دارالقضاء سے جو فیصلہ اور فتویٰ صادر ہوا ہے،

وہ شریعت کی روشنی میں صحیح اور درست ہے۔

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر أنه کتابہ۔ (شامی، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، کراچی ۳/۴۷، ۲ زکریا ۴/۵۶، الفتاویٰ الثاتارخانیہ، زکریا ۴/۵۳، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۳۷۹/۱، جدید ۴۶/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵ھ/۷/۲۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۹/۱)

شوہر سے زبانی و تحریری جبراً طلاق لینے میں فرق کی وجہ

سوال [۶۵۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زبردستی اگر شوہر سے زبانی طلاق کہلوالی جائے، تو سنا ہے کہ اس سے طلاق ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر زبردستی صرف تحریر لے لی جائے، یا کسی سے طلاق نامہ لکھوا کر جیسا کہ عدالت کے فیصلہ نامہ پر دستخط کرا لئے جائیں تو طلاق نہیں ہوتی، اس کی شرعاً کیا وجہ ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد نعیم، تاج پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زبردستی شوہر سے زبانی طلاق کہلوالی جائے، تو طلاق واقع ہو جائے گی؛ لیکن زبردستی صرف تحریری طلاق لی جائے یا کسی سے طلاق نامہ لکھوا کر شوہر سے دستخط کرا لیے جائیں، تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابت خطاب اور قول کے درجہ میں بوقت ضرورت ہوتی ہے، مثلاً شوہر گونگا ہے؛ لیکن لکھنے پر قادر ہے یا شوہر دوسری جگہ رہتا ہے اور وہاں سے طلاق لکھ کر بھیج دے اور جبراً تحریر لینے کی

صورت میں اس طرح کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ شوہر زبانی طلاق دینے پر قادر ہے؛ لیکن طلاق کے الفاظ نہیں کہتا ہے؛ لہذا اس صورت میں حاجت اور ضرورت نہ ہونے کی بناء پر کتابت خطاب کے درجہ میں نہیں ہو سکتی۔

لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (الفتاویٰ البرازية، زکریا ۱/۱۲۰، وعلى هامش الهندية ۴/۱۸۵)

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (قاضي خان، زکریا ۱/۲۸۷، وعلى هامش الهندية، زکریا ۱/۴۷۲، شامي، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۴۶۲، زکریا ۳/۲۹۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۷۷)

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۹ھ

بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق دینے کے بعد تحریری طلاق دینا

سوال [۶۵۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مندرجہ ذیل باتوں پر شرع کا کیا حکم ہے؟ کیا لڑکی کی غیر موجودگی میں لڑکا طلاق تین بار لوگوں کے سامنے کہہ دے، تو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

(۲) کیا لڑکا دوسرے شہر میں جہاں وہ رہتا ہے تحریری طور پر لکھ دے کہ میں نے فلاں فلاں گواہ کے سامنے تحریری طور پر دستخط کر کے طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے، تو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

المستفتی: عظمت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) بیوی کی غیر موجودگی میں بھی طلاق ہو جاتی ہے، طلاق کے وقت بیوی کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/۴۲۹)

(۲) تحریری طور پر طلاق لکھ دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو. (شامی، کتاب الطلاق،

قبیل باب الصریح، کراچی ۳/۴۶، زکریا ۴/۵۶، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۸،

جدید ۱/۴۶، فتاویٰ قاضی خاں، زکریا ۱/۲۸۷، وعلی ہامش الہندیہ،

زکریا ۱/۴۷۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷ھ/۲/۲۴

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴/جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۲۶۲۹)

موبائل پر بیوی کو میسج کے ذریعہ سے طلاق دینا

سوال [۶۵۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرا نکاح دس ماہ پہلے میری بیوی سے ہوا تھا، چند ماہ بعد میرے ساس سر کا جھگڑا میرے والد صاحب سے ٹیلیفون پر ہوا، جھگڑا اس قدر بڑھا کہ میرے والد صاحب کے سابقہ ٹیلیفون پر ہی میرے سر اور ساس نے بے انتہا بدتمیزی اور بدکلامی کی، جب مجھے اس بارے میں معلوم ہوا تو میں بھی غصہ میں بھڑک اٹھا اور اسی غصہ کی حالت میں میں نے اپنی بیوی کو موبائل ملایا اور اپنے والد اور والدہ سے بدتمیزی اور بدکلامی کا سبب معلوم کیا، غصہ بڑھتا گیا؛ کیونکہ گھر جاتے وقت میری بیوی سارا زور بھی اپنے ساتھ لے گئی تھی؛ اس لئے میں نے اس سے کہا چوٹی سارا زور بھی میکے لے کر چلی گئی، تکرار بڑھتی چلی گئی، میرا غصہ بڑھتا چلا گیا اور اسی غصہ کی حالت میں میں نے موبائل پر ہی لکھ کر میسج دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، یہ سب ہونے کے بعد میرے سر اور سسرال کے لوگ اس بارے میں مجھ سے معلوم کرنے آئے اور کہا کہ تم نے طلاق دی ہے؟ میں نے پھر وہی بات دہرائی کہ ہاں میں نے طلاق دی ہے۔

المستفتی: اختر حسین، ایرانڈیا ایکسپورٹ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر لکھ کر طلاق دے اور اپنی تحریر کا بعد میں اقرار کرے تو شرعی طور پر ایسی طلاق صحیح اور معتبر ہو جاتی ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں جب لڑکے نے موبائل پر لکھ کر بیوی کو تین طلاق کا میسج کر دیا ہے اور بیوی کے موبائل پر شوہر کی طرف سے لکھی ہوئی طلاق کا میسج آ گیا ہے اور شوہر نے بعد میں زبانی اقرار بھی کیا ہے، تو اس سے شرعی طور پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اب آئندہ بغیر حلالہ دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو کتب کتابا فی قرطاس - إلی قوله - وبعث به إلی امرأته فأتاها
الکتاب وأقر الزوج أنه کتابه، فإن الطلاق يقع علیها. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا
قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۶۶)

کتب فی قرطاس - إلی - وبعث به إلیها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه
کتابه. (شامی، کراچی ۳/۲۴۶-۲۴۷، زکریا ۴/۵۶۶)
ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثاً الخ. (الأشباه
والنظائر قدیم ص: ۲۱۹، جدید زکریا ص: ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/زی قعدہ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۷۳/۸۱۹۰)

تحریری طلاق

سوال [۲۵۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم دونوں فریق منی عرف کلو ولد عبدالغفار بلاری اور محمد صاق ولد چھٹن بلاری ہم دونوں فریق آپس میں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے اپنی خوشی اور مرضی سے الگ

ہو رہے ہیں، ہماری آپس میں کوئی رنجش نہیں، یہ کام ہم اپنی خوشی اور خوب سوچ سمجھ کر کر رہے ہیں، ہم نے آپس میں ایک دوسرے کا سامان سارا ہی واپس کر دیا ہے۔ اب آپس میں ہم دونوں فریقوں کا کوئی لین دین نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مطالبہ ہے اور نہ ہی ہمارا ایک دوسرے کا ہمیشہ کے لئے کوئی تعلق ہے نہ کوئی رشتہ ہم یہ اقرار حلفیہ کرتے ہیں، یہ اسٹامپ اس لئے لکھا ہے کہ کل کو ہم میں سے ایک دوسری فوٹو کاپی دوسرے فریق کے پاس رہے گی یہ اقرار نامہ بتاریخ ۲۰۱۲ء کو لکھا گیا، تو کیا اس صورت میں شرعی طور پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ یہ تحریر طلاق اور جدائیگی ہی کے لئے لکھی گئی ہے۔ نیز برادری پنچایت میں بھی اس طرح طلاق دینے کی وجہ سے فریقین کو حاضر کیا گیا تھا۔

المستفتی: صادق حسین سلمانی ولد چٹن، بلاری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں بوقت مذاکرۃ طلاق

اور بنیت طلاق ہی تحریر لکھی گئی ہے۔ نیز پنچایتی تحریر میں بھی طلاق دینے کی وضاحت ہے؛ اس لئے منی عرف کلو پر طلاق واقع ہو چکی ہے، عدت گزارنے کے بعد شوہر پر کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہے گی اور نہ ہی منی عرف کلو کو شوہر صادق ولد چٹن کے یہاں آنا جائز ہو سکتا ہے۔

لو قال: لم یبق بینی و بینک عمل و نوى به الطلاق یقع الخ.

(عالمگیری، کتاب الطلاق، الفصل الخامس فی الکنايات، زکریا قدیم ۳۷۶/۱، جدید ۴۴۳/۱)

فتاویٰ قاضی خان، زکریا ۲۸۴/۱، وعلی ہامش الہندیۃ ۶۸۱/۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ رزی الحجۃ ۱۴۱۰ھ

۱۴۱۰/۱۲/۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶۰۶۰)

تحریری طلاق کا حکم

سوال [۶۵۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ہندہ کو طلاق بذریعہ تحریر دی اور وکیل سے کہا کہ طلاق نامہ لکھ دو، وکیل نے طلاق نامہ لکھا؛ لیکن زید کو پڑھ کر نہیں سنایا اور صرف زید کے دستخط کرائے اور طلاق نامہ میں تین طلاق لکھیں جیسا کہ لکھنے کا وکیلوں کا رواج ہے، زید نے طلاق نامہ کو گھر جا کر پڑھا، اتنے عرصہ میں مرد و عورت میں صلح ہو گئی اور گھر بنائے رکھنے کے لئے دونوں آمادہ ہو گئے، تو کیا ایسی صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہوگی یا رجعی؟

(۲) ایک شخص نے طلاق نامہ لکھوا کر بیوی کے گھر بھیجا؛ لیکن بیوی کہتی ہے کہ مجھے صرف سادہ کاغذ دستیاب ہوا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد مقصود، نائب مفتی جامع العلوم فرقانیہ، رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب زید نے وکیل کو طلاق نامہ لکھنے کا اختیار دیا ہے اور وکیلوں کے تین طلاق لکھنے کا رواج سب کو معلوم ہے اور زید کو بھی یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ وکیلوں کا رواج تین ہی طلاق لکھنے کا ہے، پھر وکیل کے لکھنے کے بعد دستخط کے وقت خود پڑھنا یا پڑھوا کر سننا زید نے ضروری نہیں سمجھا اور بخوشی دستخط کر دیا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق نامہ میں جتنی طلاقیں لکھی گئیں ہیں، اتنی ہی طلاقیں واقع ہو جائیں گی؛ چنانچہ مذکورہ طلاق نامہ میں تین طلاق لکھی گئی ہیں؛ اس لئے زید کی بیوی ہندہ پر تین طلاق واقع ہو گئی ہیں، اب بغیر حلالہ کے زید کے لئے نکاح بھی درست نہ ہوگا، ہاں البتہ شوہر حلیفہ طور پر قسم کھا کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وکیلوں کے یہاں تین طلاق لکھنے کا رواج ہے اور میرا ارادہ ایک طلاق لکھوانے کا تھا، تو حکم شرعی تین طلاق کا نہ ہوگا۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۸۷۹ء)

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم

یقر أنه كتابه. (شامی، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، زکریا ۴/۵۶، کراچی ۳/۲۴۷، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶) (۲) اگر عورت کہتی ہے کہ صرف سادہ کاغذ دستیاب ہوا ہے، اس میں کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں ہے اور شوہر انکار کرتا ہے، تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر اقرار کرتا ہے، تو طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ شوہر سے دریافت کیا جائے کہ طلاق نامہ میں کتنی طلاق لکھی گئی ہیں، وہ جتنی طلاق کا اقرار کرے گا اتنی طلاق واقع ہو جائیں گی۔

بأن كتب أما بعد فانت طالق، فکما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامی، زکریا ۴/۵۶، کراچی ۳/۲۴۷، عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۸۷، جدید ۱/۴۴۶، احسن الفتاویٰ ۵/۱۴۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۳۷/۸۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۷/۱۴۲۵ھ

تحریری طور پر طلاق دینا

سوال [۶۵۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرصہ دو سال قبل مسمیٰ بی بی حسینہ خاتون کی شادی محمد مفید سے ہوئی تھی اور حسینہ خاتون اپنے سسرال میں رہنے لگی، اس درمیان چند وجوہات کی بناء پر میاں بیوی میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے اس کا شوہر محمد مفید نے اپنے ایک رشتہ دار کی معرفت ایک تحریری خط لڑکی کے والد کے پاس بھیجا، خط کا مضمون اس طرح تھا: ”بی بی حسینہ بیگم تم میری طلاق بیوی ہو، میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی تم اپنا انتظام خود کرلو، میں اپنا انتظام خود کرلوں گا، میں کما کرتا ہوں اور دین مہر ادا کر دوں گا“ اس تحریری خط کے علاوہ بھی محمد مفید نے گاؤں کے لوگوں اور اپنی بیوی کے سامنے بھی بار بار طلاق دینے کی بات

کہی، اس تحریری خط کو لڑکی کے والدین نے اپنے گاؤں کے کئی ذمہ داروں کو دکھایا جس کی بناء پر لوگوں نے لڑکی کی دوسری شادی کرنے کا مشورہ دیا، اس تحریری خط (طلاق نامہ) کے تقریباً نو دس مہینہ کے بعد بی بی حسینہ خاتون نے اپنے گاؤں کے محمد تجل حسین سے باضابطہ دوسرا نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہنے لگے، دوسری شادی کے بعد اب شوہر اول اور اس کے والد لڑکی کے والد پر دباؤ ڈال کر لڑکی کو شوہر اول کے پاس رہنے کو کہہ رہے ہیں، ادھر اس تحریری خط کو زور زبردستی کر کے شوہر اول اور ان کے رشتہ داروں نے چھین لیا ہے، اب بی بی حسینہ کسی بھی صورت میں شوہر اول کے پاس جانا نہیں چاہتی ہے، بی بی حسینہ کا کہنا ہے کہ مجھے طلاق دیدی گئی ہے، میں ناجائز رشتہ نہیں رکھنا چاہتی، مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں جناب والا سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ محمد مفید نے تحریری خط میں جو جملہ استعمال کیا ہے، اس سے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں اور یہ طلاق کی کون سی قسم ہے؟ بی بی حسینہ دوبارہ شوہر اول کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ تجل حسین سے بی بی حسینہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بالتفصیل مدلل ومع حوالہ جواب دینے کی زحمت فرمائیں، احسان عظیم ہوگا۔

المستفتی: جیسیم الدین رحمانی، سپول (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل کا بیان صحیح ہے اور تحریر میں شوہر نے واقعی طور پر مذکورہ الفاظ لکھوائے یا لکھوایا ہے تو مفید کی طرف سے بیوی پر طلاق مغلفہ واقع ہو چکی ہے، اگر چالاک سے تحریر چھین لی ہے، تو اس سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، طلاق واقع ہو چکی ہے، شوہر کے الفاظ ”تم میری طلاق بیوی“ سے ایک طلاق اور تمہیں طلاق دی، طلاق دی کے الفاظ سے دو طلاق کل تین طلاق واقع ہو چکی ہیں۔

و من الصریح یا مطلقۃ و کطلقتک ثلاثاً. (شامی، کراچی ۳/ ۸۷۴،

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها.
(فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹)
اور مفید کے طلاق کے بعد عدت گزار کر تجل حسین کے ساتھ جو نکاح ہوا ہے، وہ صحیح اور درست ہے، اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے مفید کا حسینہ کو لے جانا ناجائز اور حرام کاری ہوگا، اگرچہ دوبارہ نکاح بھی کر لے گا تب بھی جائز نہ ہوگا۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (إلى قوله) لم يقل أحد بجوازه؛ فلم ينعقد أصلاً. (شامی، کراچی ۳/۱۳۲، زکریا ۴/۲۷۴، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۱۷)

حالت حمل میں تحریری طلاق دینا

سوال [۲۵۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن کو اس کے شوہر نے تحریری طلاق دی ہے، اور وہ حمل سے ہے، اس دوران اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) اس حالت میں کسی قانونی کارروائی کے تحت تھانہ یا عدالت جاسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: شاہ نواز حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حالت حمل میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

طلاق الحامل يجوز عقيب الجماع الخ (ہدایۃ، اشرفی دیوبند ۲/۳۵۶،

(۲) وضع حمل تک نان و نفقہ کے لئے قانونی کاروائی کر سکتے ہیں، ولادت کے بعد پھر کسی قسم کا حق متعلق نہ ہوگا۔

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة، والسكنى كان الطلاق رجعيًا، أو بئناً، أو ثلاثاً حاملاً كانت المرأة أو لم تكن. (ہندیہ، زکریا قدیم ۵۵۷/۱، جدید ۶۰۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۲/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۲۲۴)

”میں..... کو طلاق دیتا ہوں“ بیوی کو لکھ کر دینے سے طلاق

سوال [۶۵۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپس میں تکرار ہو رہا تھا، میرے اور میری بیوی کے درمیان، تب اس میں میں نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا صرف اس کو ڈرانے کے لئے اسی کے سامنے ایک ہی کمرے میں بیٹھ کر حسب ذیل الفاظ لکھ کر اس کے ہاتھ میں دیئے۔

میں..... کو طلاق دیتا ہوں، میں..... کو طلاق دیتا ہوں، میں..... کو طلاق دیتا ہوں
بقلم خود، ایسی صورت میں شرعی طور پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: دانش حسین، محلہ: کچا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل اپنے بیان میں سچا ہے اور واقعی بیوی کے سامنے ہی مذکورہ الفاظ لکھ کر بیوی کے ہاتھ میں دیا ہے اور زبان سے کوئی لفظ طلاق کا استعمال نہیں کیا ہے اور نہ ہی زبان سے کہنے میں کوئی رکاوٹ رہی ہے، تو ایسی صورت میں محض لکھ کر بیوی کے ہاتھ میں دینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ طلاق بالکتابت کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے کہ جب زبان سے طلاق دینے میں عذر ہو اور یہاں کوئی عذر نہیں ہے۔

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا.
(شامی، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۴۶۲، زکریا ۳/۴۲۹،
فتاویٰ قاضی خاں، زکریا ۱/۲۸۷، وعلى هامش الهندية ۱/۴۷۲)

لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (فتاویٰ بزازية،
زکریا ۱/۱۲۰، وعلى هامش الهندية، زکریا ۴/۱۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ رزی الحجۃ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸۷۲۴۲۲۲)

تحریری طلاق کی ایک صورت

سوال [۲۵۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید فی الوقت گھر سے باہر ہے، یعنی سعودیہ ہے، اور زید اور اس کی بیوی میں باہم اچھے تعلقات ہیں، کسی قسم کا جھگڑا نہیں، دونوں ایک دوسرے سے خوش ہیں، اسی دوران زید کی بیوی سے اور زید کے گھر والوں سے جھگڑا ہوا، تو زید کے گھر والوں نے ایک پرچہ بنایا جو نسبت جوڑتا ہے زید کی طرف کہ زید نے یہ پرچہ تمہارے نام بھیجا ہے اور تم کو طلاق دے رہا ہے؛ جبکہ اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے پرچہ کے بارے میں کہ حقیقت میں زید نے بھیجا ہے، اس صورت میں زید کی بیوی اپنی ماں کے گھر ہے، تو آپ برائے کرم اس مسئلہ کو جلد قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کر کے جواب دیدیں تو مہربانی ہوگی؛ کیونکہ اس وقت حالت دونوں طرف نازک چل رہی ہے، خیال رہے کہ زید کی طرف سے جو پرچہ بنا ہے اس کو بھی ساتھ میں ارسال کر رہا ہوں، اس کو دیکھ کر آپ قیاس لگا سکیں گے؛ کیونکہ قرآن وحدیث میں ایک درجہ قیاس کا بھی ہے، امید کہ جلد جواب دیں گے۔

پرچہ: ”میں طلاق دے رہا ہوں“ اس کی مرضی سے طلاق طلاق، اب تم اپنا انتظام کر لو۔

المستفتی: محمد یعقوب، باندہ ایسٹ، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: براہ راست خط یا فون کے ذریعہ سے زید سے

معلوم کیا جائے، اگر زید انکار کرتا ہے، تو طلاق نہ ہوگی اور اگر اقرار کرتا ہے، تو طلاق معتبر ہوگی۔

کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق ما لم

یقر أنه کتابه. (شامی، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، کراچی ۳/۲۴۷،

زکریا ۴/۵۵۶، تاتارخانیہ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹،

جدید ۱/۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۸۵۹)

بیوی کے سامنے تحریری طلاق دینا

سوال [۶۵۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک کاغذ پر ایک طلاق دی، پھر کچھ دن کے بعد

ایک دوسرے کاغذ پر ایک طلاق دی، پھر ایک طلاق کاغذ پر دی، پھر چوتھی مرتبہ کچھ دن کے

بعد ایک طلاق دی اور ہر دفعہ اس کی بیوی اس کے سامنے تھی، زبان سے اس نے تلفظ نہیں کیا

(طلاق کا لفظ) تو کیا اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: (۱) چار دفعہ کاغذ پر لکھا ہے (۲) ایک طلاق دی ہر دفعہ (۳) طلاق کا

تلفظ زبان سے نہیں کیا (۴) اس کی بیوی ہر دفعہ اس کے سامنے موجود تھی، ایک صاحب نے

فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۲۷۱، اور شامی مسائل شتی ۵/۴۷۰ کے حوالہ سے لکھا کہ طلاق نہیں ہوئی؛

لیکن ہم نے فتاویٰ دارالعلوم ۹/۴۱ میں اس کے برعکس دیکھا ہے۔

المستفتی: محمد وسیم ٹانڈوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیوی سامنے موجود ہوتی ہے، تو سامنے ہی تحریر لکھ کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ جبکہ زبان سے طلاق نکالنے میں کوئی مجبوری نہ ہو اور یہی مسئلہ صحیح ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فتاویٰ محمودیہ میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہے اور فتاویٰ دارالعلوم میں واقعہ ایسا نہیں ہے، اس میں بیوی کے سامنے موجود ہونے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے؛ بلکہ بیوی والوں کا تذکرہ ہے؛ اس لئے فتاویٰ دارالعلوم کا اس مسئلہ سے کوئی تعارض نہیں۔

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا.

(شامی، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۴۶، زکریا ۳/۲۹۴، فتاویٰ قاضی خاں، زکریا ۱/۲۸۷، وعلى هامش الهندية، زکریا ۱/۴۷۲)

لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (الفتاویٰ

البزازية، زکریا ۱/۱۲۰، وعلى هامش الهندية ۴/۱۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰ھ/۶/۲۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۶۲۱۸)

بیوی کے سامنے بیٹھ کر طلاق لکھ کر دیدیا، مگر زبان سے کچھ نہیں کہا

سوال [۶۵۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ شوہر نے اپنی بیوی کو سامنے بیٹھا کر لکھ کر دیا کہ تجھے طلاق، تو سوال یہ ہے کہ سامنے بیٹھ کر طلاق لکھ کر دینے سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ شوہر گونگا نہیں ہے، اس سلسلہ میں فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۶۱۵ میں عدم وقوع طلاق کا فتویٰ ہے اور مفتی تقی صاحب عثمانی لکھتے ہیں فتاویٰ عثمانی ۲/۳۸۲، میں کہ طلاق واقع ہو جائے گی، مفتی صاحب سے

گزارش ہے کہ صحیح مسئلہ کیا ہے؟ مع دلائل کے جواب مرحمت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عظمت علی آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کو سامنے بیٹھا کر طلاق لکھ کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ جبکہ شوہر گونگا نہیں ہے، بولنے پر قادر ہے؛ کیونکہ کتابت بوقت ضرورت عبارت کے قائم مقام ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی، دلائل کی روشنی میں فتاویٰ محمودیہ کی عدم وقوع طلاق کی بات زیادہ صحیح ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶۱۵/۱۲، ۶۱۶، میرٹھ ۲۵۸/۱۸)

اور فتاویٰ عثمانی میں بعینہ اس مسئلہ کا جواب نظر سے گزرا۔

إيماء الأخرس و كتابته كالبيان باللسان بخلاف معتقل اللسان
أي فلا يعتبر إيماءه ولا كتابته. (شامي، كراچی ۷۳۷/۶، زکریا ۶۰/۱)
عن الأشباه أنه في حق الأخرس يشترط أن يكون معنواً وإن لم يكن
لغائب، وظاهره أن المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر. (شامي،
کراچی ۷۳۷/۶، زکریا ۶۰/۱)

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا.
(خانية، اتحاد ۲۸۷/۱، زکریا قدیم ۴۷۲/۱، فتاویٰ بزازیہ، زکریا ۱۲۰/۱، وعلی هامش
الهندية، زکریا ۴۷۲/۱، شامي، کراچی ۲۳۶/۳، زکریا ۴۴۰/۴، البحر الرائق،
کوئٹہ ۲۶۳/۳، زکریا ۴۲۹/۳) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۰۲)

بیوی کے سامنے طلاق طلاق طلاق لکھنا

سوال [۶۵۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی میری اجازت کے بغیر میکہ چلی گئی، تو میں نے بیوی کی واپسی پر کہا کہ تو گھر چلی جا، تو بیوی نے کہا کہ لکھ دو، تو میں نے بیوی کے ہاتھ پر گھر چلی جا لکھ دیا، تو بیوی نے کہا کہ طلاق لکھ دو، تو میں نے ایک بار طلاق لکھ دی، تو بیوی نے کہا کہ کاغذ پر لکھ دو، تو میں نے کاغذ پر تین مرتبہ بغیر کچھ بولے صرف لفظ طلاق، طلاق، طلاق لکھ دی، نہ کچھ بولا اور نہ طلاق کا ارادہ تھا اور اب میری بیوی حمل سے ہے، تو کیا ایسی صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہوگئی؟ شرع کی روشنی میں مسئلہ کا حل فرمائیں۔

المستفتی: افضال احمد، چاندپور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئلہ صورت میں جب آپ کی بیوی سامنے موجود ہے اور آپ نے زبان سے کچھ نہیں بولا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی اضافت ہے، تو صرف ”طلاق، طلاق، طلاق“ لکھ دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ بیوی جب سامنے موجود ہو تو قادر علی التکلم کے لئے زبان سے طلاق دینا ضروری ہے، محض لفظ طلاق لکھ دینے سے یا لکھی ہوئی تحریر پر دستخط کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہذا آپ کی بیوی پر کوئی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۱/۲۲۵، ۱۳/۴۷۱، جدید ڈائجیل ۱۲/۶۱۶)

أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا يقع؛ لأن الكتابة كالخطاب باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا. (بازا، زكريا ۱/۱۲۰، وعلى هامش الهندية ۴۰/۱۸۵، شامي، كراچی ۳/۲۳۶، زكريا ۴۰/۴۴، خانية، زكريا ۱/۲۸۷ و على هامش الهندية ۱/۴۷۲، البحر الرائق، كوثه ۳/۴۶۲، زكريا ۳/۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲ھ/۶/۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۷۲۶)

تحریری طلاق

سوال [۶۵۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مقصد تحریر یہ ہے کہ خوف خدا، سماج کی انگشت نمائی کا ڈر، شریعت اسلامیہ کے تقاضہ کا پیش نظر رہنا وغیرہ ایسے امور جن کی بنا پر تمہارے ساتھ نکاح سے لے کر اب تک تقریباً چھ سال سے زائد عرصہ میں میں نے نباہ کی ہر ممکن کوشش کر لی؛ جبکہ تم اور تمہارے بھائی، بہنوں نے مجھے پریشان کرنے اور بلیک میل کرنے اور اس کے واسطے میرے تمام گھر والوں کو مجھ سمیت جہیز کیس میں پھنسانے جیسی دھمکیوں سے لے کر میری کردار کشی تک کسی بھی وار سے دریغ نہیں کیا؛ جبکہ میں اپنی مولویانہ وضع اور معاشرہ میں عزت کی خاطر نیز یہ سوچ کر کہ شاید دیر سو پر تمہاری سمجھ میں بات آجائے ہر اذیت برداشت کرتا رہا؛ لیکن ہر قسم کی فہمائش پر تمہارا ایک ہی مطالبہ رہا کہ ”مجھے آزاد کر دو“ لکھ کر دے دو وغیرہ وغیرہ۔

چوں کہ میں شادی سے پہلے ہی سے بسلسلہ روزگار سعودی عرب میں مقیم تھا؛ اس لئے میری شادی کے فوراً بعد تمہارا پاسپورٹ بنوا کر تمہیں اپنے ساتھ لے جانے اور اس کے لئے تمہاری خوشامد تک ہر ممکن کوشش رائیگاں جانے پر خود میں نے ہر چار ماہ بعد انڈیا آنا شروع کر دیا، اس کے باوجود تم میری مرضی کے خلاف میری عدم موجودگی میں اپنے میکہ سیوہارہ یا اپنے بھائی کے پاس علی گڑھ رہتی رہیں اور پھر شدہ شدہ مجھے پتہ چلا کہ تم نے وہاں سیوہارہ میں ایک پرائیویٹ ٹیچر کی حیثیت سے ایک اسکول میں پڑھانا شروع کر دیا اور پھر یہی نہیں؛ بلکہ اس کے نتیجے میں پولیو پلس مہم جیسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی خاطر اجنبی مردوں کے ساتھ میٹنگوں میں بے محابہ اختلاط سے بھی تمہاری رگ غیرت نہ پھڑک سکی اور یہ سب دلچسپیاں مجھے اس لئے بھی گوارہ نہ تھیں کہ تم کو میری طرف سے دیئے گئے اخراجات کی صورت میں کسی قسم کی کوئی مالی پریشانی بھی نہ تھی اور پتہ چلنے پر میں نے خود شدت کے

ساتھ ان چیزوں سے تمہیں منع بھی کر دیا تھا؛ اس لئے کہ یہ بات کوئی بھی غیرت مند انسان برداشت نہیں کر سکتا خاص طور سے ایسی صورت میں کہ تمہارے گھر پر کوئی مرد سر پرست تک موجود نہیں ہے سوائے تمہاری بڑی بہن کے جو خود بھی غیر شادی شدہ اور ایک پرائیویٹ اسکول میں نوکری کرتی ہیں، دوسری تمہاری بوڑھی والدہ ہیں، رہا تمہارا بھائی سووہ تم سے سینکڑوں میل دور ایک بینک میں ملازم ہے اور وہیں اپنے بچوں کے ساتھ رہتا ہے اور سالہا سال تک گھر نہیں آتا، اس کے علاوہ میں تمہیں خود بھی ایک اجنبی شخص کے ساتھ تمہارے گھر پر غیرت کے تمام تقاضے پھلاندتے ہوئے تمہیں ملتے ہوئے دیکھ کر ٹوک چکا تھا؛ جبکہ اپنے اس عمل سے متعلق تمہارا صرف یہ عذر تھا کہ یہ شخص ہمارا رشتہ دار ہے، تمہارے رہن سہن کے یہ طور طریقے مجھے بالکل پسند نہ تھے، پھر بھی تمہاری ضد تھی کہ تم میری غیر موجودگی میں سیوہارہ ہی رہو گی؛ بلکہ تم نے تو شادی کے ایک ہفتہ بعد ہی سے سیوہارہ مکان بنا کر رہنے کا ارادہ ظاہر کر کے اس پر اصرار شروع کر دیا تھا؛ لیکن اپنے بوڑھے والدین کو چھوڑ کر سیوہارہ مکان بنا کر رہنا میرے لئے یوں بھی دشوار تھا کہ میں خود وطن سے باہر رہتا ہوں اور تم بالکل اکیلی ہوتی نہ کوئی دوسرا سہارا؛ لہذا جب تم نے اپنا مقصد پورا نہ ہوتا دیکھا تو تم میری اور میرے گھر والوں کی چوری سے میرا سارا زیور اور قیمتی کپڑے چرا کر اپنے گھر لے گئیں اور جب میں وطن آیا تو تم کو زیور استعمال نہ کرتے دیکھ کر تم سے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ تم نے یہ ساری چیزیں اپنے گھر لے جا کر رکھ دی ہیں اور پھر ایک دن تم خود بھی اپنے گھر جا کر بیٹھ گئیں اور میری ۲۰۰۳ء کی پوری چھٹی گزر گئی اور تم نہیں آئیں، نوبت پچاپتوں تک آئی، میری عزت کی خاطر تم کو بلانے کی کوشش کی تو تمہارے بھائی نے میری شرافت اور ان ساری صورتوں سے فائدہ اٹھا کر تمہارا ساتھ دیا، پورا ایک سال گزرنے اور میری مسلسل کوشش کے بعد تمہارے بھائی نے اس وقت جب میری ۲۰۰۴ء کی چھٹی ختم ہونے میں چند روز باقی تھے اس شرط پر بھیجا کہ تم میرے واپس سعودی عرب چلے آنے پر پھر سیوہارہ ہی

رہوگی، لوگوں نے بات کو نبھانے کی خاطر مجھے آمادہ کر لیا اور میں بڑوں کی بات نہ ٹھکرا کر تم کو گھر لے آیا، ایسے وقت متعدد لوگوں کی موجودگی میں تمہارے بھائی نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میرے زیورات ایک ہفتہ میں میرے حوالے کر دیئے جائیں گے، اس لئے کہ وہ بینک کے لوکر میں ڈال دیئے گئے ہیں؛ لیکن آج ۲۰۰۶ء کی چھٹی بھی میری مکمل ہونے کو آگئی نہ تم ہی آئیں اور نہ زیورات، تو سوال ہی کیا تھا کہ تم واپس کرتیں۔

میں انہیں اذیتوں اور حالات کے نتیجہ میں ذہنی دباؤ (ہائی پریشر) کا مریض ہو گیا، جس کے نتیجہ میں ایک مرتبہ میرے دماغ سے غیر معمولی خون نکلا، ڈاکٹروں نے ٹینشن سے بچنے کی سخت ہدایت کی، مگر تم نے اپنے اندر تبدیلی نہ لانے کی گویا قسم کھا رکھی تھی، تم گھر بیٹھ گئیں، تم سے جب بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تو تم نے ایک ہی جواب دیا کہ تمہارے بھائی نے میرے ساتھ آنے سے منع کر دیا ہے، پھر جب تمہارے بھائی سے رابطہ کیا، تو اس نے نہ صرف یہ کہ تم کو میرے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا؛ بلکہ اپنے بینک منیجر ہونے کے زعم میں مجھے ڈرایا دھمکایا اور میری ہر قسم کی بے عزتی کی، جس کے نتیجہ میں وہ دن آ ہی گیا جس کا تم سمیت تمہارے بھائی، بہنوں کو انتظار تھا اور جس سے میں بچتا رہا تھا، میرے برداشت کرتے کرتے اس کے باوجود کہ تمہاری اولاد تک نہیں ہو پائی اور علاج معالجہ کے باوجود بھی سب لا حاصل رہا، میں نے چھ سات سال کا عرصہ بتا دیا؛ لیکن تمہارے اندر اپنے ساتھ رہنے کی کوئی لچک اور خواہش نہ پا کر تمہاری مرضی اور حالات کے تقاضے کے سامنے سر جھکا دیا اور تمہیں متعدد لوگوں کی موجودگی میں باہوش و حواس طلاق بائن ویدی اور تمہیں اپنے نکاح کے بندھن سے آزاد کر دیا، زبانی قول کے بعد اب یہ تحریر مزید تمہیں بھیج رہا ہوں تاکہ تم کسی اور کے ساتھ زندگی گزارو، تو پھر بھائی بہنوں کے کہنے میں نہ آ کر ایسی حرکتوں سے باز رہو اور دنیا کے سامنے تم اپنے اس طرز عمل کے لئے چاہے کتنی ہی انکاری بنو؛ لیکن اپنے ضمیر کے سامنے اپنا محاسبہ ضرور کر سکو، اللہ تعالیٰ تمہیں عقل سلیم دے آمین۔

میں نے اپنی بیوی کو ۲۴ شعبان ۱۴۲۷ء مطابق ۱۸ ستمبر ۲۰۰۶ء بروز پیر کو بذریعہ تحریر ایک طلاق بائن دی تھی، جو تحریر سوال نامہ کے ساتھ منسلک ہے۔
 مذکورہ طلاق نامہ کی روشنی میں میری بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ تحریری طلاق کے ساتھ کئی آدمیوں کے سامنے زبانی بھی طلاق بائن دے دی ہے۔

اب میری بیوی اور اس کا بھائی (جو کہ ایک بینک منیجر بھی ہے) دونوں کا مطالبہ ہے کہ میں اپنی طلاق شدہ بیوی خالدہ انجم کو پانچ لاکھ روپیہ دوں اور میں نے جو زیور اس کو استعمال کے لئے چڑھایا تھا (جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے) اس سے بھی دستبردار ہونے کا ان کی طرف سے مطالبہ ہے اور اگر میں ان کے مذکورہ دونوں مطالبے پورے نہ کروں تو وہ لوگ طلاق نامہ کی وصولیابی کے منکر ہو کر مجھے اور میرے خاندان کے مرد اور عورتوں کو جہیز کیس میں پھنسانے کی دھمکی دے رہے ہیں، جس کا ذکر ان لوگوں نے قصبہ کے بعض علماء کے سامنے بھی کیا ہے، تو کیا شرعی طور پر طلاق کے بعد مہر کے علاوہ میرے اوپر رقم دینے یا اور کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ ہماری برادری اور علاقہ میں دستور ہے کہ جو زیور بیوی کو استعمال کے لئے شادی کے موقع پر دیا جاتا ہے، وہ اس کی ملکیت نہیں ہوتی؛ بلکہ شوہر کی ملکیت ہوتی ہے، میری بیوی کی نیت پہلے سے خراب تھی وہ میری عدم موجودگی میں تمام زیور چوری سے اپنے گھر لے گئی تھی؛ تاکہ طلاق کی صورت میں زیور واپس نہ کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

میری بیوی ناشزہ ہے، میرے حقوق زوجیت ادا کرنے سے گریزاں رہتی ہے اور میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے باہر سیوہارہ یا علی گڈھ جا کر رہتی ہے، ایسی نافرمان بیوی کو طلاق دینے کے بعد عدت کا خرچہ دینا مجھ پر لازم ہے یا نہیں؟

عورت کے لئے ایسی طرز زندگی جس سے شوہر کی غیرت کا خون ہوتا ہو اور وہ فہمائش اور افہام و تفہیم کے بعد بھی اصلاح احوال پر آمادہ نہ ہو۔ نیز زوجین کی طرف سے ذمہ دار

حضرات کے تصفیہ کی کوشش کے باوجود بھی نباہ کی کوئی صورت نہ آسکی ہو تو ایسے حالات میں ایسی عورت کو طلاق دے کر خلاصی پانا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: شاہت علی قاسمی، محلہ: مولویان سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) حسب تحریر سوال آپ کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے اور وہ آپ کے نکاح سے نکل چکی ہے۔

وإذا وصف الطلاق بضر من الزيادة والشدة كان بائناً مثل أن يقول: أنت طالق بائن، أو البتة. (هدایة اشرفی ۲/۳۶۹)

(۲) آپ کے طلاق دینے کے بعد آپ کی بیوی اور اس کے بھائی کا آپ سے پانچ لاکھ روپے کا مطالبہ کرنا شرعاً درست نہیں ہے اور جو زیور آپ نے اپنی بیوی کو استعمال کے لئے عاریۃ دیا تھا اور آپ کے علاقہ کا عرف بھی عاریۃ دینے ہی کا ہے، اس کا واپس کرنا آپ کی بیوی کے ذمہ ضروری ہوگا اور ان لوگوں کے ناجائز مطالبے کے آپ کی طرف سے پورا نہ ہونے پر آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر ناجائز مقدمہ کرنا سراسر نا انصافی، ظلم اور گناہ کبیرہ ہے۔

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامی،

کراچی ۴/۶۱، زکریا ۶/۱۰۶)

ولو بعث إلى امرأته شيئاً ولم يذكر جهة عند الدفع غير جهة المهر. فقالت: هو أي المبعوث هدية. وقال: هو من المهر، أو من الكسوة، أو عارية، فالقول له بيمينه. (در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۱۵۱، زکریا ۴/۳۰۱)

بیوی کا نان و نفقہ شوہر پر اسی وقت لازم ہوتا ہے جب کہ وہ شوہر کے گھر میں رہے، اگر وہ بلا کسی شرعی وجہ کے گھر سے باہر نکل گئی اور کہیں اور جا کر رہنے لگی تو شرعاً ایسی عورت کے لئے نشوز کی حالت میں نہ طلاق سے پہلے کا نفقہ واجب ہے اور نہ ہی طلاق کے بعد عدت کا

خرچہ واجب ہے، ایسی نافرمان عورت اپنے نفقہ کی خود ذمہ دار ہے۔

وإن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزل؛ لأن قوت الاحتباس منها.

(ہدایۃ اشرفی ۴۳۸/۲)

لا نفقة لأحد عشر: مرتدة إلى قوله وخارجة من بيته بغير حق.

(شامی، کراچی ۵۷۵/۳، زکریا ۲۸۶/۵)

(۴) حسب تحریر سوال جب کہ بھاء کی کوئی شکل نہیں ہے، تو ایسی صورت میں آپ کو

طلاق دینے کی اجازت ہے، اس کی وجہ سے آپ گنہگار نہ ہوں گے۔

إن سببه الحاجة إلى الخلاص عند تباین الأخلاق وعروض

البغضاء الموجبة عدم إقامة حدود الله تعالى. (شامی، کراچی ۲۲۸/۳،

زکریا ۴۲۸/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۸/۱/۲۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۱۶)

ڈرانے دھمکانے کے لئے بیوی کو پرچہ میں لکھ کر طلاق دینا

سوال [۶۵۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ شوقین نے اپنی بیوی کو ڈرانے دھمکانے کے لئے لکھا کہ سعیدن میں

نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، دودفعہ لکھ دیا اور اسی پرچہ کے ساتھ پانچ روپیہ مہر کے رکھ دیا

اور بیوی کو دیدیا، تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوئی، تحریر فرمائیں؟

المستفتی: پیر بخش محمود پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر صرف دو ہی مرتبہ طلاق لکھ کر دے دیا، تو اس

سے بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھ لینا جائز ہے،

آئندہ کبھی بھی ایک دفعہ طلاق دے گا، تو بیوی بالکل ہاتھ سے نکل جائے گی۔

وقعتا رجعتین لو مدخولاً بها كقوله أنت طالق، أنت طالق الخ.

(در مختار، کراچی ۲/۲۵۲، زکریا ۴/۴۶۳، مجمع الأنهر، دارالفکر بیروت ۲/۱۳)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير إلى قوله الطلاق مرتان. قال: هو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف، وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن کبریٰ

للبیهقی، کتاب الرجعة، دارالفکر بیروت ۱۱/۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۴، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، زکریا جدید ۱/۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۶۱)

”ہم دونوں بخوشی ایک دوسرے سے الگ ہو رہے ہیں“، لکھنے کا حکم

سوال [۲۵۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ہم دونوں فریق منیٰ اور محمد صادق ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے اپنی خوشی سے الگ ہو رہے ہیں، ہماری آپس میں کوئی رنجش نہیں، یہ کام ہم خوب سوچ سمجھ کر کر رہے ہیں، ہم دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کا سارا سامان واپس کر دیا ہے، ہم دونوں فریقوں پر ایک دوسرے کا کوئی لین دین نہیں ہے اور نہ ہمیشہ کے لئے ہمارا ایک دوسرے سے کوئی سمبندھ (تعلق) رہے گا، ہم دونوں اس کا حلفیہ اقرار کرتے ہیں، یہ اسٹامپ اس لئے لکھا کہ کل کو ہم دونوں فریق ایک دوسرے پر کوئی قانونی کاروائی نہ کر سکیں،

اس اسٹامپ کی دوسری فوٹو اسٹیٹ کا پی دوسرے فریق کے پاس رہے گی، یہ اقرار نامہ بتاریخ ۱۲/۲/۱۹۸۷ء کو عمل میں آیا۔

المستفتی: نور محمد، قصبہ بلاری، محلہ انصاریان، ضلع مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شوہر کی تحریر میں جو الفاظ ہیں کہ ہم دونوں فریق اپنی خوشی سے ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے الگ ہو رہے ہیں، اس تحریر میں اگر شوہر طلاق کا ارادہ کر چکا ہے تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے اور میاں بیوی کا تعلق باقی نہیں ہے۔
ووقع بأنا منک بائن (شرح وقایہ، مکتبہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند ۲/۸۳)
لو قال: أنا منک بائن ونوی الطلاق یقع الخ. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۷۵، جدید ۱/۴۴۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۲۵/۲)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۴/۶ھ

طلاق کے صریح الفاظ لکھوانے کے بعد کنائی الفاظ لکھوانا

سوال [۶۵۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں خود شہادت ولد مستان عمر تقریباً ۲۵ سال ساکن کاشی پور ضلع: نبینی تال کا ہوں، میری قوم مسلمان ہے، چونکہ میرا نکاح مسماۃ شاہدہ بیگم خاتون دختر محمد عبدالحمید عمر تقریباً ۲۰ سال کے ساتھ اب سے تقریباً ۳ سال پہلے ہوا تھا اور ہم دونوں فریقین دو تین سال تک میاں بیوی کی طرح رہتے رہے تھے، اس کے بعد میاں بیوی میں آپس میں ان بن ہو گئی، یعنی ٹکراؤ رہنے لگا، جس کا سبب یہ ہوا کہ میری بیوی کو عجیب و غریب قسم کی بیماری ہے، آئے دن دورے پڑتے رہتے ہیں، جس کو محمد عبدالحمید ساکن نواسی محلہ

بمبا گھیرا مگر والوں نے اور ان کے ساتھ کے کچھ لوگوں نے نکاح سے پہلے کی اصلیت کو میرے سامنے بیان نہیں کیا اور نہ ہی مجھے اس بیماری کے بارے میں معلوم ہوا، اس بات کو لے کر ہم دونوں فریقین میں نا اتفاقی ہو گئی ہے اور میں نے اس مسماۃ کو طلاق دیدی ہے اور اپنے ساتھ رکھنے سے بھی صاف منع کر دیا ہے اور اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے اور اب ہم دونوں فریقین کا آپس میں ایک دوسرے سے کوئی یا کسی قسم کا مطلب یا واسطہ نہیں رہا ہے، ہم دونوں فریقین کو اب کچھ بھی کرنے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا، دونوں فریقین کچھ بھی کرنے کے لئے آزاد ہیں اور اس میں مجھے کسی قسم کا یا میرے کسی وارث کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی کبھی زندگی میں ہوگا؛ لہذا یہ طلاق نامہ اپنے پورے ہوش و حواس میں بغیر کسی کی زبردستی سے اچھی طرح پڑھ سن کر لکھ دیا ہے تاکہ سند رہے اور وقت پر کام آئے۔ اب میں اپنی بیوی کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہوں، اگر قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی گنجائش ہو تو بتائیں۔

المستفتی: شہادت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: لفظ طلاق دیدی سے ایک طلاق صریح واقع ہو گئی ہے۔ صریحہ ما استعمل فیہ خاصۃ ولا یحتاج إلی نیۃ وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتک، وتقع بكل منهما واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۱۱)

اور بعد کے تمام الفاظ الفاظ کنایہ میں سے ہیں، ان میں سے اول لفظ (علیحدہ کر دیا) سے اگر نیت طلاق کی تھی تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہو گئی ہے اور طلاق نامہ لکھنا لکھوانا مذکورہ طلاق ہے؛ اس لئے یہ نیت کے قائم مقام ہے اور بعد کے الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، وہ سب تاکید ہیں اور چونکہ صریح کنایہ سے ملتی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں

دو طلاق بائن واقع ہوگئی ہیں، بلا حلالہ دوبارہ نکاح کر کے اپنے پاس بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۶/۹)

الصريح يلحق الصريح والبائن، والبائن يلحق الصريح لا البائن.
(تنوير الأبصار على الدر المختار مع الشامی، کراچی ۳/۳۰۷، زکریا ۴/۵۴۰، ہندیہ
زکریا قدیم ۱/۳۷۷، جدید ۱/۴۴۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۲۰۵)

موکل نے ایک طلاق دی اور وکیل نے تین لکھ دی تو کتنی واقع ہوئیں؟

سوال [۶۵۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی اہلیہ کو تیرہ ماہ پہلے گواہوں کے سامنے ایک طلاق دی تھی، اس مجلس میں وکیل صاحب بھی تھے، انہوں نے کہا کہ تین طلاق دو، میں نے کہا میں تو ایک طلاق دوں گا، پھر ایک طلاق دی، اس کے باوجود وکیل صاحب نے تحریر میں تین طلاق لکھ دیا، اس تحریر کو نہ میں نے پڑھا اور نہ ہی وہ تحریر مجھ کو پڑھ کر سنائی گئی اور اسی پر وکیل صاحب نے دستخط کرالیا، تو کتنی طلاق واقع ہوئیں اور اب دوبارہ بیوی کو ساتھ رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: محمد اعجاز، پیرزادہ، گلہ والی مسجد، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب وکیل نے پہلے ہی سے تحریر لکھ رکھا ہے، اس کے بعد مجلس میں آپ سے کہا کہ تین طلاق دو تو آپ نے تین طلاق دینے سے انکار کر دیا اور صرف ایک طلاق دینے کی آمادگی ظاہر کی اور ایک ہی طلاق دی ہے، تو ایسی صورت میں بیوی پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور وکیل نے جو تحریر لکھی ہے وہ تحریر نہ آپ نے پڑھی ہے اور نہ ہی آپ کو پڑھ کر سنایا ہے، تو محض اس پر دستخط کر دینے کی وجہ سے اس تحریر کے

مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی؛ بلکہ جو ایک طلاق زبانی دی ہے، وہی ایک طلاق واقع ہوگئی ہے اور چونکہ تیرہ ماہ کے درمیان بیوی کی عدت بھی پوری ہوگئی ہے؛ اس لئے وہ ایک طلاق بائن ہوگئی ہے؛ لہذا اب دوبارہ اس کو رکھنا چاہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح کر کے رکھنا جائز ہوگا۔

کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا يقع به الطلاق، إذا لم یقرأه کتابه. (ہندیہ، زکریا قدیم ۳۷۹/۱، جدید ۴۴۶/۱، شامی، کراچی ۲۴۶/۲-۲۴۷، زکریا ۴۵۶/۴، تاتار خانیہ ۵۳۱/۴، رقم: ۶۸۴۳)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۲/۱، جدید ۳۵۳/۱، ہدایہ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲) ولا يخفي أن الشرط واحد هو كون الطلاق رجعياً، وهذه شروط كونه رجعياً متى فقد منها شرط كان بائناً. (شامی، کراچی ۴۰۰/۳، زکریا ۲۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۴/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۸۲/۱۱)

وکیل ایک طلاق کی جگہ تین لکھ دے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۵۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد اکرام نے اپنی بیوی سے جھگڑا ہونے کی وجہ سے ایک وکیل سے طلاق نامہ لکھوایا، اس سے کہا کہ ایک طلاق لکھ دے، اکرام کا کہنا ہے کہ اس سے میرا مقصد طلاق دینا نہیں تھا؛ بلکہ بیوی کو ڈرانا دھمکانا تھا، وکیل نے طلاق نامہ لکھا اور اس میں تین طلاق لکھ دیا اور پھر وہ مضمون اکرام کو سنایا، اکرام نے اس پر کوئی روک ٹوک نہیں کی اور دستخط بھی کر دیئے، پھر اس کو اسی نے بتایا کہ اس سے تو تمہاری بیوی بالکل الگ ہو جائے گی، تو اکرام وہ طلاق نامہ ڈاکخانہ سے واپس لے آیا، تو اب بتائیے کہ ایسی صورت میں کہ جب طلاق نامہ ڈاکخانہ

سے واپس لے آیا؛ جبکہ وہ طلاق نامہ لڑکی کے پاس نہیں پہنچا تھا اور اکرام کا مقصد طلاق دینا بھی نہیں تھا، تو اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد رئیس صدیقی، چاند پور جامع مسجد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محمد اکرام نے وکیل کو ایک طلاق لکھنے کا حکم دیا تھا؛ لیکن اس نے تین طلاق لکھیں اور اس کا مضمون محمد اکرام کو سنایا، پھر جب اس پر محمد اکرام نے بلا کسی روک ٹوک کے دستخط کر دیئے تو یہ تین طلاق پر رضامندی کی دلیل ہے، ایسی صورت میں اگر محمد اکرام اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق لکھنے کا حکم دیا تھا اور پھر طلاق نامہ سننے کے بعد میں نے بخوشی دستخط کئے ہیں، تو محمد اکرام کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکیں نیت یا عدم نیت کا اعتبار نہیں۔ اب دونوں کے درمیان بلا حلالہ شرعیہ کے ازدواجی تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

ولو قال للکاتب: اکتب طلاق امرأتي کان إقراراً بالطلاق وإن لم يكتب ، ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنوانه وبعث به إليها- وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي، زکریا ۴/ ۴۵۶، کراچی ۳/ ۲۴۶، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، زکریا ۴/ ۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۳۷۹، جدید ۱/ ۴۴۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۷۰۱)

وکیل کا موکل کی نیت کے خلاف طلاق نامہ میں تین طلاق لکھنا

سوال [۶۵۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ آپسی کچھ ناراضگی کی وجہ سے پریشان ہو کر میں نے مقامی قاضی آفس میں جا کر ان سے کہا کہ میں اپنی بیوی کو ’طلاق دینا چاہتا ہوں‘ اس وقت میرے ذہن میں ایک طلاق کی بات تھی؛ لیکن قاضی کو صرف اتنا ہی کہا کہ ”میں طلاق دینا چاہتا ہوں“ پھر انہوں نے مجھے کچھ رقم بتا کر کہا کہ آپ ۶/۲۰۱۰ء کو نواسہ آجائیے، متعینہ تاریخ میں نواسہ پہونچنے پر قاضی صاحب نے مجھے طلاق نامہ دیا، جو انہوں نے پہلے سے میری شادی اور گھریلو زندگی سے متعلق تفصیلاً معلوم کر کے تیار کر رکھا تھا، میں نے اپنے ذہنی تناؤ کی وجہ سے اس کو پڑھنا بھی نہیں چاہا، میں نے نہ کچھ کہا اور نہ تین طلاق کی بات اپنی زبان سے نکالی اور نہ مجھے اس بات کا علم تھا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ قاضی صاحب نے اس کے اندر کیا لکھا تھا؟ میں نے اس کو پڑھے بغیر اس پر دستخط کر کے قاضی صاحب کو واپس کر دیا، پھر انہوں نے میری بیوی کی رہائش گاہ پر بذریعہ ڈاک ”طلاق نامہ“ روانہ کر دیا۔ واضح رہے کہ میں نے اپنی زبان سے کبھی بھی اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی، قاضی صاحب کو ”میں طلاق دینا چاہتا ہوں“ کے علاوہ دوسرا کوئی جملہ نہیں کہا۔

ادھر شیریں کے بیان اور بات چیت سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق نامہ اس کی رہائش گاہ پر پہنچا تو اس نے لفافہ کھول کر بڑے حروف میں صرف طلاق نامہ دیکھ کر اس کو جوں کا توں موڑ کر اپنے گھر والوں کے حوالہ کر دیا، طلاق نامہ کا مضمون اس نے پڑھا بھی نہیں اور قاضی صاحب کے ذریعہ سے طلاق دینے کا طریقہ اس کو سمجھ میں آیا ہی نہیں، اس واقعہ کے تقریباً دو مہینے پانچ دنوں کے بعد یعنی ۱۰ جولائی ۲۰۱۰ء کو میں اپنی بیوی کے یہاں آیا اور دونوں پہلے کی طرح میاں بیوی مانتے ہوئے رہنے لگے، ان دنوں ہمارے کچھ جسمانی تعلقات بھی ہوئے؛ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ایک طلاق دینے سے ہمیشہ کے لئے طلاق نہیں ہوتی، چھ سات دنوں کے بعد یعنی ۱۸ جولائی ۲۰۱۰ء کو میرے ساڑھو کو معلوم ہونے پر جب انہوں نے اور شیریں کے گھر والوں نے کہا کہ ”تمہارے درمیان طلاق واقع ہوگئی وہ تمہارے لئے

حرام ہوگئی ہے؛ لہذا تم ایک ساتھ نہیں رہ سکتے ہو، تو ہم دونوں الگ الگ ہو گئے، ۶/۴۷۱۰ء کو میں نے بنا پڑھے طلاق نامے پر دستخط کئے تھے اور ۱۰/۷۱۰ء کو میں شیریں کے گھر پہنچا اور میاں بیوی کی طرح رہنے لگے اور ہم نے ان دنوں وہ کام کیا جو دنیا میں ہر کوئی میاں بیوی کرتے ہیں، ہماری یہ ملاقات شیریں کی عدت کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہوئی تھی۔ اور میں آج بھی اس کو بیوی کا حق دیتا ہوں اور طلاق نامہ بھیجنے کے بعد بھی ہمیشہ میں شیریں کا اور اس کے گھر والوں کا خیال رکھتا رہا، ان کی ضرورتیں پوری کرتا رہا۔

مذکورہ بالا صورت میں کیا میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی ہے؟، اگر ہوئی ہے تو کس طرح کی کتنی طلاق؟ طلاق ہونے کی صورت میں اگر ہم آپس میں ازدواجی زندگی قائم رکھنا چاہتے ہیں، تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ صحیح اور شرعی رہنمائی فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں

نوٹ: استفتاء کے ساتھ طلاق نامہ کی کاپی مع اردو ترجمہ کے، لڑکی کا بیان اور میرے نہ پڑھنے پر دو گواہوں کے بیانات ہم رشتہ ہیں۔
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ سوال میں چونکہ شوہر نے ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا؛ اس لئے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور شوہر نے جو بغیر پڑھے طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے تھے، جس میں قاضی صاحب نے تین طلاقیں لکھی تھیں اس کا اعتبار نہ ہوگا اور شوہر نے عدت کے اندر اندر رجعت بھی کر لی؛ اس لئے وہ اب آپس میں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں؛ لیکن شوہر آئندہ دو ہی طلاق کا مالک ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۶۴۰، فتاویٰ دارالعلوم ۹/۱۸۲)

ولو قال للکاتب: اکتب طلاق امرأتی کان إقراراً بالطلاق وإن لم یکتب - ولو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها وقرأه علی الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إلیها فأتاها، وقع إن أقر الزوج أنه کتابه. (شامی، زکریا ۴/۵۵۶، کراچی ۳/۲۴۶، تاتار خانیہ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۲،

ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶)

ولو قال: طلقني نفسك واحدة، فطلقت نفسها ثلاثاً لم يقع شيء في قول أبي حنيفة، وقال أبو يوسف ومحمد: يقع واحدة. (بدائع الصنائع، زکریا ۱/۳۹۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳۳۳ھ/۶/۸

۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۸/۳۹)

بیوی کے نام طلاق نامہ ارسال کرنا

سوال [۶۵۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رفیع الدین بن محمد عبد حسین کا عقد نکاح بی بی فرزانہ بنت عبد الرحمن سے ۱۳/اپریل ۱۹۹۴ء تاریخ میں ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی۔

رفیع الدین بن محمد عابد حسین نے اپنی منکوحہ بیوی فرزانہ بنت عبد الرحمن کو تین طلاق یہ کہہ کر دیں کہ بذریعہ خط اس نے اپنے والد کو مخاطب کر کے لکھا کہ میں نے اس لڑکی کو تین طلاق دیدی ہیں، اس خط کو رفیع الدین بجائے اپنے والد کے پاس روانہ کرنے کے اس نے اس خط کو فرزانہ کے والد کے پاس ارسال کر دیا، کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی کہ نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو مہر کتنا ادا کرنا ہوگا؛ چونکہ ابھی تک عقد کے بعد رخصتی نہیں ہوئی ہے؟

المستفتی: عبد الرحمن، ڈھمرا، پوسٹ: چریا، بانکا (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب رفیع الدین نے اپنی بیوی فرزانہ ہی

کے بارے میں طلاق لکھا ہے تو وہ طلاق نامہ چاہے اپنے کو دیا ہو یا فرزانہ کے باپ کو ہر صورت میں فرزانہ پر طلاق بائن مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور رفیع الدین پر نصف مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته -إلى- أما بعد فأنت طالق فهي طالق، وقال ابن شبرمة: هي طالق. (مصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، في الرجل يكتب طلاق امرأته يده، مؤسسة علوم القرآن بيروت ۹/۵۶۲، رقم: ۴۰۳۰/۱۸)

إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة، وإن علق طلاقها بمجي الكتاب بأن كتب إذا جاءك كتابي، فأنت طالق، فجاءها الكتاب فقرأته، أو لم تقرأ يقع الطلاق. (شامي، كراچی ۳/۲۴۶، زكريا ۴/۵۵۶، ہندیہ، زكريا قديم ۱/۳۷۸، زكريا جديد ۱/۴۶۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۱۰/۱۴۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ شوال المکرم ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۳/۵۴۶۵)

بذریعہ خط طلاق دینا

سوال [۶۵۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد اعظم ولد محمد حسین قریشی ساکن: کھنڈو اسر ضلع: راجستھان کا ہوں، میری شادی بچپن میں ہوئی تھی اور بلوغ کے بعد رخصتی ہوئی اور چار ماہ میرے ساتھ رہی، اس کے بعد میں سعودی عرب چلا گیا، میری عدم موجودگی میں میرے گھر آئی گئی، اسی دوران میرے والدین سے لڑائی جھگڑا ہوا والدہ نے کیس بھر کر اس کے خلاف بھیجی اور والد صاحب نے زبانی مجھ سے کہا، گویا والدین کے کہنے سے میں نے بذریعہ خط تین طلاق تین گواہوں کی موجودگی میں دیدیں اور یہ خط تین بار بھیجا، دوسرے میں اور ایک اپنے گھر میں؛ لیکن سسرال والے کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی خط نہیں ملا، گویا تینوں خط غائب ہیں، میں لڑکی کو لانا چاہتا ہوں اور وہ آنا بھی چاہتی ہے، تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ واضح رہے کہ لڑکی کے والدین اہل حدیث میں سے ہیں اس کو طلاق

نہیں مانتے؛ اس لئے حلالہ کے لئے تیار نہیں ہیں؛ اس لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں؟

المستفتی: محمد اعظم بن محمد حسین قریشی کھننوا سر، ضلع: چورو (راجستھان)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو طلاق لکھی تو اسی وقت طلاق واقع ہوگئی اور چونکہ تین طلاقیں لکھیں؛ اس لئے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا اور جب آپ کے خسر حلالہ کے لئے تیار نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ دونوں الگ الگ رہیں؛ کیونکہ حلالہ کے بغیر وہ آپ کے لئے کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہوگی؛ اگرچہ وہ اہل حدیث ہوں اور وہ اپنے لئے جائز سمجھتے ہوں، مگر آپ کے لئے حرام ہے۔

إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد فأن طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامی، زکریا ۴/۵۶، کراچی ۲/۴۶۳، ہندیہ زکریا قدیم ۱/۳۷۸، جدید ۱/۴۴۶)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]
وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹)

عن عامر الشعبي قال: قلت لفاطمة بنت قيس: حدثني عن طلاقك، قالت: طلقني زوجي ثلاثاً وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابن ماجه شريف، أبواب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد، النسخة الهندية ۱۴۵-۱۴۶، دار السلام رقم: ۲۰۲۴)

عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثاً. قال لو طلقت مرة،

أو مرتين (لکان لک الرجعة) فإن النبي صلى الله عليه وسلم أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من قال لامرأته أنت على حرام، النسخة الهندية ۲/۷۹۲، رقم: ۵۰۶۶، ف: ۵۲۶۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ر شوال المکرم ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۷۲/۳۷)

بذریعہ خط طلاق دینا

سوال [۶۵۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میری شادی پانچ سال قبل ہوئی تھی اور شروع ہی سے مجھ میں اور بیوی میں نہیں بنی، بالآخر تنگ آکر میں نے ایک روز قدرے سختی کی اور وہ اس کی تاب نہ لا کر میری عدم موجودگی میں کمرہ سے پچیس ہزار روپیہ نقد اور بغیر سلا کپڑا و زیورات لے کر فرار ہو گئی اور اپنے میکہ پہنچ گئی، اس کی یہ حرکت دیکھ کر مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے بذریعہ خط اس کو طلاق دیدی، طلاق کے بعد اس کے گھر والوں نے مجھ پر مقدمہ دائر کر دیا جو ابھی تک چل رہا ہے، اب میں اگر دوسری شادی کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں یا نہیں؛ جبکہ مطلقہ کے گھر والے یہ کہتے ہیں کہ جب تک ہم طلاق قبول نہیں کریں گے طلاق نہیں ہوگی اور دوسری شادی بھی ہماری اجازت کے بغیر نہیں کر سکتے، تو کیا شریعت میں یہ اجازت عورت یا اس کے گھر والوں کو دی ہے کہ طلاق قبول کریں گے تو ہوگی ورنہ نہیں اور مرد عورت اور سسرال والوں کی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا؟ ان تمام حالات میں شرعی اعتبار سے کوئی برائی تو نہیں ہے؟ اور بذریعہ خط دی گئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی

روشنی میں مفصل جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: نبیل احمد، قصبہ سوا والا، ضلع: بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: خطا و تحریک کے ذریعہ جو آپ نے طلاق نامہ بھیجا ہے شرعی طور پر اس سے طلاق واقع ہوگئی، طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی اور اس کے گھر والوں کو قبول کرنا لازم نہیں ہے؛ لہذا آپ کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی اور عدت کے بعد آپ پر اس کا نان و نفقہ بھی واجب نہیں اور نہ آپس میں میاں بیوی کی طرح تعلق قائم رکھنا جائز ہے۔

قال الله تعالى: وَلِلرَّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. [البقرہ: ۲۲۸]

قال الإمام فخر الدين الرازي في تفسير هذه الآية إن الزوج قادر على تطليقها، وإذا طلقها فهو قادر على مراجعتها شاءت المرأة أم أبت، أما المرأة فلا تقدر على تطليق الزوج، وبعد الطلاق لا تقدر على مراجعة الزوج ولا تقدر أيضاً على أن تمنع الزوج من المراجعة. (تفسير كبير ۱/۶)

وللرجال عليهن درجة: قال يطلقها وليس لها من الأمر شيء.

(الدر المنثور للسيوطي، دار الكتب العلمية، بيروت ۱/۴۹۴)

نیز دوسری شادی کرنے کے لئے بیوی اور سسرال والوں سے اجازت لینا ضروری نہیں، ان کی اجازت کے بغیر بھی دوسری شادی کرنا جائز ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۱/۴۱۵)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۵/۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۶۱۶۸)

”میں نے تم کو روبرو گواہان طلاق دیدی“، لکھی رجسٹری کا حکم

سوال [۶۵۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نکہت جہاں جس کی شادی ۱۴ سال پہلے رئیس احمد ولد اسلام الدین مرحوم سے ہوئی تھی، جو آٹھ ماہ سے اپنے شوہر رئیس سے ناراضگی ہو جانے کی وجہ سے میرے گھر رہ رہی ہے، اب رئیس احمد نے اپنے وکیل انتظار احمد بجنوری کے ذریعہ ایک تحریر بذریعہ رجسٹری بابت طلاق اطلاع دی ہے کہ میں نے تم کو رو برو گواہان طلاق دیدی۔ اور پھر لکھا ہے کہ تم اپنے اختیار سے عقد ثانی کر سکتی ہو۔ مذکورہ صورت میں نکہت گل کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: احسان احمد ولد رضوان احمد، لالباغ نئی آبادی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق نامہ میں صاف الفاظ کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ میں نے تم کو رو برو گواہان طلاق دیدی، اس سے ایک طلاق رجعی پڑ گئی ہے اور اس کے بعد جو یہ لکھا ہے کہ تم اپنے اختیار سے عقد ثانی کر سکتی ہو، یہ کنایہ کے الفاظ میں سے ہے، اگر اس کے ذریعہ سے مستقل طلاق کی نیت کی ہے، تو اس سے الگ سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی، پھر پہلی طلاق ملا کر دو طلاق بائن پڑ جائیں گی اور اگر اس سے الگ سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے؛ بلکہ پہلی طلاق کی وضاحت کے لئے کہا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور پورے طلاق نامہ سے صرف ایک طلاق رجعی ہو گئی اور عدت کے اندر اندر بیوی بنا کر رکھنے کی گنجائش ہے اور اگر دوسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی تھی تو دو طلاق بائن ہو گئیں، عدت کے اندر یا عدت کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر کے رہنے کی گنجائش ہے۔

اب شوہر خود فیصلہ کرے گا کہ دوسرے لفظ سے اس نے طلاق کی نیت کی تھی یا نہیں؟

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۹/۷۷)

صريحه ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك، وتقع بكل منها واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب

وبابتغی الأزواج تقع واحدةً بئنةً إن نواها. (فتاویٰ عالمگیری،
زکریا قدیم ۳۷۵/۱، جدید ۴۴۲/۱)

ابتغی الأزواج واحدةً بئنةً إن نواها. (شرح الوقایہ، مکتبہ یاسر ندیم
اینڈ کمپنی دیوبند ۸۷/۲)

الصريح يلحق الصريح والبائن، والبائن يلحق الصريح لا البائن.
(تنویر الأبصار علی الدر المختار مع الشامی، کراچی ۳/۳۰۷، زکریا ۴/۵۴۰، ہندیہ
زکریا قدیم ۳۷۷/۱، جدید ۴۴۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۰۹۲)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۸/۹ھ

طلاق کا نوٹس بھیجنے سے وقوع طلاق کا حکم

سوال [۶۵۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ نوٹس منجانب: محمد ساجد ولد مرحوم محمد جمیل، ساکن: محلہ کسرول، شکلوں
کا کنواں، مراد آباد۔

بنام: اسلوب فاطمہ دختر جناب مظاہر حسین، ساکن: پیتیل بستی کوارٹر نمبر ۱۱/۱
راپور روڈ، مراد آباد۔

واضح ہو کہ میرا آپ کے ساتھ نکاح ۲۷ دسمبر ۲۰۰۸ء کو مسلم رواج کے مطابق بالعوض
مہر فاطمی مجل بنادان ودہیز کے ہوا تھا، رخصت ہو کر آپ میرے گھر محلہ کسرول شکلوں کا
کنواں مراد آباد آئیں اور فرائض زوجیت ادا کیں، مہر کی رقم میں نے شب عروسی میں ہی ادا
کر دی تھی، میں نے آپ کو ہر طرح خوش رکھنے کی کوشش کی؛ لیکن آپ آزاد خیال کی عورت
ہیں، بنا بتائے میرے گھر سے غائب ہو جاتی ہیں، کئی کئی دن غائب رہتی ہیں، میرے گھر پر

بھی آپ سے ملنے نئے نئے لڑکے آتے رہتے ہیں، کسی کو آپ رشتے کا بھائی بتاتی ہیں، تو کسی کو چچا زاد بھائی بتاتی ہیں، کسی کو ماموں زاد بھائی بتاتی ہیں اور ان کے ساتھ بانک پر بیٹھ کر چلی جاتی ہیں۔ گھنٹوں موبائل پر لڑکوں سے اٹھلک باتیں کرتی ہیں، میں نے سیکڑوں مرتبہ خود سنی ہیں، میرے منع کرنے پر میرے ساتھ بدتمیزی کرتی ہیں، کئی مرتبہ میں نے آپ کی ان حرکتوں کی شکایت آپ کے ماں اور باپ سے کی تو انہوں نے بھی کوئی ایکشن نہیں لیا اور الٹا مجھ سے کہا کہ ہماری لڑکی اپنی مرضی کی مالک ہے اور جیسے چاہے گی ویسے رہے گی، وہ پڑھی لکھی گریجویٹ ہے، تم جاہل گنوار دقیا نوسی ہو۔ اب موڈرن زمانہ ہے، اگر اپنے ساتھ کے دوستوں سے ملتی ہے، تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے، تم بھی مجھے ہمیشہ جاہل لٹھ گنوار کہتی ہو اور بے عزت کرتی ہو اور میرے ہاتھ لگانے میں بھی اعتراض کرتی ہو۔ اب حالات اس قدر سنگین ہو گئے ہیں کہ آپ کے ساتھ رہنا اور شوہر بیوی کے روپ میں زندگی گزارنا ناممکن ہو گیا ہے، میں نے اپنے والدین و رشتے داروں اور آپ کے رشتے داروں کو بیچ میں ڈال کر فیصلے کی کوشش کی؛ لیکن آپ ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

لہذا میں محمد ساجد ولد محمد جمیل نواسی محلہ کسرول شکلوں کا کنواں ضلع: مراد آباد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین نواسی پیتل بستی کو ارٹرنمبر ۱۱۱ رامپور روڈ تھانہ کٹ گھر مراد آباد کو آج بتاریخ ۲۰/۱۲/۲۰۱۰ کو طلاق دیتا ہوں میں محمد ساجد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین کو طلاق دیتا ہوں، میں محمد ساجد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین کو طلاق دیتا ہوں، میں محمد ساجد آپ اسلوب فاطمہ دختر مظاہر حسین کو طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے الگ کرتا ہوں، آپ کی عدت کی مدت بتاریخ ۲۰/۱۲/۲۰۱۰ سے شروع ہوتی ہے تا کید جانیں۔ فقط

المستفتی: محمد ساجد ولد محمد جمیل نواسی محلہ کسرول شکلوں کا کنواں ضلع: مراد آباد

سوال [۶۵۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دختر اسلوب فاطمہ کا عقد مسنون ۲۷ دسمبر ۲۰۰۸ کو بالعوض مہر فاطمی محمد

ساجد ولد محمد جمیل مرحوم ساکن شکلوں کا کنواں کسرول مراد آباد کے ساتھ ہوا تھا؛ لیکن حالات ناخوشگوار ہونے کی بنا پر اسلوب فاطمہ کا وہاں رہنا ناممکن ہو گیا اور ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو وہ اپنے والد کے گھر آگئی اور اب تک وہ اپنے والد کے گھر پیتل نگری مراد آباد پر ہی مقیم ہے، اسی درمیان ۲۳ جنوری ۲۰۱۰ء کو ساجد (اسلوب کے شوہر) نے بذریعہ ڈاک ایک نوٹس کے ذریعہ تین طلاق دینے کی اطلاع دی، میرے بہنوئی محمد کامل صاحب نے اپنے سمدھی جناب حبیب الرحمن ساکن قانون گویاں سے جو محمد ساجد کے ماموں ہیں تصدیق کرائی ہے، میں شرعی فتویٰ حاصل کر کے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ

(۱) کیا طلاق کی تکمیل ہوگئی؟

(۲) عدت کب سے شروع مانی جائے گی؟

(۳) اور مہر فاطمی کی رقم کا حساب کیسے لگایا جائے؟

نوٹ: طلاق نامہ کی فوٹو کا پی منسلک ہے۔

المستفتی: مظاہر حسین، والد فاطمہ اسلوب، پیتل نگری مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال مذکورہ صورت میں شوہر ساجد اگر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے طلاق کا نوٹس بھیجا ہے یا اس پر دو گواہ موجود ہیں، تو نوٹس کے مطابق شرعاً اس کی بیوی اسلوب فاطمہ پر تین طلاق مغلظہ ہو گئیں اور جس دن شوہر نے تحریر لکھی ہے، اسی دن سے عدت شروع مانی جائے گی اور مہر فاطمی کی مقدار موجودہ اوزان سے ڈیڑھ کلو تیس گرام نو سولہ گرام چاندی ہے، جو دس گرام کے تولہ سے ۱۵۳/۱۵۳ اوتولہ ۹۰۰ ملی گرام چاندی بنتی ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹-۱۳۰)

ولو استکتب من آخر کتاباً بطلانها وقرأه علی الزوج فأخذه الزوج -إلی قوله- وبعث به إلیها، فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامی، کراچی ۲/۴۷، زکریا ۴/۵۶، تاتارخانیہ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا

قدیم ۳۷۹/۱، جدید ۴۴۶/۱)

مبدأ العدة بعد الطلاق، والموت على الفور، وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما۔ (الدر المختار مع الشامی، کراچی ۵۲۰/۳، زکریا ۵/۲۰۲)
وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامی، کراچی ۲۴۶/۳، زکریا ۴/۴۵۶،

ہندیہ، زکریا قدیم ۳۸۷/۱، جدید ۴۴۶/۱)

عن أم سلمة سألت عائشة عن صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: ثنتا عشرة أوقية. (أبوداؤد شریف، کتاب النکاح، باب الصداق، النسخة الہندیہ ۲۸۷/۱، رقم: ۲۱۰۵)

وفي النسائي: وذلك خمس مائة درهم. (نسائی شریف، کتاب النکاح، القسط فی الأصدقة، النسخة الہندیہ ۷۲/۲، دار السلام رقم: ۳۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۸۹۹)
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۲/۱۴۳۱ھ

طلاق نامہ لکھوا کر بھیجوانے کا حکم

سوال [۵ ۶۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ظہیر عالم کا نکاح شہناز سے ہوا، شہناز سنبھل کی رہنے والی تھی کسی جھگڑے کی بنا پر کئی بار وہ سنبھل رک گئی اور پھر بعد میں آگئی، اس بار جھگڑے میں ظہیر عالم اس کو پہونچا کر چلا آیا اور سوچا کہ کچھ روز وہاں رہے گی تو میں بلا لاؤں گا، لڑکے کے دل میں چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہ تھا، اسی دوران لڑکی نے ایک درخواست دہلی میں لگا دی مہیلہ تھانہ میں، ہم وہاں پر پہونچے تو حاکم نے کہا آپ اسے لیجانا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا فوراً آپ ہمارے ساتھ کر دیجئے، حاکم نے لڑکی سے کہا آپ ان کے ساتھ جاؤ تو لڑکی نے منع کر دیا، پھر ہم مراد آباد واپس آ گئے، اسی دوران لڑکی نے ایک مقدمہ خرچ کا کر دیا دہلی میں، ہم نے

مراد آباد میں وکیل صاحب سے مشورہ کیا، تو وکیل صاحب نے کہا آپ ایک طلاق نامہ بھیج دیجئے، ہم نے طلاق نامہ بھیج دیا، تو لڑکی نے واپس کر دیا۔ اب لڑکی کہتی ہے، ایسے طلاق نہیں ہوتی ہے وہاں لوگوں نے بتایا۔ نیز واضح رہے کہ طلاق نامہ میں تین طلاق دینے کا تذکرہ ہے اور شوہر نے خوشی سے دستخط کئے ہیں۔

المستفتی: محمد وسیم ٹانڈوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے جب طلاق نامہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کیا اور اس پر بخوشی دستخط کئے تو بیوی مسماۃ شہناز پر طلاق مغلطہ واقع ہوگئی۔ اب بلا حلالہ کے وہ شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔

رجل استکتب من رجل آخر إلى امرأته كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته فأتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها. (هندية، كتاب الطلاق، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة قديم زكريا ۳۷۹/۱، جديد ۶/۱ ۴۴، شامي، كراچی ۲۴۷/۳، زكريا ديوبند ۴/۴ ۴۵۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به زكريا جديد ۱/۵۳۵، قديم ۱/۴۷۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۹/۴/۲۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۹۵۸۰)

مکرہ کی طلاق یا کتابت کا حکم

سوال [۶۵۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمشاد کی بیوی شیماء کسی ناراضگی کی وجہ سے اپنے ماں باپ کے گھر گئی، ایک ہفتہ کے بعد شمشاد کو پولیس چوکی میں بلوا کر بیوی کے ماں باپ نے کاغذ لکھوایا، جس میں لکھا تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں؛ جبکہ نہ اس سے پہلے دی تھی، نہ اس کے بعد، تو کیا طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

- (۱) صرف ایک باریہ لکھنے پر کہ طلاق دے چکا ہوں، کیا طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟
- (۲) شیماء کے ماں باپ نے شیماء کا نکاح عدت کی مدت سے پہلے یعنی تین حیض سے پہلے ہی کر دیا دوسرے شخص کے ساتھ، تو کیا وہ نکاح مانا جائے گا یا نہیں؟
- (۳) شیماء کے دوسرے شوہر سے دو اولادیں ہیں دوسرا شوہر بھی زندہ ہے، شیماء اپنے پہلے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہے، اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد شمشاد، لائن ۱۲ آزاد کمر، ہلدوانی، نئی تال (پو کے)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) پولیس کی طرف سے جبر و اکراہ کی حالت میں جو طلاق لکھا ہے اور زبان سے کچھ نہیں کہا ہے، وہ طلاق شرعاً معتبر نہیں، اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہذا بیوی شوہر کے نکاح میں بدستور باقی رہی۔

وفي البحر: إن المراد بالإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة و لا حاجة ههنا، كذا في الخانية. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه، زكريا ۴/ ۴۴۰)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته، كذا في فتاوى قاضى خان. (عالمگیری، كتاب الطلاق، الفصل السادس في الطلاق

بالکتابہ، قدیم زکریا قدیم ۱/۳۷۹، زکریا جدید ۱/۴۶۱)

(۲) شیماء کو چونکہ پہلے شوہر سے طلاق ہی نہیں ہوئی ہے؛ اس لئے نکاح بدستور باقی ہے؛ لہذا دوسرے مرد سے نکاح فاسد ہوا اور شیماء کو اس سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔

وأما النکاح الفاسد نحو ما إذا تزوجها فی نکاح الغیر، أو عدة الغیر.

(تارتا حانیۃ قدیم ۴/۷۷، جدید زکریا دیوبند ۴/۷۷، رقم: ۵۵۶۹)

ولو تزوج بمنکوحۃ الغیر وهو لا یعلم أنها منکوحۃ الغیر فوطئها تجب العدة، وإن کان یعلم أنها منکوحۃ الغیر لا تجب حتی لا یحرم علی الزوج وطؤها. (فتاویٰ عالمگیری قدیم ۱/۲۸۰، جدید زکریا ۱/۴۶۱)

(۳) چونکہ شیماء کے اوپر پہلے شوہر کی طرف سے طلاق ہی واقع نہیں ہوئی ہے؛ اس لئے شیماء بدستور پہلے شوہر کی بیوی ہے؛ لیکن چونکہ دوسرے مرد کے ساتھ جوہمبستری ہوئی وہ حلال اور جائز سمجھ کر ہوئی ہے؛ اس لئے دوسرے شوہر سے جو اولادیں ہوئی ہیں، ان کا نسب اسی سے ثابت ہوگا؛ البتہ پہلے شوہر کے پاس جانے کے لئے تین ماہواری کے ساتھ عدت گزارنا لازم ہوگا؛ اس لئے کہ دوسرے مرد کے ساتھ جوہمبستری ہوئی وہ حلال سمجھ کر ہوئی ہے، جس کو وطی بالشبہ کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں عدت لازم ہوتی ہے اور پہلے شوہر کے پاس رہنے کے لئے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں؛ اس لئے کہ وہ اسی کی بیوی ہے۔

والنکاح الفاسد بعد الدخول فی حق النسب بمنزلة النکاح

الصحيح. (المحیط البرہانی، المجلس العلمی بیروت ۴/۱۶۸)

وتجب العدة بعد الوطء من وقت التفريق ويثبت النسب احتياطاً

بلا دعوة. (درمختار علی رد المحتار، کتاب النکاح، باب المهر، کراچی ۳/۱۳۳،

زکریا ۴/۲۷۶-۲۷۷)

وأما النکاح الفاسد فلا حکم له قبل الدخول، وأما بعد الدخول

فیتعلق به أحكام، منها ثبوت النسب (نسب الولد المولود فی النکاح

(الفاسد). (بدائع الصنائع، کتاب النکاح باب النکاح الفاسد، زکریا ۶۵۱/۲،

عالمگیری، قدیم زکریا ۳۳۰/۱، جدید ۳۹۶/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۲ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

۱۴۳۳/۱۱/۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۰۸۴)

ایک طلاق دینے کے بعد طلاق نامہ لکھنا

سوال [۶۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ”میں اکرام الہی ولد شان الہی اپنے ہوش و حواس میں اپنی بیوی کا خشفہ ناثر کو طلاق دے رہا ہوں، آج کے بعد میرا اس سے یا اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔ اور نہ میری کسی چیز میں کوئی حق رہے گا، نہ میرا آج کے بعد آپس میں کوئی لینا دینا رہے گا، میں ان کے بھائیوں اور ماں کی موجودگی میں طلاق دے رہا ہوں“

اب سوال یہ ہے کہ اس تحریری طلاق نامہ کے مطابق میری بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوئیں؟ اور جو طلاق دی گئی ہے، وہ اسی تحریر کے ذریعہ دی گئی ہے زبانی کوئی طلاق نہیں دی ہے، مسئلہ کا حل شریعت کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

المستفتی: اکرام الہی، نواب پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر اکرام الہی کا جملہ کہ میں اپنی بیوی کا خشفہ ناثر

کو طلاق دے رہا ہوں، طلاق کے بارے میں صریح ہے؛ لہذا اس کی وجہ سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور اس کے بعد طلاق نامہ میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے، وہ سب شروع میں جو طلاق دی گئی ہے، اس کی وضاحت کے قبیل سے ہے اور طلاق نامہ کے آخر میں بھی جو ہے کہ میں فلاں کو طلاق دے رہا ہوں، وہ پہلی والی طلاق کی قبیل سے ہے؛ اس لئے

مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا اختیار ہوگا۔

عن شعبۃ قال: سألت الحكم وحامداً عن رجل قال لامرأته: أنت طالق، أنت طالق، ونوى بالأولى، قال: هي واحدة. الحديث (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، باب في الرجل يقول لامرأته اعتدى، اعتدى ما يكون - مؤسسه علوم القرآن جدید ۹/۴۴، رقم: ۱۸۲۰۱)

وہو کانت طالق، ومطلقة، وطلقتك تقع واحدة رجعية.
(الفتاویٰ الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۵۴، جدید ۱/۴۲۲)

فالصریح قوله: أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك، فهذا يقع به الطلاق الرجعي. (ہدایۃ، کتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق، اشرفی ۲/۳۵۹)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۵۹۷)

اسٹامپ پیپر پر طلاق لکھ کر بھیجنا

سوال [۶۵۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر شوہر نے دس روپے کے اسٹامپ پیپر پر لکھ کر جس میں دو گواہ کے دستخط ہوں، اپنی بیوی کو بذریعہ ڈاک طلاق بھیج دی ہو، تو کیا طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: نواب احمد، محلہ: سرو، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں بیوی پر تحریر میں لکھی گئی طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اگر ایک طلاق لکھی تھی تو ایک طلاق واقع ہوگئی، اگر دو طلاق رجعی لکھی تھیں تو دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں اور اگر تین طلاق لکھی تھیں تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی

اور اگر مطلق طلاق لکھی ہے، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اب دیکھ لیا جائے کہ تحریر میں کون سی طلاق لکھی ہے۔

عن علي بن الحكم البنابي قال: سئل الشعبي عن رجل خط طلاق امرأته وسادة. فقال: هو جائز عليه. (مصنف عبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب الرجل يكتب إلى امرأته بطلاقها، المجلس العلمي ۶/۴۱، رقم: ۱۱۴۴۰)

کتاب الطلاق إن مستبينة على نحو لوح وقع إن نوى، وقيل مطلقاً. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، کراچی ۳/۴۶، ۲، زکریا ۴/۶۵۶)

إن كانت مستبينة؛ لكنها غير مرسومة إن نوى الطلاق يقع وإلا فلا، وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أولم ينو. (هندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۸، جدید ۱/۴۶)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۲/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۳۴۹)

بخوشی یا بحالت اکراہ لکھ کر طلاق دینا

سوال [۶۵۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو لکھ کر بخوشی طلاق دی یا کہ شوہر سے زبردستی لکھوا کر طلاق لی گئی، زبردستی کوئی بھی صورت ہو چاہے مکان کے اندر بند کر کے یا کہ بندوق اس کے سامنے کر کے دونوں صورتوں میں شوہر بولنے پر قادر بھی ہے، اس کے باوجود لکھ کر طلاق دے رہا ہے، تو کسی صورت میں طلاق واقع ہوگی؟ واضح فرق بیان فرمائیں۔

المستفتی: ثناء اللہ، پرتا بگڈھی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بخوشی لکھ کر طلاق دی ہے، تو شرعاً

طلاق ہو جائے گی۔

کتاب الطلاق إن مستینا علی نحو لوح وقع إن نوی. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتاب، زکریا ۶/۴، کراچی ۲۴/۳)
اگر زبردستی طلاق لکھوائی ہے اور شوہر نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ نہیں نکالا ہے، تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوگی۔

فلو أکره علی أن یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق الخ.
(شامی، کتاب الطلاق، قبیل مطلب فی المسائل التي تصح مع الإکراه، زکریا ۴/۴۴۰، هکذا فی التاتار خانیة، زکریا ۴/۵۳۲، رقم: ۶۸۴۵، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۲۴۶، زکریا ۳/۲۹۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/رمادی الآخرۃ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۷۷۷)

نوٹس طلاق کی شرعی حیثیت

سوال [۶۵۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ڈیڑھ سال سے بیوی کے لگاتار میکہ میں رکی رہنے اور آنے سے منع کرنے کی وجہ سے شوہر نے لکھ کر طلاق کا نوٹس بتاریخ ۳۱ جولائی ۲۰۱۴ء بذریعہ رجسٹری ڈاک تاریخ: ۶ اگست ۲۰۱۴ء کو بھیجا اور بتاریخ ۶ اگست ۲۰۱۴ء کو ہی چار معزز لوگوں کو جو بیوی کی طرف سے فیصلے کے لئے آئے تھے، طلاق کا نوٹس بھیجنے کی بات بتادی اور اس طلاق کے نوٹس کو بتاریخ: ۶ اگست ۲۰۱۴ء کو بیوی کے باہر جانے کی رپورٹ ڈاک کے سے لگوا کر مجھے واپس کرادیا اور اس کے بعد شوہر نے اس طلاق کا نوٹس کو اپنے وکیل صاحب کی معرفت ڈاک سے بھجوا یا، جو آج تک واپس نہیں آیا، اس صورت حال میں مندرجہ بالا طلاق طلاق کے نوٹس

کی بنیاد پر طلاق مانی جائے گی؟ قرآن وحدیث کی رو سے رہنمائی کرنے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: نفیس احمد ولد ضیاء اللہ، ساکن: رحمت نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر تحریری طلاق دینے کا خود اقرار کر رہا ہے

اور تحریری طور پر طلاق لکھ کر بیوی کے پاس بھیجنے کا بھی اقرار کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں تحریری طور پر جتنی طلاق دی ہے، اتنی طلاق تحریر لکھنے کے بعد واقع ہو گئیں، اگر مطلق طلاق لکھا ہے، تعداد طلاق کچھ بھی نہیں لکھا ہے، یا ایک طلاق لکھا ہے، تو دونوں صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی ہے، اگر دو طلاق لکھا ہے تو دو طلاق رجعی واقع ہو گئی ہیں؛ لہذا ان صورتوں میں عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے اور عدت گزرنے کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنے کی گنجائش ہے اور اگر تحریر میں تین طلاق لکھا ہے، یا طلاق کے الفاظ تین بار لکھا ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہو کر بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے، آئندہ بلا حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ثم إن كتب على الوجه المرسوم ولم يعلقه بشرط بأن كتب أما

بعد: يا فلانة أنت طالق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ الطلاق بلا فصل

لما ذكرنا أن كتابة قوله: أنت طالق على طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها.

(بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل في النوع الثاني من طلاق الكتابة، زكريا ۳/۱۷۴،

هندية، قديم ۳۷۸/۱، زكريا جديد ۶/۱، ۴۴، حانية على هامش الهندية قديم ۱/۴۷۱،

جديد زكريا ۲۸۷/۱) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۵۷۶)

طلاق کا نوٹس بھیجنا

سوال [۶۵۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ایک نوٹس وکیل کے ذریعہ اپنی بیوی شمع پروین کے پاس بھیجا، جس میں یہ لکھا تھا کہ ”میں نے ۹۸/۱/۸ء کو تمہیں طلاق دیدی ہے“ یہ ایک مرتبہ لکھا تھا اور پھر اس نوٹس کے بارے میں دوبارہ اطلاع بذریعہ تار دیا تھا کہ ہم نے تمہیں طلاق دیدی ہے۔ اب تار کے ذریعہ اطلاع دے رہا ہوں، اس کو طلاق دیئے ہوئے اب تقریباً نو ماہ ہو چکے ہیں، ابھی تقریباً ایک ہفتہ پہلے بچے کی ولادت بھی ہوئی ہے، اب میں دوبارہ بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں شرعاً کیا شکل اختیار کروں؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد ارشد، مغلیہ اول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ مذکورہ میں جو نوٹس بھیجا تھا، اس سے ایک طلاق واقع ہو چکی ہے، دوبارہ جو اطلاع دی ہے، وہ پہلی والی طلاق کی تاکید ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور عدت گزرنے سے وہ بائنہ ہوگئی۔ اب نکاح کے ذریعہ دوبارہ اپنی بیوی بنا کر رکھنا جائز ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي بکدپو

دیوبند ۳۹۹/۲، ہکذا فی الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۷۲، جدید ۱/۵۳۵، ہکذا فی التاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۷۹۶)

ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے طلاق نامہ سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اظہر خاں ولد زاہد خاں میں نے اپنی بیوی شازیہ سلیم ولد سلیم میاں کو شرعی اور قانونی طریقے سے تین گواہوں کے سامنے یہ کہہ کر طلاق دی کہ میں نے شازیہ سلیم کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، اپنی بیوی کے حق سے آزاد کر دیا۔ آپ کی مہر ۵۰۰۰۰ ہزار میں نے شادی کی رات کو ادا کر دیا ہے، جس کا اظہار سبھی رشتہ داروں کے سامنے کیا، آپ کی عدت کا خرچہ منی آرڈر سے بھیجا جا رہا ہے، آپ کا سارا سامان میرے پاس حفاظت سے ہے آپ اور آپ کے گھر والے چند لوگوں کی موجودگی میں سامان لے سکتے ہیں اور میری طرف سے بنوایا گیا زیور کپڑا اور باقی سامان جو کہ آپ کے پاس ہے، اسے میرے حوالے کر کے رسید حاصل کر سکتے ہیں اور اپنا سامان واپس لے کر مجھے گواہوں کے سامنے سامان واپسی کی رسید حوالہ کر دیں، آج سے آپ شرعی اور قانونی طور پر میری بیوی نہیں ہیں اور بعد عدت آپ اپنا نکاح جہاں چاہیں کر سکتی ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں، مجھ سے آپ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی آپ حاملہ ہیں، آپ نے جو بھی میرے اور میرے گھر والوں کے خلاف جھوٹے کیس دائر کر رکھے ہیں مہربانی کر کے انہیں خارج کرادیں، یہ طلاق نامہ گواہوں کے سامنے ۱۳/۱۲/۱۲ء کو تحریر کر رہا ہوں تاکہ سند رہے، طلاق نامہ کو بذریعہ ڈاک بھیجا جا رہا ہے اور ایک کاپی میرے پاس رہے گی، جناب مفتی صاحب وضاحت کریں کہ ڈاک سے بھیجی گئی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: اظہر خان ولد زاہد خاں، لالباغ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے تحریری طور پر اپنی بیوی کو تین

مرتبہ طلاق دیدی ہے اور شوہر زبانی اس کا اقرار کر رہا ہے، تو بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو کر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، اب دونوں کے درمیان رشتہ نکاح اور میاں بیوی والا تعلق باقی نہیں رہا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈبھیل ۱۲/۴۲۵)

وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعت عليها؛ لأن الواقع مصدر محذوف؛ لأن معناه طلاقاً ثلاثاً. (هداية، كتاب الطلاق، باب الطلاق قبل الدخول، اشرفی بکڈپو دیوبند ۲/۳۷۱)

وَأما الطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوجة آخر، لقوله عز وجل: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره وسواء طلقها ثلاثاً متفرقاً أو جملة واحدة. (بدائع الصنائع، زكريا ۳/۲۹۵)

إذا قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه قديم ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، قدیم زکریا بکڈپو دیوبند ۱/۴۷۳، زکریا جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰ شوال ۱۴۳۵ھ

۱۰۲۰/۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۶۶۱)

بغیر تحقیق کے دوسرے ملک سے طلاق لکھ کر بھیجنے سے طلاق

سوال [۶۵۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ اقبال فاطمہ عرف ننھی میری کشور شیم جو کہ قصبہ سیوہارہ ساکن کی ہوں قوم شیخ محلہ ملکیان، معین الدین ولد نظیر الدین ساکن قصبہ ٹھور محلہ سادات دربار کے ساتھ

شادی ہوئی، جس کو پندرہ سال ہوئے ہیں، معین الدین ڈھائی سال کے عرصہ سے عرب ملازمت میں گئے ہوئے ہیں، ان کے عزیزوں کو یعنی والدین کو کشور شمیم کے بھائیوں سے ملنے میں اعتراض ہوا کہ وہ اپنی ہمیشہ سے نہ ملیں، نہ کشور شمیم سیوہارہ جائے؛ لہذا بھائیوں نے بھی ڈھائی سال کے عرصہ سے بہن سے نہ ملاقات کی نہ بہن سیوہارہ آئی۔

اب معین کے عزیزوں نے قسم قسم کے بہتان لگائے اور خطوں میں معین الدین کو لکھنا شروع کر دیا کہ تمہاری بیوی بھائیوں سے برابر ملتی جلتی ہے؛ جبکہ معین عرب میں ہے کوئی غلط یا صحیح کہے گا وہ ضرور اس پر عمل کر سکتا ہے، لکھنا جو کچھ تھا وہ تو خطوں سے کیا دوسرے ان کے والد عامل ہیں انہوں نے معین پر عمل چلایا وہ کاری ہو گیا، معین کے جن پر بغیر تحقیق کے معین نے وہاں سے طلاق لکھ کر بھیج دی۔ برائے کرم آپ مجھ کو بذریعہ ڈاک مطلع فرمادیں کہ طلاق ہوگئی یا کچھ گنجائش ہے؟

میں بیوہ عورت ہوں، میرا کوئی وارث نہیں جس کی وجہ سے سخت پریشانی ہے اور تردد ہے کشور شمیم سیوہارہ کی ہے اس کے چار بچے ہیں، تین لڑکے ایک لڑکی جو کہ پڑھتے ہیں بڑا لڑکا آٹھویں کلاس میں پڑھتا ہے، لڑکی چھٹی کلاس میں ہے، چھوٹا لڑکا دوسرے کلاس میں ہے، سب سے چھوٹا لڑکا دینی تعلیم میں ہے، چاروں بچے دینی تعلیم ہی پڑھتے ہیں، معین کا ایک خط بذریعہ رجسٹری میرے پاس آیا، یہ خط معین نے مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۸۹ء کو لکھا، دوسرا خط کشور شمیم نہپور میں مقیم ہیں وہاں آیا، میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ دوسری حکومت سے بغیر اطلاع کے طلاق ہو سکتی یا گنجائش ہے؟ برائے مہربانی مجھنا چنچر پر رحم کھا کر آپ فوراً بذریعہ ڈاک مجھ کو اطلاع دیں بڑی مہربانی ہوگی، امید کہ آپ بغور ملاحظہ فرمائیں گے، آپ کی عین نوازش ہوگی پر جب آپ فتویٰ دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ فقط خدا ذات خا کسارا قبال فاطمہ عرف ننھی۔

الجواب وبالله التوفیق: دوسری حکومت سے بغیر تحقیق کے طلاق لکھ کر بھیجنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كأن يكتب يا فلانة، إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق طلقت بوصول الكتاب. (الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ۴/ ۵۶، كراچی ۳/ ۲۴)

فيمن كتب كتاباً على وجه الرسالة وكتب إذا وصل كتابي إليك، فأنت طالق..... وقع الطلاق لوجود الشرط، وهو وصول الكتاب إليها. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل في النوع الثاني من طلاق الكتابة، زكريا جديد ۳/ ۱۷۴، هكذا في الفتاوى التاتار خانية، زكريا ۴/ ۵۲۹، رقم: ۶۸۳۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۲۳۹)

رجسٹری طلاق نامہ پر لڑکی کے دستخط کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [۲۵۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ لڑکی نادرہ پروین نے رجسٹری طلاق نامہ بذریعہ ڈاک وصول کر کے رسید پر اپنے دستخط کر کے ڈاکیہ کو دیدیا، لڑکی کے والدین محمد حبیب نے رجسٹری ان تین صاحبان جن کے نام حسب ذیل ہیں: عبداللطیف ولد علی، وکیل احمد ولد محمد سلیم و فقیر محمد ولد رمد نے ان تینوں کے سامنے کھول کر پڑھ لیا، یہ پنجابی زبان میں لکھی ہوئی ہے، جس کو اردو میں کرا کر آپ کی خدمت اقدس میں بھیج رہا ہوں، دلیل سے جواب تحریر فرمائیے کہ طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

گواہ: عبداللطیف، وکیل احمد، فقیر محمد

المستفتی: محمد حبیب، ماسٹری نگر، ملیہ کوئلہ (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ طلاق نامہ سے بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے؛ جبکہ شوہر اس کے لکھنے یا لکھوانے اور بھیجنے کا اقراری ہو، اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ولو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنوانه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتاب، کراچی ۳/۴۷، زکریا دیوبند ۴/۵۶، مثله فی الفتاوی التاتار خانیة زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، وفي الهندية زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۹/۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف-۳۴/۵۸۸۹)

کیا طلاق نامہ پڑھے بغیر دستخط کرنے سے طلاق ہو جائے گی؟

سوال [۶۵۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حافظ محمد علی کو ایک دن آنت میں درد کا دورہ پڑا، تو تکلیف کی حالت میں اپنے لڑکے محمد یاسین سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو بلالو اور رات کو رکنامت اور اپنی سسرال والوں سے کہنا کہ میری بڑی بھانجی اپنے میکہ کل جانے والی ہے؛ چونکہ بھانجی کے والد حج کو جا رہے ہیں اور میری تکلیف بھی بیان کر دینا، محمد یاسین کے سسرال والوں نے یاسین کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی محمد یاسین کی بیوی کو بھیجا، محمد یاسین نے ناراضگی کی صورت اختیار کر لی، جب محمد یاسین لوٹ کر گھر آیا تو مجھے (محمد علی) بہت افسوس ہوا اور غصہ آیا اور غصہ کی حالت میں، میں (محمد علی) نے لڑکے سے رشتہ ختم کر دینے کی بات کی اور میں (محمد علی) نے طلاق کا خط کسی دیگر آدمی سے لکھوا کر جس کو میں (محمد علی) نے لکھوایا کہ میں (محمد یاسین) اپنی بیوی ناصرہ کو سچے دل سے طلاق دیتا ہوں، طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے

طلاق دی میں نے لکھوا کر لڑکے سے دستخط کرنے کو کہا، تو اس نے ایک دن برابر دستخط نہیں کیا؛ لیکن پھر میرے (محمد علی) سخت ناراض ہونے پر محمد یاسین نے دستخط کر دی، نہ اس نے اس خط کو پڑھا، نہ سنا، نہ ابھی تک اس نے طلاق کا کلمہ ہی اپنے زبان سے کہا ہے اور نہ ہی اس کو معلوم تھا، اس میں کیا لکھا ہوا ہے، محض باپ کے کہنے پر دستخط کر دیئے، وہ خط جب محمد یاسین کی سسرال پہنچا تو چند آدمی میرے (محمد علی) کے گھر آئے اور انہوں نے لڑکے سے دریافت کیا، تب لڑکے نے اپنے والد کی ناراضگی کا حوالہ دے کر کہا کہ جو کچھ بھی مجھ سے کرایا ہے میرے والد نے کرایا ہے، اس کے بعد ٹھا کر دوبارہ پنچایت ہوئی، جس میں لڑکے نے اپنی بیوی کو رکھنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

المستفتی: محمد یاسین، موضع: رام نگر، کھا کو والا، ٹھا کر دوبارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر محمد یاسین نے طلاق نامہ نہیں لکھا ہے اور نہ ہی اس نے لکھوایا ہے، نہ ہی لکھے ہوئے طلاق نامہ کو خود پڑھا ہے اور نہ ہی اسے پڑھوا کر پوری عبارت سنی ہے اور صرف باپ کے کہنے پر دستخط کر دیئے ہیں، تو ایسی صورت میں محمد یاسین کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، نکاح بدستور باقی ہے۔

وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر أنه کتابہ الخ. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا ۴/ ۵۶، کراچی ۳/ ۲۴۷، ہکذا فی التاثر الخانیۃ، زکریا ۴/ ۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہکذا فی الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/ ۳۷۹، جدید ۱/ ۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۸ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۱۲/۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸۲۹۳۲)

الگ کرنے کی نیت سے طلاق نامہ پر دستخط کرنا

سوال [۶۵۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ۲/ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ کو آپ کے دارالافتاء سے ایک فتویٰ ۵۰۵۳۲/ لکھا گیا، جس کے استفتاء میں حقیقت واقعہ کو مخفی رکھ کر اس کے عزیز کو ظاہر کیا گیا ہے، اس وجہ سے اس استفتاء میں عین واقعہ پر موجود گواہوں کے بیانات کو تحریر کر کے تائیدی دستخط بھی کرائے گئے ہیں، ریاض احمد شادی کے بعد ۱۸/ اپریل ۱۹۹۴ء کو عرب گئے اور ۴/ فروری ۱۹۹۷ء کو واپس آئے جس کی مدت تین سال سے زائد ہوتی ہے نہ کہ ۲/ دو سال اور چونکہ یہ رشتہ ریاض احمد کے بہنوئی نے طے کیا تھا، اس وجہ سے لڑکی کے والد نے ریاض کے بہنوئی کو رات تقریباً ۸ بجے کے بعد بلا کر کہا کہ جس طرح سے تم نے میری لڑکی کو اس گھر میں پہنچایا ہے، اسی طرح سے ابھی جا کر اس کو واپس لے آؤ اور ان کے پیچھے اپنی بیوی کو ایک عورت کے ہمراہ بھیجا کہ وہ اپنے ساتھ لے کر آئیں؛ لیکن اس وقت سسرال والوں نے صبح کو دو گھنٹہ کی شرط پر بھیجنا قبول کیا اور صبح کو لڑکی میسے آگئی۔ اور یہ طے پایا تھا کہ دن میں بارہ بجے دیور جا کر بھابھی کو واپس لے آئے گا، حسب وعدہ ۱۲ بجے لڑکی نے دیور کا انتظار کیا، جب ایک بجے تک کوئی لینے نہیں آیا تو لڑکی کے والد نے ایک بچہ کے ذریعہ واپس کر دیا، اب واپس جانا تھا کہ سسرال والوں نے لڑکی کو مزید سنا شروع کر دیا، تو تنگ آ کر اب لڑکی کے والد نے چھوٹی لڑکی کو بھیج کر لڑکی کو بلوایا، تب سے وہ لڑکی واپس سسرال نہیں گئی؛ کیونکہ وہ نہایت خوف زدہ تھی اور اس گھر میں اپنی جان تک کو غیر محفوظ سمجھتی تھی اور اس کا شوہر ریاض احمد بیوی کو چھوڑ کر اور چھوٹی بہن کو ساتھ لے کر دہلی شادی میں تفریح کے لئے گیا ہوا تھا اور واپس آ کر بھی اس نے بے تعلقی کا اظہار کیا، تو لڑکی کے اعزہ سامان لانے کے لئے ریاض کے گھر پر گئے، اس وقت محلہ کے بھی کافی لوگ وہاں جمع ہو چکے تھے، اس وقت لوگوں نے بہت سمجھایا اور ریاض کے ایک پڑوسی فاروق صاحب نے کہا کہ تم کچھ وقت ابھی مہلت لے لو اور اتنی جلدی فیصلہ نہ کرو، اگر دس دن کا بھی وقت لو گے تو لڑکی والوں کو ہم راضی کر لیں گے تمام کوشش

کے بعد ریاض کے والد نے دودن کی مہلت مانگی، تو فاروق بھائی نے کہا کہ آپ نہیں؛ بلکہ ریاض کا معاملہ ہے اگر وہ اپنی زبان سے کہیں تو ٹھیک ہے، مگر بہت کوشش کے باوجود ریاض نے مہلت نہیں مانگی، اس کے بعد سامان جہیز وصول کیا جانے لگا تو وہ تحریر جس کا مضمون تھا ”فریق دوئم نے فریق اول کو شرعی طور پر طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کر دیا، اس طرح فریقین کا رشتہ زن و شوہر کا ختم ہو گیا ہے۔ ہر دو فریق کو اپنی اپنی زندگی اپنی اپنی مرضی سے گزارنے کا حق ہو گیا ہے، یہ تحریر ریاض کو دستخط کے لئے دی گئی، لڑکی کے پہلے ہی دستخط کرائے جا چکے تھے، اس پر ریاض نے کچھ توقف کیا مگر پھر اپنے والد کے ایماء پر دستخط کر دیا، اس کے بعد ریاض نے پورے مہر اور عدت کا مکمل خرچہ بھی ادا کر دیا اور جب سامان بھی وصول ہو چکا، تو آخر میں کچھ جھگڑے کی نوبت بھی آئی، پھر اگلے دن جب سب کچھ ختم ہو چکا تھا تب ریاض کے خیر خواہ پڑوسی فاروق بھائی نے ریاض کو گھر بلایا تاکہ صلح کی اب بھی کوئی صورت نکل سکے، وہاں جمیل ٹھیکیدار اور نثار احمد بھی موجود تھے اور نہایت سکون اور حفاظت کا ماحول تھا، تو فاروق بھائی نے ریاض سے سوال کیا کہ کل جو آپ نے دستخط کئے تھے کسی دباؤ کی وجہ سے تو نہیں کئے تھے، ریاض نے جواب دیا دباؤ تو تھا، مگر دستخط بھی دل کے ساتھ کئے ہیں، اس کے بعد یہ حضرات ریاض کو محلہ کی مسجد کے امام صاحب مولانا ریاض احمد کے پاس لے گئے وہاں پر بھی ریاض نے اقرار کیا کہ دل میرا کہیں اور تھا تھوڑے ہی دل سے دستخط کئے ہیں، اس کے بعد نثار بھائی بھی وہاں پر پہنچے اور انہوں نے سوال کیا کہ آپ نے جو دستخط کئے ہیں وہ علیحدگی اختیار کرنے کی نیت سے کئے ہیں؟ ریاض نے جواب دیا کہ میں نے علیحدگی اختیار کرنے کی نیت سے ہی دستخط کئے ہیں۔

تو اب جواب طلب امر یہ ہے کہ ریاض نے اپنے گھر کے اندر دن کے وقت جبکہ وہاں پر اہل محلہ بھی بڑی تعداد میں موجود تھے اس وقت دستخط کئے اور اس وقت ان کو کسی نے بھی دھمکی وغیرہ نہیں دی، تو ایسے وقت طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۲) ریاض نے دل سے طلاق کا اقرار تین مرتبہ کیا، ایک فاروق بھائی کے گھر،

دوسرے مولانا کے پاس، تیسرے نثار بھائی کے جواب میں، ان سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
(۳) ریاض کا سامان جہیز واپس کرنا اور مہر وعدت کا خرچ بھی ادا کرنا یہ طلاق واقع کرنا ہے یا نہیں؟

(۴) اب ریاض کی بیوی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس کا ازدواجی تعلق ریاض سے کسی قسم کا باقی ہے یا نہیں؟

(۵) نیز اکراہ اور دباؤ کا تحقق کب ہوگا؟ اس کے شرائط بھی تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد فاروق، محمد ریاض، نثار احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ۲/۲ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ کو اسی واقعہ سے متعلق ایک فتویٰ لکھوا کر لیا گیا تھا، جس میں سائل نے یہ لکھا تھا کہ شوہر اور شوہر کے باپ پر دباؤ ڈال کر دستخط کرایا گیا ہے اور زبان سے کوئی طلاق نہیں دی ہے، اس فتویٰ کا جواب اسی سوال کے مطابق تھا، مگر دوسرا سوال گواہوں کے دستخط کے ساتھ جو آیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر پر کوئی ایسا دباؤ نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے دستخط نہ کرنے پر کوئی خطرہ ہو۔ نیز اس نے دوسرے لوگوں کے سامنے اقرار کر لیا ہے کہ دل سے دستخط کیا ہے، نیز اقرار کیا ہے کہ علیحدگی اختیار کرنے کی نیت سے طلاق نامہ پر دستخط کیا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہو چکی ہے۔

لو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها وقرأه علی الزوج فأخذہ الزوج وختمه وعنونه وبعث به إلیها، فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه، أو قال للرجل: بعث به إلیها. (شامی، کتاب الطلاق، مطب فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا دیوبند ۴/۵۶، کراچی ۳/۲۴۷، ہکذا فی الفتاوی التاتارخانیۃ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۹۴۳، ہکذا فی الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۱۴/۳۳)

طلاق نامہ کو لکھوانے اور سن کر اس پر دستخط کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محترمہ شہناز پروین بیوی جناب ڈاکٹر سلیق احمد قریشی لڑکی جناب افتخار احمد قریشی، محلہ حاجی کاکنواں ملا بخش کی حویلی محلہ اصالت پورہ، مراد آباد، فریق اول، و جناب ڈاکٹر سلیق احمد صاحب قریشی محلہ ۱۰۸/۱ اسی اکٹاباغ اصالت پورہ، مراد آباد فریق دوم سوال یہ ہے کہ ہم فریقین کی شادی عرصہ قریب دس سال ہوئے مسلم رسم و رواج کے مطابق ہوئی تھی، شادی کے بعد ہم فریقین بحیثیت میاں بیوی کے گذر بسر کرنے لگے، اسی بیچ فریقین کے میل جول سے ایک لڑکی جس کی عمر سات سال ہے شاذلی، ایک لڑکا جس کی عمر ۴ سال صہیب اختر پیدا ہوا جو کہ فریق دوم کے پاس موجود ہے، شادی کے بعد ہی سے ہم فریقین کے بیچ من مٹاؤ آئے دن چھوٹی چھوٹی بات پر جھگڑا رہنے لگا، اسی بیچ برادری کے لوگوں نے بھی کافی سمجھایا اور قریبی رشتہ داروں نے بھی سمجھایا؛ لیکن صلح زیادہ نہ رہ سکی کچھ ٹائم کے بعد حالات پھر بگڑ گئے، اسی درمیان ۹۸/۳۳ کو فریق اول اپنی مرضی سے اپنے میکے اپنے دونوں بچوں کو چھوڑ کر چلی گئی اور اس نے فریق دوم پر برادری کے لوگوں کے ذریعہ دباؤ ڈالا کہ فریق دوم فریق اول کو طلاق دیدے، تو فریق دوم کافی سوچ سمجھ کر فریق اول کو طلاق دینے و آزاد کرنے پر رضامند ہو گئے؛ لیکن کچھ شرط کے مطابق کہ دونوں بچے فریق دوم کے پاس رہیں گے؛ کیونکہ ان کی پڑھائی لکھائی پرورش و متفرق خرچ فریق اول نہیں اٹھا سکتی اور مہر فاطمی ۱۳۲۲ تولہ چاندی جس کی موجودہ قیمت جو فریق دوم چیک نمبر کے ذریعہ ادا کر رہا ہے اور کل جہیز کا سامان زیور وغیرہ جس حالت میں تھا فریق دوم فریق اول کو واپس کر رہا ہے، جو فریق اول نے وصول کر لیا ہے، اسی کے ساتھ فریق دوم نے فریق اول کو

الگ الگ تین بار ہم گواہان کی موجودگی میں طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر اپنے نکاح سے آزاد کر دیا ہے، اور آج سے فریق اول کا فریق دوم سے ایک دوسرے کا کوئی رشتہ جتنی پتی کا باقی نہیں رہا اور آج انہیں شرطوں کے ساتھ دونوں فریقین کو ایک دوسرے کے خلاف آج کی تاریخ سے کوئی عدالتی یا اور کوئی کارروائی کرنے کا اختیار نہ ہوگا؛ لہذا یہ چند کلمات بطور ثبوت دس روپیہ کے اسٹامپ پر ایک دوسرے کو فریقین نے تحریر و تکمیل کرا کر دیدیئے تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت پر کام آوے۔

فریق اول..... فریق دوم.....

گواہ..... گواہ.....

یہ اقرار نامہ آج بتاریخ: ۹۸/۶/۱۱ء کو بمقام مراد آباد جناب اشرف علی سیفی ایڈووکیٹ کے ذریعے تحریر و تکمیل کیا گیا، یہ تحریر وکیل نے لکھ کر مجھے سنائی اور میری مرضی سے کہنے سے میری سرال بھیج دی اور ایک کاپی میرے پاس ہے، یہ تحریر میں نے شاہی مسجد میں کئی آدمیوں کے سامنے بیان کے طور پر لکھ دی ہے، جو اصل واقعہ ہے، یہ تحریر میں نے وکیل کے ذریعہ بیوی کو دھمکی دینے کے لئے لکھوائی تھی۔

المستفتی: سلیق احمد، محمد نعیم، عتیق احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب وکیل نے شوہر کے حکم اور اس کی مرضی

سے لکھا ہے اور لکھنے کے بعد وکیل نے سنایا ہے شوہر نے خود بھی پڑھ لیا ہے، اس کے بعد شوہر کے کہنے پر وکیل نے اس کو بیوی کے پاس روانہ کر دیا ہے اور اس تحریر کے اندر صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ فریق دوم نے فریق اول کو الگ الگ تین بار ہم گواہان کی موجودگی میں طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر اپنے نکاح سے آزاد کر دیا ہے اور شوہر نے زبانی اور تحریری اس کا اقرار کیا ہے کہ یہ تحریر اس کو سنائی گئی ہے اور اسی کے کہنے کے مطابق وکیل نے بیوی کے پاس روانہ کر دیا ہے، تو ایسی صورت میں شرعاً شوہر ہی کی تحریر مانی جائے گی اور اس سے طلاق

مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ نکاح کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔

لو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها وقرأه علی الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنوانه وبعث به إليها، فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه، أو قال للرجل: ابعث به إليها، أو قال له: اكتب نسخة وابعث بها إليها. (شامي، كتاب الطلاق، مطب في الطلاق بالكتابة، زكريا ديوبند ۴/ ۵۶، کراچی ۳/ ۲۴۷، هكذا في الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۴/ ۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، هكذا في الهندية، زكريا قديم ۱/ ۳۷۹، جديد ۱/ ۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۳/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۶۸۵)

اسٹامپ پیپر پر جبراً انگوٹھا لگوانے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپسی ناراضگی کی وجہ سے لڑکی والوں نے زبردستی لڑکے سے سادہ اسٹامپ پر انگوٹھا لگوا لیا۔

اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ صرف انگوٹھا لگوا لینے سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟
المستفتی: محمد عبداللہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے ہیں اور نہ ہی بخوشی تحریر لکھوائی ہے، تو ایسی صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۰۲۹)

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم

یقرر أنه كتابه. (شامی، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، کراچی ۲۴۷/۳،
زکریا دیوبند ۴/۵۶، هکذا في التاتارخانية، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، هکذا في
الهندية، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۹۷)

تحریری طور پر طلاق دے کر انکار کرنا

سوال [۲۵۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے تقریباً دو سال قبل اپنی بیوی کو تحریری طلاق نامہ معہ دو گواہان دستخطی کے لکھ کر اپنی بیوی کو بھیج دیا اور پھر اس کے بعد کبھی بھی اس کی بیوی سے ملاقات نہیں ہوئی، اب اگر اس کا شوہر طلاق سے انکار کرے تو شرع میں اس کا کیا حکم ہے؟
تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: شبیما خاں، بلاری، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جن گواہان کے دستخط موجود ہیں ان سے معلوم کیا جائے، اگر گواہان اپنے شہادت کی دستخط کا اقرار کریں اور شوہر کی طرف سے طلاق نامہ کی شہادت دیدیں تو اب شوہر کا انکار قابل اعتبار نہیں ہے، بیوی پر طلاق واقع ہو چکی ہے، اگر تین طلاق دی گئی ہیں تو طلاق مغلطہ ہو چکی ہے، بغیر حلالہ کے کوئی گنجائش نہیں ہے اور دو گواہان کی شہادت کی وجہ سے شوہر کا انکار کوئی اثر نہیں کر سکتا اور گواہوں کی بات پر حکم شرعی جاری ہوگا۔

وماسوی ذلک من الحقوق یقبل فیہ رجلاں، أو رجل وامرأتان
سواء کان الحق مالاً أو غیر مال مثل النکاح، والعقاق، والطلاق.

(الجوہرۃ النیرہ، کتاب الشہادات، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۰۹، مکتبہ امدادیہ ملتان)

۶/۲ (۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف: ۲۸/۶۷۳۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

لڑکا طلاق نامہ کا منکر ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۵۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عارف بن اقبال نے بذریعہ رجسٹری بنام نسرین بنت علیم الدین، بتاریخ ۸/۱۱/۱۴۰۸ء کو ایک طلاق نامہ بھیجا، جس میں لڑکے نے اس بات کو وضاحت کے ساتھ کہا ہے کہ میں نے طلاق نامہ اپنی مرضی سے اور ہوش و حواس کو باقی رکھتے ہوئے لکھا ہے، جب یہ طلاق نامہ لڑکی کے باپ علیم الدین کو موصول ہوا، تو اس نے اس طلاق نامہ کو اپنی برادری لوہار میں رکھا، تو برادری نے طلاق نامہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لڑکا بھی اس طلاق نامہ کا انکار کرتا ہے؛ لیکن لڑکے کا انکار کرنا صرف برادری نے بتلایا ہے، لڑکے نے لڑکی والوں کے سامنے اس کا انکار نہیں کیا ہے، نہ ان سے طلاق نامہ کے متعلق کچھ مذاکرہ ہوا ہے اور نکاح نامہ پر اور طلاق نامہ پر لڑکے کے جو دستخط ہیں ان دستخطوں کو حکمہ انکوائری نے ایک دستخط مانا ہے۔ ہم سوال نامہ کے ساتھ طلاق نامہ اور دستخط انکوائری بھی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں، آپ ہم کو صحیح راہ بتائیں۔

المستفتی: محمد علیم الدین، آگوان مناور، ضلع: دھار (مدھیہ پردیش)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ تحریر میں لڑکے کی طرف سے طلاق کے

لئے کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے اور لڑکا طلاق نامہ کا انکار کر رہا ہے اور لڑکا جب طلاق نامہ کا انکار کر رہا ہے، تو محض دستخط کے مشابہ ہونے کی وجہ سے طلاق کا حکم نہیں لگے گا اور دستخط کو بھی دیکھ لیا گیا ہے کہ دونوں میں معمولی فرق بھی ہے، ایسی صورت میں لڑکے سے حلفیہ بیان لیا جائے

کہ اس نے طلاق دی تھی یا نہیں اور اس کے حلیفہ بیان کے مطابق شرعی حکم مان لیا جائے اور تحریری طلاق میں طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ شوہر اس بات کا اقرار کرے کہ مذکورہ تحریر اسی کی ہے یا اس کی طرف سے لکھی گئی ہے۔

وإن لم يقر أنه كتابه ولم تقم بيّنة؛ لكنه وصف الأمر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة، وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ٤/٤٥٦، كراچی ٣/٤٧، ٢، هكذا في الفتاوى التاتار خانية، زكريا ٤/٥٣١، رقم: ٦٨٤٣،

هكذا في الهندية، زكريا قديم ٣٧٩/١، جديد ٤٤٦/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح:

٢١٢ رجب المرجب ١٢٣٣ هـ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۴۳، ۱۰۷)

1233/4/2

وکیل نے طلاق نامہ لکھا اور شوہر طلاق کا منکر ہے

سوال [۶۵۶۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عارضہ محلّہ باغ گلاب رائے تھانہ ناگ پھنی مراد آباد کی باشندہ ہے، عارضہ کا نکاح سمیع الدین ولد جناب صدر الدین ساکن باغ گلاب رائے تھانہ ناگ پھنی مراد آباد کے ساتھ عرصہ قریب قریب ۲۰ سال ہوا مسلم رسم و رواج کے مطابق عمل میں آیا تھا، عارضہ مذکورہ کے سمیع الدین سے چھ بچے ہیں، پانچ لڑکے و سمیع الدین عمر ۱۹ سال، سلیم الدین عمر ۱۸ سال، فہیم الدین عمر ۱۶ سال، شمس الدین عمر ۱۵ سال، لڑکی شمر جہاں عمر ۱۰ سال اور لڑکا معین الدین عمر ۹ سال، پیدا ہوئے، عارضہ کے تعلقات شادی کے بعد سے اس کے شوہر سمیع الدین کے ساتھ اچھے نہیں رہے؛ لیکن اب کافی عرصہ سے عارضہ اور اس کے شوہر کے تعلقات کافی حد تک خراب ہو گئے اور ان کا ایک ساتھ بحیثیت زوج و شوہر رہنا ناممکن ہو گیا؛

لہذا عارضہ نے اپنے شوہر سمیع الدین سے بلا کسی کے شکایت و بہکاوے کے اپنی مرضی سے خوب سمجھ کر طلاق حاصل کر لی ہے، اب عارضہ کا مہر وغیرہ کی بابت باقی رہتا ہے، اگر کوئی قانونی کاروائی کریگی یا کسی طرح کا مطالبہ سمیع الدین کے خلاف عمل میں لائے گی، تو وہ قطعی غیر قانونی ہوگا اور اس کا کوئی اثر سمیع الدین مذکورہ پر نہیں ہوگا؛ لہذا جناب عالی سے گزارش ہے کہ درخواست عارضہ اور بعد تاریخ ضروری کاروائی کی جاوے۔

نوٹ: عارضہ کا اپنے شوہر سمیع الدین کی تنخواہ و پنشن سے کوئی واسطہ نہیں ہے، عارضہ انور جہاں زوجہ سمیع الدین ساکن گلاب رائے تھانہ ناگ پھنی مراد آباد مورخہ: ۱۵/ فروری ۱۹۹۰ء۔

حلفیہ بیان سمیع الدین: میں خود کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی طلاق کے الفاظ میں نے اپنی زبان سے ادا کئے ہیں، وکیل نے اپنی طرف سے مضمون بنایا ہے اور میری اجازت سے بنایا ہے، میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری بیوی کو طلاق دینے کی نیت نہ تھی؛ بلکہ بیوی کو حقوق کے مطالبہ سے روکنے کے لئے یہ مضمون عمل میں لایا گیا ہے۔ سمیع الدین - محلہ گلاب رائے، تھانہ ناگ پھنی مراد آباد

المستفتی: محمد سمیع الدین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے تو مذکورہ تحریرات سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؛ کیونکہ مذکورہ تحریر میں طلاق کا اشارہ نہیں ہے اور نہ ہی نیت طلاق کا کنا یہ ہے؛ لہذا دونوں کا ازدواجی تعلق شرعاً برقرار ہے۔

کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق ما لم یقر أنه کتابہ۔ (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابہ زکریا ۴/ ۵۶، الفتاویٰ التاتار خانۃ الفصل السادس، إیقاع الطلاق بالکتابہ، زکریا ۴/ ۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، حکذا فی الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/ ۳۷۹، جدید ۱/ ۴۴۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۲۲)

بیوی کے طلاق کا انکار کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ منور حسین کی شادی شاہجہاں بیگم کے ساتھ ہوئے تقریباً چار سال ہوئے، اس دوران کوئی اولاد نہیں ہوئی، شادی کے بعد ہی سے شاہجہاں بیگم کی اپنے شوہر کے ساتھ نوک جھونک ہوتی رہی، اپنے شوہر کے حقوق ادا نہ کر پائی؛ اس لئے منور حسین نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔

(۱) شوہر کے مطابق اپنی بیوی کو فون پر بھی اور لکھت روپ میں بھی ڈاک کے ذریعہ تین طلاق دے چکے ہیں؛ جبکہ ان کی طلاق کے تین گواہ بھی ہیں، کیا یہ طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟
(۲) طلاق کے بعد حق مهر ۷۵۰۰/ ہزار روپیہ اور عدت کا خرچ ۵۰۰۰/ ہزار روپیہ بینک چیک ڈاک کے ذریعہ ان کے پاس پہنچوا چکے ہیں، اس کے بعد بھی وہ طلاق سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں اسے طلاق نہیں مانتی۔

المستفتی: منور حسین، آدرش کالونی رددر پور، ادھم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال شاہجہاں بیگم پر طلاق مغلط واقع ہو کر وہ منور حسین کی زوجیت سے خارج ہو چکی ہے اور میاں بیوی دونوں ایک دوسرے پر قطعی طور پر حرام ہو چکے ہیں، بیوی کے طلاق نہ ماننے کا کوئی اعتبار نہیں۔

إذا قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباہ

ولو خطب علی وجه الرسالة والخطاب..... طلقت بوصول الكتاب.

(شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، کراچی ۳/۴۶۲)

فیمین کتب کتاباً علی وجه الرسالة وکتب إذا وصل کتابی إلیک،
فأنت طالق..... وقع الطلاق لوجود الشرط وهو وصول الكتاب إليها.

(بدائع الصنائع، کتاب الطلاق، فصل فی النوع الثانی من طلاق الکتابۃ، زکریا دیوبند

۱۷۴/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۳۲ھ رجب المرجب

(فتویٰ نمبر: الف: ۱۰۴۵۲/۳۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۷/۵ھ

شوہر سے لاعلمی میں طلاق نامہ پر دستخط کروانا

سوال [۶۵۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مکرم نے اپنی بیوی عانتہ پروین کو نہ طلاق دی ہے اور نہ طلاق نامہ لکھ کر بھیجا ہے اور نہ کسی سے لکھوایا ہے اور لڑکے کو طلاق نامہ کا علم بھی نہیں اور نہ طلاق نامہ لڑکے کو پڑھ کر سنایا گیا اور نہ لڑکے نے پڑھا ہے اور نہ لڑکے کے دل میں طلاق دینے کا ارادہ تھا اور لڑکے کی مرضی بھی نہیں تھی؛ لیکن لڑکے سے لاعلمی میں دستخط کروا کر طلاق نامہ کو تھانے میں پیش کر دیا گیا؛ لہذا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد مکرم علی، لال اسکول مغل پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور واقعی مکرم علی نے

طلاق نامہ نہیں لکھا ہے اور نہ ہی کسی سے لکھوایا ہے اور نہ پڑھا ہے اور نہ ہی کسی سے سنا ہے، تو مکرم علی کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح بدستور باقی ہے۔

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق
 مالم یقر أنه کتابه . (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا
 دیوبند ۴/۵۶، ہکذا فی التاتار خانیۃ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، و ہکذا فی
 الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۵/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۲/۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۲۹۱۵)

فرضی طلاق نامہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال [۶۵۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ زید اور ہندہ میں جو کہ میاں بیوی ہیں، کسی وجہ سے نہ اتفاقی ہوگئی، ہندہ کے
 والدین ہندہ کو اپنے گھر لے آئے، اس کے بعد زید ہندہ کو بلانے گیا، تو اس کے والد عمر نے
 ہندہ کو بھیجنے سے منع کر دیا، ایک سال گزر جانے پر ہندہ کے والدین نے نان و نفقہ کے ادا
 کرنے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ دونوں طرف سے مقدمہ قائم ہو گیا، اسی طرح مقدمہ چلتے ہوئے دو سال
 گزر گئے، مقدمہ کے دوران وکیل نے عدالت میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ میں طلاق
 دے چکا اور مہر بھی ادا کر چکا، زید وہاں کھڑا سن رہا ہے، نہ ہی زید سے ان الفاظ کے استعمال
 کرنے کی اجازت لی گئی اور نہ از خود زید نے ان الفاظ کو اپنی زبان سے کہا، اس کے بعد وکیل نے
 ایک درخواست لکھی اور درخواست میں اپنی طرف سے یہ تحریر کیا کہ میں طلاق دے چکا ہوں
 اور مہر بھی ادا کر چکا ہوں اور جہیز بھی دے چکا ہوں، یہ درخواست نہ زید نے لکھوائی اور نہ ہی
 زید کو پڑھ کر سنائی گئی اور زید سے انگوٹھا درخواست پر لگوا لیا گیا اور وکیل نے اپنی طرف سے
 دو گواہوں کے نام بھی فرضی درج کر دیئے اور زید قسمیہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ نہ ہی میں نے یہ
 درخواست لکھوائی ہے اور نہ ہی مجھ کو پڑھ کر سنائی گئی ہے۔ اور وکیل نے اپنے دعویٰ کو مضبوط

بنانے کی خاطر میرا گٹھا درخواست پر لگوا لیا، تو کیا ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟
 (۲) نیز ہندہ گزشتہ سالوں کے نان و نفقہ کی حقدار ہے یا نہیں؟ مفصل و مدلل
 جواب سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: مطلوب احمد، امام مسجد ڈھکہ کندن پور، مراد آباد
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) شوہر کے حلفیہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے نہ زبانی طلاق دی ہے، اور نہ ہی اس نے طلاق نامہ خود لکھا ہے، اور نہ ہی طلاق نامہ کا املا کرایا ہے اور نہ ہی طلاق نامہ پڑھ کر بخوشی اگٹھا لگایا ہے اور نہ ہی کسی سے پڑھوایا ہے اور نہ ہی پوری تحریر سن کر اگٹھا لگایا ہے، تو ایسی صورت میں شرعی طور پر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؛ لہذا ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ بدستور باقی ہے۔

کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر أنه کتابه. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا دیوبند ۴/۵۶، ہکذا فی التاتار خانیۃ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، وھکذا فی الھندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶)

(۲) شرعی طور پر گزشتہ سالوں کے نان و نفقہ کی حقدار ہندہ نہیں ہے اور نہ ہی شوہر پر شرعاً واجب ہے۔

والنفقة لا تصیر دیناً—أي إذا لم ینفق علیہا، بأن غاب عنها، أو کان حاضراً فامتنع فلا یطالب بها؛ بل تسقط بمضی المدة. (شامی، باب النفقة، مطلب لا تصیر النفقة دیناً إلا بالقضاء، أو الرضاء، زکریا دیوبند ۵/۳۱۱، کراچی ۳/۵۹، ہدایۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۲/۴۴۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

۱۲/۵/۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۲۰۰۶)

غیر شوہر کا فرضی طلاق نامہ معتبر نہیں

سوال [۶۵۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمود علی کی بیوہ ہوں، میرے دیور مقصود علی عرف ریاست علی سے میرا اور میرے بچوں کا خاندانی جھگڑا چلا آ رہا ہے۔

(۲) میرے شوہر محمود علی ریلوے میں ملازم تھے ریٹائر ہو گئے، ریٹائر ہونے کے بعد میرے شوہر کو تقریباً ایک لاکھ روپیہ ملا، میرے دیور کی نظر ان کے اس روپیہ پر لگی رہتی تھی، میری طرف سے اور میرے بچوں کے طرف سے الٹی سیدھی باتیں کرتا تھا اور ان کو گمراہ کرتا رہتا تھا، روپیہ ملنے کے بعد میرے شوہر نے پچاس ہزار روپیہ مل ایم آئی ایس کا کھاتہ کھلوایا اور ایک لاکھ چالیس ہزار کا دوسرا مکان خریدا، میرا دیور مکان اور ایم آئی ایس دونوں اپنے نام کر لیا دھوکہ بازی سے؛ کیونکہ وہ کافی عرصہ سے بیمار چل رہے تھے، ہم برابر ان کا علاج کراتے رہے دیور سے میرا میل نہیں تھا، صرف اس وجہ سے کہ ہر وقت بھائی کے پیسہ پر نظر رہتی تھی، بیماری کی حالت میں میرے شوہر نے اپنے بھائی کو بلایا؛ جبکہ ہم ان سے بالکل نہیں ملنا چاہتے تھے، وہ میرا اور میرے بچوں کا کھلا دشمن ہے؛ لیکن ان کی بیماری کی وجہ سے بلایا میرا دیور میرے اور بچوں کے بالکل خلاف کروادیا میرے شوہر سے ہم لوگوں کے کچھ دماغی حالات خراب چل رہے تھے، میرا دیور ایک جھوٹا طلاق نامہ تیار کیا اور اس کو جھوٹا رجسٹری کروایا، جس کا علم نہ مجھے اور نہ میرے بچوں کو اور نہ محلہ والوں کو اور نہ رشتہ داروں کو ہوا، میرے شوہر کا انتقال ریلوے ہسپتال میں ہو گیا، میں اور میرے بچے ہر وقت ان کی خدمت کرتے رہتے تھے، میرے شوہر نے زندگی میں کبھی بھی مجھے طلاق نہیں دی، ان کے مرنے کے بعد قریب ایک مہینہ کے بعد میرے دروازے پر ڈاک آئی، ہم نے واپس کر دی؛ جبکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ طلاق نامہ تھا،

تو آپ بتائیں اس طرح طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(۳) جائیداد کس کو ملے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

المستفتیہ: آمنہ بیگم محلہ مقبرہ اولیٰ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شوہر نے زندگی میں کوئی طلاق نہیں دی ہے، اور نہ زندگی میں اس کا کوئی ثبوت تھا، تو ایسی صورت میں موت کے بعد دیور کا طلاق نامہ دکھانا اور اس کی شہرت دینا، اگرچہ جسطری شدہ ہو طلاق واقع ہونے کے لئے معتبر نہیں ہے، اس مذکورہ صورت میں طلاق معتبر نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۲۸/۹)

نیز اگر مرض الموت میں شوہر نے طلاق دے بھی دی ہے، تو ایسی صورت میں طلاق شدہ بیوی شوہر کے ترکہ سے شرعی طور پر محروم نہیں ہوئی ہے؛ اس لئے مرحوم کی ساری جائیداد مرحوم کی بیوی اور بچوں کو مل جائے گی اور اگر مرحوم کا کوئی لڑکا بھی ہے، تو دیور کو مرحوم کے ترکہ جائیداد اور رقوم وغیرہ میں سے کوئی چیز شرعاً نہیں ملے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۲۸/۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۲۱۵)

شوہر کی طرف فرضی طلاق نامہ منسوب کر کے طلاق دلوانا

سوال [۶۵۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں محمد سلیم ولد..... میرا نکاح شمع پروین بنت..... سے ہوا تھا، میری بیوی اور میری بھانج میں کچھ جھگڑا ہوا، اس دوران میں بیوی کے چچا نے جہیز کے سامان اور مہر کا پیسہ مجھ سے وصول کر لیا، میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، دستخط بھی نہیں جانتا، مجھ سے ایک کاغذ پر انگوٹھا لگوایا، میں نے جہیز کے سامان کی فہرست سمجھ کر انگوٹھا لگا دیا، میں

مخلف کہتا ہوں میں نے کبھی طلاق نہیں دی ہے اور یہ جھوٹ کی کے چچا نے فرضی طلاق نامہ لکھوایا ہے، اس کی مجھے کچھ خبر نہیں، نہ میں نے طلاق دی ہے اور نہ میں نے کسی سے لکھوایا ہے اور نہ ہی کسی نے طلاق نامہ لکھ کر مجھے سنایا ہے، سامان جہیز کی واپسی کے وقت مجھ سے ایک تحریر پر انگوٹھا لگو الیا تھا، جس کو میں نے آج تک جہیز کے سامان کا کاغذ سمجھا، آج تقریباً دو مہینے بعد اس کاغذ کی فوٹو کا پی مجھے حاصل ہوئی، میں نے لوگوں سے پڑھوا کر سنا، تو اس میں میری طرف منسوب کر کے تین مرتبہ طلاق لکھا ہوا ہے، اس سے تو میں حیران رہ گیا کہ اس طرح دھوکہ دے کر مجھ سے انگوٹھا لگو الیا تھا اور اس میں جو گواہوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور ان کے دستخط ہیں، ہم نے ان سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا ہمیں طلاق کے بارے میں معلوم نہیں ہم سے یونہی دستخط کر لیا ہے نہ ہی بتایا اور نہ پڑھ کر سنایا، تو کیا ایسی صورت میں جبکہ میاں بیوی میں سے کسی کو طلاق کی خبر نہیں، طلاق واقع ہو سکتی ہے، میں یہ تحریر مخلف لکھوا رہا ہوں اور جس وقت مجھ سے انگوٹھا لگو الیا ہے، اس وقت ہمارے اور ان کے گھر کے بہت آدمی موجود تھے اور لڑکی کو بھی طلاق نامہ کی خبر نہیں ہے، جو اس کے چچا نے دھوکہ دے کر لکھوایا ہے۔

المستفتی: محمد سلیم اندراچوک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل اپنے بیان میں سچا ہے اور اس نے نہ زبانی طلاق دی ہے اور نہ ہی تحریر لکھوا کر طلاق دی ہے اور نہ ہی طلاق نامہ کی تحریر کسی سے پڑھوا کر سننے کے بعد بخوشی طلاق ہی کے لئے دستخط یا انگوٹھا لگایا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی پر کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوئی اور اس طلاق نامہ کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے، جس کی تحریر سے شوہر کو کوئی خبر نہیں ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں محمد سلیم کا نکاح شمع پروین کے ساتھ بدستور باقی ہے، دونوں بلا تردد میاں بیوی کی طرح ساتھ رہ کر زندگی گزار سکتے ہیں۔

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق

مالم یقر أنه کتابه. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا

دیوبند ۴/۵۶، ہکذا فی التاتارخانیۃ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہکذا فی
الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۴۸۸۹)

سادہ کاغذ پر محض انگوٹھا لگانے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر کی شادی ہندہ سے ہوئی چند ماہ کے بعد بکر نے ہندہ کو تنگ کرنا و مارنا شروع کر دیا، جب ہندہ کے والدین کو پتہ چلا تو اپنی بیٹی کو اپنے گھر بلالائے، پھر کچھ دنوں بعد بکر ہندہ کو بلانے اپنی سسرال آیا تو ہندہ کے والدین نے بھیجنے سے انکار کر دیا اور ہندہ کو انگوٹھا دینے کو کہا اور کاپی پیڈ انگوٹھے کے لئے لے آئے، پھر جب اس نے بار بار ہندہ کے والدین و ہندہ سے انگوٹھا مانگنے کے الفاظ سنے تو محلہ کے دو تین آدمی اور آگے اسی دوران بکر نے کاغذ پر ایک انگوٹھا کے بجائے تین انگوٹھے لگائے اور اسی کاغذ پر ان موجودہ لوگوں نے ہندہ کے بھی تین انگوٹھے لگوائے؛ لیکن بکر نے لفظ طلاق منہ سے نہیں کہا، پھر اپنے ماموں کے ساتھ گھر چلا آیا، جب کہ اس واقعہ کو پانچ ماہ گزر چکے ہیں، اب ہندہ کے والدین عدت پوری مان کر ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کرنے کو تیار ہیں؛ لیکن بستی والے ان انگوٹھوں کو طلاق نہیں مان رہے ہیں اور دوبارہ سے بکر کا بیان چاہتے ہیں؛ جبکہ بکر کے گھر پر پتہ چلا کہ بکر گھر سے ناراض ہو کر دو ماہ پہلے دہلی چلا گیا، مگر دہلی میں جہاں اس کا مقام تھا تلاش کیا، مگر کچھ پتہ نہیں چلا؛ جبکہ تلاش کرنے والوں میں بکر کا ماموں تھا، جو بکر کے ساتھ ہندہ کے گھر گیا تھا؛ لیکن ماموں کا بیان تو یہی ہے کہ بکر تو اس دن آزاد کر چکا ہے؛ لیکن بکر کے ماموں اور وہ موجودہ لوگ سب ان پڑھ اور بے شرع ہیں، جو یہ لوگ انگوٹھے کو ہی طلاق سمجھ ہوئے ہیں اور ہندہ کے والدین اپنی تنگی

کی وجہ سے ہندہ کا نکاح جلد کرنے کو تیار ہیں، ان سب کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: اسرار حسین، بیروا، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صرف سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ جبکہ شوہر نے زبان سے کوئی لفظ طلاق کے لئے نہ نکالا ہو؛ لہذا ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ بدستور باقی ہے، دوسری جگہ ہندہ کا نکاح جائز نہ ہوگا۔

وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر أنه کتابہ. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا دیوبند ۴/۵۶، ہکذا فی التاتارخانیۃ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہکذا فی

الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۱/۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۱۹/۸۶)

دھمکی دے کر خالی اسٹامپ پر دستخط کروانے سے طلاق

سوال [۶۵۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد شفیع نے نو مسلم لڑکی سے شادی کی، شادی کے بعد نو مسلم لڑکی کے رشتہ داروں نے محمد شفیع پر زور دیا کہ پچاس روپیہ کے سرکاری اسٹامپ پر دستخط کر دو، محمد شفیع نے نوٹری کے خالی اسٹامپ پر دستخط کر دیئے، اس کے بعد محمد شفیع کی پہلی بیوی کے میکہ وہ اسٹامپ بھیج دیا گیا اور یہ بتلادیا گیا کہ محمد شفیع نے اپنی پہلی بیوی مریم کو طلاق دیدی ہے؛ جبکہ محمد شفیع کا یہ بیان ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان کے بار بار

دھمکی دینے پر میں نے یہ کہا کہ میں تو اس کو چھوڑ آیا ہوں، صورت مذکورہ میں بیوی مریم کو طلاق ہوئی کہ نہیں؟ اگر طلاق ہوئی تو کون سی ہوئی؟

المستفتی: نور الدین، پتی بازار، امرتسر (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دھمکی دے کر اسٹامپ پر جو دستخط کرایا گیا ہے، شرعی طور پر شوہر کے حق میں اس کاغذ کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور لفظ چھوڑ آیا ہوں سے، ایک طلاق صریح رجعی واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ چھوڑ نے کا لفظ بیوی کے حق میں طلاق صریح کے لئے مستعمل ہے۔

سرحتک وهو رہا کردم؛ لأنه صار صریحاً في العرف (وقوله) رہا کردم سرحتک يقع به الرجعي. (شامی، کتاب الطلاق، باب الکنايات، قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا، زکریا دیوبند ۴/۵۳۰، کراچی ۳/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۴/۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۲۶)

والد نے بغیر لڑکے کی اجازت کے طلاق نامہ لکھوایا

سوال [۶۵۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرے والد نے کچھری میں جا کر میری جانب سے وکیل سے طلاق نامہ لکھوایا؛ حالانکہ مجھے اس طلاق نامہ کے متعلق کچھ خبر نہیں تھی اور نہ ہی میں نے ان کو اجازت دی تھی، پھر اس طلاق نامہ پر مجھ سے دستخط کروائے گئے، نیز نہ میں نے اس طلاق نامہ کو پڑھا اور نہ کسی سے سنا اور یہ سمجھ کر دستخط کر دیئے کہ یہ دستخط میرے جہیز سے متعلق کرائے جارہے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح والد صاحب کا وکیل

سے طلاق نامہ لکھوا کر مجھ سے دستخط کروانے سے میری بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
جبکہ اس پر میں بالکل راضی نہیں ہوں۔

المستفتی: محمد شمشاد، محلہ: کٹار شہید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر آپ نے طلاق نامہ بخوشی نہیں لکھوایا ہے، اور نہ ہی آپ کو طلاق نامہ پڑھ کر سنایا گیا ہے اور نہ ہی آپ نے طلاق نامہ سمجھ کر دستخط کیا ہے، تو ایسی صورت میں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے والد کا وکیل کے ذریعہ طلاق نامہ لکھوانا شرعاً طلاق واقع ہونے کے لئے معتبر نہیں ہے؛ اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی اور نکاح بدستور باقی ہے۔

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه و لم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقرّ أنه کتابه. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ، زکریا دیوبند ۴/۵۶، کراچی ۳/۴۷، تاتار خانیہ، کتاب الطلاق، الفصل السادس، إيقاع الطلاق بالکتابۃ، جدید زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، کراچی ۳/۴۷، هکذا فی الهندیة، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۲/۱۴۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۷۶۰۲۷)

طلاق نامہ دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری پوتی آفرین قریشی ولد محمد شمیم قریشی، مراد آباد کی شادی اعجاز ولد انور ساکن A ونگ فیلیٹ نمبر ۱۰۲/۱ اشتیل نگر بلڈنگ میرا روڈ ممبئی کے ساتھ ہوئی تھی، قریب تین

مہینہ بعد میاں بیوی کے درمیان تکرار کے بعد میری پوتی آفرین کو خالی ہاتھ مار پیٹ کر اپنے گھر سے نکال دیا ہے، بعد میں ایک طلاق نامہ بھیج دیا، جس میں تین طلاق مغلطہ دے کر اپنی زوجیت سے الگ کر دیا، پھر ہم نے اس پر مقدمہ کر دیا ہے۔ اب وہ ہم کو خبر بھیج رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی صرف کاغذ پر دستخط کئے ہیں اور وہ میری پوتی آفرین کو واپس بلانا چاہتا ہے۔ ان حالات میں میری پوتی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اس کے بعد سے میری پوتی اپنے والدین کے ساتھ مراد آباد ہی میں رہتی ہے۔

المستفتی: عبدالقیوم، اصلات پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اعجاز علی انصاری نے محکمہ دارالقضاء سے طلاق نامہ لکھوایا ہے اور اس طلاق نامہ پر بلا کسی جبر و اکراہ کے اپنے اختیار سے دستخط کئے ہیں، تو طلاق نامہ کے مطابق اعجاز علی انصاری کی بیوی آفرین پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ طلاق نامہ لکھوا کر اس کے اوپر بخوشی دستخط کر دیں، ایسی صورت میں زبان سے طلاق کے الفاظ استعمال کرنا لازم نہیں۔

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه، وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچی ۲۷/۳، زکریا ۴/۵۶، ۴۵۶، ہکذا فی التاتارخانیۃ، زکریا دیوبند ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہکذا فی الہندیۃ، زکریا قدیم ۳/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶)

أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد: فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمه العدة من وقت الكتابة. (ہندیۃ، كتاب الطلاق الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، قدیم زکریا ۱/۳۷۸، جدید زکریا ۱/۴۴۶)

ولو كتب آخر أو أمر غيره أن يكتب نسخة ولم يملها، فأتاها الكتاب طلقت تطليقتين في القضاء إذا أقر أنه كتبه، أو قامت عليه بينة.

(تاتار حانية، كتاب الطلاق، الفصل السادس إيقاع الطلاق بالكتاب، قديم ۳۷۹/۳، جدید، زکریا ۵۳۱/۴، رقم: ۶۸۴، هكذا في الهندية، زکریا قديم ۳۷۹/۱، جدید ۴۶۱/۴) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۷/۱۴۳۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۱۴۲)

طلاق نامہ لکھوا کرو والد کو دینے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کے بارے میں اپنے والد کو تحریری طور پر یہ لکھ کر دیا کہ میں اپنی بیوی حنا کو طلاق، طلاق، طلاق، دیتا ہوں اور دستخط کر کے تاریخ ڈال دی ۱۴ مئی ۲۰۰۴ء۔ کیا اس طرح تحریری طور پر اپنے والد کو لکھنے سے طلاق ہو جائے گی؟ باپ نے اس بات کو اپنے گھر میں بھائیوں کے سامنے ظاہر کر دی ہے، مگر لڑکی کے والدین کو باخبر اس لئے نہیں کیا کہ لڑکی والے زوردار ہیں، جھگڑے کا اندیشہ ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: حاجی عاشق قریشی، ملوکلی تاجنخ، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تحریری طلاق زبانی طلاق کی طرح ہے یعنی جس طرح زبانی طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے، اسی طرح تحریری طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہذا مذکورہ صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور وہ اس پر بالکل حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو، ثم المرسومة لا تخلو
أما إن أرسل الطلاق بأن كتب، أما بعد: فأنت طالق فكما كتب هذا يقع
الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق
بالكتابة، زكريا ديوبند ۴/۵۶، کراچی ۳/۴۶۲)

وإن كانت الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى
تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب السادس، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به،
جدید ۱/۵۳۵، قدید ۱/۴۷۳)

ولو قال: لزوجته أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباه
والمظائر قدیم ۲۱۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۳۰/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۴/۱۴۲۵ھ

دھمکی دے کر طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ میں محمود علی ولد شبیر علی محلہ دولت باغ گلی نمبر ۷/مراد آباد، میری شادی
ڈیڑھ سال قبل ہوئی تھی، لڑکی کچھ دن بعد اپنے میکہ میں رک گئی مطالبہ یہ تھا کہ آدھا مکان
میرے نام کر دو، میں نے یہ نہیں کیا، تو لڑکی کے گھروالوں نے اس کو روک لیا اور طلاق
مانگ رہے ہیں، میں طلاق نہیں دوں گا، ایک دن میں ادھر سے گزر رہا تھا تو مجھے روک کر
گھر لے گئے اور بہت مارا اور پستول میرے سر پر رکھ کر مجھ سے ایک کاغذ پر لکھوایا تو کیا
اس طرح طلاق ہو جاتی ہے؟

المستفتی: محمود علی، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر آپ کو مار کر اور دھمکی دے کر طلاق لکھوا لیا ہے، اور آپ نے اپنی زبان سے نہیں کہا ہے، تو ایسی صورت میں آپ کی بیوی پر اس تحریر کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، وہ بدستور آپ کی بیوی ہے۔

أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه، زكريا ۴/ ۴۴۰، کراچی ۲۳۵/۳)

وفي فتاوى أهل سمرقند: إذا أكره الرجل بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فكتب، فلانة طالق لا تطلق. (الفتاوى التاتار خانية، زكريا ۴/ ۵۳۲، رقم: ۶۸۴۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۲/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۶۳۲)

طلاق نامہ لکھوانے سے وقوع طلاق کا حکم

سوال [۶۵۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی (نکاح) ۲۷ دسمبر ۲۰۰۸ء کو اسلوب فاطمہ بنت مظاہر حسین، محلہ: پیتل بستی سے ہوا تھا، کچھ دن بعد سے اختلاف شروع ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ اپنے گھر چلی گئی، میں نے لڑکی کے عزیزوں سے یہ کہہ دیا کہ بزرگوں کے درمیان بیٹھ کر مسئلہ کو سمجھیں اور اس کو حل کریں؛ لیکن انہوں نے بات نہیں کی اور ایک مہینے کے بعد میرے اوپر دعویٰ عدالت میں داخل کر دیا، اس کے بعد پنچایت ہوئی، اس میں یہ طے ہوا کہ لڑکی کی جانب سے مقدمہ واپس لیا جائے اور لڑکے والے اسے واپس سسرال لے جائیں گے، مگر

اس کے دس دن بعد لڑکی کے والد نے اس بات سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے مقدمہ کر دیا، تو آپ بھاگے پھر رہے ہیں اور مجھے آپ کے اوپر بھروسہ نہیں ہے باوجود سمجھانے کے وہ نہیں مانے، اس کے بعد مجبوراً مجھے وکیل سے صلاح لینی پڑی، میرے وکیل نے طلاق کا نوٹس دیدیا اور کہا کہ اس سے طلاق نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ مقدمہ کی کارروائی کا ایک طریقہ ہے اور مجھ سے نوٹس پر دستخط کرائے اور کہا کہ یہ نوٹس لڑکی کو تعمیل کرا دیں، میرا طلاق کا ارادہ نہ پہلے تھا نہ اب ہے، یہ نوٹس میرے وکیل نے میرے بچاؤ کے لئے دیا ہے، میں نے نہ کسی گواہ کے سامنے طلاق دی ہے، نہ میرا ایسا کوئی ارادہ ہے، لڑکی تقریباً چھ ماہ کے حمل سے ہے، نوٹس ۲۱ جنوری کو دیا ہے، جس میں وکیل نے تین طلاق کا ذکر کیا ہے، برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد ساجد ولد محمد جمیل مرحوم، کسرول، شکلوں کا کنواں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بذریعہ وکیل ہندی میں جو طلاق نامہ لکھوایا گیا ہے، اس کو دیکھنے کے بعد کوئی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ شوہر کی طرف وہ ساری باتیں وکیل نے اپنی طرف سے لکھی ہوں؛ جب تک کہ شوہر بیٹھ کر وکیل کو نوٹ نہ کرا دے، اس وقت تک یہ ساری اندورنی باتیں وکیل نہیں لکھ سکتا۔

بہر حال اس کے باوجود طلاق کی نیت کے بغیر ڈرانے دھمکانے کی غرض سے ہی طلاق نامہ لکھوایا گیا ہو اور پھر لڑکے کے دستخط کے ساتھ وہ طلاق نامہ لڑکی کو پہنچ گیا ہو اور لڑکا اس بات کا اقرار کر رہا ہو کہ وکیل کو طلاق نامہ لکھنے کی اجازت دی ہے، اس کے بعد طلاق نامہ پر اس نے خود دستخط کیا ہے، تو اتنی بات سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے شہادت اور گواہی کی ضرورت بھی نہیں ہے؛ لہذا بغیر حلالہ کے جانین میں نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولا یشحتاج إلى النية في المستبين المرسوم ولا يصدق في القضاء أنه
عنى تجربة الخط. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچی
۲۴۷/۳، زکریا ۴/۵۶)

لو كتب كتاباً في قرطاس وكان فيه إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق،
فنسخه في كتاب آخر، أو أمر غيره أن يكتب نسخة ولم يمل هو فأتاها
الكتاب طلقت تطلعتين في القضاء إذا أقر أنهما كتابان، أو قامت عليه بينة.
(تاتارخانية، كتاب الطلاق، الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتابة، جديد
زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۱، قديم ۳/۳۷۹، شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق
بالكتابة، كراچی ۲۴۷/۳، زکریا ۴/۵۶)

ولو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان إقرار بالطلاق وإن لم
يكتب. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، كراچی ۲۴۷/۳،
زکریا ۴/۵۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۹۶۴)

طلاق نامہ لکھنے سے طلاق کا حکم

سوال [۲۵۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ ہندی میں لکھے طلاق نامہ کی مندرجہ ذیل عبارت کو پڑھ کر زید نے
اب سے ڈھائی ماہ قبل دوبار دستخط کئے، پہلے ۵ جولائی ۲۰۰۲ء کو پھکی نیلی بال پنسل سے
(یہ دستخط زیادہ نمایاں نہیں تھے) پھکی روشنائی کی وجہ سے ایک ہفتہ بعد ۱۲ جولائی ۲۰۰۲ء کو
کالی رنائلڈ پنسل سے دوبارہ دستخط کئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ابھی روک دو مناسب
وقت پڑو اک سے روانہ کر دینا زید کا اب یہ کہنا ہے کہ میں نے دستخط طلاق دینے کی نیت

سے نہیں کئے تھے بس میں نے تو ایک کا غذ سمجھ کر کئے تھے اور مزید یہ کہ زید نے اپنی زبان سے ایک بھی حرف طلاق دیئے کا ادا نہیں کیا ہے

طلاق نامہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے

زید کی جانب سے خوب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آپ کو (اہلیہ کو) مسلم قانون کے مطابق طلاق دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کر دے؛ لہذا میں ۳ جولائی ۲۰۰۲ء کو یہ لکھت تحریری طلاق نامہ سے مطلع کرتا ہوں (روانہ کرتا ہوں) اس طلاق نامہ کے ذریعہ بھی میں آپ کو لکھت تحریری طلاق دیتا ہوں۔ ۳ جولائی سے آپ کی عدت شروع ہو چکی ہے، تین ماہ کی عدت کا خرچ ۱۵۰۰ روپیہ اور مہر کے ۵۰۰ روپیہ کل ۲۰۰۰ ہزار روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کئے جاتے ہیں۔

تاحال طلاق نامہ کی تحریر ڈاک سے روانہ نہیں کی جاسکی ہے اور نہ ہی ۲۰۰۰ روپے کا منی آرڈر روانہ کیا ہے، ان تمام مذکورہ بالا تحریر اور تفصیل کے بعد دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی ہوئی؟

المستفتی: حاجی حسین، دولہا پور، ٹانڈہ افضل، ٹھاکر دوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق نامہ کی جو عبارت سوال نامہ میں

موجود ہے، اگر شوہر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ یہ تحریر اسی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے یا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ سرے سے لکھوانے کے بعد اس کو سن کر بخوشی اس پر دستخط کر دیا ہے؛ لیکن اس کو ابھی روانہ نہیں کیا ہے اور اب وہ اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ یہ تحریر اس نے خود لکھی ہے یا دوسرے سے لکھوانے کے بعد بخوشی اس پر دستخط کیا ہے چاہے اس کی نیت کچھ بھی ہو اگر وہ اقرار کرتا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی بیوی کے پاس نہ منی آرڈر پہنچنا شرط ہے، نہ طلاق نامہ پہنچنا شرط ہے۔ بہر صورت طلاق

مغلطہ واقع ہوگئی۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۳۸۶، محمودیہ ۴/۱۳۵)

ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان إقرار بالطلاق وإن لم یکتب (إلی قوله) وقع إن أقر الزوج أنه کتابة. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابه، کراچی ۳/۴۷، ۲، زکریا ۴/۵۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷/رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

۱۷/۷/۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۵۷۷)

زبردستی طلاق نامہ لکھوانا

سوال [۶۵۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کی شادی ہوئی اور لڑکی دومرتبہ سسرال گئی اور اس کا شوہر معاش کے لئے ڈیڑھ دو سال کے لئے باہر چلا گیا، پھر شوہر آیا اور لڑکی کو لینے کے لئے میکہ گیا، گھر والے راضی تھے کہ بھیجا جائے گا؛ لیکن لڑکی کہنے لگی میں نہیں جاؤں گی اگر تم لوگ بھیجو گے تو میں زہر کھا کر مر جاؤں گی اور لڑکا کہہ رہا تھا کہ میں طلاق دینے کے لئے تیار نہیں ہوں، تو جب لڑکی راضی نہیں ہوئی، تو اس کے گھر والوں نے زبردستی اس سے طلاق نامہ لکھوا لیا، تو کیا خلع کی صورت ہوئی یا طلاق کی؟ اب اس صورت میں مہر اور خرچہ دیا جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: نور الدین، سنت کبیر نگری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زبردستی محض طلاق نامہ لکھوا لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، ہاں البتہ زبردستی پہلے اس سے زبانی طلاق دلائی گئی، پھر طلاق نامہ بھی لکھوا یا گیا، تو اب طلاق واقع ہوگئی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/۱۴۸)

شامی کی عبارت ہے:

وفي البحر أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب لا تطلق. (شامي، كتاب الطلاق، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۴۵، زکریا ۳/۴۲۹)

سوال میں مذکورہ صورت خلع کی نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ خلع کے لئے جائین سے رضامندی ضروری ہے کہ عورت مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دے۔

قال اختلعت بتطليقة بائنة على كل حق يجب للنساء على الرجال قبل الخلع وبعده. (بزازیہ، زکریا ۱/۱۳۷، وعلی ہامش الہندیۃ ۱/۲۱۰)

اور طلاق کے واقع ہونے کی صورت میں شوہر پر مہر اور نفقہ واجب ہوگا؛ جبکہ اس نے دخول کر لیا ہو، اگر دخول نہیں کیا ہے تو نصف مہر دینا ہوگا۔

صح نكاحه و طلاقه و عتاقه و رجع نصف المسمى إن لم يطأ وفي الشامية: لأنه إن وطئ لا يرجع؛ لأن المهر تقررهن بال دخول لا بالطلاق. (درمختار مع الشامي، زکریا ۹/۱۸۹-۱۹۰، کراچی ۶/۱۳۷-۱۳۸)

تجب لمطلقة الرجعي والبائن، تحته في الشامية؛ لأن النفقة تابعة للعدة. (شامي، کراچی ۳/۶۰۹، زکریا دیوبند ۵/۳۳۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

۱۹/۱/۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۶۴۴۶)

طلاق نامہ کی تفصیل بتائے بغیر شوہر کے اس پر دستخط لینا

سوال [۶۵۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بندہ محمد علیم بن محمد نسیم کانکھ ۴/۱۲ پریل ۱۹۹۹ء کو شرع محمدی کے مطابق عبد الجلیل کی دختر شازیہ پروین کے ہمراہ ہوا تھا؛ لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کے بیچ میں کچھ لوگوں نے

مداخلت کر کے لڑکی کو رخصت کرنے سے انکار کر دیا اور جہیز واپس کرنے پر اصرار کرنے لگے، مجبوراً ہم نے لڑکی کا جہیز واپس کر دیا اور لڑکی والوں نے اسٹامپ پیپر پر ہم سے دستخط لے لیا کہ بندہ محمد علیم بن محمد نسیم نے تین طلاق دیدی ہیں، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جس کاغذ پر دستخط لیا گیا ہے اس میں تین طلاق کا ذکر ہے؛ جبکہ ہم نے ایک طلاق بھی نہیں دی اور اس کاغذ پر لڑکی سے بھی جبراً دستخط کرا لیا گیا ہے اور اسٹامپ پیپر پر جن دو گواہ کے دستخط ہیں کہ لڑکے نے طلاق دیدی ہے، اس اسٹامپ پیپر پر لفظ طلاق کو پڑھ کر نہیں سنایا گیا ہے اور دستخط لے لیا گیا، علمائے دین اس بارے میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد علیم الدین ابن محمد نسیم، محلہ: مغپورہ، سقہ اولی، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق نامہ لکھ کر اس کی تفصیلات شوہر کو بتائے بغیر اور طلاق کی صراحت کی تحریر شوہر کو دکھائے یا بتلائے بغیر محض اس سے دستخط لینے سے طلاق نہیں ہوتی؛ بلکہ تحریری طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر اپنے ہاتھ سے خود لکھ کر کے طلاق نامہ پر دستخط کر دے یا اس کے حکم سے دوسرا آدمی لکھ دے اور کیا لکھا ہے اسے پڑھ کر سنا دے اس کے بعد شوہر بخوشی اس پر دستخط کر دے، جب جا کر کے طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں ہوتی اور مذکورہ طلاق نامہ میں ایسی کوئی شکل نہیں ہے اور نہ ہی الفاظ طلاق شوہر کو پڑھ کر سنائے گئے ہیں؛ اس لئے مذکورہ طلاق نامہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور دونوں کا نکاح شرعی طور پر بدستور باقی ہے۔

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر أنه کتابہ. (شامی، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، کراچی ۳/ ۲۴۸، زکریا ۴/ ۵۶، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۳۷۹، جدید ۱/ ۴۶، تاتار خانیہ، زکریا ۴/ ۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ / جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵ / ۶۷۰۳)

طلاق نامہ پر دستخط کرنے کی شرعی حیثیت

سوال [۶۷۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں رقیہ خاتون ولد حافظ عبدالقیوم میری شادی ۵ نومبر ۲۰۱۰ء میں ہوئی تھی، میرے شوہر عبدالکریم ولد زین العابدین کا میرے ساتھ سلوک اچھا نہیں تھا، ان کی بہت سی عادتیں میرے مزاج کے خلاف تھیں، وہ ناجائز طریقے سے ہم بستر کرتے تھے، جسے شریعت میں حرام قرار دیا ہے، تعویذ غنڈے کرتے ہیں، تنز کرتے ہیں وہ آسام کے ہیں۔

قرآن کا غلط استعمال کرتے ہیں، میرے لڑکی پیدا ہوئی تو مجھ سے جھگڑا کیا اور مار پیٹ کی کہ لڑکی کیوں ہوئی، لڑکا کیوں نہیں ہوا، ان تمام باتوں کے سامنے میرا دل نہیں ملا، میں نے ان سے پنچایت کی اور ان سے طلاق لے لی؛ لیکن پنچایت میں میں موجود نہیں تھی، اس طلاق کے گواہ ہیں، جو کہتے ہیں کہ طلاق دے دی؛ لیکن میرے شوہر اس طلاق سے مکر رہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میں نے زبان سے لفظ ادا نہیں کیا طلاق نامہ پر دستخط کئے ہیں، اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتیہ: روقیہ خاتون

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے طلاق نامہ پر بخوشی دستخط کر دیئے ہیں اور اس کا اقرار بھی کر رہا ہے، تو جتنی طلاق طلاق نامہ پر لکھی گئی ہیں اتنی طلاق واقع ہو چکیں اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے زبان سے کہنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ اپنی خوشی سے تحریر کے طور پر طلاق دینے سے یا لکھی ہوئی تحریر پر سمجھ کر دستخط کر دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

(مستفاد: محمودیہ ڈائجیل ۱۲/۵۸۵)

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته - إلى قوله - أما بعد فأنت طالق، فهي طالق. الحديث (مصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق، في الرجل يكتب طلاق امرأته بيده، مؤسسة علوم القرآن بيروت ۹/۵۶۲، رقم: ۱۳۰۴)

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو، ثم المرسومة لا تخلوا إما أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد! فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي، زكريا ۴/۵۶، كراچی ۳/۲۴۶، ہندیہ، زكريا قديم ۱/۳۷۸، جديد ۱/۴۴۶، فتاویٰ قاضي خاں، زكريا ۱/۲۸۷، وعلى هامش الہندیہ، زكريا ۱/۴۷۱، الفتاویٰ التاتارخانیہ، زكريا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، شامي، كراچی ۳/۲۴۷، زكريا ۴/۵۶)

رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته فأثاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها. (ہندیہ، زكريا قديم ۱/۳۷۹، جديد ۱/۴۴۶، الفتاویٰ التاتارخانیہ، زكريا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، شامي، كراچی ۳/۲۴۶-۲۴۷، زكريا ديوبند ۴/۵۶)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸/شوال المکرم ۱۴۳۵ھ

۱۴۳۵/۱۰/۲۸

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۸۱/۱۱)

زبان سے طلاق دیئے بغیر طلاق نامہ پر دستخط لینے سے عدم وقوع طلاق

سوال [۶۵۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ شبنم جہاں کی شادی راشد علی کے ساتھ لگ بھگ ۲ سال قبل ہوئی تھی، لڑکی کے باپ سے لڑکے والوں میں کسی بات پر تکرار ہوگئی اور شادی کو ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا کہ لڑکی کے باپ نے جہیز کی دفعہ لگا کر پولیس کیس بنادیا اور پولیس کے دباؤ میں آکر لڑکی کا تمام جہیز واپس کر دیا اور اپنا سب زور واپس لے لیا اور قانونی طریقہ سے وکیل سے فیصلہ نامہ لکھا کر لڑکے سے زبردستی دستخط ۲ گواہوں کے سامنے کرا لئے، دونوں گواہوں کا کہنا ہے کہ لڑکے نے زبان سے طلاق ادا نہیں کی اور نہ لڑکا طلاق دینا چاہتا تھا، اب یہ مسئلہ لوگوں میں زیر بحث ہے کہ نکاح کا اقرار زبان سے کیا جاتا ہے؛ لہذا طلاق بھی زبان سے دی جاتی ہے، اس بارے میں علماء دین کا کیا فیصلہ ہے؟

المستفتی: شاکر حسین، جوڑی فروش، محلہ: نوبت خانہ، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جبراً اور دباؤ کے ذریعہ طلاق کے الفاظ کہلوائے جائیں تو اس سے شرعاً طلاق ہو جاتی ہے اور اگر زبان سے نہ کہلو کر صرف تحریر لی جائے یا طلاق نامہ پر دستخط کرا لئے جائیں اور شوہر بخوشی دستخط نہ کرے؛ بلکہ صرف دباؤ میں آکر دستخط کرے، تو اس سے طلاق نہیں ہوتی اور مسئلہ صورت میں چونکہ شوہر پر دباؤ ڈال کر صرف فیصلہ نامہ پر دستخط لئے گئے ہیں؛ لہذا اس سے طلاق نہیں ہوئی۔

فلو أكره علي أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق الخ. (شامي،

کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۲۴۶، زکریا ۳/۲۹۴)

رجل أكره بالضرب، والحبس علي أن يكتب طلاق امرأته، فكتب

فلانة بنت فلانة امرأته طالق وفي الحواي: ولم يعبر بلسانه، لا تطلق.

(الفتاوى التاتارخانية، زکریا ۴/۵۳۲، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید

۱/۴۶۶، فتاویٰ قاضی خان، زکریا ۱/۲۸۷، وعلی ہامش الہندیہ، ۱/۴۷۲، بزازیہ،

زکریا ۱/۱۲۰، وعلی ہامش الہندیہ، ۴/۱۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۶۶۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/ ۵/ ۱۴۲۱ھ

پولیس کے دباؤ سے طلاق نامہ پر دستخط

سوال [۶۵۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا (محمدرضی) کا نکاح فرح ناز کے ساتھ ۲۰۰۹ء میں ہوا تھا، ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی؛ لیکن بعد میں ہم دونوں میں آپسی اختلاف بڑھنے کی وجہ سے ناراضگی میں فرح ناز اپنے میکہ چلی گئیں اور کچھ ماہ بعد انہوں نے تھانے میں میرے خلاف درخواست دیدی، مجھے طلب کیا گیا اور تھانے میں مجھ سے سوال ہوا کہ تم کیا چاہتے ہو، میں نے کہا کہ میں اپنی بیوی فرح ناز کو رکھنا چاہتا ہوں، فرح ناز نے کہا کہ میں رہنا نہیں چاہتی، مجھے میرا سامان چاہئے اور بچی چاہئے، اس کے بعد پولیس کے دباؤ اور سختی سے بچنے کے لئے کچھری میں طلاق نامہ تیار کرایا گیا اور اس پر مجھ سے دستخط کرائے؛ لیکن میں نے نہ اس طلاق نامہ کو پڑھا اور نہ زبان سے تلفظ کیا طلاق کا، طلاق نامہ میرے ہاتھ میں دیتے وقت کہا گیا تھا کہ یہ طلاق نامہ ہے، اس پر دستخط کر دو، میں نے یہ سمجھ کر کہ جب تک زبان سے طلاق کا لفظ ادا نہ کیا جائے طلاق نہیں ہوتی، میں نے دستخط کر دیا، اس کے بعد گھر آنے کے بعد والد صاحب نے کہا زبانی طلاق دو، میں نے صاف منع کر دیا، آپ بتائیں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس کے بعد اس کا سامان چلا گیا اور بچی میرے ہی پاس رہی، اب فرح ناز میرے پاس رہنا چاہتی ہے اور میں بھی اس کو رکھنا چاہتا ہوں از روئے شرع اس طرح طلاق نامہ تیار ہونے سے جس کو نہ میں نے پڑھا اور نہ طلاق کا تلفظ کیا، کیا طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زبان سے کوئی لفظ طلاق استعمال نہیں کیا گیا ہے، تو ایسی صورت میں تحریری طلاق اس وقت معتبر ہوتی ہے، جب شوہر نے اپنی مرضی سے طلاق نامہ لکھوایا ہو اور اس پر بخوشی دستخط کر دیا ہو اور یہاں ایسا نہیں ہے؛ بلکہ پولیس کے دباؤ کی وجہ سے شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کیا ہے اور تحریری طلاق میں دباؤ کے ساتھ دستخط کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ چنانچہ بعد میں جب باپ نے زبانی طلاق دینے کے لئے کہا تو بیٹے نے صاف انکار کر دیا ہے، یہ سب باتیں اس بات پر دلیل ہیں کہ سرکاری دباؤ کے نتیجے میں اس نے دستخط کر دیا ہے؛ اس لئے صورت مذکورہ میں طلاق نامہ پر جو دستخط کیا گیا ہے اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہذا محمد رضی کا نکاح فرح ناز کے ساتھ بدستور باقی ہے، شرعی طور پر دونوں ایک دوسرے کے میاں بیوی ہیں۔

رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب
فلانة بنت فلانة امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه، لا تطلق.
(الفتاوى التاتار خانية، زكريا ۴/۵۳۲، رقم: ۶۸۴۳، وهكذا في الهندية، زكريا قديم
۳۷۹/۱، جديد ۴۶/۱، فتاوى قاضي خان، زكريا ۱/۲۸۷، وعلى هامش الهندية،
۴۷۲/۱، بزازيه، زكريا ۱/۱۲۰، وعلى هامش الهندية، ۱۸۵/۴، شامي، كراچی ۳/۲۳۶،
زكريا ۴/۴۴۰، البحر الرائق، كوئٹہ ۳/۲۴۶، زكريا ۳/۴۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

۱۴۳۵/۸/۳

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۰۱۲/۴۱)

طلاق نامہ پر دباؤ ڈال کر دستخط کرانا

سوال [۶۵۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرے والد اور میری بیوی کے والد میں کسی بات پر کچھ تکرار ہوگئی انہوں نے اپنی بیٹی کو روک لیا، میں بلانے گیا لڑکی کو نہیں بھیجا اور میرے اوپر مقدمہ قائم کر دیا جو کہ اب بھی چل رہا ہے، پنچایت بھی ہوئی اور انہوں نے فیصلہ کر دیا؛ لیکن میں نے اپنی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی؛ کیونکہ میں اپنے گھر تھا اور میری بیوی اپنے میکہ میں تھی؛ لہذا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؛ کیونکہ خسر صاحب نے زبردستی طلاق نامہ لکھوا دیا اور کہا کہ اس پر دستخط کر دو میں نے دستخط کر دیئے، میری بیوی نے بھی دستخط کر دیئے، ادھر میرے والد امیر خاں کا انتقال ہو گیا، اب میری بیوی میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ مقدمہ بھی ختم ہو جائے، میں بغیر پڑھا لکھا تھا، طلاق نامہ نہ ہی مجھے پڑھ کر سنایا گیا اور نہ ہی میری بیوی میرے سامنے موجود تھی، مجھ سے زبردستی دستخط کرا لئے گئے اور میری بیوی سے کہا گیا جب تمہارے شوہر نے دستخط کر دیئے تو تم بھی دستخط کر دو؛ لہذا میری بیوی نے بھی دستخط کر دیئے، میں نے ان کے مطلب کو سمجھنے بغیر دستخط کر دیئے اور میں پھر یہ کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے۔

المستفتی: ناصر خاں، تھانہ، ناگ بھنی دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تحریری طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ اپنی مرضی سے تحریر خود لکھا ہو یا اپنی مرضی سے دوسرے سے لکھوایا ہو، پھر وہ لکھی ہوئی تحریر اس نے پڑھی ہو یا پڑھ کر اسے سنائی گئی ہو اور پھر اس نے اس تحریر پر اپنی مرضی سے دستخط کر دیا ہو، تب جا کر طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور سوال نامہ میں صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے کہ شوہر پر دباؤ ڈال کر دستخط کروایا گیا ہے اور شوہر نے نہ اس تحریر کو پڑھا ہے اور نہ ہی اس کو پڑھ کر سنایا گیا؛ اس لئے مذکورہ طلاق نامہ پر بغیر پڑھے اور بغیر سنے دستخط کر دینے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہذا ناصر خاں کی بیوی ریشما پروین ناصر خان کے نکاح میں بدستور باقی ہے۔

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق
مالم یقر أنه کتابه. (شامی، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، کراچی ۲۴۷/۳،
زکریا ۴/۵۶، تاتارخانیہ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم
۳۷۹/۱، جدید ۴۴۶/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۱۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۱۱/۳ھ

شوہر سے اس کی مرضی کے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کرانا

سوال [۶۵۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ ایک اسٹامپ پیپر پر ایک منشی سے طلاق نامہ لکھوایا گیا، پھر شوہر سے زبردستی
دباؤ ڈال کر اس اسٹامپ پیپر پر دستخط کرائے گئے، شوہر نے نہ اس طلاق نامہ کو پڑھا، نہ ہی
اس نے سنا اور نہ ہی شوہر نے اسٹامپ پیپر میں لکھے ہوئے مضمون کا اقرار کیا اور نہ ہی شوہر
نے اس وقت یا اس سے قبل زبان سے کبھی طلاق کے الفاظ کو ادا کیا؛ البتہ شوہر اور بیوی کے
اہل خانہ نے اس اسٹامپ پیپر کے مضمون پر رضامندی کا اظہار فرمایا، بیوی اس وقت اپنے
والدین کے گھر ہے اور شوہر بیوی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے لئے رضامند ہیں
اور بے چین ہیں؛ کیونکہ ان کے تین بچے ہیں؛ لہذا بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: شمس الدین، خوشبو گارمینٹس، محلہ: پنجایتی مندر، مینا مارکیٹ، نہٹور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سوال نامہ کا بیان اپنی جگہ صحیح ہے کہ جس تحریر
پر دباؤ ڈال کر شوہر سے دستخط کرایا گیا ہے، اس پر شوہر نے بخوشی دستخط نہیں کیا ہے، تو ایسی تحریر
سے شرعی طور پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، دونوں کا نکاح بدستور باقی ہے۔ نیز ایسی تحریر سے
بھی طلاق نہیں ہوتی ہے، جس کو خود نہ لکھا ہو یا تحریر میں کیا بات ہے سن کر بخوشی دستخط نہ کیا ہو

اور نہ ہی زبان سے کہا ہو۔

رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب
فلانة بنت فلانة امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه لا تطلق.

(الفتاوى التاتار خانية، زكريا ۴/۵۳۲، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید
۱/۴۶۶، فتاویٰ قاضی خان، زکریا ۱/۲۸۷، وعلى هامش الهندية، ۱/۴۷۲، بزازيہ،
زکریا ۱/۱۲۰، وعلى هامش الهندية، ۴/۱۸۵، شامي، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰،
البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۴۶، زکریا ۳/۴۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۱/۲۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۷۸۲۱)

طلاق نامہ پر زبردستی انگوٹھا لگوانا

سوال [۶۵۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ چند سال قبل میرا نکاح ہوا اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے، دریں
اثناء جامین میں کچھ تلخی اور ناچاقی پیدا ہوگئی، جس کی بناء پر میرے خسر اور دیگر افراد خانہ
نے ڈرا دھکا کر زبردستی ایک ہندی میں لکھے ہوئے پرچہ پر مجھ سے دستخط اور انگوٹھا لگوالیا،
جس پرچہ پر یہ الفاظ درج تھے، دو سال ہوئے لوگوں کا آنا جانا ہوا، جس میں ادھر کی بات
ادھر ادھر کی بات ادھر ہوئی جس کی بناء پر ریحانہ سسرال جانا نہیں چاہتی، میں اس کو دین مہر
دلا کر اپنی زوجیت سے درخواست کر رہا ہوں، واضح رہے کہ میں نے زبان سے کچھ بھی
نہیں کہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟
جواب با صواب سے نوازیں۔

المستفتی: صابر عالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس طلاق نامہ پر زبردستی اور دباؤ کے ذریعہ سے انگوٹھا لگوایا گیا ہے اور شوہر نے زبان سے کوئی طلاق نہیں دی ہے، تو ایسے طلاق نامہ سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، ریحانہ صابر عالم کے نکاح میں بدستور باقی ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۸/۷۸۱، ۱۰/۳۸۴، جدید ڈائجیل ۱۲/۵۸۹-۶۳۸)

رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان ابن فلان، فكتب: امرأته فلانة بنت فلان ابن فلان طالق، لا تطلق امرأته لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا. (فتاویٰ قاضی خان، زکریا ۱/۲۸۷، وعلی ہامش الہندیۃ، ۱/۴۷۲، بزازہ، زکریا ۱/۱۲۰، وعلی ہامش الہندیۃ، ۴/۱۸۵، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۶۱، تاتار خانیۃ، زکریا ۴/۵۳۲، رقم: ۶۸۴۳، شامی، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۴۶، زکریا ۳/۴۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۱۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۵۳۷)

طلاق نامہ پر جبراً دستخط کرانے کے بعد زبانی طلاق کہلوانا

سوال [۶۵۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ضیاء الرحمن سے چھ ماہ قبل ایک طلاق نامہ پر دستخط کروائے گئے، ضیاء الرحمن نے اس طلاق نامہ کو نہ ہی پڑھا اور نہ سنا، پولیس کی پٹائی کے بعد اس پر دستخط کر دیئے، طلاق نامہ میں تین دفعہ طلاق دینے کا تذکرہ ہے اور دستخط کے بعد صرف ایک دفعہ زبان سے بھی طلاق لی گئی تھی۔ اب جبکہ اس واقعہ کو چھ ماہ کا عرصہ ہو چکا، تو بیوی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: ضیاء الرحمن، محلہ: شیدی سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق نامہ پر جبراً دستخط کروانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، لہذا جب شوہر ضیاء الرحمن نے اس طلاق نامہ کو نہ پڑھا ہے اور نہ ہی سنا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں ہوئی؛ لیکن چونکہ اس نے دستخط کے بعد زبان سے بھی ایک مرتبہ طلاق دیدی ہے؛ اس لئے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، شوہر کو عدت کے درمیان رجوع کا حق تھا؛ لیکن اس واقعہ کو اب چھ ماہ ہو چکے ہیں اس درمیان اس کی عدت بھی گزر گئی ہے اور عدت گزرنے کے بعد بائنہ ہو جاتی ہے؛ اس لئے اب رجعت کا حق باقی نہ رہا۔ اب بیوی کو پورا حق مل گیا کہ کسی کے ساتھ بھی دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

وفي البحر أن المرأء الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة و لا حاجة هنا، كذا في الخانية. (شامي، كراچی ۲۳۶/۳، زکریا ۴/۴۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۶/۳، زکریا ۳/۲۹، تانار خان، زکریا ۴/۵۳۲، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶، قاضی خان، زکریا ۱/۲۸۷، وعلی ہامش الہندیہ ۱/۴۷۲، بزاز، زکریا ۱/۲۰، وعلی ہامش الہندیہ ۴/۱۸۵)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانته.
(بدائع الصنائع، زکریا ۳/۲۸۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۲۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۷۰۳۷۸۲)

طلاق نامہ پر دستخط کرنا

سوال [۶۵۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مؤرخہ: ۱۴/۲/۱۹۹۱ء کو میری شادی ہوئی دو ماہ تک حالات معمول پر

چلتے رہے، اس کے بعد میرے والدین اور شوہر کے گھر والوں کے بیچ سخت کشیدگی پیدا ہو گئی، دونوں طرف کے فریقین اپنی اپنی ضد پراڑے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اور میرے بیچ علیحدگی کا فیصلہ ہوا، اسٹامپ پیپر کے اوپر طلاق نامہ لکھا گیا، میرے شوہر نے دستخط نہیں کئے، انہوں نے کہا پہلے عائشہ سے کرا کر لاؤ؛ لہذا میرے پاس کاغذ آیا تو اپنے والدین کے ارادوں کے مطابق میں نے دستخط کر دیئے اس کے بعد انہوں نے کر دیئے، ۷ مارچ ۱۹۹۲ء کو یہ کام ہوا۔ دوسرے دن سے ہی میرے شوہر میرے اور اپنے رشتہ داروں کے پاس گئے اور یہ کہا کہ میں اپنا گھر برباد کرنا نہیں چاہتا تھا، مجھ سے میرے گھر والوں نے یہ کام جبراً کرایا ہے، میرے گھر بھی انہوں نے اپنے دوست احباب کو بھیجا اور خود بھی آئے، وہ میرے والدین اور خاص طور سے مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں، میں ایام عدت میں ہوں، اسی لئے میں نے بات کرنے سے انکار کر دیا، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے لفظ طلاق منہ سے ادا نہیں کیا ہے اور نہ ہی دل سے ارادہ کیا تھا؛ اس لئے یہ کام شرعی طور پر نہیں ہوا ہے، مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے بتائیں کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟ اپنے قیمتی مشورہ سے آگاہ کریں، عین نوازش ہوگی۔

المستفتیہ: عائشہ پروین، محلہ: سرانے کشن لال، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنے دستخط کو بیوی کے دستخط پر موقوف کیا ہے؛ چنانچہ بیوی کے دستخط کرنے پر شوہر نے بھی دستخط کر دیئے ہیں، اس میں کسی نے شوہر کو مار پیٹ وغیرہ سے ڈرایا دھکایا بھی نہیں ہے؛ اس لئے اگر شوہر نے طلاق نامہ کی عبارت خود پڑھا ہے یا دوسرے سے سن کر دستخط کیا ہے، تو طلاق نامہ میں جتنی طلاق لکھی گئی ہیں وہ واقع ہو جائیں گی اور اگر تعداد نہیں لکھا ہے؛ بلکہ صرف ایک بار لفظ طلاق لکھا ہے تو عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے اور بعد عدت نکاح کی اجازت ہے اور اگر تین مرتبہ لکھا گیا ہے تو بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر التفسير -إلى قوله- الطلاق مرتان: قال: وهو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وإما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها، فتكون أحق بنفسها. (سنن كبرى للبيهقي، دارالفكر بيروت ۱۱/۲۸۲، رقم: ۱۵۵۳۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (ہدایۃ، اشرفی دیوبند ۲/۳۹۴، مختصر القدوری، امدادیہ دیوبند ۱۷۷، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳)

عن سماك قال: سمعت عكرمة^{رض} يقول: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبه، مؤسسة علوم القرآن، بيروت ۱۰/۱۹۷، رقم: ۱۹۵۶۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۲۹۰۴)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱۱/۲۹ھ

طلاق نامہ پر زبردستی دستخط کرانے کا حکم

سوال [۲۵۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرا نام محمد سلیم ہے، میری شادی ۱۹۹۶ء میں ہوئی تھی، میرے سسرال والوں

نے مجھ پر پولیس اور نیتاؤں کا دباؤ ڈال کر مجھ سے طلاق کے کاغذ پر دستخط لے لئے؛ جبکہ میں نے آج تک ان کاغذوں کو پڑھا بھی نہیں ہے اور میں نے زبان سے بھی طلاق کا کوئی لفظ نہیں بولا ہے اور اس واقعہ کو دو سال گزر چکے ہیں۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اس طرح پولیس اور نیتاؤں کے دباؤ پر مجھ سے جو دستخط لئے گئے ہیں اس سے طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟ جبکہ یہ دباؤ والی بات میرے گھر والے اور بیوی کے گھر والے سب جانتے ہیں۔ شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد سلیم بن محمد فاروق، مقبرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال نامہ میں لکھی ہوئی تحریر صحیح اور واقعہ کے مطابق ہے تو حکم شرعی یہ ہے کہ محمد سلیم نے نہ طلاق نامہ اپنی مرضی سے لکھوایا ہے اور نہ ہی اس نے لکھا ہے اور نہ ہی اس نے اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور دوسروں کے تیار کردہ طلاق نامہ پر طاقت کے ذریعہ سے دباؤ ڈال کر دستخط لئے ہیں، تو ایسی صورت میں دباؤ کے ساتھ طلاق نامہ پر محض دستخط کر دینے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہذا سوال نامہ کے مطابق محمد سلیم کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، زن و شوہر کا رشتہ بدستور باقی ہے۔

فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق. (شامي، زكريا

۴/۴۰، کراچی ۳/۲۳۶)

وكذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه. وفي الظهيرية: رجل أكره بالضرب، والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب فلانة بنت فلانة امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه لا تطلق. (تأثر خانية، زكريا ۴/۵۳۱-۵۳۲، رقم: ۶۸۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۷۳۵۹۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶/۷/۱۴۲۸ھ

طلاق نامہ پر بغیر پڑھے ہوئے شوہر کا دستخط کرنا

سوال [۶۵۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میرے والد نے کچھری سے اسٹامپ پیپر پر ایک طلاق نامہ لکھوایا، جس میں یہ تحریر ہے کہ آپسی سہمتی سے طلاق ہوگئی ہے، اس تحریر پر میں نے بغیر پڑھے اور بغیر سننے دستخط کر دیئے ہیں، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں بعد میں مجھے بتایا گیا کہ تیری بیوی کا فیصلہ ہو گیا ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں جبکہ میں نے نہ طلاق نامہ لکھوایا، نہ پڑھا، نہ سنا تو کیا طلاق ہوگئی؟ اور اب میں بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں طلاق نہیں دینا چاہتا نہ دوں گا اور طلاق نامہ میں ”قطعی طلاق رو برو گواہان دینے کی جو بات لکھی ہے وہ غلط ہے، طلاق نہ زبانی دی گئی ہے، نہ گواہان کے سامنے دی گئی ہے۔“

المستفتی: ریاض حسین، پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے خود لکھوایا نہیں اور نہ ہی اس نے

خود لکھا اور نہ ہی اس کو پڑھ کر سنایا گیا اور نہ ہی زبانی طلاق دی، تو ایسی صورت میں بغیر پڑھے اور بغیر سننے محض دستخط کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور مذکورہ تحریر میں رو برو طلاق دی وغیرہ جو الفاظ بھی ہیں سوال نامہ میں اس کا انکار ہے؛ لہذا میاں بیوی کے درمیان نکاح بدستور باقی ہے اور دونوں میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔

و کذا کل کتاب لم یکتبه بخطه و لم یملہ بنفسه لا یقع الطلاق مالم

یقر أنه کتابه. (شامی، کراچی ۳/۲۴۷، زکریا ۴/۴۵۶، تاتار خانیہ، زکریا ۴/۵۳۱،

رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۳۷۹/۱، جدید ۴۶۱/۱ (فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

۱۴۲۹/۲/۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۳۳۹۴)

طلاق نامہ پر بخوشی دستخط کرنا

سوال [۶۵۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی کی شادی محمد اسلام سے ہوئی، تین سال تک میری لڑکی اپنی سسرال رہی اس کے بعد سات سال تک میرے یہاں رہی، مقدمہ بازی ہوئی تو اسلام کے وکیل نے کہا کہ تم مہر جینز وغیرہ نہ لو تو ہم صلح کرادیں گے اور مقدمہ بھی ختم کرادیں گے، میں تیار ہو گیا اور دو وکیلوں نے اسٹامپ پیپر خرید کر لادیا اس پر لکھا تھا کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، تو اسلام نے آٹھ گواہوں کے سامنے اور لڑکی کے سامنے اور دونوں وکیلوں کے سامنے کہا میں راضی ہوں، پھر وکیل نے کہا کہ اب تمہاری زوجیت سے علیحدہ ہوگی تو اس پر بھی اسلام نے کہا کہ میں راضی ہوں۔ اب بتائیے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حاجی محمد اسماعیل، رام پور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تحریری طلاق بھی صحیح ہو کر واقع ہو جاتا ہے؛ لہذا جب تین طلاق لکھوا کر بخوشی اس پر دستخط کر دیا، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

ولو استكتب من رجل آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه، وعنوانه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه.

(شامی، کراچی ۲/۳۴۷، زکریا ۴/۵۶، تاتار خانیہ، زکریا دیوبند ۴/۵۳۱،

رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۳۷۹/۳، جدید ۴۶۱/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۱۹)

تحریری طلاق بائن

سوال [۶۵۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی منکوحہ بیوی کو کسی ناراضگی کی بنا پر اس کی غیر موجودگی میں تحریری طلاق بائن دی اور طلاق نامہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک اس کے پاس بھیج دیا جسے مذکورہ عورت یا اس کے والد یا بھائی کسی نے وصول نہیں کیا، طلاق نامہ پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت ہیں، اس کی اطلاع زید نے اخبار کے ذریعہ بھی دے دی، بعد میں مذکورہ عورت کے بھائیوں وغیرہ کے سامنے بھی زید نے طلاق کا اقرار کیا۔

(۱) کیا صورت مذکورہ بالا میں از روئے شریعت طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: زید، محلہ بھٹی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خط میں طلاق لکھنے سے شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ لڑکی والوں نے طلاق نامہ وصول نہ کیا ہو۔ نیز جب بعد میں شوہر نے اقرار کر لیا ہے، تو مزید تائید ہو گئی ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہو چکی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ امداد الفتاویٰ ۳۸۶/۲)

إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو الخ. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل باب الصريح، كراچی ۳/۲۴۶، زکریا ۴/۵۶، ہندیہ، زکریا ۱/۳۷۸، جدید ۱/۴۶، فتاویٰ قاضی خان، جدید زکریا ۱/۲۸۷، وعلی ہامش الہندیہ، زکریا ۱/۴۷۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۷۳۷)

نوٹس کے ذریعہ سے بیوی کو تین طلاق لکھ کر دینا

سوال [۶۵۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر محمد فہیم نے اپنی بیوی کو ایک نوٹس لکھ کر بھیجا، جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ آپ سے میرا کسی طرح کامیاں بیوی کا کوئی تعلق نہیں؛ لہذا آج سے میں آپ کو اپنی طرف سے اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں اور آپ کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر روبرو گواہان طلاق دیتا ہوں اور اب آج سے آپ سے میاں بیوی یا کسی طرح کے تعلق کا واسطہ نہیں ہے اور شوہر محمد فہیم اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ میں نے ہی یہ مذکورہ الفاظ بذریعہ نوٹس لکھ کر بھیجے ہیں اور بیوی نے بھی اسے پڑھوا کر سن کر اس پر دستخط کر دیئے، اب پوچھنا یہ ہے کہ بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی، تو بیوی پر عدت گزارنا لازم ہے یا نہیں اور بیوی اپنے میکہ ہی میں ہے؟

المستفتی: سعید الرحمن، متصل ہری چوک والی مسجد اصالہ تپورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے بذریعہ نوٹس یہ الفاظ لکھ کر بھیجے کہ میں تمہیں تین طلاق دیتا ہوں اور شوہر اس بات کو تسلیم بھی کر رہا ہے، تو شوہر محمد فہیم کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح درست نہیں ہے اور بیوی پر عدت گزارنا لازم اور ضروری ہے اور عدت کی ابتدا طلاق کے وقت سے مانی جائے گی۔

ولو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها وقرأه علی الزوج، فأخذه

و ختمہ و عنونہ و بعث بہ إليها، فأثاها وقع إن أقرّ الزوج أنه كتابه. (شامی، کراچی ۲/۴۶، زکریا ۴/۵۶، الفتاوی التاتارخانیہ زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۶۱)

رجل تزوج امرأة نكاحاً جائزاً فطلقها بعد الدخول، أو بعد خلوة الصحيحة كان عليها العدة. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۵۲۶، جدید ۱/۵۷۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱/ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۳۲/۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/ ۷/ ۱۴۲۵ھ

طلاق ثلاثہ کی رجسٹری کرنا

سوال [۶۵۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ۲۰۰۹/۱۲/۵ء کو اپنی بیوی شمع پروین عرف شبانہ کو ایک طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری ڈاک بھیجا تھا، جس کو انہوں نے وصول نہیں کیا، وہ رجسٹری واپس آگئی، اس طلاق نامہ میں میں نے ”تین مرتبہ طلاق دیدی“ لکھا تھا تو دریافت یہ کرنا ہے کہ میری بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(۲) کیا مجھے اپنی بیوی کو مہر دینا پڑے گا؟

(۳) میرا زیور بیوی کے پاس ہے، وہ مجھے واپس ملے گا یا نہیں؟ جبکہ خاندان میں طلاق کے موقع پر زیور واپس لے لیا جاتا ہے؟

(۴) اگر ہم اس فتویٰ کو رجسٹری کے ذریعہ شمع پروین کے پاس بھیجتے ہیں اور وہ اس کو قبول نہ کریں تو کیا اس رجسٹری کا قبول نہ کرنا اس کا ثبوت ہوگا کہ ہم نے اسے پوری طرح طلاق دیدی ہے؟

المستفتی: انور حسین، سرائے حسینی، بیگم ڈپٹی گنج، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب شوہر خود اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی شمع پروین عرف شبانہ کو تین طلاقیں دے کر تحریری طور پر رجسٹری کر دی، تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو گئی ہے۔ اب ان دونوں کے درمیان اسلامی شریعت کے مطابق میاں بیوی کا تعلق ختم ہو چکا ہے اور طلاق کے واقع ہونے کے لئے نہ بیوی کا آمنے سامنے ہونا ضروری ہے اور نہ ہی تحریر کردہ خط کا بیوی کو پڑھنا ضروری ہے اور نہ ہی مرسلہ ڈاک کا وصول کرنا ضروری ہے؛ بلکہ شوہر کا طلاق کا اقرار کرنا کافی ہے۔

لو استکتب من آخر کتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه وختمه وعنونه وبعث به إليها، فأتاها وقع، إن أقر الزوج أنه كتابه، أوقال للرجل: ابعث به إليها، أوقال له اكتب نسخة وابعث بها إليها. (شامی، کراچی ۲/۳، ۲۴۷، زکریا ۴/۵۶، تاتار خانیہ، زکریا ۴/۵۳۱، رقم: ۶۸۴۳، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۳۷۹، جدید ۱/۴۴۶)

(۲) جب آپ نے اپنی مرضی سے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، تو اس کا مقررہ مہر ادا کرنا آپ کے اوپر لازم ہے۔

المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلوۃ الصحیۃ، وموت أحد الزوجین سواء كان مسمى، أو مهر المثل، حتی لا یسقط منه شیء بعد ذلك إلا بالإبراء من صاحب الحق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۰۳، جدید ۱/۳۷۰)

(۳) شوہر کی طرف سے دیا گیا زیور اگر بیوی کو مالکانہ طور پر نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہی شوہر کے خاندان اور برادری میں مالکانہ طور پر دینے کا دستور ہے، تو ایسی صورت میں وہ زیور شوہر کو واپس لینے کا حق ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈبھیل ۱۲/۱۰۶)

إذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياء عند زفافها منها دیا ج فلما زفت إليه أراد أن يسترد من المرأة الديبا ج ليس له ذلك، إذا بعث إليها

علیٰ جہۃ التملیک۔ (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۳۲۷/۱، جدید ۳۹۳/۱)
 (۴) طلاق کے واقع ہونے کے لئے عورت کا ماننا لازم نہیں ہے اور یہ فتویٰ بھی نہ
 وصول کریں تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی اور عدت یعنی تین ماہواری گزرنے کے بعد
 عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو، ثم المرسومة لا تخلوا
 إما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد! فأنت طالق، فكلما كتب هذا
 يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة۔ (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم
 ۳۷۸/۱، جدید ۴۴۶/۱، فتاویٰ قاضی خاں، جدید زکریا ۲۸۷/۱، وعلیٰ ہامش الہندیۃ،
 زکریا ۴۷۱/۱، شامی، کراچی ۲۴۶/۳، زکریا ۴۵۶/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف: ۹۸۶۲۳۸)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۳۱/۱/۲۶

بذریعہ خط طلاق دینے کے بعد زبانی تین طلاق کا اقرار

سوال [۶۵۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
 بارے میں: کہ زید (شوہر) نے ہندہ (بیوی) کو سفر میں رہتے ہوئے خط میں اس طرح لکھ
 کر بھیجا ہے ”میں نے تجھ کو طلاق دی ہے اور عدت گزارنے کے خرچ کے طور پر پانچ ہزار
 روپے بذریعہ ڈاک بھیج دیئے ہیں اور میرے دو بچوں کی پرورش کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔
 ہندہ نے خط ملنے کے بعد اپنے اہل خانہ کو اکسایا، شوہر کے محلہ کے عوام کو بھڑکایا
 اور چند امور بذریعہ میٹنگ طے کئے ہیں مثلاً:

(۱) ہندہ کہتی ہے خط سے طلاق نہیں پڑتی (پھر زید نے کہا میری مراد تین طلاق ہیں
 یعنی خط میں طلاق مغلطہ دی ہے)

(۲) جب دلائل سے وقوع طلاق ثابت ہو گیا، تو اب عدت گزاری مگر عدت ختم ہو کر ایک سال گذر گیا، مگر وہ شوہر کے گھر سے جانا نہیں چاہتی اور شوہر اس کے خوف یا فتنہ کے اندیشہ سے گھر واپس نہیں آسکا۔

(۳) زید نکاح ثانی بھی کر چکا ہے، مگر عوام کہتی ہے ہم فتویٰ نہیں جانتے۔ بہر حال زید کو دوبارہ ہندہ کے ساتھ نکاح کرنا ہی پڑے گا اور دوسری بیوی کو گھر میں گھسنے نہیں دیں گے۔
(۴) عوام کہتی ہے: ہندہ اب کیسے کھائے گی؟ جب ہندہ سے نکاح کرانے کی بات کہی گئی تو کہتی ہے کہ میں یا تو زید کے ساتھ رہوں گی یا پھر نکاح ہی کبھی نہیں کروں گی۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ مندرجہ بالا ۴/۵ باتوں میں شریعت کیا کہتی ہے، ہم مسلمان ہیں ہمیں عوام اور ہندہ کی نہیں؛ بلکہ ”ان الحكم الا لله“ صرف اللہ تعالیٰ کا فیصلہ معلوم کرنا ہے۔ برائے کرم قرآن و نص صریح یا فقہی (حنفیہ) عبارات مع حوالہ جواب مرحمت فرمائیں۔
جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

المستفتی: اکرام الحسن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے خط میں جو طلاق دی ہے اس کے بارے میں شوہر زبانی اقرار کر رہا ہے کہ میری مراد خط میں تین طلاق ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق (طلاق مغلطہ) واقع ہو گئی ہیں اور اب بلا حلالہ شرعیہ زید کے لئے ہندہ کو اپنے پاس رکھنا جائز نہ ہوگا۔

نیز ہندہ کا زید کے گھر پر قبضہ کرنا جائز نہیں اور محلّہ والوں کا ہندہ کا ساتھ دینا اور زید کو ہندہ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے، اس سے محلّہ والے جو اسی حالت میں رکھنے پر مجبور کرتے ہوں گنہگار ہوں گے۔

فإن کتب امرأته طالق، فهي طلاق سواء بعث الكتاب إليها، أو لم يبعث.

(مبسوط سرخسی، دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۴۳، أشرط الفقهاء بالكتاب بشرطین

الأول أن تكون مستبينة والثاني مرسومة)

قال الحنفية: الكتابة إذا كانت مستبينة ومرسومة يقع بها نوى أو لم ينو .

(الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹/۲۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها .

(هنديّة، قديم ۱/۴۷۳، هنديّة، إتحاد جديد ۱/۵۳۵)

قال الله تعالى: 'وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُلْوَانِ [المائدة: ۲]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل: من سن في الإسلام سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها من غير أن ينقص من أوزارهم شيئاً .

(نسائي شريف، كتاب الزكاة، باب التحريض على الصدقة، النسخة الهندية ۱/۲۷۴، دارالسلام رقم: ۲۵۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۱۶/۴۱)

اسٹامپ پرسہ طلاق دے کر آزاد کر دیا لکھ کر بیوی کو دینا

سوال [۶۵۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ محمد کبیر نے اپنی بیوی کو اسٹامپ پر لکھ کر دیدیا کہ میں نے بچوں کے سامنے اپنی بیوی کو سہ (تین) طلاق دے کر آزاد کر دیا ہے، اس تحریر سے کون سی طلاق ہوئی تحریر فرمادیں۔

المستفتی: نور الدین، اللہ باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق نامہ میں صاف لکھا ہے کہ سہ طلاق دے کر آزاد کر دیا ہے، سہ کے معنی تین کے ہیں؛ اس لئے بیوی پر تین طلاق مغلطہ واقع ہو کر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو گئی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ دونوں میں نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

عن سماک قال: سمعت عكرمة، يقول: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان. قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (المصنف لابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن، بيروت ۱۰/۱۹۷، رقم: ۱۹۵۶۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۳۵۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، قلدوری امدادیۃ دیوبند ۱۷۸، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸، تاتار حانیۃ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۵۲۷)

تحریراً تین طلاق دینا

سوال [۶۵۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں رئیس احمد ولد اشتیاق احمد مرحوم ساکن کسرول تھانہ: ناگ پھنی مراد آباد خدائے کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے اپنے پورے ہوش و حواس میں بغیر کسی زور یا دباؤ کے یہ بیان قلم بند کر رہا ہوں کہ میری بیوی مسماۃ فرحہ دیبا، لیڈی اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کے مشورے نیز میڈیکل کی بیشتر رپورٹوں کی روشنی میں رحم یعنی بچہ دانی میں

سالوں پرانے کینسر کے موزی اور مہلک مرض میں مبتلا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اولاد آدم کو بڑھانے یعنی بچہ پیدا کرنے کے لائق ہرگز نہیں ہے اور بیماری کے سبب نہ ہی حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل ہے، اس کے علاوہ وہ عالی کردار اور اخلاق کی بھی حامل نہیں اور نہ ہی وہ امور خانہ داری کے دیگر اصولوں سے روشناس ہے؛ لہذا ان مشکل حالات کی روشنی میں، میں رئیس احمد ولد اشتیاق اپنی بیوی فرحہ دیبا دختر خلیق احمد ساکن تمبرداسرائے سنبھل کو تین طلاق دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ آج مورخہ: ۱۵ اپریل سے پوری طرح میرے نکاح سے باہر اور آزاد ہے۔

میرا مذکورہ بالا بیان پورا درست ہے، اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے۔

(۱) ایسی صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟

(۲) طلاق ہونے کی صورت میں شوہر کے اوپر کس کس چیز کی ادائیگی لازم ہے؟

(۳) مطلقہ کا جہیز اور جو سامان شوہر نے شادی کے وقت چڑھایا تھا یا دیا تھا اس کا

مالک کون ہے؟

المستفتی: رئیس احمد، کسرول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں تین طلاق ”مغلظہ“ واقع ہو گئیں۔

كما في الهداية: أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة، أو ثلاثاً في طهر واحد، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة،

اشرفي ديوبند ۲/۳۵۵، دارالسلام ۲۹۲/۹)

طلاق مغلظہ کے بعد اگر جہاں شوہر کہے عورت وہیں عدت گزارے تو عورت ایام عدت کے نفقہ کی مستحق ہے، اس کے بعد کسی قسم کا حق نہیں ہے۔

في الهداية: إذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة الخ. (هداية، اشرفي ديوبند

۲/۴۴۳، دارالسلام ۱۱/۱۱۷)

(۳) سامان جہیز شرعاً لڑکی کی ملکیت ہوتا ہے، وہ اسے ہی واپس ملے گا اور لڑکے کی طرف سے دیئے جانے والے سامان کا مدار عرف پر ہے، اگر آپ کی برادری کے عرف و رواج میں وہ لڑکی کی ملکیت سمجھے جاتے ہیں، تو لڑکی ہی مالک ہے ورنہ اگر ملکیت نہ سمجھا جاتا ہو؛ بلکہ لڑکے والوں کا ہی سمجھا جاتا ہے، تو لڑکا مالک ہے، وہ واپس لے سکتا ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۵۹/۸)

في الشامية: فإن كل أحد يعلم أن الجهاز ملك المرأة، وأنه إذا طلقها تأخذه كله. (شامي، کراچی ۵۸۵/۳، زکریا ۲۹۹/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۹۳۶)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۶/۲۱ھ

بیوی کو تحریری تین طلاق دینا

سوال [۶۵۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے ایک عزیز اسرار احمد نے اپنی رائٹنگ ہندی بھاشا میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہوئے اپنی اہلیہ سروری بیگم کو طلاق دی، سروری بیگم اپنی پتی کو طلاق دینا چاہتا ہوں اب سروری بیگم کے ساتھ رہنا منظور نہیں ہے اور سروری بیگم کو طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں دستخط ہندی اسرار احمد پتر محمد اسلام ۴/۷/۱۹۹۲ء۔

طلاق دینے کی وجہ دوسری عورت سے لگاؤ تھا، بعد طلاق سروری بیگم نے اپنے بچوں کی طرف سے گزارہ بھتہ کا دعویٰ عدالت مجاز میں کر دیا، جو سروری بیگم و بچوں کے حق میں پورا ہوا تقریباً ۴ ماہ پیشتر اسرار احمد بیمار ہوئے، تب بڑا لڑکا عیادت کے لئے گیا، اسرار احمد سے سروری بیگم کے کئی بچے ہیں، جن میں سے ایک لڑکی کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ باپ بیٹے سے ملنے پر آپسی صلح صفائی کے ذریعہ پھر اسرار احمد نے سروری بیگم کو بحیثیت بیوی

رکھنے کی خواہش ظاہر کی دونوں باپ بیٹے کسی مولانا سے مل کر حالات سے آگاہ کرنے کے بعد مولانا سے کوئی راستہ نکالنے کو کہا، اسرار احمد کا لکھا ہوا طلاق نامہ سروری بیگم کے مقدمہ میں داخل ہے، آپسی ملی بھگت کر کے طلاق نامہ کی ہو بہو نقل لکھا کر مولانا کو دے کر اسرار احمد نے اپنا حلفیہ بیان مولانا کو دیا کہ یہ میرا لکھا ہوا طلاق نامہ نہیں ہے، طلاق میں نے نہیں دی ہے، مولانا نے فتویٰ صادر فرمادیا کہ طلاق نہیں ہوئی ہے، جس پر میاں بیوی پھر ایک ساتھ رہنے لگے، کچھ لوگوں کو شک ہوا تو حلفیہ بیان کے ساتھ دیا ہوا طلاق نامہ کی تحریر دیکھا گیا، تب راز کھلا کہ مولانا کو دی ہوئی طلاق نامہ کی تحریر اسرار احمد کے لڑکے کے ہاتھ کی ہے، اسرار احمد نے چالاکی سے لڑکے سے تحریر لکھوا کر حلف لیا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں ہے؛ جبکہ اصل تحریر آج بھی مقدمہ میں لگی ہے۔

الف: مندرجہ حالات کے تحت اسرار احمد و سروری بیگم کا ایک ساتھ بحیثیت میاں بیوی کے رہنا اور مولانا کا دیا ہوا فتویٰ درست ہے، اگر نہیں تو اسرار و سروری بیگم کے ایک ہونے کی کیا صورت ہے۔

ب: اگر فتویٰ درست نہیں ہے، تو عزیزوں کے لئے کیا حکم ہے؟ عزیزوں کو اسرار احمد کے یہاں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: انصاف حسین صدیقی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) سوال نامہ کے ہر پہلو پر غور کیا گیا ہے، مذکورہ واقعہ میں بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے، جو اسرار احمد کی ہندی تحریر سے ثابت ہوا ہے۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو. (شامی، کتاب الطلاق،

قبیل باب الصریح، زکریا ۴/۴۵۶، کراچی ۳/۲۴۶، فتاویٰ قاضی خان، زکریا ۱/۲۸۷،

وعلیٰ هامش الہندیۃ، زکریا ۱/۴۷۱، عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۷۸، جدید ۱/۴۴۶)

اور بعد میں جن مولانا صاحب سے غلط بیانی کے ساتھ طلاق واقع نہ ہونے کا فتویٰ

لیا گیا ہے، وہ خلاف واقعہ ہے، اس نے مولانا صاحب کو دھوکہ دے کر اپنی مرضی کا جواب حاصل کیا ہے اور اس جواب کے ذریعہ سے بیوی اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی ہے، وہ حرام ہی ہے، کسی چیز کو حلال کرنے والا اور حرام کرنے والا اللہ ہے، غلط بیانی سے حرام چیز کے بارے میں حلال ہونے کا فتویٰ لیا جائے، تو وہ حلال نہیں ہو سکتی ہے اور ان دونوں کے ایک ساتھ ہونے کے لئے شرعی حلالہ ضروری ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره
نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا
قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتار خانیۃ، زکریا ۵/۱۴۷،
رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸، بدائع الصنائع، زکریا ۳/۳۹۵)
(۲) اسرار احمد گناہ کبیرہ، حرام کاری اور زنا کاری میں مبتلا ہے، جب تک کہ وہ
حلالہ کا طریقہ نہ اختیار کر لے اور اپنے گناہ سے توبہ نہ کر لے، اس کے ساتھ حقہ پانی بند
کر دینا چاہئے۔

قال الله تعالى: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ. [المائدہ: ۲]

قال الله تبارك وتعالى: وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَيَمَسَّكُمُ النَّارُ.
[سورة الهود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۳/۱۴۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۵۵۹)

تحریری طلاق مغلطہ

سوال [۶۵۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں اسے چھوڑ رہا ہوں، میں ان کو طلاق دیتا ہوں، میں اسے چھوڑ رہا ہوں میں ان کو طلاق دیتا ہوں میں اسے چھوڑ رہا ہوں، میں ان کو طلاق دیتا ہوں، میں اسے چھوڑ رہا ہوں، میں ان کو طلاق دیتا ہوں۔

میرا عقد ثانی بہ ہمراہ جناب رفعت اللہ خان کے ساتھ مورخہ: ۸/ اپریل ۱۹۷۳ء کو ہوا تھا اور ان کے نطفے سے میرے چار بچے جس میں ایک لڑکی اور تین لڑکے پیدا ہوئے، میرے شوہر ایک ناکارہ قسم کے انسان ہیں، سلفا اور شراب کے عادی ہیں، ہم دونوں میں اسی بنا پر تنازعہ ہونے لگا اور میں اپنے شوہر کے وطن کو چھوڑ کر اپنے بہنوئی کے گھر آ گئی، اس واقعہ کو قریب سات سال ہو گئے اور میں نے اپنی گذراوقات کے لئے ایک دینی مدرسہ میں بچیوں کو قرآن پاک اور دینی تعلیم اردو وغیرہ پڑھانے کے لئے نوکری کر لی، میرے شوہر اکثر میرے بہنوئی کے گھر آتے رہے؛ لیکن کبھی بچوں کے لئے خرچ وغیرہ نہیں دیا۔ اب سے قریب دو سال پہلے ایک دن میرے شوہر آئے تو چھوٹی بچی جو ہے ان کو دیکھ کر چھپ گئی تو کہنے لگے، یہ لڑکی مجھ سے اس قدر کیوں ڈرتی ہے، تو میں نے کہا آپ اس طرح آتے ہیں کہ کبھی ان کو پیار نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی چیز لے کر آتے ہیں اور اگر کبھی آپ ان کی کسی ضرورت کا خیال کرتے، تو یہ سمجھتے کہ یہ ہمارے باپ ہیں، میری بات سن کر اپنے لڑکے سے کاپی اور پنسل منگائی اور مندرجہ بالا تحریر جس کی یہ فوٹو کاپی ہے لکھ کر چلے گئے، میں نے اس تحریر کو باقاعدہ طلاق سمجھ کر عدت گزاری، دوران عدت پھر میرے بہنوئی کے گھر آئے اور کہنے لگے عدت کر رہی ہو، بس اتنا ہی کہا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ واپس چلے گئے اور اس کے بعد انہوں نے خود بھی اور کئی لوگوں سے بھی کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی اور طلاق تو ”ط“ سے ہوتی ہے ”ت“ سے نہیں ہوتی اور پہلی بات کہ مجھ سے لکھنا نہیں آتا برائے کرم آپ شریعت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ آیا مجھ پر طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور نفس الامر اور واقع میں شوہر نے مذکورہ تحریر لکھ کر دی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے صحیح الفاظ بولنا یا لکھنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ بگڑے ہوئے الفاظ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ویقع بها؛ أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ويدخل نحو طلاغ، وطلاک، أوط، ل، ق، أو طلاق باش بلا فرق بین عالم و جاهل . (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچی ۳/۲۴، زکریا ۴/۵۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۷۷)

غصہ میں کاغذ پر تین طلاق لکھنے کا حکم

سوال [۲۵۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا عقد مسماۃ ہندہ سے ہوا، اور زوجین میں موافقت ہے؛ لیکن بعض خانگی امور کے سلسلے میں زید کی والدہ اور ہندہ کی والدہ کے درمیان ترش کلامی ہوئی، اس منظر کو دیکھ کر زید کا ذہن ماؤف ہو گیا، اس حالت میں زید نے ایک کاغذ کے پرچہ پر ہندہ کو طلاق، طلاق، طلاق، دیتا ہوں لکھا، اس تحریر پر زید نے اپنے دستخط یا نشانی انگوٹھا ثبت نہیں کیا؛ بلکہ فرضی نام لکھ دیا، زید از روئے حلف خدائے قدوس کو حاضر و ناظر جان کر یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے یہ جو لکھا اس حال میں لکھا جبکہ ذہن ماؤف تھا، زید نے صیغہ طلاق زبان سے قطعاً ادا نہیں کیا، زید کی نیت و ارادہ قطعاً اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا نہ تھا، کوئی ناراضگی زید کی اپنی زوجہ کے ساتھ نہ پہلے تھی نہ اب ہے، بس یہ ایک تحریر غیر شعوری طور پر

زید کے قلم سے لکھی گئی، کیا ایسی حالت میں جبکہ نہ طلاق کی نیت ہے اور نہ زبان سے طلاق دی گئی اور نہ تحریر پر دستخط ہیں، تو کیا حکم طلاق نافذ کیا جاسکتا ہے؟ زید مکرر عرض کرتا ہے کہ وہ تحریر یا شعوری طور پر لکھی ہے اس میں نیت و ارادے کو قطعاً دخل نہیں ہے، برائے کرم حکم شرعی سے رہنمائی فرمائی جائے، بیوقوف تو جروا۔

محمد اسلم قریشی

بیان ہذا سائل محمد اسلم نے میرے روبرو بیان کیا ہے اور بیان مذکور میں عبدالحمد امام مسجد محلہ: آنھونہ قریرتنا گڈھ ضلع: چورورا جستان جہاں کا سائل باشندہ ہے نے تحریر کیا ہے میں اپنے گمان پر کہہ سکتا ہوں، سائل محمد اسلم نے غلط بیانی نہیں کی ہے؛ کیونکہ میں محمد اسلم کے عادات و اطوار سے بخوبی واقف ہوں۔

المستفتی: عبدالحمد، امام مسجد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے ہندہ کو طلاق طلاق لکھا ہے تو شرعاً اس سے ہندہ پر تین طلاقیں واقع ہو کر وہ مغلطہ ہو گئی ہے، اگرچہ حالت غصہ اور ماؤفی میں زبان سے کہے بغیر لکھا ہو۔ اب آئندہ بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۳/۴، امداد الفتاویٰ ۳۸۶/۲، فتاویٰ دارالعلوم ۱۴۱/۹)

الکتابۃ علی نوعین مرسومة، وغیر مرسومة (إلی قولہ) وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى، أو لم ينو. (شامی، کتاب الطلاق، قبیل باب الصریح، کراچی ۲/۳، ۴۶/۲، زکریا ۴/۵۶، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۸، جدید ۱/۴۶، قاضی خاں، زکریا ۱/۲۸۷، وعلی ہامش الہندیہ، زکریا ۱/۴۷۱)

ولو قال لزوجته أنت طالق، طالق، طالق طلقت ثلاثاً الخ. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶، ہکذا فی الہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۶، جدید ۱/۲۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۱۶۶)

شوہر کا بیوی کو طلاق کا پرچہ دینا اور بیوی کا نہ لینا

سوال [۶۵۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ (۱) ہماری بہن کی شادی نبی الدین سے ہوئی اور وہ شادی کے روز سے ہی راضی نہیں تھا؛ لیکن لڑکی پر پتنگ اڑانے کا جھوٹا الزام لگا کر خوب پٹائی کی۔ نیز ساس نے بھی ناجائز تعلقات کا الزام لگایا، ایک مرتبہ لڑکے نے تجارت کرنے کے لئے زیور فروخت کرنا چاہا، تو لڑکی نے سمجھایا کہ روپے کہیں سے قرض لے لو، زیور بیچ کر دوبارہ خریدنا مشکل ہوتا ہے، اس پر اس نے وہ زیور لڑکی سے اترا لیا اور کچھ زیور میکے میں تھا وہ بھی منگوا لیا بہت کہا کہ اب اپنا سامان لو اور اپنے گھر چلی جاؤ۔ نیز مہر کے پورے پیسے لو اور طلاق کا پرچہ لو، تمہارا ہم سے کوئی مطلب نہیں؛ لیکن لڑکی نے وہ پرچہ نہیں لیا اور معلوم نہیں ہو سکا کہ اس میں طلاق لکھی تھی یا نہیں لکھی تھی تو کتنی تھیں؛ لہذا شرع کی رو سے لڑکے کے یہاں لڑکی بھیجی جائے یا نہیں؟

(۲) اب اگر لڑکا پرچہ میں لکھی ہوئی طلاق کے بارے میں نہ بتائے تو شرعاً اس پر کیا

حکم لاگو ہوتا ہے؟ لڑکے کو حقیقت بیان کر دینی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عثمان، قصبہ: تمبور، سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۲/۱) مذکورہ پرچہ میں لکھی ہوئی طلاق کے

بارے میں یہی حکم ہوگا کہ شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس نے اس میں اپنی بیوی کے لئے کتنی طلاقیں لکھی ہیں، اگر صرف لفظ طلاق ایک بار لکھا ہے، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر دوبار لکھا ہے تو دو طلاق رجعی ہوں گی اور اگر تین بار یا زیادہ لکھا ہے تو طلاق مغلطہ واقع ہو جائے گی؛

لہذا اگر تین یا زیادہ طلاق لکھی ہیں تو لڑکی کو بغیر حلالہ بھیج دینا جائز نہ ہوگا اور اگر تین سے کم لکھا ہے اور ابھی عدت ختم نہیں ہوئی ہے تو لڑکی کو بھیج دینا جائز ہوگا اور اگر عدت ختم ہو گئی ہے، تو بغیر نکاح بھیج دینا جائز نہ ہوگا اور یہ سب صورتیں اس وقت ہیں؛ جبکہ وہ اس میں طلاق لکھنے کا خود اقرار کر رہا ہو یا گواہوں سے ثابت ہو اور اگر وہ اس میں طلاق لکھنے کا انکار کر رہا ہو اور نہ ہی شرعی گواہ موجود ہوں تو ایسی صورت میں کوئی طلاق شمار نہ ہوگی، لڑکی کو بھیج دینا جائز ہوگا۔

عن عامر الشعبي: قال: قلت لفاطمة بنت قيس، حدثيني عن طلاقك، قالت: طلقني زوجي ثلاثاً، وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (السنن ابن ماجه، أبواب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد، النسخة الهندية ١٤٥، رقم: ٢٠٢٤)

وإن لم يقر أنه كتابه ولم تقم بينة؛ لكنه وصف الأمر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة، زكريا ٤/٤٥٦، كراچی ٣/٢٤٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۲۹/۳۳۱۶)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۵/۲/۱۴۱۳ھ

شوہر سے جبراً طلاق کا املاء کرانا

سوال [۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نفیس ولد عبداللطیف محلہ: مفتی ٹولہ مراد آباد کا ہوں، میری شادی ہوئے عرصہ ایک سال ہوا، شگفتہ پروین بنت انوار نعیم مرحوم رفعت پورہ کے ساتھ ہوئی ہے، اس عرصہ میں میرے والد اور والدہ میری بیوی پر جنات کے اثرات کے الزام لگا کر مجھ سے الگ کرنا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے مجھ پر زور دیا جا رہا ہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دیدو ورنہ

تم گھر سے اور کاروبار سے باہر ہو جاؤ، تقریباً تین ماہ سے انہوں نے مجھے زیادہ پریشان کیا، جس کی وجہ سے میں اپنی بیوی کو اس کے میکہ میں پہنچا آیا اور میں بھی تین مہینہ سے اپنے سسرال میں ہی رہ رہا ہوں۔

آج میں اپنے لئے مکان و دوکان کے واسطے بازار میں معلوم کرنے گیا، تو میرے والد نے مجھے واجد بھائی جو کہ دوکان کے اوپر رہتے ہیں، ان سے بلوایا اور واحد بھائی کے گھر اوپر کمرے میں لے گئے اور وہاں پر میرے بھائی بھی موجود تھے اور انہوں نے کمرہ بند کر لیا اور میرے والد نے شگفتہ پروین کو طلاق دینے کو کہا میں نے ان کو جواب دیا کہ میں طلاق نہیں دوں گا، انہوں نے مجھے زور دیا کہ تو ابھی لکھ اور کاپی پینسل میرے ہاتھ میں دیدی اور کہا کہ لکھ میں نے شگفتہ پروین کو طلاق دی؛ لیکن میں نے جواب دیا کہ جو تم کہتے ہو لکھ دیتا ہوں، مگر یہ طلاق نہیں ہوگی، اس وقت تو تم نے مجھے کمرے میں بند کر لیا ہے، جو کہو لکھ دوں گا، اس کے بعد جیسے وہ بولتے گئے میں نے تحریر کر دیا، اس کے بعد میں یہ سوچ کر کہ پرچہ ابھی میری بیوی تک نہیں پہنچا ہوگا اور میں فوراً سسرال چلا گیا کہ پرچہ ان کو نہ ملے اور میں راستے میں پھاڑ کر پھینک دوں گا؛ کیونکہ مجھ سے زبردستی یہ پرچہ لکھوایا گیا تھا۔ اور نہ میں نے طلاق دینے کو کہا تھا؛ اس لئے میں اوپر والد صاحب کو یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ آپ جو چاہو لکھو، لیکن یہ طلاق نہیں ہوگی، اس بارے میں میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں نے یہ پرچہ پر تحریر لکھ دی، اپنے والد کے کہنے سے، انہوں نے کہا کہ لکھو شگفتہ پروین کو تین طلاق دیتا ہوں، پھر اس کے بعد کہا کہ لکھو میں نے تمہیں طلاق دی، میں نے ایک ایک بار لکھ دیا، پھر انہوں نے کہا تین بار لکھو، میں نے دوبار لکھ دیا، اسی طرح تین بار طلاق لکھ دی اور پھر انہوں نے کہا کہ اس کے نیچے دستخط کر دو، پھر میں نے دستخط کر دیئے، پھر انہوں نے یہ پرچہ اپنی جیب میں رکھ لیا اور چھوٹے بھائی کے ہاتھ بھیج دیا، میں ایک بار پھر حلفیہ کہتا ہوں کہ میرا طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، اور مجھ سے یہ تحریر زبردستی لکھوائی گئی ہے، میں نے طلاق

نہیں دی ہے اور نہ ہی زبان سے کہا ہے اور نہ ہی لکھتے وقت میری مراد میری بیوی تھی، صرف والد صاحب کے جملوں کو بطور املا لکھا ہے۔

المستفتی: محمد نفیس، محلہ: مفتی ٹولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے محض باپ کے دباؤ اور جبر کی بناء پر باپ کے املائی جملوں کو لکھا ہے نہ اس کی طلاق دینے کی نیت تھی اور نہ ہی بیوی کو طلاق دینے کے لئے اپنی مرضی سے کوئی جملہ لکھا ہے اور نہ زبان سے طلاق کا کوئی جملہ استعمال کیا ہے۔

نیز اس نے باپ کے املائی جملوں کو لکھنے سے پہلے یہ کہہ دیا ہے کہ نہ طلاق دوں گا اور نہ ہی طلاق اس تحریر سے ہوگی؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی، میاں بیوی آپس میں ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں؛ کیونکہ اس طرح جبر و دباؤ سے الفاظ طلاق لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ جبکہ زبان سے کوئی الفاظ استعمال نہ کیا ہو۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۵۶/۶، جدید زکریا ۷۳/۶)

إذا كتب الطلاق واستثنى باللسان، أو عكس لا يقع الطلاق الخ۔
(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الطلاق، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، زکریا قدیم ۳۷۸/۱، جدید ۴۶/۱)

وقيدنا بكونه على النطق؛ لأنه لو أكره على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب لا تطلق لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا، وفي البزازية: أكره على طلاقها، فكتب فلانة بنت فلانة طالق لم يقع .
(البحر الرائق، ۳/۳۴۶، شامی، کراچی ۳/۳۳۶)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب فلانة بنت فلانة امرأته، طالق..... ولم يعبر بلسانه لا تطلق. (تاتارخانية، کتاب الطلاق، الفصل السادس، في إيقاع الطلاق بالكتابة قدیم ۳/۳۸۰، جدید زکریا دیوبند ۴/۵۳۲،

رقم: ۶۸۴۳، ہندیہ، زکریا قدیم ۳۷۹/۱، جدید ۴۴۶/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۶۸۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۶/۱۶ھ

طلاق دے کر اور طلاق کے کلمات ادا کر کے زوجیت سے الگ کر دیا لکھوانے کا حکم

سوال [۶۵۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد تو صیف ولد محمد رفیق نے اپنی زوجہ اقبال فاطمہ کو تحریری طور پر طلاق دیدی ہے اور یہ یہ تحریر وکیل کے ذریعہ سے قانونی شکل میں لکھوا کر دی ہے اور طلاق نامہ کی نوٹو کاپی ساتھ میں منسلک ہے اور طلاق نامہ میں یہ الفاظ لکھوائے ہیں، ”طلاق دے کر اور طلاق کے کلمات ادا کر کے زوجیت سے الگ کر دیا تو مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ اس طلاق نامہ کے ذریعہ سے شرعی طور پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد تو صیف ولد محمد رفیق، محلہ سیدی سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق نامہ کے الفاظ ہمارے سامنے آچکے ہیں، ان الفاظ کے رو سے محمد تو صیف کی بیوی پر شرعی طور پر طلاق واقع ہوچکی ہے اور طلاق کے وقت سے تین ماہواری کے ذریعہ عدت گزار کر اقبال فاطمہ کو مکمل آزادی حاصل ہو جائے گی اور عدت کے بعد اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔

ثم المرسومة لا تخلو إما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد:
فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة.

(ہندیہ زکریا قدیم ۳۷۸/۱، زکریا جدید ۴۴۶/۱)

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأة علي الزوج، فأخذه الزوج،
 وختمه، وعنونه، وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه.
 (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة كراچی ۲/۳ ۲۴۷، زکریا
 دیوبند ۴/۵۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۳۶/۴/۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۴۰۱۴)



(۱۷) باب الطلاق الثلاث

ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں

سوال [۶۶۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی سے کئی بار کہا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا، ۲۳ ستمبر ۲۰۰۲ء کو ایک سانس میں کم سے کم چار پانچ مرتبہ کہا میں طلاق دیتا ہوں، اس کو سننے پر اس کی بیوی نے کہا کہ ایسے طلاق نہیں ہوتی ہے، دو چار آدمیوں کے سامنے کہو تب ہوگی، پانچ منٹ کے بعد اس کے کمرے میں جا کر کہا کہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ تمہیں طلاق دی، کمرہ میں اندھیرا تھا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ زید نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہا تمہیں طلاق دی یا ایسے ہی کہا۔

دوسری رات زید نے رجوع کیا یعنی دونوں زید و بیوی ہمبستر ہوئے اور پہلی جنوری ۲۰۰۳ء کو ان کی والدہ زید کی بیوی کو اپنے گھر لے آئیں، ایسی حالت میں زید اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے، تو زید کی بیوی کو اس کے ساتھ بھیجنا درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: انور قیوم، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق کے صحیح ہو کر واقع ہونے کے لئے دو چار آدمی یا گواہوں کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ بغیر کسی کی موجودگی میں بھی طلاق ہو جاتی ہے اور قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر طلاق دینا بھی ضروری نہیں ہے، آپس کے تکرار کے وقت میں جو طلاق دی گئی ہے وہ شرعی طور پر واقع ہو گئی ہے، جب تین مرتبہ سے زیادہ ”طلاق دیتا ہوں“ کا لفظ استعمال کیا ہے اور بیوی نے خود سنا ہے، اس سے تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہیں، پھر شوہر نے

قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر دوبارہ طلاق دی کا لفظ استعمال کیا ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں۔
 بہر صورت طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے اور ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی طلاق ہوتی ہیں۔
 حدیث شریف کی کتابوں میں بے شمار روایات اس سلسلے میں موجود ہیں؛ اس لئے امام
 ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور امت کے نزدیک تینوں طلاقیں
 طلاق مغلطہ کے طور پر واقع ہو جاتی ہیں اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو جاتی ہے اور صورت
 مذکورہ میں طلاق مغلطہ واقع ہو چکنے کے بعد میاں بیوی دونوں کا ہمبستر ہو جانا ناجائز اور حرام
 کام ہوا ہے، اس کی وجہ سے توبہ کرنا ضروری ہے، یہ مسئلہ کی ناواقفیت کی بنا پر ہوا ہے اور غلطی
 پر توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے، مگر توبہ کرنے کی وجہ سے بیوی شوہر پر
 حلال نہیں ہوگی اور اس واقعہ کو سوال نامہ کے مطابق آج کی تاریخ تک تقریباً ساڑھے تین
 مہینے ہو گئے ہیں، اگر اس ساڑھے تین مہینے کے درمیان بیوی کو تین مرتبہ ماہواری آچکی ہے،
 تو عدت بھی پوری ہو گئی ہے، کسی بھی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور اگر تین مرتبہ
 ماہواری نہیں آئی ہے، تو تین مرتبہ ماہواری مکمل ہونے تک انتظاررنا لازم ہے، اس کے بعد
 کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے، اب اس سلسلہ میں حدیث کی معتبر
 کتابوں سے کچھ حدیثیں نقل کر دیتے ہیں۔

ان عائشةؓ أخبرته أن امرأة رفاعة القرظي جاءت إلى رسول الله صلى الله
 عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله! إن رفاعة طلقني فبت طلاقي وإنني نكحت
 بعده عبد الرحمن بن الزبير القرظي وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم: لعلك تريد أن ترجعي إلى رفاعة لا حتى يذوق
 عسيلتك وتذوق عسيلته. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق

الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۱، ف: ۵۲۶۰)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتروجت فطلق، فسئل النبي صلى الله
 عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول.

(بخاري شريف ٧٩١/٢، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١، سنن النسائي، كتاب الطلاق،

باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٨٤/٢، دارالسلام رقم: ٣٤٤٠)

عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عن طلق ثلاثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا، فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف ٧٩٢/٢، رقم: ٥٠٦٦، ف: ٥٢٦٥)

وكان عبد الله إذا سئل عن ذلك قال لأحدهم أما أنت طلقت امرأتك مرة، أو مرتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرني بهذا وإن كنت طلقته ثلاثاً، فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجاً غيرك، وعصيت الله فيما أمرك من طلاق امرأتك. (مسلم شريف، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ٨٤/١، بيت الأفكار رقم: ١٤٧١)

عن ابن عمر قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائي شريف، النسخة الهندية ٨٤/٢، دارالسلام رقم: ٣٤٤٤)

ان حفص بن المغيرة طلق امرأته فاطمة بنت قيس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث تطليقات في كلمة واحدة، فأبانها منه النبي صلى الله عليه وسلم ولم يبلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم عاب ذلك عليه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ١٠/٤، رقم: ٣٨٧٧)

وكان عبد الله بن عمر إذا سئل عن ذلك، قال: أما أنت طلقت امرأتك تطليقة، أو تطليقتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرني بهذا وإن كنت طلقته ثلاثاً، فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجاً غيرك

وعصیت اللہ فیما أمرک من طلاق امرأتک۔ (سنن دارقطنی، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۸/۴، رقم: ۳۹۲۱)

ثم يقول ابن عمر أما أنت فطلقت امرأتک واحدة أو اثنتين، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمرني بهذا وأما أنت فطلقت ثلاثاً، فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجاً غيرک، وقد عصيت ربک فیما أمرک به من الطلاق۔ (سنن دارقطنی، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹/۴، رقم: ۳۹۲۴)

وإن طلق ثلاثاً بكلمة واحدة وقع الثلاث، وحرمت عليه حتى تنكح زوجاً غيره، ولا فرق بين قبل الدخول وبعده۔ روي ذلك عن ابن عباس، وأبي هريرة، وابن عمر، وعبد الله بن عمرو، وابن مسعود، وأنس، وهو قول أكثر أهل العلم من التابعين والأئمة بعدهم۔ (المغني لابن قدامة، دارالكفرک بیروت ۲۸۲/۷)

لوقال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً۔ (الأشباه والنظائر، قديم ۲۱۹، جديد ذكرها ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲/۹ م ۱۴۲۴ھ
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۹۱)

ایک مجلس کی تین طلاق تین ہیں یا ایک؟

سوال [۲۶۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تین طلاقیں بیک وقت یعنی ایک ہی مرتبہ میں تین بار کہنا ”ایک طلاق رجعی ہے“ کا محققانہ جواب اخبار میں پوری تفصیل تحریر ہے۔

جواب نمبر ۱: (از غیر ملقدین) جب تین طلاق ایک مجلس میں دی جائیں، تو قرآن شریف اور حدیث صحیح کی رو سے ایک طلاق رجعی ہوتی ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الطَّلَاقِ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ . [البقرہ: ۲۲۹]

ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہے، پھر یا تو بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، احسان کے ساتھ چھوڑ دینے کا مطلب یہ ہے کہ شوہر طلاق دینے کے بعد عدت گزار جانے دے، عدت گزار جائے گی تو عورت اپنے شوہر سے مکمل طور پر الگ اور جدا ہو جائے گی۔ اور اسے اختیار ہوگا کہ جہاں بھی جی چاہے نکاح کرے۔ اب پہلے شوہر سے سارا تعلق ختم ہو گیا، اس کو کوئی رکاوٹ نہیں، قرآن مجید کے اس حکم کے دو پہلو قابل غور ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ چونکہ شوہر کو پہلی اور دوسری مرتبہ اس بات کا موقع دیا گیا ہے کہ چاہے رجعت کر لے اور چاہے تو عدت گزار جانے دے کہ عورت جدا ہو جائے؛ اس لئے ظاہر ہے کہ دونوں رجعی طلاقیں ایک ساتھ نہیں ہونی چاہئیں اور چونکہ دوسری مرتبہ کی طلاق کے بعد شوہر کو اختیار ہے؛ اس لئے اس کے ساتھ تیسری نہیں ہونی چاہئے، یعنی شوہر کو جن تین طلاقیں کا حق حاصل ہے وہ بیک وقت نہیں دی جاسکتی ہیں؛ بلکہ ایسا کرنا شرعاً سنگین جرم ہے۔

(۲) محمد بن لبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعاً، فقام غضباً، ثم قال أيلعب بكتاب الله و أنا بين أظهرهم حتى قام رجل، وقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أقتله .

(نسائی، کتاب الطلاق الثلاث، مجموعة وما فيه من التغليظ النسخة الهنديه ۲/۸۲)

رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی نے خبر دی، یعنی ایک آدمی کے متعلق بتایا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق اکٹھا دیدی ہیں، اس پر آپ غضبناک ہو کر کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے؛ حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ یہاں تک کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟

(۲) دوسری بات قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بیک وقت ایک سے زائد یعنی دو یا تین طلاقیں دیدے، تو وہ ایک طلاق رجعی ہی ہوگی؛ کیونکہ قرآن مجید نے یہ نہیں کہا ہے: الطلاق طلاقان، طلاق رجعی و طلاق ہیں؛ بلکہ یہ کہا: الطلاق مروتان (طلاق رجعی) دو مرتبہ، دو طلاق اور دو مرتبہ طلاق میں جو فرق ہے واضح ہے۔ یعنی اگر یہ کہا جاتا کہ طلاق رجعی دو طلاق ہیں، تب تو پہلی ہی مرتبہ طلاق دینے سے طلاق رجعی کا نصاب پورا ہو جاتا؛ لیکن جب یہ کہا گیا ہے کہ طلاق رجعی دو طلاق دو مرتبہ ہے، تو پہلی مرتبہ طلاق دینے سے یہ نصاب پورا نہیں ہوگا، بلفظ دیگر شوہر جب اپنی ازدواجی زندگی میں پہلی مرتبہ طلاق دے تو چاہے ایک طلاق دے، یا ایک سے زائد اس سے بظاہر رجعت کا ہی حق ہوگا؛ کیونکہ بہر حال پہلی مرتبہ ہے، پھر اس طرح جب دوسری مرتبہ طلاق دے تو چاہے ایک دے یا ایک سے زیادہ اسے رجعت کا حق ہوگا؛ کیونکہ یہ دوسری مرتبہ طلاق ہے اور طلاق دو مرتبہ رجعی ہوتی ہے، آیت مذکورہ کے ٹھیک اسی معنی کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ بھی ہے، مسند احمد ۲۶۵/۱ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے:

طلق ركانة بن عبد يزید اخو بني مطلب امرأته ثلاثاً في مجلس واحد، فحزن عليها حزناً شديداً، قال: فسأله رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف طلقته؟ قال: طلقته ثلاثاً، قال: فقال: في مجلس واحد؟ قال: نعم! قال: فإنما تلک واحدة فارجعها إن شئت قال فرجعها. (مسند أحمد ۱/۲۶۵)

ترجمہ: رکانہ بن عبد یزید مطلبی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیں، پھر اس پر سخت غمگین ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تم نے کس طرح طلاق دی ہے، تو انہوں نے کہا کہ تین طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک ہی ہے تم چاہے تو رجعت کر لو، اس کے بعد رکانہ نے رجعت کر لی، پھر یہی فیصلہ پوری خلافت صدیقی میں اور دو برس تک عہد فاروقی میں قائم رہا۔

حدیث شریف مسلم شریف ۱/۴۷۷، پر مروی ہے یعنی نبی کریم ﷺ کے عہد میں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں دو سال تک عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تین طلاق ایک ہی تھی، یاد رہے کہ اسلام میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی حجت ہیں اور کوئی نہیں؛ اس لئے شریعت اسلامی کا ثابت شدہ مسئلہ یہی ہوا کہ اگر کسی نے ایک مجلس میں تین طلاق دیدیں، تو اس پر ایک ہی طلاق کا حکم ہوگا یعنی اسے عدت کے اندر اندر رجعت کا حق حاصل رہے گا اور اگر عدت گزر چکی اور میاں بیوی دونوں راضی ہوں، تو آپس میں نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔

المستفتی: طاہر حسین، طالب پریس، سہارنپور

جواب من جانب حضرت مفتی صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اخبار میں دیا ہوا مطلب غیر مقلدوں کے عقائد کا مرادف ہے، قرآن کریم کا مطلب ان صاحب سے زیادہ جمہور صحابہؓ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، جمہور مفسرین اور فقہائے امت زیادہ جانتے اور سمجھتے تھے، ان کا فیصلہ یہی ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں اور آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنا قطعی حرام ہے، وہ زانی و بدکار سمجھے جائیں گے، غیر مقلدوں کا سہارا لینے سے حرام عورت حلال نہیں ہو سکتی؛ چنانچہ امام المفسرین فقیہ بغداد علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں مرتان کا معنی دو کے بیان فرمایا ہے:

هذا يدل على أن معنى (مرتان) اثنان..... ولعله أليق

بالنظم..... وأوفق بسبب النزول الخ. (روح المعاني، سورة البقرة تحت تفسير

(۲) حضرت محمود ابن لبیدؓ کی حدیث کا معنی اور مطلب بالکل واضح ہے، اس میں تین طلاق ہی واقع ہوئی ہیں، اسی وجہ سے آنحضور ﷺ ناراض اور غضبناک ہوئے ہیں اور اگر ایک طلاق ہوتی تو فرمادیتے کہ رجعت کرلو؛ چنانچہ اس حدیث شریف کے تحت محدثین نے جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ کا مسلک نقل فرمایا ہے:

فِيْمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتَ طَالِقٌ ثَلَاثًا، فَقَالَ: مَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَأَحْمَدُ وَالْجُمْهُورُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ يَقَعُ ثَلَاثًا. (مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ، باب الخلع، الفصل الثالث، المطلاق الثلاث بلفظ واحد، امدادیۃ ملتان ۶/۲۹۳، بذل المجہود، شرح أبو داؤد شریف، کتاب الطلاق، باب بقیۃ نسخ الرجعة بعد التطلیقات الثلاث، مکتبہ یحییٰ سہارنپور ۳/۲۷۶، دار البشائر الإسلامیۃ بیروت ۸/۱۹۵، رقم: ۲۲۰۰)

(۳) مسند امام احمدؒ ۱/۲۶۵، میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت موجود ہے اور سنن کبریٰ بیہقی جدید ۱/۲۷۱ رقم ۵۳۶۳ میں بھی یہ روایت موجود ہے لیکن متناہیہ صحیح نہیں ہے اس میں روایت کرنے والوں کی طرف سے تصرف ہوا ہے اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت مروی ہے اور خود ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے اور ان کا فتویٰ ایک مجلس کی تین طلاق میں تین طلاق ہی کا ہے نیز حضرت رکانہؓ کے گھر والوں کو دوسروں کے مقابلہ میں اصل حقیقت زیادہ بہتر معلوم ہے اور ان کے گھر والوں میں سے کوئی بھی تین طلاق کی بات نہیں فرماتے ہیں بلکہ لفظ البتہ نقل کرتے ہیں اور ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ میں حدیث رکانہ اس طرح ہے:

عن عبد الله ابن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله! إنني طلقت امرأتي البتة، فقال: ما أردت بها؛ قلت: واحدة، قال والله! قلت: والله، قال فهو كما أردت. (سنن الترمذی، أبواب الطلاق، واللعان، باب في الرجل طلق امرأته البتة، النسخة الهندیۃ ۱/۲۲۲، دار السلام رقم: ۱۱۷۷، اسی سے ملتی جلتی حدیث سنن أبی داؤد، کتاب الطلاق، باب في البتة، النسخة الهندیۃ ۱/۳۰۰، دار السلام رقم: ۲۲۰۸،

سنن ابن ماجہ أبواب الطلاق، باب طلاق البتة، النسخة الهندية ۱۴۸، دار السلام
رقم: ۲۰۵۱، مشکوٰۃ شریف ۲/۲۸۴)

میں ہے کہ انہوں نے لفظ البتہ سے طلاق دی تھی، جس میں ایک سے تین طلاقوں
تک کی گنجائش ہے، ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک تین کی نیت ہو تو تین واقع ہوتی ہیں۔
مذکورہ حدیث میں حضرت رکانہ اللہ کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ ایک طلاق ہی کی نیت تھی۔

ترجمہ: میں نے بنی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ! بیشک میں نے اپنی
بیوی کو طلاق البتہ دیدی ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا، تو میں نے
کہا ایک طلاق کا، تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! تو میں نے کہا اللہ کی قسم! تو حضور ﷺ نے
فرمایا کہ وہ ہوگی جس کا تم نے ارادہ کیا ہے؛ لہذا حضرت رکانہؓ نے تین طلاق دی ہی نہیں؛ اس
لئے اس سے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق ثابت کرنا حدیث رسول اللہ اور صحابہ
و محدثین پر اتہام ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۲۲۲)

ایک مجلس کی تین طلاق کا حکم

سوال [۶۶۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بدتمیزی کی وجہ سے ۲۶/ اگست ۲۰۱۲ء بروز اتوار کو
ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدی ہیں، معلوم ہوا کہ زید کا طلاق دینے کا قطعی ارادہ نہ تھا؛ بلکہ
زید کی پہلی بیوی کے بچوں کے دباؤ میں یہ اقدام اٹھایا گیا اور طلاق دینے کے وقت سات
لوگ موجود تھے، تو کیا ایک مجلس کی تین طلاق تین واقع ہو گئیں یا ایک؟ اور کیا شوہر کو رجوع
کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم، گویاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور غیر مقلدین ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق کہتے ہیں، وہ اس بات پر جو روایت پیش کرتے ہیں، وہ روایت معتبر نہیں ہے، اور معتبر روایت میں حضور ﷺ نے ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی شمار فرمایا ہے اور ائمہ اربعہ اور جمہور امت کا اتفاق اس پر ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں، شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا ہے، ہاں البتہ شرعی حلالہ کے بعد باضابطہ نکاح کی گنجائش ہو جاتی ہے اور بغیر حلالہ شرعیہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے۔

حدیث شریف اور فقہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

عن سهل بن سعد^{رض} في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابو داؤد شریف، کتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۳۰، رقم: ۲۲۵۰)

عن عائشة^{رض}، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ أتحل للأول؟ قال لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شریف، کتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۱)

عن أنس^{رض}، قال كان عمر إذا أتى برجل قد طلق امرأته ثلاثاً، في مجلس أوجعه ضرباً وفرق بينهما. (مصنف ابن أبي شيبة، مؤسسة علوم القرآن بيروت ۹/۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۹)

عن واقع بن سحبان فإن سئل عمران بن حصين عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس قال أثم بربّه وحرمت عليه امرأته الحديث (مصنف ابن أبي شيبة جديد ۹/۵۱۹، رقم ۱۸۰۸۷)

والبدعي ثلاث متفرقة، وكذا بكلمة واحدة بالأولى..... وذهب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق الدور، كراچی ۳/۲۳۲، زکریا ۴/۴۳۴)

فالكتاب و السنة، وإجماع السلف توجب إيقاع الثلاث معاً، وإن كانت معصية. (احکام القرآن، سورة البقرة، باب ذكر الحجاج لا يقع الطلاق الثلاث معاً، سهيل اكيدي لاهور پاکستان ۱/۳۸۸، زکریا دیوبند ۱/۴۶۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، وكذا في الهداية، اشرفي دیوبند ۳/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

۲۵/۱۱/۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۰۸۶۰)

ایک مجلس کی تین طلاق کا ثبوت حدیث شریف سے

سوال [۶۱۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر مقلدوں کا کہنا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاق واقع نہیں ہوتیں، اگر واقع ہو جاتی ہیں تو صرف قرآن پاک یا حدیث شریف سے ثابت فرمائیں؟

المستفتی: زبیر عالم، تجویدی، قصبہ: ڈڑھیال، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ کہنا سائل کے مغالطہ پر محمول ہے کہ غیر مقلدین کے یہاں ایک ساتھ تین طلاق واقع نہیں ہوتی ہیں؛ اس لئے کہ اس صورت میں ان کے یہاں بھی ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے، اختلاف اس میں ہے کہ ایک ساتھ یا ایک

مجلس میں دی گئی تیں طلاقیں تین ہی طلاق ہوتی ہیں یا ایک؟ تو غیر مقلدین ایک مانتے ہیں، جس کو ثابت کرنے کے لئے انہیں بڑی تاویلات و پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں اور ہم اہل السنۃ والجماعت مختلف صحیح احادیث کے ذریعہ سے ایک مجلس کی تین طلاق قول رسول اور قول صحابہ سے تین ثابت کرتے ہیں؛ اس کے لئے حدیث حسب ذیل ہیں۔

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من قال لامرأته أنت علي حرام، النسخة الهندية ۷۹۲/۲، رقم: ۵۰۶۶، ف: ۵۲۶۴، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ۴۷۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۷۱)

عن عامر الشعبي، قال: قلت لفاطمة بنت قيس حدثيني عن طلاقك، قالت: طلقني زوجي ثلاثاً، وهو خارج إلي اليمن فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابن ماجه، أبواب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد، النسخة الهندية ۱۴۵-۱۴۶، دارالسلام رقم: ۲۰۲۴)

عن داؤد بن عباد بن الصامت قال طلق جدی امرأة له ألف تطليقة فانطلق أبي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال النبي صلى الله عليه وسلم اما اتقي الله جدك أمّا ثلاثاً فله وأما تسعمائة وسبعة وتسعون فعدوا إن وظلم إن شاء الله عذبه وإن شاء غفر له. (مصنف عبدالرزاق، المجلس العلمي بيروت ۳۹۳/۶ رقم ۱۱۳۳۹ فقط والله سبحانه وتعالى أعلم)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳ھ/۱۱/۱۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۲۹۸)

ایک مجلس کی تین طلاق کا حکم

سوال [۶۶۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نکاح ذوالفقار حسین کے ساتھ ۱۹۹۵ء میں ہوا تھا، اس کے کچھ عرصہ کے بعد اچانک مجھے اسٹامپ پیپر پر بذریعہ ڈاک طلاق نامہ موصول ہوا، جو انگریزی میں تھا، جس میں یہ لکھا تھا ”میں تمہیں تین طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق“ اور اب ہم دونوں شوہر بیوی نہیں رہے اور ایک لاکھ مہر کا چیک تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اور اس طلاق نامہ میں ذوالفقار حسین اور دیگر دو لوگوں کے دستخط تھے، اس واقعہ کے تقریباً نو ماہ کے بعد ذوالفقار حسین نے میرے پاس فون کرنا شروع کر دیا اور کہیں سے ایک فتویٰ حاصل کر لیا، جس میں یہ لکھا تھا ایک ساتھ دی گئیں تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی ہیں؛ لہذا ہم اور تم بغیر حلالہ کئے ہوئے دوسرا نکاح نئے مہر کے ساتھ کر لیتے ہیں؛ چنانچہ ہمارا دوسرا نکاح ہو گیا، اس کے تقریباً ایک ڈیڑھ سال بعد میرے ایک بچی پیدا ہوئی، جو اس وقت ساڑھے دس سال کی ہو چکی ہے۔

اب دو سال سے میرے شوہر میرے ساتھ بہت ہی ظلم کر رہے ہیں، ان کا ایک، گجراتی لڑکی سے پیار چل رہا ہے، جس کے ساتھ کبھی کبھی وہ ہوٹل میں راتیں بھی گزارتے ہیں اور گھنٹوں فون پر باتیں کرتے رہتے ہیں اور فحش فلمیں دیکھتے رہتے ہیں، منع کرنے پر زد و کوب کرتے ہیں، ان کی چال چلن بہت ہی خراب ہے، جس کا برا اثر میری لڑکی پر بھی پڑ سکتا ہے، میں پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ:

- (۱) کیا ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہیں یا پھر تین؟
- (۲) مذکورہ صورت میں بغیر حلالہ کئے ہوئے، دوسرا نکاح صحیح ہے یا غلط؟
- (۳) نکاح ثانی کے بعد پیدا ہونے والی بچی پر حق کس کا ہے؟

کیا ایسے بدچلن شخص کے پاس لڑکی کو چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتیة: انوپما، دو بے خان، ۴۹ رگل مہرانکلیب، بنس آباد روڈ، آگرہ
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاق تین ہی ہوتی ہیں، چاروں اماموں اور امت کا اس پر اتفاق ہے، بعض گمراہ فرقہ اس کو ایک طلاق مانتا ہے، جو فتویٰ ایک طلاق کا لیا گیا ہے، وہ غلط ہے، اس پر عمل کرنا جائز نہیں اور بعد میں بلا حلالہ جو نکاح کیا گیا ہے، وہ نکاح نہیں ہوا اور اس نکاح کے ذریعہ سے آپ دونوں میاں بیوی نہیں ہیں۔ اور اس نکاح کے بعد جو بچی پیدا ہوئی ہے، وہ اس لئے ثابت النسب ہے کہ دونوں کے درمیان میں جو ہمبستری ہوئی ہے، وہ اس غلط فتویٰ کو صحیح سمجھنے کی وجہ سے ہوئی ہے، ایسی ہمبستری کو طی بالشبہ کہا جاتا ہے، اس سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ ثابت النسب کہلاتا ہے حرام کا نہیں اور بچی کے بالغ ہونے تک ماں کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہے اور بالغ ہونے کے بعد باپ کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہے۔ اور باپ ہی خرچ کر کے اس کی شادی وغیرہ کرے گا۔

عن سهل بن سعد في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاثا تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان ما صنع عند النبي صلى الله عليه وسلم سنة. (ابو داؤد شریف، کتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۳۰۶، دار السلام رقم: ۲۲۵۰ اذا قال لامرأته

انت طالق، طالق، طالق، فطلقت ثلاثا الاشباه قديم ص ۲۱۹ جديد زكريا ص ۳۷۶)

عن نافع عن بن عمر^{رض}، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المطلقة ثلاثاً لاتحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق

من عسيلته. (طبراني كبير، دار أحياء التراث العربي بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

فإن المطلقة الثلاث يثبت النسب منها؛ لأنه وطئ في شبهة

العقد، فيكفي ذلك لإثبات النسب. (فتح القدير، بيروت ۵/ ۲۵۱،

کوئٹہ ۵/ ۳۴، زکریا ۵/ ۲۳۹)

والأم والجدّة لأب، أو لأم أحق بها بالصغيرة حتى تحيض أي تبلغ

في ظاهر الرواية. (شامی، زکریا ۵/ ۲۶۸، کراچی ۳/ ۵۶۶)

ونفقة الإناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوجن إذا لم يكن لهنّ مال .

(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۶۳۵، جدید ۱/ ۶۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ

۲۲/ ۶/ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۲۹۷۰۷)

چاروں ائمہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہیں

سوال [۶۲۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے نومبر ۱۹۷۷ء میں اپنے مکان میں ٹیلیوژن لگانے کا ارادہ کیا، اس پر زید کی والدہ صاحبہ نے ٹیلی ویژن لگانے کی مخالفت کی، اس بات نے طول پکڑ لیا، زید نے غصہ کی شدت میں اپنے گھر کا سامان برتن وغیرہ الماری سے نکال کر صحن میں پھینکا شروع کر دیا، اس درمیان زید کی بیوی نے زید کو سامان وغیرہ پھینکنے سے منع کیا اور کہا کہ یہ کیا کرتے ہو، زید غصہ میں اپنے ہوش و حواس کھو چکا تھا، اسی حالت میں زید نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا اور کہا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ، موقع واردات کے وقت زید کی والدہ صاحبہ گھر سے کہیں چلی گئیں، زید اور ان کے والد، والدہ صاحبہ اوپر نیچے ایک ہی مکان میں رہتے ہیں اور ان کا کھانا پینا بھی ایک دوسرے سے الگ ہے، والدہ صاحبہ کے گھر سے چلے جانے کے پندرہ منٹ کے بعد زید کی نانی صاحبہ گھر تشریف لائیں اور انہوں نے زید کو سمجھانے کی کوشش کی؛ لیکن زید سمجھانے پر مزید بھڑک اٹھا اور اس نے نانی صاحبہ کی موجودگی

ہی میں متعدد بار بیوی کے لئے لفظ طلاق کو دہرایا اور کہا کہ بیوی کو اس کے میکے پہونچا دو یا اس کے میکے والوں کو مطلع کر دو، مگر زید کی بات ان سنی کرتے ہوئے نہ تو بیوی کو میکے پہونچایا اور نہ بیوی کے میکے والوں کو خبر دی، اور نہ ہی خود بیوی گھر سے گئی، نہ اپنے میکے والوں کو خبردار کیا، اس کے بعد زید کے نانا صاحب نے اخبار الجمعۃ کی ایک کٹنگ لا کر زید کو دکھائی، جس میں ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں احمد آباد میں علمائے حضرات کا ایک اجلاس طلاق کے مسئلہ پر بحث و مباحثہ کے لئے منعقد ہوا تھا، اس میں امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق طلاق نہیں ہوئی اور امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق ہوگئی، اس پر زید نے جو امام ابوحنیفہؒ کے ماننے والوں سے ہے اپنے نانا سے کہا کہ طلاق ہوگئی نانا صاحب نے جواب دیا کہ چاروں امام برحق ہیں اور ہم چاروں اماموں کو مانتے ہیں، نانا صاحب نے پھر بھی کسی مفتی صاحب سے رجوع کیا اور زید کو بتایا کہ میں نے ساری معلومات کر لی ہیں، ”طلاق نہیں ہوئی“ اس کے بعد زید اور اس کی بیوی بحیثیت زن و شوہر آج تک رہ رہے ہیں، اس واقعہ سے قبل زید کے دو بچے موجود تھے اور زید کی بیوی حاملہ تھی، اس واردات کے بعد ۱۹۸۱ء میں ایک بچہ پیدا ہو چکا ہے، اس کے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے، زید کے نانا صاحب اور نانی صاحبہ دونوں انتقال فرما چکے۔ ان تمام حالات کی روشنی میں شرعی احکام سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک مجلس میں تین یا تین سے زائد بار طلاق

دینے سے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے نزدیک طلاق مغلطہ واقع ہو جاتی ہے، جس شخص نے یہ کہا کہ امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق طلاق نہیں ہوتی ہے، اس کی بات غلط ہے چاہے وہ اخبار میں آیا ہو یا کسی رسالہ میں وہ بات صحیح نہیں ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں زید کے لئے مطلقہ بیوی کو اپنے پاس بیوی بنا کر کسی بھی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

وقد اختلف العلماء فيمن قال لا امرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي، ومالك، وأبو حنيفة، وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع، وقال طاؤس وبعض أهل الظاهر لا يقع بذلك إلا واحدة.

(شرح المسلم للنووي، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ۱/ ۴۷۸، مرقاة شرح مشکوٰۃ، باب الخلع، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امداديه ملتان ۶/ ۲۹۳، بذل المجهود، شرح أبو داؤد، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التلطيلات الثلاث، مكتبه يحى سهارنپور ۳/ ۲۶۷، دارالبشائر الإسلامية بيروت ۸/ ۹۵، تحت الرقم: ۲۲۰، فتح الباري، كتاب الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث، دارالريان للتراث بيروت ۹/ ۲۷۸، اشرفية ديوبند علاء السنن، باب إيقاع الثلاث، مجموعة معصية، كراچی ۱۱/ ۱۸۰، دارالكتب العلمية بيروت ۱۱/ ۱۹۹، شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق الدور، كراچی ۳/ ۲۳۲، زكريا ۴/ ۴۳۴، طحطاوي على الدر المختار، كوئٹہ ۲/ ۱۰۵، تبیین الحقائق، امداديه ملتان ۲/ ۱۹۱، زكريا ديوبند ۳/ ۲۶، ہندیہ، زكريا قديم ۱/ ۳۵۵، جديد ۱/ ۴۲۳، فتح القدیر دارالفکر بيروت ۴/ ۵۵، كوئٹہ ۳/ ۳۹۲، زكريا ديوبند ۴/ ۳۹۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۳۳/۵۷۷)

ایک مجلس کی تین طلاق تین ہیں ایک نہیں

سوال [۶۶۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نفیس احمد بن صابر حسین ساکن محلہ فتح اللہ گنج قصبہ ٹھاکر دوارہ، ضلع: مراد آباد نے اپنی بیوی ایسہ بنت رفیق احمد ساکن محلہ فتح اللہ گنج ٹھاکر دوارہ، ضلع: مراد آباد کو بتاریخ یکم ستمبر ۲۰۰۴ء بروز بدھ آپسی نزاع پر ایک ہی مجلس میں تین بار لفظ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، کہہ دیا ہے۔ اب اس پر نادم ہوں، قرآن وحدیث میں رجوع کی کوئی گنجائش ہو

تو مسئلہ صادر فرمائیں؛ جبکہ ایک غیر مقلد عالم نے ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور غیر مقلد عالم کا فتویٰ سوال کے ساتھ منسلک ہے۔

المستفتی: رفیق احمد، فتح اللہ گنج، ٹھاکر دوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، تو تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اور بیوی شوہر پر حرام ہو گئی ہے، بغیر شرعی حلالہ کے ان کا آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور قطعی حرام ہے، دونوں زانی اور بدکار سمجھے جائیں گے، مذہب کے خلاف غیر مقلد کا سہارا لینے سے حرام شدہ عورت حلال نہیں ہو سکتی غیر مقلد مولوی کا یہ سمجھنا کہ تین طلاق ایک ساتھ دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے قطعاً غلط اور گمراہ کن ہے، قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ علماء سلف و فقہاء و مشائخ اور ائمہ مسلمین حضرت امام اعظمؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ وغیرہم بزرگان دین کے متفقہ فیصلہ کے خلاف ہے، صورت مسئلہ میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔

قرآن شریف میں ہے کہ:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَاِذَا مَسَاكُ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ: اٰی اثنتان.

[سورة البقر: ۲۲۹]

جس طلاق کے بعد رجوع کر سکتے ہیں وہ وہی طلاق ہیں یعنی ایک سے دو تک رجوع جائز ہے۔

الطلاق التطلق الذي يراجع بعده مرتان: اٰی اثنتان. (تفسیر جلالین ۳۳)

آگے تیسری طلاق کے متعلق ہے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثَةِ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

پھر اگر مرد عورت کو دو طلاق کے بعد تیسری طلاق دیدے، تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں رہے گی، یہاں تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کر لے۔ (تفسیر جلالین شریف: ۳۳)

اور احکام القرآن میں ہے۔

والكتاب والسنة وإجماع السلف الصالحين توجب إيقاع الثلاث معاً، وإن كانت معصية.

قرآن شریف و سنت اور اجماع سلف صالحین کا فیصلہ یہی ہے کہ یک بارگی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، اگرچہ یکبارگی تین طلاقیں دینا معصیت ہے۔ (مستفاد: احکام القرآن للجصاص، باب ذکر الحجاج لا یقاع الطلاق الثلاث معاً۔ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۳۸۸، زکریا دیوبند ۱/۴۶۹)

اسی طرح علامہ نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

فقال الشافعي، ومالك، وأبو حنيفة، وأحمد، وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع الثلاث.

یعنی ائمہ اربعہ اور جمہور علماء سلف و خلف سب قائل ہیں کہ تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ (شرح مسلم شریف، کتاب الطلاق، باب الطلاق الثلاث ۱/۴۷۸)

امام بخاریؒ کے نزدیک بھی بیک وقت ایک مجلس کی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، اس کے لئے آپ نے ایک باب باندھا ہے۔ باب من أجاز طلاق الثلاث اس کے تحت احادیث لائے ہیں، منجملہ ان کے ایک حدیث یہ ہے کہ

عن عائشة رضي الله عنها أنها سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۱، ف: ۵۲۶۰، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره، النسخة الهندية ۱/۴۶۳، بيت الأفكار رقم: ۱۴۳۳)

یعنی ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں، پھر اس عورت نے دوسرے شوہر

سے نکاح کیا، اس دوسرے نے صحبت کئے بغیر طلاق دیدی، آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ پہلے خاوند کے لئے یہ حلال ہوئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک دوسرا شوہر صحبت نہ کر لے پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔

مزید تفصیل بخاری ۹۲۲، مسلم شریف ۶۱۴۷، ابوداؤد شریف ۳۰۶۱ پر بھی موجود ہے اور مسئلہ فتویٰ میں جو حدیث نقل کی گئی ہے خود اس کے خلاف حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ موجود ہے۔ عن مجاہد قال: كنت عند ابن عباسؓ، فجاء رجل، فقال: إنه طلق امرأته ثلاثاً، فسكت حتى ظننت أنه رادها إليه، ثم قال: ينطلق أحدكم فيركب الحموقه، ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس وإن الله قال: ومن يتق الله يجعل له مخرجاً وإنك لم تتق الله فلا أجدلک مخرجاً، عصيت ربك وبانت منك امرأتك. (سنن ابی داؤد، طلاق، باب بقیة بعد نسخ المراجعة التطبيقات الثلاث، النسخة الهندية ۱/۲۹۹، دارالسلام رقم ۲۱۹۷ مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمی بیروت ۶/۳۳۴، رقم:)

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا فتویٰ ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔ نیز حضرت عائشہؓ کا بھی یہ فتویٰ ہے۔ اور حضرت ام سلمہؓ کا بھی یہی فرمان ہے کہ تین طلاقیں دیدینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ (مصنف بن ابی شیبہ ۲۲/۵)

اور اہل حرین کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ دینے سے واقع ہو جاتی ہیں، اور جو غیر مقلدین نے حدیث مسلم شریف کے حوالہ سے پیش کی ہے، اس کو سنداً و متناً مضطرب قرار دیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۵/۳۶۷)

اہل حرین کا فتویٰ مکمل احسن الفتاویٰ کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۸۶۸)

ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے بعد غیر مقلد کے فتویٰ پر عمل کرنا

سوال [۶۶۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی شکیل احمد نے اپنی بیوی کو تین سے زائد مرتبہ ایک مجلس میں طلاق دیدی ہے اور ایک اہل حدیث کے فتویٰ کے مطابق ”کہ ایک مجلس کی کئی طلاقیں ایک ہی ہوتی ہے، پر عمل کرنا چاہتا ہے، تو کیا ہم اس کے ساتھ قطع تعلق کر لیں یا میل ملاپ رکھیں، شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کے لئے اہل حدیث کے فتویٰ پر عمل کرنا جائز ہے یا بیوی حرام ہو چکی ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: حبیب احمد، سیفی، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، طلاق مغلطہ واقع ہو جانے کی وجہ سے بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو جاتی ہے، پھر اس کو رکھنا حرام کاری اور بدکاری ہے، جو لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ درحقیقت غیر مقلد اور آزاد خیال کے ہیں، ان کا فتویٰ صحیح نہیں ہے، ان کے فتویٰ پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، شکیل کی بیوی پر طلاق مغلطہ ہونے کی وجہ سے وہ شکیل پر قطعاً حرام ہو چکی ہے، بغیر حلالہ شرعی کے اس کو بیوی بنا کر رکھنا سخت گناہ اور عذاب الہی کا خطرہ ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

ائمہ متوہین ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور جمہور امت کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہو جاتی ہیں۔

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي، ومالك، وأبو حنيفة، وأحمد، وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع. وقال طائوس وبعض أهل الظاهر: لا يقع بذ لك إلا واحدة. (شرح السلم للنوري، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ۱/۴۷۸، مرقاة شرح مشکوٰۃ، باب الخلع، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امداديه ملتان ۶/۲۹۳، بذل المجهود، شرح أبوداؤد، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطلقات الثلاث، مكتبه يحيى سهارنيور ۳/۲۶۷، دار البشائر الإسلامية بيروت ۸/۹۵، تحت الرقم: ۲۲۰۰)

اور غیر مقلدین کا دلیل میں یہ پیش کرنا کہ مصر، سوڈان، اردن، شام، مراکش، عراق، پاکستان نے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق ماننے کا قانون بنایا ہے یہ محض ڈھونگ ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ۱۹۸۹ء میں مستفیض الحسن کے حوالہ سے ایک اشتہار شائع کیا تھا، اور اشتہار میں بہت سے علماء دیوبند مسلک حنفی کے مفتیان کرام کے نام ہیں اور ان ملکوں کی تاریخیں بھی اس طریقہ سے ہیں، جس طریقہ سے سوال نامہ میں ہے، یہ اشتہار غیر معتبر ہے اور غیر ذمہ دارانہ ہے؛ اس لئے اس اشتہار کے حوالہ سے ان ملکوں کا یہ قانون بتلانا اعتماد کے قابل نہیں ہے، یہ اشتہار ہمارے پاس بھی آچکا ہے، اگر شکیل احمد تین طلاق والی عورت کو ایسے ہی رکھتا ہے اور کسی کی نہیں سنتا ہے، تو رشتہ دار کنبہ والے اس کے ساتھ حقہ پانی بند کر دیں۔

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ. [سورہ ہود: ۱۱۳]

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. [مائدہ: ۲] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

۱۴۲۴/۲/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۶/۱۵۹۷)

غیر مقلد کے فتویٰ سے مطلقہ ثلاثہ حلال نہ ہوگی

سوال [۶۶۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنے بیوی کو ۹ ماہ قبل تین طلاق دیدی تھیں، اس کے بعد میرے سرسرایوں نے اہل حدیث سے فتویٰ لا کر میرے پاس بیوی کو زبردستی چھوڑ دیا، بیوی میرے پاس ہی رہ رہی ہے۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ اس کا میرے ساتھ رہنا شرعاً کیسا ہے؟ طلاق ہوگئی تھی یا نہیں؟ اب اسے ساتھ رکھنے کی کوئی شکل ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ناصر، محلہ: کوہ نور تیراہہ، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق مغلطہ دیدیں، تو آپ پر آپ کی بیوی قطعی طور سے حرام ہوگئی۔ اب بیوی کو بغیر حلالہ شرعیہ کے اپنے ساتھ رکھنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں اور ساتھ رہنا حرام کاری اور بدکاری ہے اور غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں وہ اہل حدیث نہیں؛ بلکہ اہل ہویٰ ہیں، جو حدیث ان کی مرضی کے موافق ہو اس کو لیتے ہیں اور جو ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں، آپ کا جو معاملہ ہے اس میں طلاق کا وقوع صریح حدیث سے ثابت ہے؛ اس لئے فوری طور پر آپ اپنی بیوی کو الگ کر دیں، جب تک حلالہ شرعیہ نہ ہو اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]

عن سهل بن سعد، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (أبو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/ ۳۰، دارالسلام رقم: ۲۲۵،

بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ١/٢، ٧٩١،
رقم: ٥٠٦٠، ف: ٥٢٥٩، مسلم شريف، كتاب اللعان، النسخة الهندية ١/١، ٤٨٩،
بيت الأفكار، رقم: ١٤٩٢، نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب الرخصة في ذلك،
النسخة الهندية ٢/٨٣، دارالسلام رقم: ٣٤٣١

**قال الليث عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عن طلق ثلاثاً قال: لو طلقت
مرة أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثاً
حرمت حتى تنكح زوجاً غيره.** (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز
الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ٢/٧٩٢، رقم: ٥٠٦٥، ف: ٥٢٦٤، مسلم شريف، كتاب الطلاق،
باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ١/٤٧٦، بيت الأفكار رقم: ١٤٧١)

**عن عائشة أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، ف تزوجت زوجاً فطلقها قبل
أن يمسه، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا، حتى
يذوق عسيلتها كما ذاق الأول.** (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب إحلال
المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤١)

**عن عائشة أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، ف تزوجت فطلق، فسئل النبي
صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق
الأول.** (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية
٢/٧٩، رقم: ٥٠٦٢، ف: ٥٢٦١)

**عن ابن عمر قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق
امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل فيغلق الباب ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها،
قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر.** (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب إحلال
المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ٢/٨٤، دارالسلام رقم: ٣٤٤٤، فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

كتبه: شبير احمد قاسمي عفا الله عنه

٢٦ ربيع الثاني ١٤٣٥ هـ

(فتوى نمبر: الف ٨٠/١١٥٠)

حنفی مذہب ہونے کی حالت میں تین طلاق دے کر غیر مقلدیت کو اپنانا

سوال [۶۶۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حنفی المذہب شخص نے حنفی ہونے کی حالت میں اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں، مفتیان احناف نے قرآن و حدیث کے فیصلہ کے مطابق اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دیدیا تاکہ اس کی بیوی کسی دوسرے مرد سے شادی کرنے کے بعد مطلقہ یا بیوہ ہو کر عدت نہ گزارے، یہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی، اس کے بعد اس حنفی شخص نے خواہش نفس کے تابع ہو کر غیر مقلد علماء سے فتویٰ لیا، جنہوں نے ان تینوں طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دے کر بیوی کو ویسے ہی رکھ لینے کا فتویٰ دیدیا، اور اس فتویٰ کے ساتھ ہی اس حنفی نے اپنے غیر مقلد ہو جانے کا اعلان کر دیا۔ اب تحقیق طلب مسائل یہ ہیں:

(۱) یہ حنفی شخص جس نے تین طلاقیں دی تھیں اور جو اس طرح طلاق دینے کے بعد غیر مقلد بن گیا، اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر بیوی اس پر حرام ہو جائے گی یا غیر مقلدین کے بقول ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور بیوی پہلے کی طرح حلال رہے گی؟

(۲) اگر اس کی عورت پر تین طلاقیں واقع ہو کر بیوی حرام ہوگئی اور یہ شخص بدستور اس عورت کو ایسے ہی اپنی بیوی بنائے ہوئے ہے، تو ایسے شخص کا ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

(۳) اہل بستی محلہ دار اور اس کے رشتہ داروں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟ یعنی اس کے ساتھ پہلے کی طرح تعلقات رکھیں یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ شادی بیاہ وغیرہ کے تعلقات رکھنے چاہئے یا نہیں؟

(۴) تین طلاقیں اور غیر مقلد ہو جانے کے بعد ایسے میاں بیوی سے جو اولاد پیدا ہو، وہ حرامی کہلائے گی یا حلالی؟ اور ایسی اولاد کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) حنفی شخص نے حنفیت کی حالت میں اپنی بیوی کو جو تین طلاقیں دی ہیں، وہ تین رہیں گی اس کے غیر مقلد بن جانے کی وجہ سے تین طلاق اور طلاق مغلطہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا، اس شخص کے لئے اس عورت کو بیوی بنا کر رکھنا حرام اور زنا کاری ہے اور عذاب آخرت کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں بھی طرح طرح کے وبال سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱۹۹/۵، فتاویٰ دارالعلوم ۳۰۳/۳)

وذهب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، دارالفکر بیروت ۴/۶۹، کوئٹہ ۳/۳۳۰، زکریا ۳/۵۱، شامی، کراچی ۳/۲۳۲، زکریا ۴/۴۳۴)

(۲/۳/۲) تین طلاقیں دینے کے بعد جو شخص بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے، وہ زنا کار ہے اور غضب الہی کا سخت خطرہ ہے، اگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے محلہ والوں کو اس سے قطع تعلق کر لینا چاہئے اور اس حالت میں جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۴/۹۸۸)

ومفاده أنه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بلا نكاح عالماً بحرمتها لا تجب عدة أخرى؛ لأنه زناً. (شامی، باب العدة، مطلب في وطء المعتدة بشبهة، زکریا ۵/۲۰۰، کراچی ۳/۵۱۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۹۲۰)

کیا علماء احناف نے ایک مجلس کی تین طلاق میں غیر مقلدین کے مسلک پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے؟

سوال [الف: ۲۶۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ یا اس سے بھی

زیادہ مرتبہ ایک ہی ساتھ یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، پوچھنا یہ ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے یا مغلطہ، رجوع کر سکتے ہیں یا حلالہ ضروری ہے؟ اور حلالہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

صورت مذکورہ میں مسلک احناف کے مطابق تین طلاق مغلطہ واقع ہو جاتی ہیں؛ لیکن مسلک اہل حدیث کے مطابق یہ صورت طلاق رجعی کی ہے جیسا کہ مولانا اخلاف حسین صاحب نے تحریر کیا ہے۔

مسلم معاشرہ آج جن بدترین حالات سے گزر رہا ہے اس کے پیش نظر خاندان کو اتری سے بچانا ایک اہم قومی اور دینی ضرورت بن گیا ہے اور علماء احناف نے مسلم خاندان کو بربادی سے بچانے کے لئے مسلک اہل حدیث پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، مندرجہ مذکورہ واقعہ میں خاندان کے بزرگ، شوہر کو بٹھا کر اس سے توبہ کرائیں اور رجوع کرا دیں، آئندہ اگر اس نے ایسی نالائقانہ حرکت کی تو پھر گھر کی بربادی کو بچانا مشکل ہوگا۔

المستفتی: ممتاز احمد، منگل کھڑا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک مجلس کی تین طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک تین طلاق ہوتی ہیں، بعض لوگ مسلک اہل حدیث کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اہل حدیث جو درحقیقت غیر مقلدین ہیں، ان کا کوئی مسلک ہی نہیں ہے، مسلک اور مذہب ہونے کے لئے کسی نہ کسی امام کی اقتداء لازم ہے اور کا کوئی باضابطہ قانون شرعی اور فقہ ہونا بھی لازم ہے، وہ کون سی کتاب ہے، جس میں ان کا مسلک لکھا ہوا ہو، چاروں اماموں نے قرآن وحدیث سے استنباط کر کے فقہ کو مرتب کیا ہے، غیر مقلدین کے یہاں ایسا کچھ نہیں ہے، ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے درجے میں ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جیسا کہ ان ائمہ کرام نے قرآن وحدیث سے براہ راست

مسائل کا استنباط کیا ہے، غیر مقلدین میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اس لائق ثابت کرتا ہے؛ اس لئے گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے، مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب کا فتویٰ بھی دیکھنے کو ملا، جو نہایت آزادانہ ہے اور جو بات پیش کی ہے اس کا کوئی حوالہ نہیں ہے، مولانا اخلاق حسین صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ علماء احناف نے مسلک اہل حدیث پر عمل کرنے کی اجازت دیدی ہے یہ نہایت غیر ذمہ دارانہ اور بے ثبوت بات ہے؛ اس لئے کہ علماء احناف نے غیر مقلدین کے مسلک پر عمل کرنے کے لئے کہیں نہیں لکھا، ہاں البتہ مجبوری کی حالت میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کا مسلک اختیار کرنے کی گنجائش دی ہے اور ایک مجلس کی تین طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک تین ہی طلاق ہوتی ہیں۔

اب اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے جو مذکورہ سوال میں لکھا ہے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ یا اس سے زیادہ ایک ساتھ تجھے طلاق دی کے الفاظ استعمال کیے ہیں، اس سے طلاق مغلطہ واقع ہوگئی ہے۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے، آئندہ بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، مجمع الأنهر، دار الکب العلمیۃ، بیروت ۸۸/۲، تاتارخانیۃ، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۳۶۰)

ایک مجلس کی تین طلاق کا تحقیقی جائزہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَّا بَعْدُ!

ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہونے کے بارے میں غیر مقلدین کی طرف سے مسلسل پروپیگنڈہ جاری ہے اور خالی الذہن مسلمانوں کو طرح طرح کے انداز سے شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اور بہت سے خالی الذہن مسلمان نوجوان ان کی باتوں میں آ جاتے ہیں اور پھر گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور ذکر ناسک بھی اپنے چینل کے ذریعہ سے سینکڑوں مسلمانوں کو ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد بیوی کو اپنے پاس رکھنے کا فتویٰ جاری کرتا ہے اور اس کے فتویٰ کی وجہ سے سینکڑوں مسلمان حرام کاری اور بدکاری میں مبتلا ہیں؛ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ احادیث شریفہ کے ذریعہ سے اس مسئلے کو واضح کر دیا جائے تاکہ مسلمان گمراہی اور معصیت سے محفوظ ہو جائیں اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں، اس سلسلے میں حضرت سید الکونین علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث وارشادات اور صحابہ کرام کے فتاویٰ اور روایات مدلل طور پر یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ اور ان روایات اور احادیث کے سامنے آ جانے کے بعد کسی بھی مؤمن کو ایک مجلس کی تین طلاق کو تین طلاق ماننے میں تردد اور شبہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، اور آخر میں حدیث رکانہ کی حقیقت بھی آپ کے سامنے واضح کر دی جائے گی، جس کے غلط پہلو کو لے کر کچھ آزاد خیال چالاک قسم کے لوگ مسلمانوں کو معصیت میں مبتلا کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ نیز تین طلاق کے بعد بغیر شرعی حلالہ کے عورت کو اپنے پاس رکھنا قطعی طور پر حرام اور ناجائز ہے۔ اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد اس سے ہمبستری

کے بعد ہی طلاق ہو جانے پر عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے اس کے بغیر نہیں، اس بارے میں بھی صحیح روایات اور احادیث ہم آپ کے سامنے پیش کریں گے۔

اب علی الترتیب روایات ملاحظہ فرمائیے:

ابوداؤد شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ حضرت عویمر عملائیؓ نے اپنی بیوی کو حضور ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیدیں اور حضور ﷺ نے اس کو تین ہی نافذ فرمادیا اس حدیث شریف میں واضح طور پر موجود ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں کو حضور ﷺ نے تین ہی ثابت فرمایا۔

حدیث شریف کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (سنن أبي داؤد، کتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۳۰۶/۱، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰، ۳۰۵/۱، رقم: ۲۲۴۵، صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۰، ف: ۵۲۵۹، صحيح مسلم، كتاب اللعان، النسخة الهندية ۴۸۹/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۹۲، سنن نسائي، كتاب الطلاق، باب الرخصة في ذلك، النسخة الهندية ۸۳/۲، دارالسلام رقم: ۳۴۳۱)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث شریف میں موجود ہے فرماتے ہیں: پس انہوں نے اپنی بیوی کو حضور ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دے دیں، تو حضور ﷺ نے اس پر تین طلاق کا حکم نافذ فرمادیا۔

حضرت حسن بن علیؓ کی روایت اور واقعہ

”سنن کبریٰ بیہقی“ میں حضرت حسن بن علیؓ کی بیوی سے متعلق ایک مفصل حدیث شریف سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔ اور یہ حدیث شریف ”باب المتمعہ“ کے تحت میں بھی مفصل موجود ہے اور ”باب ماجاء فی امضاء الطلاق الثلاث“ کے تحت میں بھی مفصل طور سے موجود ہے۔

روایت کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت علیؓ کو شہید کر دیا گیا، تو حضرت حسن بن علیؓ کی ایک بیوی جو قبیلہ نضیم کی تھی اس نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ تم کو خلافت مبارک ہو، تو اس پر حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ تو نے حضرت علیؓ کی شہادت پر دشمنی کے طور پر خوشی کا اظہار کیا ہے، تو اسی مجلس میں حضرت حسنؓ نے یہ کہہ دیا کہ تمہیں تین طلاق۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے دشمنی کے طور پر خوشی کا اظہار نہیں کیا ہے یہ میرا مقصد نہیں تھا، بہر حال عدت گزرنے کے بعد وہ چلی گئی، تو حضرت حسنؓ نے اس کے مہر کا بقایا اور سامان کے طور پر بیس ہزار درہم اس کے پاس بھیج دیئے، تو اس عورت نے اس مال کو دیکھ کر کہا کہ ایک جدا ہونے والے دوست کی طرف سے معمولی سامان ہے جب اس کی یہ بات حضرت حسنؓ کو معلوم ہوئی، تو حضرت حسنؓ روتے ہوئے یہ فرمانے لگے کہ اگر میں نے اپنے والد سے وہ حدیث شریف نہ سنی ہوتی جو وہ میرے نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے، تو وہ عورت اس کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوتی ہے جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے، اگر یہ بات میں نے نہ سنی ہوتی، تو میں اپنی اس بیوی کو رجعت کر کے اپنے نکاح میں دوبارہ رکھ لیتا، لیکن ایک مجلس میں تین طلاق دینے کی وجہ سے مجھ کو رجعت کا حق حاصل نہیں رہا۔ یہ روایت بھی اس بات کی واضح شہادت دیتی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی قرار دیا ہے۔ اور اس عورت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت کی اجازت نہیں دی ہے۔ طویل حدیث شریف کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیے:

وَقَالَ حَسَنٌ لَّوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَرَأَجَعْتُهَا. (السنن الكبرى للبيهقي قديم ۲۵۷/۷، ۳۳۶، جديد دار الفكر بيروت

۵۲/۱۱، رقم: ۱۴۸۵۵، ۲۲۱/۱۱، رقم: ۱۵۳۴۷، سنن الدارقطني، دار الكتب العلمية

بيروت ۴/۲۰، رقم: ۳۹۲۷)

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں نے یہ بات اپنے والد سے نہ سنی ہوتی کہ میرے والد نے میرے نانائے کریمؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے، تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لے، تو میں اپنی اس بیوی کو رجعت کر کے رکھ لیتا۔

نوٹ: حضرت حسن بن علیؓ کی جس روایت میں امام دارقطنیؒ نے ۲۰۴، رقم: ۳۹۲۸ میں ضعف کا نشان لگایا ہے، وہ عمرو بن شمر کی وجہ سے ہے۔ اور ہم نے جو نقل کی ہے وہ عمرو بن شمر کی روایت نہیں ہے؛ بلکہ عمرو بن ابی قیس کی روایت نقل کی ہے، وہ صدوق ہے۔ (تقریب التہذیب کراچی ۴۲/۱، رقم: ۵۱۱۷، مطبع العاصمہ ۴۳، رقم: ۵۱۳۶)

اور اس کو دارقطنیؒ نے بھی صدوق کہا ہے۔ اور حافظ ابن رجب وغیرہ نے ”اسنادہ صحیح“ کہا ہے۔ (تکملہ فتح الملہم، کتاب الطلاق، باب الطلاق الثلاث، المکتبۃ الاشرفیہ دیوبند تحت رقم الحدیث ۳۶۵۳، ۱۵۵/۱)

امام ابو بکر پیشیؒ نے ”مجمع الزوائد، کتاب الطلاق، باب متعۃ الطلاق، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳۳۹/۲“ میں ”وفی رجالہ ضعف وقد وثقوا“ کے الفاظ نقل فرمائے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف غلط نسبت

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف یہ بات منسوب کرنا حقیقت اور واقعہ کے خلاف ہے، کہ حضرت علیؓ ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی شمار فرماتے تھے۔ سلیمان بن مہران الأعمش مشہور محدثین میں سے ہیں، انہوں نے اس واقعہ کی تحقیق کر کے اس کی قلعی کھول دی ہے، جس کو امام بیہقی نے اپنی کتاب ”لسن الکبریٰ“ میں واضح طور پر نقل فرمایا ہے۔

اب اس حدیث شریف کا پورا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے:

سلیمان بن مہران الاعمش فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بوڑھا شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سماعاً یہ روایت نقل کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاق دیدے، تو وہ ایک ہی شمار ہوگی اور لوگوں کا تانتا اس کے پاس بندھا ہوا تھا، لوگ آتے تھے اور یہ حدیث اس سے بغور سنتے تھے (اعمش کہتے ہیں) میں بھی اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث سنی ہے؟ اس نے مجھے بھی مذکورہ بالا حدیث سنائی، تو میں نے دریافت کیا کہ کہاں سنی؟ تو اس نے کہا کہ میں آپ کو اپنی کاپی دکھاتا ہوں، چنانچہ وہ کاپی نکال کر لایا، کاپی میں نے دیکھی، تو اس میں یہ لکھا تھا: میں نے حضرت علیؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے، تو وہ اس سے بانسہ ہو جائے گی۔ اور دوسرے شوہر سے نکاح کئے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی، اس پر میں نے سوال کیا کہ تعجب ہے، یہ روایت تو تمہاری زبانی روایت کے خلاف ہے، اس نے کہا صحیح یہی (کاپی) ہے؛ لیکن لوگ مجھ سے وہی کہلوانا چاہتے ہیں۔ اس روایت سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت علیؑ کا مسلک کیا تھا، ان کا مسلک یہی تھا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی تھیں۔ اور رافضیوں نے پروپیگنڈہ کر کے اس حدیث شریف کے مفہوم کو بدل کر اس شیخ کے ذریعہ سے الٹا مطلب بیان کرایا ہے، ورنہ حضرت علیؑ کی طرف ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق کہہ کر منسوب کرنا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے۔ وہ روایت ملاحظہ فرمائیے جس کو حضرت علیؑ کی طرف منسوب کر کے بیان کیا جاتا تھا:

عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: كَانَ بِالْكُوفَةِ شَيْخٌ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّهُ يَرُدُّ إِلَى وَاحِدَةٍ وَالنَّاسُ غُنْفًا وَآحَادًا، إِذَا ذَاكَ يَأْتُونَهُ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ، قَالَ: فَاتَّيْتُهِ فَفَرَعْتُ عَلَيْهِ الْبَابَ، فَخَرَجَ إِلَيَّ شَيْخٌ فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ سَمِعْتَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ يَرُدُّ إِلَى وَاحِدَةٍ؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ عَلِيٍّ؟ قَالَ:

حضرت امام اعمش کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بوڑھے آدمی بیان کیا کرتے تھے، کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدے، تو وہ اس کو ایک ہی شمار کرتے تھے اور لوگ اجتماعی اور انفرادی طور پر اس کے پاس آتے تھے۔ اور اس کے پاس آ کر کے اس سے اس حدیث کو سنا کرتے تھے، تو میں نے بھی اس کے پاس پہنچ کر کے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، تو میرے پاس ایک بوڑھا آدمی نکل کر آیا، تو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے حضرت علیؓ سے اس شخص کے بارے میں فرماتے ہوئے کیسے سنا ہے جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں، تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو حضرت علیؓ ایک شمار کرتے تھے۔

أَخْرَجَ إِلَيْكَ كِتَابًا فَأَخْرَجَ فَإِذَا فِيهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، فَقَدْ بَانَ مِنْهُ، وَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، قَالَ: قُلْتُ: وَيَحْكُ هَذَا غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ، قَالَ الصَّحِيحُ هُوَ هَذَا، وَلَكِنْ هُوَ لَاءِ أَرَادُونِي عَلَى ذَلِكَ. (السنن الكبرى للبيهقي جديد، دارالكتب العلمية بيروت ۲۲۸/۱۱ برقم: ۱۵۳۶۵، قديم ۷/۳۳۹-۳۴۰)

فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ آپ نے حضرت علیؓ سے یہ کہاں سے سنا ہے؟ تو اس بوڑھے نے کہا کہ میں آپ کے پاس کاپی لا کر کے پیش کر دیتا ہوں، پھر کاپی نکالی، تو اس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا ہوا تھا: یہ وہ حدیث ہے جو میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدے، تو یقیناً وہ عورت اس سے بانہ ہو کر جدا ہو جاتی ہے، اور اس مرد کے لئے وہ حلال نہیں ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے، تو میں نے اس سے سوال کیا تیرا ناس ہو یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ روایت تو تمہاری اس روایت کے خلاف ہے جو تم اپنی زبان سے بیان

کرتے ہو، اس بوڑھے نے کہا یہی صحیح ہے جو کاپی میں موجود ہے؛ لیکن لوگ مجھ سے وہی کہلوانا چاہتے ہیں (جو حقیقت اور واقعہ کے خلاف ہے)۔

بغیر ہمبستری کے حلالہ معتبر نہیں

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث شریف میں ہے کہ جب بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیدے، تو تینوں طلاقیں واقع ہو کر بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور اس وقت تک حرام رہتی ہے کہ جب تک دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستر نہ ہو جائے اور ہمبستری کے بعد اس سے طلاق ہو جائے تب اس سے نکاح جائز ہوتا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ: قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَذَا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا حُرِّمَتْ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۲/۲، رقم: ۵۰۶۶، ف: ۵۲۶۵، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ۴۷۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۷۱، سنن الدارقطني، دار الكتب العلمية بيروت ۱۸/۴، رقم: ۳۹۲۱)

جب حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا جاتا تھا اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو جواب دیتے تھے اگر ایک طلاق یا دو طلاق دی ہے، تو بے شک حضور ﷺ نے مجھے یہی حکم دیا ہے؛ یعنی رجعت کرنے کا، پس اگر تین طلاق دیدی ہوں، تو بیوی حرام ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لے۔

مسلم شریف اور نسائی شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ تین طلاق کے بعد اس وقت تک دوبارہ نکاح نہیں کر سکتے جب تک دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری نہ ہو جائے اور پھر ہمبستری کے بعد

وہ طلاق دیدے تب پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اس طرح کی روایت بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمْسَسَهَا فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ. (نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب احلال

المطلقة ثلاثاً النسخة الهندية ۲/ ۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۱)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں پھر بیوی نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا، پھر اس دوسرے مرد نے اس کے ساتھ ہمبستری سے پہلے طلاق دیدی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، کیا یہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں یہاں تک کہ وہ مرد اس کا مزہ چکھ لے جیسا کہ پہلے نے چکھا تھا (یعنی پہلے کی طرح یہ بھی ہمبستر ہو جائے)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَأَرَادَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ؟ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: لَا حَتَّى يَذُوقَ الْآخِرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَا ذَاقَ الْأَوَّلُ. (مسلم شریف، کتاب النکاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقة الخ النسخة الهندية

۱/ ۴۶۳، بیت الأفكار رقم: ۱۴۳۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، پھر اس عورت سے دوسرے مرد نے نکاح کر لیا، پھر اس نے ہمبستری سے قبل اس کو طلاق دیدی، تو شوہر اول نے اس سے نکاح کرنا چاہا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر اول نکاح اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک شوہر ثانی اس کے ساتھ اسی طرح ہمبستر نہ ہو جائے کہ جس طرح شوہر اول نے ہمبستری کی تھی۔

بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ قَالَ: لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ. (بخاری شریف، کتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

بخاری شریف کی روایت کا ترجمہ بھی تقریباً اسی طرح ہے، پس اتنا فرق ہے کہ ”قبل“ ان یمسها“ کا لفظ بخاری میں نہیں ہے۔

نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت صاف الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ حضور ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں۔ اور بیوی نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ خلوت ہو گئی، مگر ہمبستری نہیں ہوئی اور بغیر ہمبستری کے طلاق دیدی، تو حضور ﷺ نے فرمایا: کہ پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک ہمبستری کے بعد طلاق نہ دے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ، فَيُعْلِقُ الْبَابَ، وَيُرْخِي السِّتْرَ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، قَالَ: لَا تَحِلُّ لِلأَوَّلِ حَتَّى يُجَامِعَهَا الْآخَرُ. (نسائی شریف،

کتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۸۴۲/۲، دار السلام رقم: ۳۴۴۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی سے متعلق سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، پھر اس سے دوسرے مرد نے نکاح کر کے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور پردہ کھینچ دیا، پھر اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک اس سے دوسرا شوہر جماع نہ کر لے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول رہا ہے کہ جب ایسے آدمی کو لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہوں، تو اس کو سزا دیتے اور میاں بیوی کے درمیان علیحدگی فرما دیتے تھے۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سید الکونین علیہ الصلاۃ والسلام کے خلاف فیصلہ کر سکتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں؛ بلکہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور آپ ﷺ کے قول و فعل کے مطابق ہی ہوتا تھا۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ إِذَا أَتَى بِرَجُلٍ قَدْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلَسٍ أَوْ جَعَهُ ضَرْبًا وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. (مصنف ابن أبي شيبة، مؤسسه علوم القرآن

بیروت ۵۱۹/۹، رقم: ۱۸۰۸۹)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب ایسے آدمی کو لایا جاتا تھا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہوں، تو حضرت عمرؓ اس کی پٹائی کر دیتے اور میاں بیوی کے درمیان میں جدائیگی فرما دیتے تھے (یعنی ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا اچھا کام نہیں ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں؛ اس لئے دونوں کو علیحدہ کر دیتے تھے)۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے جب مسئلہ معلوم کیا جاتا کہ جس مرد نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو وہ جواب دیا کرتے تھے کہ اس نے گناہ کا کام کیا ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ وَاقِعِ بْنِ سَحْبَانَ قَالَ: سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ

امْرَأَتُهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ قَالَ: اَنْتُمْ بِرَبِّهِ وَحُرْمَتِ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. (مصنف ابن أبي

شيبه، جدید مؤسسہ علوم القرآن بیروت تحقیق شیخ عوامہ ۹/۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۷)
واقع بن حبان کہتے ہیں کہ عمران بن حصینؓ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا
جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہیں، تو وہ جواب دیتے تھے کہ اس نے اپنے
رب کے ساتھ نافرمانی کا گناہ کیا اور اس کے اوپر اس کی بیوی حرام ہو گئی ہے۔

حدیث رکانہ سے متعلق روایات کا جائزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے حضرت رکانہؓ کا واقعہ حقیقت
کے خلاف نقل کیا جاتا ہے؛ اس لئے پہلے وہ حدیث ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں جس
میں حقیقت کے خلاف واقعہ پیش کیا گیا ہے اس کے بعد حقیقت کے موافق صحیح واقعہ ابوداؤد
شریف سے پیش کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”سنن کبریٰ بیہقی“ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت ہے جس میں
حضرت رکانہؓ کا ایک واقعہ ہے اور حضرت رکانہؓ کا واقعہ ابن عباسؓ سے اس طرح مروی ہے کہ
انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
رجعت کرنے کی اجازت دی ہے، اب اس حدیث پاک پر غور کرنا ہے کہ اس حدیث شریف
کی حقیقت کیا ہے؛ کیوں کہ حضرت ابن عباسؓ خود اس حدیث شریف کو بھی روایت کرتے
ہیں پھر اسی حدیث شریف کے خلاف وہ فتویٰ بھی دیتے ہیں جیسا کہ ”موطا“ کی روایت میں
ان کا فتویٰ ہے کہ ایک مجلس میں تین یا تین سے زائد دی ہوئی طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور
زائد طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کے متن میں ضرور کوئی
گڑبڑ ہوئی ہے، جیسا کہ اوپر حضرت علیؓ کے بارے میں اس طرح کی روایت منسوب کی گئی تھی،
پھر امام اعظمؒ نے جب تحقیق کی تو صحیح بات سامنے نکل کر آئی کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں

ایک نہیں ہیں؛ بلکہ تین ہی ہیں اور اس کی وجہ سے مکمل طور پر جدائیگی ہو جاتی ہے، ہم اس سلسلے میں پہلے سنن کبریٰ کی روایت پیش کرتے ہیں اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”فتح الباری“ میں جو کچھ لکھا ہے وہ پیش کریں گے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَلَّقَ رُكَانَةُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزَنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا، فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا؟ قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا فَقَالَ: فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ، فَارْجِعْهَا إِنِ شِئْتَ فَرَاغَ عَنْهَا. (السنن الكبرى جديده دار الفكر بيروت ۱۱/۲۷، ۲۲۸، رقم: ۱۵۳۶۳، فتح الباري كتاب الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث، دار لفكر بيروت ۹/۳۲۶، دار الريان للتراث لقاهرة ۹/۲۷۵، اشرفية بکدپو دیوبند ۹/۴۵۳، ۴۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں، پھر اس پر سخت رنجیدہ ہو گئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم نے طلاق کیسے دی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان کو تین طلاق دی ہیں، حضور ﷺ نے پوچھا ایک مجلس میں؟ انہوں نے کہا جی ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ ایک ہی ہے؛ لہذا اگر چاہو تو رجعت کر لو، تو رکانہ نے ان سے رجعت کر لی۔

حضرت رکانہ کے واقعہ میں حدیث شریف کا صحیح مطلب

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”فتح الباری، دار الفکر بیروت، دار الاحیاء التراث ۹/۲۷۵، اشرفی بکدپو دیوبند ۹/۴۵۳، ۴۵۴“ میں اس حدیث شریف کا اس طرح جواب دیا ہے کہ اس حدیث شریف کی سند میں محمد بن اسحاق اور ان کے شیخ داؤد بن الحصین دونوں مختلف فیہ ہیں۔ محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے؛ اس لئے ابوداؤد وغیرہ میں جو صحیح سند کے ساتھ حضرت رکانہ کے واقعہ سے متعلق روایت ہے وہی زیادہ صحیح ہوگی، اس میں ”فطلقها البتة“،

کے الفاظ ہیں اور اس میں ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے الفاظ کہیں سے کہیں تک بھی نہیں ہیں؛ بلکہ ابوداؤد شریف میں الفاظ ہیں: اَنْ رُكَانَةَ بَنِ عَبْدِ يَزِيدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سَهِيمَةَ الْبَتَّةَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ، کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو البتہ کے ساتھ طلاق دیدی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی اور طلاق البتہ میں تین طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہیں اور ایک طلاق بھی؛ یعنی لفظ ”البتہ“ سے طلاق دینے میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رکانہ کو قسم دلا کر پوچھا کہ تم نے اس سے تین طلاق کا ارادہ کیا تھا یا ایک طلاق کا؟ اس پر حضرت رکانہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے لفظ ”البتہ“ سے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجعت کی اجازت دی تھی۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ تین طلاق کے الفاظ کی حدیث کے مقابلے میں یہی حدیث شریف زیادہ صحیح ہے اور تین طلاق والی حدیث کے متن میں گڑبڑی ہوئی ہے؛ کیوں کہ اس حدیث کو حضرت رکانہ کے خاندان اور ان کے گھر کے لوگ بیان کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں گھر کے لوگوں کا بیان زیادہ صحیح ہوگا؛ اس لئے ایک مجلس میں تین طلاق کو ایک طلاق شمار کرنے کی روایت واقعہ کے خلاف اور غلط ہوگی۔ اور اس پر عمل کرنا بھی غلط اور گناہ کا ارتکاب ہوگا۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجْبَرِ بْنِ عَبْدِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ أَنَّ رُكَانَةَ بَنَ عَبْدِ يَزِيدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سَهِيمَةَ الْبَتَّةَ، فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُكَانَةُ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَلَّقَهَا الشَّائِنَةَ فِي زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةِ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ. (أبوداؤد شریف، کتاب الطلاق،

حضرت رکانہؓ کے پڑپوتے نافع بن عجم بن عبدیزید بن رکانہ فرماتے ہیں کہ حضرت رکانہ ابن عبدیزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق البتہ دیدی، تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے طلاق البتہ سے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم تم نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا؟ تو حضرت رکانہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو انہی پر واپس کر دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری طلاق دی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا أَرَدْتُ؟ قَالَ: وَاحِدَةً، قَالَ: اللَّهُ؟ قَالَ: اللَّهُ قَالَ: هُوَ عَلَيَّ مَا أَرَدْتُ. قَالَ: أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا لِأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهِ. وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عَنْ بَعْضِ بَنِي رَافِعٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. (أبو داود شريف كتاب الطلاق، باب في البتة، النسخة الهندية ۳۰۰/۱، دار السلام رقم: ۲۲۰۸)

حضرت رکانہؓ کے پڑپوتے عبد اللہ بن علی نے اپنے باپ علی سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ حضرت رکانہؓ اپنی بیوی کو طلاق البتہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اللہ کی قسم، تو حضرت رکانہؓ نے فرمایا اللہ کی قسم، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے ارادے اور نیت پر ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابن جریج نے جو روایت بعض بنی رافع عن عکرمہ عن ابن عباس کے طریق سے نقل فرمائی ہے (اور اس میں حضرت رکانہؓ کا اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا ذکر ہے) اس کے مقابلے میں یہی حدیث شریف (طلاق البتہ والی)

زیادہ صحیح ہے؛ اس لئے کہ اس حدیث کو روایت کرنے والے حضرت رکانہ کے اہل بیت اور ان کے گھر کے لوگ ہیں۔ اور یہی لوگ دوسروں کے مقابلے میں حضرت رکانہ کے طلاق کے واقعہ کو زیادہ جانتے ہیں۔

نیز تین طلاق والی روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے حالانکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک مجلس کی تین طلاق کے تین ہونے پر ہی فتویٰ صادر فرمایا کرتے تھے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیتے ہوئے دیکھا اور سنا ہو پھر حضرت ابن عباسؓ اس کے خلاف فتویٰ دے رہے ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ چوں کہ البتہ سے تین طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہیں؛ اس لئے بعد کے راویوں نے اپنی طرف سے ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے الفاظ البتہ کی جگہ پر بدل دیے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت رکانہ کا واقعہ دو طریقے سے ہمارے سامنے آیا: ایک طریقہ وہ ہے جو صحاح ستہ میں موجود ہے۔ اور اس کے روایت کرنے والے سب کے سب اعلیٰ درجے کے حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ اور دوسرا طریقہ صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کتابوں میں ہے جیسے ”سنن کبریٰ بیہقی“ وغیرہ میں لفظ ”البتہ“ کی جگہ پر ایک مجلس میں تین طلاق کے الفاظ موجود ہیں۔ اور اس کے روایت کرنے والے اتنے اعلیٰ درجے کے راوی نہیں ہیں؛ بلکہ ان کے ثقہ ہونے اور غیر ثقہ ہونے میں اختلاف واقع ہوا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”فتح الباری ۳۶۲، ۳۶۳“ پر واضح فرمایا ہے کہ محمد بن اسحاق اور ان کے شیخ داؤد ابن الحصین مختلف فیہ ہیں؛ اس لئے اس طرح کی روایت کا اعتبار نہ ہوگا، نیز رکانہ کے واقعہ میں طلاق البتہ ہونے کی تائید میں وہ ساری روایات آجاتی ہیں جن میں ایک مجلس میں تین طلاق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی قرار دیا ہے، اس سلسلے میں صریح روایات ہم نے نقل کر دی ہیں ان کو لوٹ کر دوبارہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک فتویٰ ابوداؤد شریف میں ان کے پانچ ایسے شاگردوں سے مروی ہے، جن کو فن حدیث اور رواۃ درجال میں حفاظ حدیث کا مقام حاصل ہے، یعنی حضرت امام مجاہد ابن جبیر اور امام سعید بن جبیر اور امام عطاء بن ابی رباح اور امام مالک بن الحارث اور امام عمرو بن دینار ان سب سے ایک مجلس کی تین طلاق کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ فتویٰ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ان کو تین ہی شمار فرمایا ہے اور بیوی کے شوہر سے جدا ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ ایک مجلس میں تین طلاق کو ایک طلاق شمار کرنے کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ غلط ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ حُمَيْدُ الْأَعْرَجِ وَغَيْرُهُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيعًا عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كُلُّهُمْ قَالُوا فِي الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ أَنَّهُ أَجَازُهَا، قَالَ وَبَانتُ مِنْكَ. (أبوداؤد شریف، کتاب الطلاق، باب بقیۃ النسخ المراجعة

بعد التلطیقات الثلاث، النسخة الهندية ۱/ ۲۹۹، دارالسلام رقم: ۲۱۹۷)

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کو حمید اعرج وغیرہ نے امام مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث شریف کو شعبہ نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور ابن جریج نے ایک ساتھ عکرمہ بن خالد سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور ابن جریج نے عبد الحمید بن رافع سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث شریف کو امام اعمش نے مالک بن الحارث

سے انہوں نے ابن عباس سے روایت نقل کی ہے۔ اور ابن جریج نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور ان تمام شاگردوں نے تین طلاق کے بارے میں ابن عباس سے یہی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے تین طلاق کے واقع ہونے پر فتویٰ دیا ہے اور بیوی کے تم سے بائنے ہو کر الگ ہو جانے کا فتویٰ دیا ہے۔

اور ”موطا امام مالک“ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک اور فتویٰ منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ سوطلاقیں دیں، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایک مجلس کی سوطلاقیوں میں سے تین طلاقیں فوری واقع ہو گئیں اور تین ہی معتبر ہو گئیں اور بقیہ ستانوے کے ذریعہ سے اللہ کی آیتوں کا مزاق اڑایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

مَالِكُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي مِائَةً تَطْلِيقَةٍ فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلَقْتَ مِنْكَ بِنَاتٍ وَسَبْعٌ وَتَسْعُونَ اتَّخَذَتْ بِهَا آيَاتِ اللَّهِ هُزُؤًا. (الموطا للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما

جاء في البتة، اشرفي ديوبند ص: ۱۹۹، بيروت رقم: ۱۱۲۱)

امام مالک فرماتے ہیں کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا بے شک میں نے اپنی بیوی کو سوطلاقیں دی ہیں، تو آپ میرے بارے میں کیا رائے قائم کرتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباسؓ نے اس سے کہا کہ تمہاری طرف سے بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں اور ستانوے طلاقوں کے ذریعہ سے تم نے اللہ کی آیتوں کا مزاق اڑایا ہے۔

متعدد صحابہ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم ان تینوں حضرات سے اس عورت کے بارے میں مسئلہ معلوم کیا گیا جس کو شوہر نے تین طلاق دی ہیں، تو ان تمام صحابہ کرامؓ نے متفق ہو کر کے یہ مسئلہ بتایا کہ تینوں طلاقیں واقع

ہوگئی ہیں، اب بیوی شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرے مرد سے نکاح نہ کر لے۔ اور ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا فتویٰ امام ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ ابو داؤد شریف میں نقل فرمایا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبَاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ سَأَلُوا عَنِ الْبِكْرِ يُطَلَّقُهَا زَوْجُهَا ثَلَاثًا، فَكُلُّهُمْ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (أبو داؤد شریف، کتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد

التطبيقات الثلث، النسخة الهندية ۱/ ۲۹۹، دار السلام رقم: ۲۱۹۸)

حضرت محمد بن ایاس بن بکیر فرماتے ہیں کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے اس عورت کے بارے میں مسئلہ معلوم کیا گیا جس کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دیدی ہیں، تو ان تمام حضرات نے فرمایا: کہ اب وہ عورت اس شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کر لے۔

اوپر کی تفصیلی احادیث اور نصوص کے ذریعہ سے واضح ہو چکا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں کو ایک طلاق کہنا غلط ہے؛ بلکہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، اس سے بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو جاتی ہے؛ لہذا مسلمانوں کو اس بارے میں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ غیر مقلدین کے غلط مسائل سے متاثر ہو کر عمر بھر حرام، معصیت اور بدکاری کا شکار نہ ہو جائیں۔ اور مسلمان ان کی باتوں میں آ کر کے اپنے دین و ایمان کو خطرے میں نہ ڈالیں۔

ایک ضروری ہدایت

اس مضمون کو پڑھ کر کے آپ دیکھئے کہ ہر پہلو کی حدیث مقلدین کے سامنے ہے اور ہم ہر طرح کی حدیثوں کو سامنے رکھ کر مسئلہ بتاتے ہیں؛ اور صحیح معنی میں اہل سنت والجماعت

اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ہم مقلدین ہی ہیں، نیز چاروں اماموں کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی طلاق ہوتی ہیں، جیسا کہ اوپر کی احادیث ونصوص کے دلائل سے واضح ہو چکا ہے۔ اور غیر مقلدین اپنی مرضی کی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور جو حدیث شریف ان کی مرضی و خواہش کے مطابق نہیں ہوتی ہے وہ کتنی ہی معتبر کیوں نہ ہو اس کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اور بعض حدیثیں جن میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہوتا ہے۔ اور صحابہ کا عمل ان کے آثار ہوتے ہیں، وہ ان کی مرضی کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں گستاخانہ انداز اختیار کرتے ہیں؛ حالاں کہ صحابہ کرام کا عمل اور ان کا فتویٰ حضرت سید الکونین علیہ السلام کے قول و عمل کے خلاف قطعاً نہیں ہو سکتا؛ اس لئے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث ہونے کی شہرت دیتے ہیں ان کا اپنے آپ کو اہل حدیث کہنا غلط اور لوگوں کو دھوکہ دینا ہے؛ بلکہ صحیح معنی میں وہ لوگ اہل ہوئی ہیں اور اپنی خواہش نفس کے مقلد اور اسی کے پیروکار ہیں، شریعتِ مطہرہ کے مقلد نہیں ہیں۔



يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ☆ عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. الحديث

(المعجم الكبير ۲ / ۱۳۵، برقم: ۱۵۷۰)

شبیر احمد قاسمی

خادم الحديث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد (یو۔ پی)

بروز جمعہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

جھوٹ بول کر فتویٰ لینے سے بیوی حلال نہیں ہوتی

سوال [۶۶۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ کہا کہ ایک دو تین میں نے تجھ کو طلاق دی، ایک دو تین میں نے تجھ کو طلاق دی اور اس نے سوچ رکھا تھا کہ میں تیسری طلاق روک لوں گا، مگر غصہ کو تاب نہ لا کر تیسری مرتبہ بھی وہی جملہ یعنی ایک دو تین میں نے تجھ کو طلاق دی کہا، اب زید نے سوچا کہ طلاق تو واقع ہو گئی کیا کروں؛ چنانچہ اس نے علماء دین سے جھوٹ بول کر فتویٰ لیا اور واضح رہے کہ علماء کے سامنے یہ کہہ کر کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تین مرتبہ کہہ کر کر فتویٰ لیا، جس کے جواب میں آیا تھا کہ تم اس بیوی سے نکاح کر لو؛ چنانچہ اس نے اس بیوی سے دوبارہ نکاح کر لیا اور ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا۔ اب زید کے دل میں خیال آیا کہ میں نے علماء سے تو جھوٹ بول کر فتویٰ لیا تھا جو بہت بڑا گناہ ہے، اب اس بیوی کو جائز طریقہ سے رکھنا چاہئے، تو اب سوال یہ ہے کہ بیوی کو جائز طریقہ سے رکھنے کی کیا صورت ہے؛ جبکہ پہلے بچہ کی پیدائش کو چار ماہ ہو چکے ہیں اور اس کے بعد زید نے دوبارہ اس مطلقہ سے طلاق کر لی ہے، مگر ظہور حمل اب تک نہیں ہوا ہے، تو اب ایسی صورت میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عالم ابن سمیع، راگھو پور مہدیان، پوسٹ: منی پور مظفر پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو جاتی ہے اور تجھ کو چھوڑ دیا کا لفظ بھی تین مرتبہ بیوی کو کہنے سے طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا امر واقعی کے اعتبار سے بھی طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور جھوٹے بیان کے اعتبار سے بھی طلاق مغلظہ واقع ہو گئی؛ اس لئے اس بیوی کو ساتھ رکھنا حرام کاری ہے، اس کے رکھنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ اب اس کا نکاح کسی دوسرے مرد کے ساتھ کر دیا جائے، پھر وہ ہمبستری کے بعد طلاق دیدے، پھر اس کے بعد تین ماہ واری عدت میں گزارنے کے

بعد شوہر اول نکاح کر سکتا ہے اور اگر عورت فی الحال حاملہ ہے، تو وضع حمل کے بعد ہی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنہر، دارالکتاب العلمیہ، بیروت ۲/۸۸، تاتار خانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

سرح تک وهو رها كردم لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) يقع به الرجعي الخ (شامی، زکریا ۴/۵۳۰، کراچی ۳/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳۰/۴/۱۴۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۲۷)

تین طلاق دینے کا مسنون طریقہ

سوال [۶۶۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میاں اور بیوی کے درمیان بہت ہی جھگڑا پیدا ہو چکا ہے اور اب کوئی گنجائش نہیں ہے؛ لہذا اب راستہ صرف طلاق ہے؛ لہذا طلاق مغلظہ دینے کا طریقہ بتادیں تاکہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ ہونے پائے۔ مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد سلیم، بکمر نڈی چورہا محمود، سینٹار پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق مغلظہ دینا سخت گناہ ہے اس کا طریقہ

یہ ہے کہ ایک ہی جملہ میں تین طلاق دیدی جائیں یا ایک طہر میں تین طلاق دی جائیں، اس میں شوہر گنہگار ہوتا ہے۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة، أو ثلاثاً في طهر واحد، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصياً. (هداية، باب طلاق السنة اشرفي دیوبند ۲/۳۵۵)

وبدعي یاثم به. (درمختار مع الشامی، کراچی ۳/۲۳۰، زکریا ۴/۴۳۱) مسنون و بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے عدت گزرنے پر عورت خود ہی نکاح سے نکل جائے گی اور خدا اور رسول کی نافرمانی بھی نہ ہوگی۔

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (مصنف ابن أبي شيبة مؤسسہ علوم القرآن بیروت ۵۱۲/۹، رقم: ۱۸۰۴۰)

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه ويتركها حتى تنقضي عدتها؛ لأن الصحابة كانوا يستحبون أن لا يزيدوا في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة. (هداية، اشرفي دیوبند ۲/۳۵۴، تاتارخانیہ زکریا ۴/۳۷۸، رقم: ۶۴۷۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۷۳۳)

ایک ایک کر کے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اشفاق احمد نے اپنی بیوی مشتری خاتون کو ہوش و حواس کی حالت میں ایک طلاق دی اور پھر میاں بیوی دونوں ایک ساتھ رہتے رہے اور چھ سات سال گزرنے کے بعد پھر اشفاق احمد نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اس کے بعد بھی دونوں ایک ساتھ رہتے

رہے اور ۴/۵ سال گزرنے کے بعد نشہ کی حالت میں پھر ایک بار طلاق دی اور اس تیسری طلاق کے بعد سے دونوں میاں بیوی الگ الگ رہ رہے ہیں۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اشفاق کی بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی ہے اور اب دونوں کے ایک ساتھ رہنے کا شرعاً کیا طریقہ ہوگا؟

المستفتی: محمد بھکو، سستی پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک طلاق یا دو طلاق دینے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے، دو طلاق دینے سے بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، پھر شوہر نے کچھ سال گزرنے کے بعد نشہ کی حالت میں جب تیسری طلاق اور دیدی تو اس تیسری طلاق سے طلاق مغلظہ واقع ہو کر عورت شوہر پر حرام ہوگئی۔

اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میاں بیوی جیسی زندگی گزار نہیں سکتے ہیں اور حلالہ شرعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ عدت کے گزرنے کے بعد اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ دوسرا شوہر اس سے ہمبستری بھی کرے، اس کے بعد وہ دوسرا شوہر جب اس عورت کو طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے، تو اس کی عدت گزرنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔

أن سعيد بن المسيب وسليمان بن يسار سئلا عن طلاق السكران، فقالا: إذا طلق السكران جاز طلاقه. الحديث (الموطأ للإمام مالك، باب جامع

الطلاق، النسخة الهندية ۲۱۶، بيروت رقم: ۸۲)

وطلاق السكران واقع إذا أسكر من الخمر، أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالى. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق، الفصل الثالث،

المجلس العلمي بيروت ۴/۳۹۱، رقم: ۴۶۳۴، تاتارخانية، زكريا ۴/۳۹۴، رقم: ۶۵۰۹)
وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له من بعد

حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، الفتاوی التاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۷،

رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتاب العلمیہ، بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲/رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

۱۴۳۱/۷/۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۱۱)

یکے بعد دیگرے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید کا نکاح نومبر ۲۰۱۰ء میں ہندہ کے ساتھ ہوا، نکاح کے بعد سے ہی زید نے انتہائی بد اخلاقی کا مظاہرہ کرنا شروع کیا اور معمولی معمولی باتوں پر صراحتہً و کنایہً طلاق کے لفظ کا استعمال کیا، جب اس کو تنبیہ کی گئی تو اس نے دوبار پختہ طلاق دینے کا اقرار کیا، جب ہندہ کے والد نے اس کو واضح کیا کہ اب اگر آئندہ تم نے یہ لفظ استعمال کیا، تو ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہو جائے گا؛ لیکن اس کے بعد بھی زید مذکور بازنہیں آیا اور متعدد بار اس نے براہ راست ہندہ سے طلاق کا لفظ استعمال کیا، پھر اس کے بعد ہندہ اپنے والدین کے گھر رہنے کے لئے آئی تو ہندہ کے والد نے زید سے کہا کہ کچھ روز ہندہ کو اپنی ماں کے پاس اور رہنے دو؛ لیکن زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے کہا کہ اگر تم فلاں دن نہیں آئیں تو تم کو پختہ طلاق ہے، پھر ہندہ اس مقررہ دن میں نہیں گئی۔ اب اس طلاق کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں، اس کے گواہ بھی موجود ہیں، اب اس صورت میں شریعت مطہرہ کی رو سے ہندہ زید کے نکاح میں باقی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرحمن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ

زید اپنی بیوی ہندہ کو یکے بعد دیگرے تینوں طلاقیں دے چکا ہے؛ لہذا ان دونوں کے درمیان ازدواجی رشتہ باقی نہیں رہا اور حلالہ شرعیہ کے بغیر ان کا دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہو سکتا۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، تاتارخانیہ، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳)

لا يحل للرجل أن يتزوج حرّة طلقها ثلاثاً قبل إصابة الزوج الثاني.

(ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم التاسع، زکریا قدیم

۲۸۲/۱، جدید ۳۴۸/۱ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۲۶۲۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۰/۱۰۶۶۳)

ایک طلاق کے بعد و طلاق دینا

سوال [۶۶۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ شوکت علی نے تقریباً گیارہ سال پہلے اپنی بیوی کو ان الفاظ کے ساتھ طلاق دی تھی، میں نے طلاق دی، اس کے بعد دس دن کے اندر عدت گزرنے سے پہلے ہی میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی تھی، اور ہم دونوں میاں بیوی سمجھوتہ اور رضا مندی کے ساتھ رہنے لگے تھے، پھر تقریباً گیارہ سال بعد ہم میں ناراضگی ہوئی اور پھر میں نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں ان الفاظ کے ساتھ دیں ”میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی“۔

دریافت کرنا یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں میری بیوی پر کونسی طلاق واقع ہوئی؟ اور میری

بیوی میرے نکاح میں باقی رہی یا نکاح سے نکل گئی؟ ہم دونوں اگر شوہر بیوی کی طرح سے رہنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ مدلل مفصل جواب سے نوازیں۔

نوٹ: میری بیوی رشتہ میں میری خالہ زاد بہن بھی ہے، مدت دراز سے بیمار ہے، اس کے ماں باپ بھی انتقال کر چکے ہیں، بظاہر میرے علاوہ اس کے لئے کوئی زندگی گزارنے کے لئے سہارا نہیں ہے۔

المستفتی: شوکت علی، ساکن: نوگاہ نواں سادات، محلہ نئی بستی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلے جو طلاق دی گئی تھی وہ بعد والی دونوں طلاقوں کے ساتھ مل کر طلاق مغلظہ ہو چکی ہے؛ اس لئے اگر آپ بیوی کو دوبارہ زوجیت میں رکھنا چاہتے ہیں، تو شرعی حلالہ کے بعد نکاح کر کے رکھ سکتے ہیں، اس کے بغیر نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم، ۱۵۸/۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲/۸۸، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

عن عائشۃؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتنزّوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، نسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۳۱۶۷)

طلاق ثلاثہ

سوال [۲۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی محمد عیاض نے اپنی بیوی کو بہت غصہ کی حالت میں ایک وقت میں تین مرتبہ طلاق دیدی، جس کے گواہ میری دو بہنیں اور والد ہیں اور محمد عیاض خود تین طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، لڑکا لڑکی دونوں اب بہت افسوس کر رہے ہیں اور دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور خدا سے عہد کر رہے ہیں کہ دوبارہ ایسا کام نہیں کریں گے، مہربانی کر کے آسان حل بتا دیجئے۔

المستفتی: محمد زبیر، چچہ پڑا، کنگھڑ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب محمد عیاض نے ایک وقت میں تین طلاقیں دی ہیں، جس کے گواہ بھی ہیں اور وہ اقراری بھی ہے، ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو کر بیوی اس پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دونوں کا ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ طلاق کے بعد تین ماہواری گزر جائیں، اس کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے، پھر وہ شوہر طلاق دیدے اور اس پر بھی تین ماہواری گزر جائیں، اس کے بعد عیاض کے ساتھ نکاح درست ہو سکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲/۸۸، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

عن عائشۃؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل

أن یمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى
يلتوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق
الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۰۹۱۶)

تین طلاق

سوال [۲۶۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ کل رات میرے اور میری بیوی کے درمیان بہت جھگڑا رہا، بات
مارنے پیٹنے تک آگئی، اس نے میرے اوپر ہاتھ اٹھایا اور اس کے بعد میں نے بھی اس
پر ہاتھ اٹھایا، پھر کچھ دیر بعد ہم سو گئے، وہ مجھ سے طلاق بھی مانگ رہی تھی، میں صبح اٹھ کر
اپنے کام سے چلا گیا اور جب میں جمعہ کی نماز کے بعد گھر آیا تو اس کے گھر سے اس کی ماں
، دادی اور تین چار عورتیں ہمارے گھر آئی ہوئی تھیں، ان لوگوں نے بہت بدتمیزی
اور بدکلامی کی اور کہنے لگیں کہ جب میری لڑکی تم سے طلاق چاہتی ہے، تو تم اس کو طلاق
کیوں نہیں دیدیتے، تب میں نے اپنی بیوی کو ان عورتوں اور اپنے بھائیوں اور والد
صاحب کے سامنے تین طلاق دیدیں۔ اب ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس میں شرعی حساب
سے کیا فتویٰ ہے؟ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: اطہر خاں ولد زاهد خاں، لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر خود ہی تین طلاق کا اقرار ہی ہے،
تو اس کی بیوی پر تین طلاق مغلطہ واقع ہو کر بیوی قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے، آئندہ بغیر حلالہ

کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ تین ماہواری کے ساتھ عدت گذرنے پر کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے، پھر اس کے بعد دوسرا شوہر طلاق دیدے، پھر تین ماہواری گذر جانے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانیۃ،

زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، قدوری، امدادیہ دیوبند ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۱۱)

تین طلاق کا حکم

سوال [۶۶۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے نومبر ۲۰۰۸ء کو شاذیہ صابر سے نکاح کیا تھا اور یہ نکاح ہم دونوں نے گھر سے بھاگ کر کیا تھا؛ کیونکہ ہم دونوں کے والدین اس نکاح کے لئے راضی نہیں تھے، گواہ اور وکیل میرے دوست تھے، شاذیہ نکاح سے پہلے بہت غصہ میں تھی؛ لیکن اس نے نکاح کی رسید پر دستخط کر دیئے، پھر جب میں نے نکاح کی رسید اس کو دی تو اس نے اسے پھاڑ کر ٹکڑے کر دیا، اس کے بعد ہم دونوں پندرہ دن گھر سے باہر رہے، اس دوران شاذیہ کے والد نے میرے خلاف ہائی کورٹ میں کیس کر دیا اور میں نے ہائی کورٹ میں شاذیہ کے حلف نامہ کے

کاغذات داخل کر دیئے اور ہم گھر واپس آ گئے، پھر میں نے شاذیہ کو چند معزز حضرات کے ہمراہ اس کے گھر بھیج دیا، پھر شاذیہ میرے گھر واپس آ گئی اور ہم دونوں پھر ایک ساتھ زندگی گزارنے لگے؛ لیکن شاذیہ چند دنوں کے بعد ایک بورڈنگ اسکول میں گھر سے باہر نوکری کرنے لگی بطور ٹیچر کے اس وجہ سے ہم دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور شاذیہ کے والد نے ایک طلاق نامہ تیار کرایا اور مجھ سے طلاق مانگی، میں نے طلاق دیدی، زبانی طور سے اور اس کا غدر شاذیہ اور میں نے دستخط کر دیئے، گواہوں نے بھی دستخط کر دیئے؛ لیکن دماغی طور پر ہم لوگ اس طلاق کے لئے تیار نہیں تھے، چند دنوں بعد شاذیہ پھر میرے گھر آ گئی اور ہم دونوں پھر سے ازدواجی زندگی گزارنے لگے، شاذیہ کی عمر ۳۲ سال اور میری عمر ۳۱ سال ہے، شاذیہ مرزا برادری کی ہے اور میں تیلی برادری کا ہوں؛ لیکن اس کی بد زبانی کی وجہ سے بہت زیادہ اختلافات ہو گئے، جس کی وجہ سے میں نے شاذیہ کو طلاق کا لفظ تین بار ایک ساتھ کہہ دیا، شاذیہ کی موجودگی میں، لیکن شاذیہ اس طلاق کو ماننے کو تیار نہیں ہے، وہ کہتی ہے کہ یہ غصہ کی حالت میں کہا گیا ہے، اور شاذیہ میرے گھر سے جانے کو تیار نہیں ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ ان واقعات کی روشنی میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان، ملک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ کی تفصیل کے مطابق آپ نے

شاذیہ کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اختلافات پیدا ہونے پر اسے طلاق دیدی ہے، تو اگر شروع ہی میں تین طلاقیں دی گئی تھیں، تو وہ اسی وقت سے آپ کے نکاح سے الگ ہو چکی ہے اور اگر اس وقت تین سے کم طلاق دی تھیں اور عدت کے اندر اندر وہ آپ کے پاس لوٹ آئی تھی، پھر آپ نے تین طلاقیں دیدیں، تو اب اس کے مطلقہ مغلطہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا اور اس کے طلاق نہ ماننے سے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اب آپ کا اس سے ازدواجی تعلق قطعاً حرام ہے اور عدت تین حیض کے بعد اس کا آپ کو اپنے گھر میں رکھنا بھی قطعاً جائز نہیں ہے۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

الصريح يلحق الصريح. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايت،

کراچی ۳/۳۰۶، زکریا ۴/۵۴۰)

وصحة الطلاق فيها أي في العدة. (شامي، باب العدة، کراچی ۳/۵۰۴،

زکریا ۵/۱۸۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۳۸۴۱۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳۰/۴/۱۴۳۲ھ

طلاق مغلظہ

سوال [۲۶۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید چکر کی ملک کارہنے والا ہے زید کی شادی سیدھی سرائے مراد آباد عرصہ ساڑھے چھ سال کا ہوا ہوئی تھی تقریباً دس ماہ پہلے زید کی بیوی نے زید کی نافرمانی کی اور زید کے ساتھ بدکلامی کی جس سے زید نے انتہائی غصہ میں آکر دو عورتوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی، اس طرح سے تین بار کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“ چنانچہ اس دن زید کی بیوی نے کسی کو بھیج کر میکے سے اپنی بڑی بہن کو بلوایا، بڑی بہن نے آکر زید کو اور اپنی بہن کو کسی طرح سے سمجھا کر اسی طرح سے رہنے کو کہا، زید اور اس کی بیوی اسی طرح سے رہتے رہے، اس کے کچھ مہینے بعد زید اپنے کام روزگار سے بے کار ہو گیا، اس نے اس بات کا علماء سے ذکر کیا علماء نے فرمایا تم نے طلاق شدہ بیوی کو اپنے ساتھ رکھ کر بہت بڑا گناہ کیا ہے؛ لہذا زید نے فیصلہ کیا کہ اب میں اپنی بیوی کو نہیں رکھوں گا، شادی کے اس عرصہ میں زید کی بیوی سے کوئی بچہ نہیں ہوا ہے، زید اپنے باپ کا اکلوتا لڑکا ہے؛ جبکہ زید کی بیوی

بہت تیز اور نہایت بدکلام ہے، جس کے محلّہ والے اور پڑوسی سب شاہد ہیں زید کی بیوی زید کی شان میں گالیوں تک کا استعمال کرنے تک سے گریز نہیں کرتی اپنی ساس کی جو کہ ۷۰ سال کی عمر کو پہنچ چکی ہیں کوئی خدمت نہیں کرتی، زید کی بیوی تقریباً بیس دن ہوئے اپنے میکے چلی گئی، بیوی کے بڑے بھائی کسی آدمی کو لے کر گاؤں چکر کی ملک کے معزز اور بڑے آدمی کے پاس بات کرنے کی غرض سے تشریف لائے، بات چیت کا سلسلہ شروع ہو جانے کے بعد بات اس نتیجے پر پہنچی کہ بڑے آدمی نے زید کی بیوی کے بھائی سے کہا کہ صبح کو لڑکی کو زید کے گھر پہنچادیں، اس پر زید نے کہا کہ میں کس رشتے سے اس کو رکھوں گا، اس پر معزز آدمی نے زید کو خاموش کر دیا اور ان کے فیصلے کے مطابق دوسرے دن شام کو زید کی بیوی کو اس کے بھائی نے زید کے گھر پہنچا دیا، اس شکل میں کیا گناہ ہے اور کون کون گنہگار ہیں؟ تحریر فرمادیں؛ جبکہ زید کے پڑوسی او محلے والوں کو اس بات کا علم ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، زید کی بیوی کہتی ہے کہ میں اسی وقت گھر سے نکلوں گی جب مجھے میرے مہر کے دس ہزار روپے دیدو گے، زید مزدور اور غریب ہے، وہ اتنی طاقت نہیں رکھتا ہے کہ مہر کی رقم ادا کر سکے؛ جبکہ زید کی بیوی کے میکے والے زید کو جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں، اگر زید کی بیوی رہنا چاہتی ہے، تو کیا کرنا ہوگا اور اگر نہیں رہنا چاہتی تو کیا کرنا ہوگا؟ اور زید جبکہ غریب ہے، تو اس کے مہر کی ادائے گی کی آسان ترکیب کیا ہوگی؛ جبکہ زید بیوی کی بدزبانی سے اتنا نالاں ہے کہ زید کے دل میں بیوی کی طرف سے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، زید پردہ باؤ ڈال کر بیوی کو رکھنے پر مجبور کیا جا رہا ہے، زید کی بیوی بات پر کلام مجید کی قسمیں کھانے کی عادی ہے، اس صورت میں جبکہ زید کی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے، تو کیا زید کو دوسری شادی کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

المستفتی: رفعت علی خاں معرفت ڈاکٹر تاج، چورہا شاہ بلاقی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب زید اپنی بیوی کو تین طلاق دے چکا ہے،

توبیوی زید پر بالکل حرام ہو چکی ہے، اس کو ساتھ رکھنا حرام کاری ہے اور جو لوگ طلاق کے بعد بیوی کو زید کے گھر رکھوا رہے ہیں، وہ سب لوگ سخت معصیت اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو چکے ہیں، ان پر تو بہ لازم ہے اور زید پر لازم ہے کہ فوراً بیوی کو اپنے سے الگ کر دے ورنہ سخت ترین عذاب الہی مسلط ہونے کا خطرہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم، ۳۰۶/۱۰، ۳۱۷/۱۰)

ومفاده أنه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بלא نكاح عالماً بحرمتها لا تجب عدة أخرى؛ لأنه زناً. (شامی، باب العدة، کراچی ۵۱۸/۳، زکریا ۲۰/۵)

اور اگر بیوی کو دوبارہ رکھا جائے، تو حلالہ شریعہ کے بعد نکاح کر کے رکھا جاسکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۱/۴۷۵، رقم: ۷۵۰۳)

نیز جب شوہر نے طلاق دیدی ہے، تو اس پر بیوی کا مہر ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر زید پورا مہر اکٹھا ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، تو اس کی آمدنی اور روزگار کی رعایت رکھتے ہوئے قسط باندھ دی جائے اور علاقہ کے معزز افراد جانبین کی رعایت رکھ کر قسط مقرر کر دیں اور زید قسطوار ادا کرتا رہے، نیز زید کو دوسرا نکاح کرنے کا شرعاً ہر وقت حق ہے۔

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلو الصالحة، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى، أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك. (ہندیہ، الباب السابع في المهر، زکریا قدیم ۱/۳۰۳، جدید ۱/۳۷۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۱۱/۲۴

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ رذی قعدہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۲/۳۳۳)

طلاق ثلاثہ سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

سوال [۲۶۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اولاً قمر الدین کی کیفیت تحریر کرتا ہوں کہ قمر الدین کو بلڈ پریشر کی شکایت ہے، جب کبھی ذہن پر زیادہ لوڈ پڑتا ہے، تو اپنی عاقبت سے بے خبر ہو کر زبان کا استعمال کرتے ہیں، چھوٹے بڑے کا لحاظ جاتا رہتا ہے اور جب اس سے زیادہ ہوتا ہے، تو پورا بدن کانپنے لگتا ہے، اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے تو بے ہوش ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس سے قبل دو یا تین بار بے ہوش ہو چکے ہیں اور گر کر زخمی ہو چکے ہیں۔

قمر الدین کے گھر میں اکثر بھائیوں میں جھگڑا ہوا کرتا تھا اور والدہ صاحبہ میں، درج ذیل مسئلہ میں ایک دن قبل بھائی سے تو تو میں میں ہوئی اسی دن والدہ صاحبہ کو اسپتال لے کر جانا تھا، مگر وہ بھی انکار کر گئیں جس سے قمر الدین کو دلی رنج و صدمہ ہوا، اس لئے کہ قمر الدین اپنی والدہ کا دل سے ادب و احترام کرتا ہے، انہیں وجوہ کی بناء پر اور مزید چند گھنٹہ ہی بند کرنے کے بعد آنکھ کھلی تو والدہ کی آواز کانوں میں پڑی کہ ٹکٹ منگا دو، ہم گھر جائیں گے جس سے قمر الدین کو اور بھی تکلیف ہوئی اور بھائی سے بھی کچھ باتیں ہوئیں، جس سے مندرجہ بالا کیفیت طاری ہونے لگی، تو انہوں نے کہا کہ لو امی جان ہم نے طلاق طلاق دی، اس کے بعد ان کی والدہ نے صحیح نہ سمجھنے کی بناء پر دوبارہ پوچھا کہ یہی رہ گیا تھا کہنے کو یہی باقی تھا، تو قمر الدین بے قابو ہو کر کہنے لگا ہاں تم فلاں فلاں کی وجہ سے طلاق طلاق دی، پھر قمر الدین کا بدن کانپنے لگا، گرتے گرتے جا کر لیٹ گیا، بقول لوگوں کے قمر الدین سے ایک گھنٹہ کے بعد کچھ دور فاصلہ پر ایک مکان میں کچھ سوالات کئے اور قمر الدین نے جواب بھی دیا، جس میں ان کی اور ان کی بیوی کی برائیاں کی گئیں تو قمر الدین نے کہا کہ تم لوگوں کی بناء پر ہی ایسا کیا ہے۔

اب قمر الدین یہ کہتا ہے کہ ہم کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں ہے، قمر الدین کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا، نہ کوئی رنجش تھی، نہ وہ وہاں پر حاضر تھی، نہ ہی قمر الدین کے ذہن میں تھی، قمر الدین کی بیوی سے پندرہ یوم قبل ہی ایک بچی کی پیدائش وجود میں آئی ہے، جس سے بیوی حد سے زیادہ پریشان ہے اور مرنے جینے کو تیار ہے، مگر ساتھ چھوڑنے کو تیار نہیں اور قمر الدین کی بھی قریب قریب یہی کیفیت ہے، بہت پریشان ہے، اب ان مذکورہ بالا حالات میں آیا طلاق کا وقوع ہوا یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی ہوئی؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟ مدلل و مفصل تحریر فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اصغر، قمر الدین خاں، بمعرفت مولانا ثار احمد، مدرس مدرسہ امدادیہ، مراد آباد

جواب منجانب: مفتی عزیز الرحمن صاحب مدرسہ عربیہ امدادیہ
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں جو کیفیت درج ہے، اس کے مطابق قمر الدین بعض اوقات دماغی خلل میں مبتلا ہو جاتا ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ خلل کا غلبہ اس طرح ہو کہ خلاف عادت اقوال و افعال کا بلا قصد صدور ہونے لگے، تو جب تک یہ کیفیت باقی رہے ان اوقات میں کوئی حکم ایسے شخص کے قول پر مرتب نہ ہوگا۔
علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں:

فالذي ينبغي التعويل عليه في المدهوش ونحوه إناطة الحكم بغلبة الخلل في أقواله، وأفعاله الخارجة عن عادته. وكذا يقال فيمن اختل عقله لكبر، أو لمرض، أو لمصيبة فاجأته فما دام في حال غلبة الخلل في الأقوال، والأفعال لا تعتبر أقواله وإن كان يعلمها ويريدها. (شامي، کراچی مطب فی طلاق المدهوش ۲۴۴/۳)

اس بحث میں چند سطر قبل یہ بھی تحریر ہے کہ اگر کسی شخص کی یہ کیفیت معلوم ہے، تو اگر وہ دعویٰ کرے، تو بغیر کسی ثبوت کے طلب کئے ہوئے اس کی بات تسلیم کی جائے گی۔

وإذا كان يعتاده بان عرف منه الدهش مرة يصدق بلا برهان .
لہذا اگر واقعی زید کی یہی کیفیت ہے، جو سوال میں ذکر کی گئی اور جو واقعہ پیش آیا، وہ ایسی حالت میں پیش آیا، تو طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ ایک گھنٹہ کے بعد کی جس گفتگو کا حوالہ ہے، اس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت وہ صحیح الدماغ تھا، یہ بات تو عینی شاہدین ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں؛ لیکن اگر قطعیت کے ساتھ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور قمر الدین پر مسائل کی تحریر کے مطابق اس طرح کے دورے پڑتے ہی رہتے ہیں، تو پھر اس کی بات تسلیم کی جائے گی اور اس حالت میں جو طلاق دی، اس کے متعلق شرعی حکم یہی ہوگا کہ طلاق نہیں ہوئی۔

دوسری بات قابل توجہ یہ ہے کہ سوال میں جو تفصیل درج ہے، اس کی رو سے جھگڑا نہ تو بیوی کے متعلق تھا، نہ بیوی سے تھا، نہ اس کا کوئی ذکر آیا، نہ ہی وہ وہاں موجود تھی اور قمر الدین کے جوا لفاظ نقل کئے گئے ہیں، ان میں بھی کہیں بیوی کا نام یا اسے خطاب نہیں ہے؛ بلکہ اس کے برخلاف ماں کو خطاب ہے (لوامی جان طلاق طلاق طلاق) اس صورت میں اگر قمر الدین یہ نہ کہے کہ بیوی ہی کو طلاق دینا مقصود تھا، تو شرعاً کوئی وجہ نہیں کہ الفاظ منقولہ سے اس کی بیوی پر طلاق کا حکم ہو سکے؛ لہذا یہ طلاق واقع نہیں مانی جائے گی، دونوں اب بھی میاں بیوی ہیں اور حسب دستور ساتھ رہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

جواب منجانب: درالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: قمر الدین کا نہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ تھا اور نہ ہی کوئی آپسی رنجش تھی اور نہ ہی بیوی اس جگہ پر موجود تھی اور نہ ہی طلاق کے ساتھ بیوی کا نام لیا ہے اور نہ مذکورہ جھگڑا بیوی سے متعلق تھا اور نہ ہی ماں اور بھائیوں وغیرہ کے بیوی کی

شکایات کرنے کی بناء پر صدمہ پہنچا ہے اور نہ ہی والدہ کا ہسپتال جانے سے انکار کرنا قمر الدین کی بیوی سے صدمہ پہنچنے کی بناء پر تھا؛ بلکہ صرف والدہ اور بھائیوں سے اختلاف و صدمہ کی وجہ سے بے خبری میں بے مقصد اور مہمل طور پر قمر الدین کی زبان سے طلاق کا جملہ نکلا ہے، تو عدم وقوع طلاق کے حق میں احقر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کے جواب کی تصدیق کرتا ہے اور اگر ایک دن پہلے بھائی سے بیوی کی وجہ سے جھگڑا ہوا ہے اور والدہ اسی بناء پر قمر الدین کے ساتھ ہسپتال نہیں گئی ہے یا والدہ کو الگ سے بیوی کی طرف سے صدمہ ہوا ہے جس کی وجہ سے ہسپتال جانے سے انکار کر دیا ہے اور قمر الدین کی والدہ نے گھر جانے کے لئے جو ٹکٹ منگائے کو کہا ہے، وہ قمر الدین کی بیوی کے ساتھ رہ کر نباہ نہ ہونے اور اس کی بیوی سے صدمہ پہنچنے کی بناء پر ہے اور والدہ کو بیوی کی طرف سے مطمئن کرنے کے لئے طلاق کا جملہ زبان سے نکلا ہے، تو قمر الدین کی بیوی پر شرعاً طلاق واقع ہو چکی ہے، اگرچہ بیوی وہاں پر موجود نہ رہی ہو اور نہ ہی بیوی کا نام لیا ہو؛ اس لئے کہ ایسی حالت میں بیوی کے موجود ہونے اور نام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ جھگڑا اور اختلاف کا قرینہ بیوی کی طرف طلاق کے منسوب ہونے کے لئے کافی ہے۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه (إلى قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (شامی، کتاب الطلاق، باب الصريح، کراچی ۲۴/۳، زکریا ۴۵۸/۴)

نیز اگر مدہوشی کے حالت میں طلاق دے کر اس کو یاد نہیں رہا ہے؛ لیکن آدمیوں نے اس کو بتلایا ہے کہ تم نے ایسے الفاظ زبان سے ادا کئے اور ان کے قول پر قمر الدین کو اعتماد ہے، تو طلاق ثابت ہو جائے گی اور قمر الدین کے لئے بیوی حلال نہ ہوگی۔

قال في الولوالجية إن كان بحال لو غضب يجرى على لسانه ما لا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين الخ. (شامی، کراچی ۲۴۴/۳، زکریا ۴۵۳/۴)

اب اس تحریر کے بعد قمر الدین خود اپنے حالات کا جائزہ لے کہ اس نے کس حالت اور کس موقع پر طلاق دی ہے اور خدائے علیم و حکیم سے ڈرے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۷۲۷/۲۶۲۸)

طلاق ثلاثہ اور میرا کوئی خدا نہیں کہنے کا حکم

سوال [۶۶۲۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے خاوند نے تقریباً ایک سال پہلے فون پر کسی بات پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ ”تمہیں طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ پانچ چھ مرتبہ کہا، ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ میں نے فون کاٹ دیا، اس کے بعد دوسرے ہی دن میرے صاحبزادے سے شوہر نے کہا کہ میں تمہاری ماں کو ہزار مرتبہ طلاق دوں گا اور رکھوں گا۔

نوٹ: اس واقعہ کے بعد وہ طلاق دینے سے مکر گئے (یعنی طلاق کا انہوں نے انکار کیا نیز میرے شوہر نے اپنی والدہ سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا (جبکہ لاؤڈ اسپیکر آن تھا اور وہاں تین چار آدمی موجود تھے اور ان سبھوں نے اس کے کلام کو سنا ہے) کہ میرا کوئی خدا نہیں اور خود مجھ سے بھی اکثر یہ کہتے کہ ”میں خدا کو نہیں مانتا“ میں تو کافر ہو گیا ہوں اور کافر ہوں، اس طرح کے جملے بار بار کہے؛ لیکن دوسری طرف وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) میرا اس شوہر کے ساتھ رہنا شرعاً کیسا ہے؟ اور کیا فون پر اس کے ”تمہیں طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ کہنے کی وجہ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟

(۲) شوہر کا یہ کہنا کہ ”میرا کوئی خدا نہیں ہے، میں خدا کو نہیں مانتا، میں کافر ہو گیا ہوں

اور میں کافر ہوں“ شرعاً کیسا ہے؟ اور کیا یہ شخص ان جملوں کے کہنے کی وجہ سے دائرۃ اسلام میں داخل رہا یا نہیں؟ اگر دائرۃ اسلام سے خارج ہو گیا تو تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟

نوٹ: نیز میرا شوہر ابھی فی الحال سعودی میں ہے، اس واقعہ کے بعد واپسی نہیں ہوئی ہے، واپسی کے بعد اگر وہ ان باتوں سے مکر گیا تو کیا حکم ہوگا؟ جبکہ یہ ایسا شخص ہے کہ ہر چھوٹی چھوٹی باتوں پر خدا اور قرآن کی قسم کھانے لگتا ہے۔

شریعت اسلامیہ کی روشنی میں دونوں جز کا جواب عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں عین کرم ہوگا۔

المستفتیہ: انجم رحمن، کانپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) صورت مسئلہ میں آپ کے شوہر کا آپ سے فون پر یہ کہنا کہ ”تمہیں طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ سے آپ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو کر شوہر کے لئے آپ قطعی طور پر حرام ہو گئیں، اب آپ کا اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ناجائز اور حرام کاری ہوگی۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

کدر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، کتاب الطلاق، باب طلاق

غیر المدخول بها، زکریا ۵۲۱/۴، کراچی ۳۹۳/۳)

وفي الظهيرية: متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف

الواو يتعدد الطلاق. (الفتاویٰ التاتاریخانیة ۴/۲۷، رقم: ۶۵۹۰، ہندیہ، زکریا

قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

(۲) آپ کے شوہر کا یہ کہنا کہ ”میرا کوئی خدا نہیں“ اور ”میں کافر ہو گیا ہوں“ ایسے

الفاظ کا کہنا کفر ہے، اس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے، اس کے اوپر تجدید ایمان لازم ہے اور چونکہ نکاح طلاق کے ذریعہ سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہے، اس پر کوئی اثر نہیں پڑا،

اگر نکاح باقی رہتا تو ان الفاظ کے ذریعہ نکاح ختم ہو جاتا۔

مسلم قال: أنا ملحد يكفر. (ہندیہ، زکریا قدیم ۲۷۹/۱ جدید ۲۸۹/۱)

مسلم قال: أنا ملحد يكفر؛ لأن الملحد هكذا. (المحيط البرہانی،

المجلس العلمی بیروت ۴۲۵/۷، رقم: ۹۲۷۶، کراچی ۵/۵۷۳)

من أتى بلفظة الكفر مع علمه، أنها لفظة الكفر عن اعتماد، فقد كفر ولو لم يعتقد أو لم يعلم أنها لفظة الكفر؛ ولكن أتى بها على اختيار فقد كفر عند عامة العلماء لا يعذر بالجهل. (تاتارخانیہ، زکریا ۲۸۲/۷، رقم: ۱۰۴۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۱۳/۴۰)

تین مرتبہ طلاق دیدی واقع ہوئی یا نہیں؟

سوال [۶۶۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ اگر دیس جس نے اپنی بیوی کنیز فاطمہ کو تین مرتبہ طلاق دیدی، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ طلاق دیتے وقت لڑکے کے ماں باپ بھی موجود تھے، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد سلیم، محلہ درزیان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے تین طلاق دیدیں تو اس سے

طلاق مغالطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی صحیح نہ ہوگا۔

عن سماک قال: سمعت عکرمۃ یقول: الطلاق مرتان: فإمساك

بمعروف، أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ۔ (المصنف لابن أبي شيبة، ما قالوا في الطلاق مرتان مؤسسہ علوم القرآن بیروت ۱۰/۱۹۷، رقم: ۱۹۵۶۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها۔ (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، قدوری، امدادیہ دیوبند ۱۷۸، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۲/۸۸، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱۰/۱۴۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/شوال المکرم ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۶۹۱۲)

ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۶۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مستجاب حسین ولد محمد ایوب، محلہ: اصالت پورہ نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کیا یعنی طلاق طلاق طلاق تو کیا طلاق واقع ہوگئی؟

المستفتی: مستجاب حسین، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایک ہی سانس میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کرنے سے بیوی پر تین طلاق معتبر ہو کر تین طلاق ہو جاتی ہیں؛ لہذا مسئلہ صورت میں مستجاب کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں۔ اب بلا حلالہ شرعیہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً۔ (الاشباه والنظائر

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۵، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۸۸، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۸۴۱)

میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں

سوال [۶۶۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رحمت عالم نے اپنی بیوی زیب النساء کو کہا کہ میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں، اس کے بعد طلاق طلاق طلاق کہا، اسی کا کہنا ہے کہ بعد کے تین لفظوں سے میں نے پہلی طلاق کو ثابت کیا ہے، تو کیا زیب النساء پر طلاق ہوگئی اور یہ بھی بتائیں کہ کتنی ہوں؟ ایک مولوی نے بتایا کہ ایک طلاق ہوئی۔

المستفتی: فرحت عالم، بڑھاپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رحمت عالم کے اس جملہ ”کہ میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں“ سے اس کی بیوی زیب النساء پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں، بعد کے الفاظ زائد ہیں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵/۱۲۹)

وفي الشامية: (ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالأولى!..... وذہب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامی، کراچی ۳/۲۳۲، زکریا ۴/۴۳۴، فتح القدیر، دارالفکر بیروت ۳/۶۹، کوئٹہ ۳/۳۳۰، زکریا ۳/۴۵۱)

وفی الدر المختار: ولو قال: لموطوءة..... أنت طالق
ثلاثاً..... وقع. (در مختار، کراچی ۳/۲۳۴، زکریا ۴/۳۷۴، ہکذا فی الہندیۃ، زکریا
قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۲۲۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۸۰۸۶)

تنہائی میں طلاق ثلاثہ دینا

سوال [۶۲۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ ایک شوہر نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں؛ لیکن اس
وقت وہاں موجود کوئی نہ تھا، یہاں تک کہ دو سال کا بچہ تک نہ تھا، کیا طلاق ہوگئی؟ اور وہ شخص
اپنی اس غلطی پر بے حد شرمندہ ہے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمدناظر حسین، مدرسہ شاہی مراۓ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع
ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی کوئی شکل نہیں ہے۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتروجت فطلق، فسأل النبي صلى الله
عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول.
(بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱،
رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، سنن نسائي، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة
الهندية ۲/۸۴، دار السلام رقم: ۳۴۴۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح
زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندیۃ،

زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، مجمع الأنہر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳۹۹/۲، تاتارخانیۃ، زکریا ۱۴۷/۴، رقم: ۷۵۰۳، فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۸/رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

۱۴۱۳/۷/۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۳۹/۲۹)

ڈرانے کی نیت سے طلاق مغلظہ دینا

سوال [۶۶۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے گھریلو جھگڑے اور ذہنی ٹینشن میں اپنی بیوی کو صرف ڈرانے کی نیت سے کہا میں نے طلاق دی اور پھر طلاق طلاق کہہ کر باہر چلا گیا، صرف ان الفاظ کے علاوہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا؛ لہذا حضور والا سے درخواست ہے کہ شرعی حکم تحریر فرمادیں؟

المستفتی: مدرّس حسین، پیر کا بازار، سرسیدنگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں شوہر نے یہ کہا کہ میں نے طلاق دی، یہ طلاق میں صریح ہے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، پھر اس نے لفظ طلاق کو تین مرتبہ مکرر استعمال کیا، تو مزید دو طلاقیں اور پڑ کر یہ عورت مغلظہ ہوگئی، اب بدون حلالہ اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔

عن سماک قال: سمعت عکرمۃ^{رض} یقول: الطلاق مرتان: فإمساک بمعروف، أو تسریح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة، فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره. (المصنف لابن أبي شیبۃ، مؤسسہ علوم القرآن بیروت ۱۰/۱۹۷، رقم: ۱۹۵۶۴)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۲۷۶)

لو كر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، باب طلاق غیر المدخول بہا،

کراچی ۳/۳۹۳، زکریا ۴/۵۲۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۷۸۹)

شوہر اقرار کرے کہ میں نے تم کو ڈرانے کے لئے تین طلاق دیں

سوال [۶۶۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میاں اور بیوی کے درمیان اختلاف کے بعد لڑکی اپنے والدین کے گھر آگئی اور لڑکی نے دعویٰ کیا کہ لڑکے نے مجھے تین بار طلاق دی ہے اور لڑکے نے پنچایت میں اس سے انکار کیا؛ لیکن لڑکی کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے تم کو ڈرانے کے لئے طلاق دی تھی اور اس پر گواہ بھی موجود ہیں، لڑکی حاملہ بھی ہے۔

المستفتی: محمد شاداب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے لوگوں کے سامنے بیوی سے یہ

کہہ دیا ہے کہ میں نے تم کو ڈرانے کے لئے طلاق دی تھی، تو اس سے طلاق کا اقرار ثابت ہو گیا اور جب تین مرتبہ طلاق دی ہے، تو اس سے طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ رحمیہ قدیم

۳۰۹/۵، جدید زکریا ۸/۲۶۷)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاء. (شامی، کراچی

۲۸۳/۳، زکریا ۴/۴۴۰)

ولو قيل له طلقت امرأ تك، فقال: نعم! أو بلى! بالهجاء طلقت.

(شامی، کراچی ۳/۲۴۹، زکریا ۴/۶۰)

وفي الخلاصة: قيل له ألت طلقتها؟ تطلق ببلى. (شامی، کراچی

۳/۲۸۳، زکریا ۴/۵۰۸)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۷/۱۴۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۳۶۷)

ڈرانے کے لئے تین طلاق دینے سے وقوع طلاق

سوال [۶۶۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، ایک مرد اور ایک عورت کی موجودگی میں؛ لیکن شوہر کہہ رہا ہے کہ میں نے بیوی کو ڈرانے کے لئے اس طرح کہا ہے، تو کیا اس صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی؟

المستفتی: نور محمد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر تین طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ تین طلاق نیت و ارادہ سے نہیں دیں؛ بلکہ ڈرانے کے لئے دیدی ہیں؛ لیکن شریعت میں طلاق ایسی چیز ہے کہ مذاق میں دی جائے یا ڈرانے کے لئے دی جائے غلطی سے دی جائے، بہر حال طلاق

واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغالطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ثلث جدهن جد، هزلهن جد، النكاح، والطلاق، والرجعة. الحديث (سنن الترمذي، ابواب ماجاء في الجدة والهزل في الطلاق، النسخة الهندية ۱/۲۲۵، دارالسلام رقم: ۱۱۸۴، سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب الرجل يحدد الطلاق، النسخة الهندية ۱/۴۷، دارالسلام، رقم: ۲۰۳۹ مشکوٰۃ شریف ۲/۲۸۴)

ولو أقرب بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح:
۷ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۲۳۵)

اپنے گھر والوں سے ڈر کر بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [۶۶۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے اور میرے سسرال والوں کے درمیان کچھ آپسی رنجش چل رہی تھی، اور میری بیوی اپنے میکے میں تھی، میری سسرال والوں نے میرے گھر کہلا بھیجا کہ اپنی بیوی کو لیجاؤ، میرے والد نے کہلا بھیجا کہ بیس دن کے اندر لے جاؤں گا، ابھی بیس دن گزرنے بھی نہیں پائے تھے، یہاں تک میرے والد ایک غیر مسلم وکیل کو متعین کر کے گھر پر بلائے اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم طلاق طلاق کہو، میں نے اپنے والد اور بھائیوں سے ڈرتے ہوئے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کا لفظ کہہ دیا اور بیوی وغیرہ کا نام نہیں لیا، اس کے بعد وکیل نے فارم

بھر کر مجھ سے زبردستی دستخط لے لئے اور اس نوٹس کو میری سسرال بھیج دیا، جب نوٹس سسرال پہنچا تو انہوں نے واپس کر دیا اور کہا کہ اگر طلاق واقع ہوگئی تو قتل و غارت گری ہی ہوگی۔
اب سوال یہ ہے کہ میری بیوی نکھار عرف بھوری کو طلاق پڑگئی یا نہیں؟ جبکہ میں نے مجبوراً اس کا نام لئے بغیر طلاق طلاق کے الفاظ ادا کئے اور زبردستی مجھ سے دستخط لئے گئے۔ جلد جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد وسیم، محلہ: زیارت، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں جب شوہر نے طلاق کے وقت اپنی زبان سے تین مرتبہ طلاق کے الفاظ جاری کر لئے ہیں، تو اس کی بیوی پر اس سے طلاق مغضظہ واقع ہو چکی ہے، زبردستی سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور مطالبہ طلاق کے وقت بغیر نیت کے بھی طلاق صریح واقع ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۵۲۸/۸، جدید ڈبھیل ۱۲/۳۳)
عن ابن عمر ^{رض} قال: طلاق الکراه جائز. (مصنف عبد الرزاق، باب طلاق الکراه، المجلس العلمی بیروت ۶/۴۱۰، رقم: ۱۱۴۲۱)

ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ حر، أو عبد، ولو کان الزوج مکرها، فإن طلاقه صحیح. (مجمع الأنهر، کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۸، قدیم ۱/۳۸۴، شامی، کراچی ۳/۲۳۵، زکریا ۴/۴۳۸، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۳، جدید ۱/۴۲۰، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، زکریا ۴/۳۹۵، رقم: ۶۵۱۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۰۳۴)

محض تین طلاق کا اقرار کرنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۶۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی منکوحہ کو دوبار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی؛ لیکن اس کی شریک حیات نے مزید یہ اور یاد دلایا کہ آپ نے قبل چھ ماہ مجھے یہ کہا تھا کہ میں تجھے آزاد کروں گا یا کر دیا، یہ بات میری سمجھ میں صحیح نہیں آئی کہ آزاد کروں گا کہا تھا یا کر دیا کہا تھا، یہ بات شک کے دائرہ میں ہے، لڑکا (زید) اس بات سے انکار کرتا ہے کہ میں نے تو ایسا کبھی نہیں کہا لڑکی کہتی ہے کہ آپ نے کہا ہے، اچھی طرح یاد کرو، بقول اپنی بیوی کے آزاد کروں گا یا کر دیا کو تیسری طلاق مان کر باہر جا کر اخبار کی نیت کے طور پر دوبار طلاق دی، طلاق دی اور تیسری مرتبہ جو میری بیوی نے کہا تھا کہ چھ ماہ قبل تم نے یہ کہا تھا کہ میں تجھے آزاد کروں گا یا کر دیا، میں نے اسے طلاق شمار نمبر تین کا عارضی طور پر درجہ دیتے ہوئے پہلے شخص سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو شمار نمبر تین کی طرح تین بار طلاق دی ہے، اس کے بعد دوسرے شخص نے مولانا صاحب سے اپنے کسی ملنے والے کی آڑ میں یہ کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو شمار نمبر تین کی طرح تین بار طلاق دیدے، تو انہوں نے اپنی گردن ہلا دی، زبان سے کچھ نہیں بولا؛ کیونکہ اس وقت وہ مدرسہ میں بچوں کو پڑھا رہے تھے، اگر وہ دونوں شخص اس بات کی گواہی دیدیں کہ زید نے ہم سے تین بار طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، کیا ان کی گواہی درست مانی جائے گی؟ مثلاً ایک طالب علم نے امتحان میں تین سوال حل کئے ہوں، ان میں سے دو سوال صحیح ہوں اور ایک سوال غلط تو شمار نمبر تین ہی رہے گا، اسی طرح دو ہی طلاق مانی جائیں گی؟ طلاق کا شمار نمبر بھلے ہی تین ہے آزاد کروں گا یا کر دیا، جو شک کے دائرے میں ہے اس جملہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، جس وقت زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دی اس وقت وہ پانچ ماہ کی حاملہ تھی اور جب تک بچہ پیدا ہوا، تب تک وہ زید کے ہی ساتھ رہتی رہی، عرصہ چار ماہ کے دوران رجوع بھی ہوا، جب دوران ولادت طفل رجوع ہو گیا، تو لڑکی بدستور پہلے کی طرح زید کے نکاح میں آگئی، اس کے بعد گواہوں کی، گواہی بے معنی مسترد ہو جاتی ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ پر غور کیا گیا، اس میں دو طلاق کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں؛ لیکن تیسری طلاق کے بارے میں شکوک و شبہات ظاہر کئے گئے ہیں، میاں بیوی کے درمیان چھ ماہ پہلے کے واقعہ کے بارے میں گھر میں اختلاف ہو رہا ہے؛ لیکن باہر آ کر کے جب شوہر نے کسی کے سامنے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو شمار نمبر تین کی طرح تین بار طلاق دی ہے، تو صرف اس اقرار کی وجہ سے تین طلاق واقع ہو گئیں ہیں، چاہے اس سے پہلے واقعہ میں طلاق نہ دی ہو، اس لئے کہ محض اقرار کی وجہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا مذکورہ واقعہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالہ شرعیہ کے جانین میں نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

عن سماک قال: سمعت عکرمۃ یقول: الطلاق مرتان: فیامساک بمعروف، أو تسریح باحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة، فإن شاء نکحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نکحها، فإذا طلقها ثلاثاً، فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیرہ. (المصنف لابن أبي شیبہ، مؤسسہ علوم القرآن بیروت ۱۰/۱۹۷، رقم: ۱۹۵۶۴)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانة. (شامی، کتاب الطلاق،

قبیل مطلب فی المسائل التي تصح مع الإكراه، زکریا ۴/۴۰، کراچی ۳/۲۳۶)

إن من أقر بطلاق سابق يكون ذلك إيقاعاً في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال وهو مالک للإيقاع غیر مالک للاستناد. (المبسوط للسرخیسی، کوئٹہ ۹/۱۰، بحوالہ محمودیہ جدید ۱۳/۳۰۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۳/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۹۳)

تین طلاق کے اقرار کرنے کا حکم

سوال [۶۶۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شاہانہ پروین کی شادی عبدالقیوم کے ساتھ ہوئی، پندرہ سال شادی کو ہو گئے، جب سے شادی ہوئی روز کسی نہ کسی بات پر جھگڑا کرتی ہے، ایک روز صبح چائے بنانے بیٹھی تو غصہ میں چائے ہاتھ پر ڈال دی، تو اس وقت بھی دوبار طلاق ہوئی، پھر بھی وہ رہتی رہی ایک مرتبہ شوہر دہلی گئے ہوئے تھے، تو آکر دیکھا ایک غیر مرد بیٹھا ہوا ہے، تو اسے دیکھ کر غصہ میں آکر پھر طلاق دی، اس بات پر محلہ والے بھی گواہ ہیں، رمضان میں رپورٹ کرادی، بلاوجہ سب کے سامنے طلاق ہوئی گواہ شعیب، زبیر اور ان کی والدہ موجود تھی جس وقت شاہانہ کے گھر والے آئے تو ان کے سامنے بھی تین طلاق دیں، اور میں عبدالقیوم خود تین بار طلاق دینے کا اقرار کرتا ہوں۔

المستفتی: عبدالقیوم، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں جب شوہر عبدالقیوم خود تین بار طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی شاہانہ پروین پر طلاق مغلطہ واقع ہوگئی اور وہ اپنے شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ اب بدون حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا بھی درست نہیں ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (دار قطنی، کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۱/۴، رقم: ۳۹۳۲)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۵۶۱)

شوہر کا تین مرتبہ طلاق کا اقرار کرنا

سوال [۶۶۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اختر حسین ساکن محلہ لالباغ، مراد آباد، اپنے گھر پر کھانا کھا رہا تھا، میری بیوی سے کچھ کہا سنی ہوگئی میری بیوی بہت زیادہ زبان دراز ہے، جس کی وجہ سے جھگڑا کچھ زیادہ بڑھ گیا اور خوب گالم گلوچ ہوگئی، بہت سمجھانے پر بھی نہیں مانی مجھے بہت زبردست غصہ آگیا اور میں نے طلاق دیدی، میری والدہ شمیمہ بیگم نے بھی میری بیوی شا کرہ بیگم کو بہت سمجھایا؛ لیکن وہ نہیں مانی جس کی وجہ سے مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا، اسی دوران میرے بھائی انور حسین جو کہ رشتے میں میرے ساڑھو بھی ہوتے ہیں اوپر آگئے، ان کی بیوی یعنی میری سالی بھی موجود تھی، ان کے سامنے میں نے تین مرتبہ پھر طلاق دی کہ میں نے تجھے طلاق دی اور شا کرہ کی بہن اس کو نیچے لے گئی، اس کے بعد محلے کے پڑوسی بھی شور و غل سن کر آگئے، ان کے سامنے بھی ۳ مرتبہ طلاق کے کلمات دہرائے اس بات کے گواہ میرے بھائی انور حسین اور چھوٹے خان ہیں اور اس بات کو شا کرہ کے رشتہ دار ماں باپ اور بہن وغیرہ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں؛ جبکہ اس کی بہن نے اور کچھ لوگوں نے خود طلاق کے لفظ اپنے کانوں سے سنے ہیں اور اسی وقت اس کو برقعہ اڑھا کر مریح سر و سامان

کے جس میں زیور بھی تھالے گئے؛ لہذا مفتی حضرات سے اسلام کی روشنی میں اس کا فتویٰ چاہتے ہیں، شا کرہ کو کچھ دن حمل کے چڑھے ہوئے تھے۔

المستفتی: اختر خان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے خود تین مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کر لیا ہے، تو ایسی صورت میں گواہ وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں شرعاً بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً. (شامی، کتاب الطلاق، قبیل

مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، كراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴۰/۴۴)

وطلاق الحامل يجوز. (هدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۵۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا

قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۳/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۶۵۶)

تین طلاق کا اقرار کرنے کے بعد ایک کا انکار کرنا

سوال [۶۲۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا مردوں کی ایک مجلس میں اقرار کیا اور بیوی نے بھی اور ایک دوسری عورت نے بھی اقرار کیا اور دونوں کے درمیان فیصلہ جدائی ہونے کے ایک ہفتہ بعد شوہر بیوی اور دوسری عورت تین طلاق سے انکار کر رہے ہیں اور شوہر بیوی دونوں کہتے ہیں کہ دو طلاق دیں اور کہتے ہیں کہ شوہر نے بیوی کو مارا اور کہا کہ اگر تو نے

میرے بھائی سے کہا، تو تجھے طلاق دیدوں گا اور بیوی نے شوہر کے بڑے بھائی سے کہہ دیا، بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو مارا تو شوہر نے بیوی کو دو طلاق دیں، تیسری طلاق دیتے وقت اس کے بڑے بھائی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔
المستفتی: محمد شاکر، موضع: چک گوردھن، پوسٹ: نہٹور، بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جھوٹا اور غلط بیان دے کر فتویٰ لینے سے حرام چیز حلال نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے اگر آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کر لیا ہے جیسا کہ سوالنامہ میں مذکور ہے، تو اس سے آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں اور اب شوہر و بیوی کامیاں بیوی کی طرح زندگی گزارنا بلا حلالہ شرعیہ جائز نہیں ہے اور تین طلاق کے انکار کے بعد دو طلاق کے اقرار کرنے سے بیوی حلال نہیں ہوگی۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامي، كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، كراچی ۳/ ۲۳۶، زکریا ۴۰/ ۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲ھ/۵/۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۷)

میں اپنے ہوش و حواس میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں تین مرتبہ کہا

سوال [۶۶۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی فرحانہ کو آٹھ سال پہلے طلاق دی تھی، طلاق کا لفظ اس طرح تھا کہ ”میں اپنے ہوش و حواس میں اپنی بیوی فرحانہ کو طلاق دیتا ہوں، میں اپنے ہوش و حواس میں اپنی بیوی فرحانہ کو طلاق دیتا ہوں“ اس طرح ایک ہی وقت میں تین بار کہلوا یا گیا تھا، طلاق دیتے وقت میرا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا، کچھ گھر میں ایسی باتیں بھی ہو گئی تھیں، طلاق دینے کی اپنی میری مرضی نہیں تھی، مجھ سے جس طرح کہلوا یا گیا تھا، وہ میں نے کہہ دیا تھا، طلاق دیتے وقت میری بیوی موجود نہیں تھی، میری ساس، سسر اور سب بھائی موجود تھے، میرے سسر ساس کا کہنا تھا کہ ہم نے ایک ہی بار یہ لفظ سنا تھا، تو مفتی صاحب اس صورت میں تین طلاق ہوئیں یا نہیں؟ اور طلاق کے بعد اس نے عدت بھی نہیں کی، میرے دو بیٹوں میں ایک پندرہ سال کا اور دوسرا دس سال کا ہے، میرا بڑا بیٹا دھمکی دیتا ہے کہ میری ماں کو لے آؤ ورنہ میں کچھ بھی کر لوں گا، میں دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لانا چاہتا ہوں، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد اعظم گوپیاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں؛ اس لئے آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور آٹھ سال کے درمیان عدت بھی گزر چکی ہے اور عدت میں نہ بیٹھنے کی وجہ سے عورت گنہگار تو ہوتی ہے؛ لیکن عدت خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔ اب جب عدت گزر گئی تو بلا تاخیر کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری لازم ہے اور ہمبستری کے بعد وہ طلاق دیدے، اس کے بعد تین ماہ واری گزر جائے تو آپ کے لئے اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، يذوق كل واحد

منہما عسیلہ صاحبہ۔ (سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها۔
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸۸۹۲۲۸)

میں تجھے طلاق دے رہا ہوں کہنے سے طلاق

سوال [۶۱۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو کہا ”میں تجھے طلاق دے رہا ہوں“ یہ الفاظ تین مرتبہ کہے، تو اس سے میری بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔
المستفتی: غفار احمد، پکا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: میں تجھے طلاق دے رہا ہوں کے الفاظ تین مرتبہ کہنے سے آپ کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور وہ آپ پر بالکل حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها۔
(ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸)

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قدیم ۹، ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۶/۸۳۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۴/۱۴۲۵ھ

ایک طلاق کے بعد شوہر نے کہا ”میں نے تیسری طلاق دی“

سوال [۶۶۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو شراب پی کر نشہ کی حالت میں طلاق دی اور واقعہ اس طرح پیش آیا کہ شوہر نے بیوی سے کہا میں نے ایک مرتبہ طلاق دی، پھر دوسری مرتبہ شراب پی تو کہا کہ میں نے تیسری طلاق دی۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا طلاق واقع ہو گئی اور کون سی طلاق ہوئی اور دوسری مرتبہ کی طلاق کا کوئی تذکرہ بیوی سے نہیں کیا، تو کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

نوٹ: تیسری طلاق کا واقعہ تقریباً چار ماہ کے بعد پیش آیا درمیان میں دوسری طلاق کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔

المستفتی: محمد جنید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تیسری طلاق کے ضمن میں پہلی دوسری بھی داخل شمار ہوا کرتی ہے اور پہلے ایک طلاق دے چکا ہے۔ اب تیسری کے ضمن میں دوسری بھی شامل ہو کر بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔
ولو قال: أنت طالق تمام ثلاث، أو ثالث ثلاثہ فہی ثلاث الخ.

(البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب الطلاق الصریح، زکریا ۳/۴۳۸، کوئٹہ ۳/۲۵۱)

وقد ذكر الفرق في البرازية بأن الآخر هو الثالث، ولا يتحقق إلا بتقدم مثليه عليه. (شامي، كراچی، ۲۸/۳، زکریا دیوبند ۵۰۵/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۲۶۹/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۴/۱۴۱۸ھ

ایک اور دو طلاق دی اور ایک دو طلاق کا حکم

سوال [۶۶۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ایک اور دو طلاق یا ایک دو طلاق دی کہا تو اس جملہ سے بیوی پر کتنی طلاق واقع ہو گئیں؟ کیا طالق اگر دو سے دوسری طلاق مراد لے اور مفتی صاحب کے سامنے اس کا اظہار کرے، تو کیا طالق کی یہ نیت معتبر ہوگی؟ یا دو سے مستقل دو طلاق مان کر کل تین طلاق مراد لی جائیں گی؟

خلاصہ یہ کہ دو عدد سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے یا طالق کی نیت معتبر مانی جائے؟ کیا دو کا عدد دوسری یعنی ایک طلاق کا احتمال رکھتا ہے؟ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب کے فتاویٰ دارالعلوم ۱۵۴/۶-۹/۳۰۶۳۰ میں دو جگہ یہ مسئلہ الگ الگ حکم کے ساتھ لکھا ہوا ہے، اس میں رائج اور صحیح بات کیا ہے؟ فقہی عبارت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: ثار احمد، گوہر (گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ میں دو قسم کے الفاظ ہیں:

(۱) شوہر بیوی سے کہتا ہے ”ایک اور دو طلاق“ تو ایسی صورت میں بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں، دوسری قسم کی عبارت ہے ”ایک دو طلاق دی“ تو ایسی صورت میں

اگر شوہر کی نیت میں تین طلاق نہیں ہیں یا کوئی نیت ہی نہیں ہے، تو صرف دو طلاق رجعی واقع ہو جائیں گی، یہی راجح اور مفتی بہ قول ہے اور فتاویٰ دارالعلوم جلد نمبر ۹/۱۰ اردو نوں میں یہ مسئلہ ہے، جلد نمبر ۹/۱۰ میں حضرت مفتی صاحب نے تین طلاق واقع ہونے کے ساتھ لفظ احتیاط بھی استعمال فرمایا ہے کہ اس میں احتیاط کا پہلو ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کو اس موقع پر تردد رہا ہے۔ اور جلد ۱۵۴/۱۰ میں بغیر تردد کے صاف لفظوں میں دو طلاق واقع ہونے کو لکھا ہے، یہی مسئلہ صحیح ہے، جو کتب فقہ کی ذیل کی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے۔ اور جلد نمبر ۹/۱۰ میں فتاویٰ قاضی خاں کی جو عبارت پیش کی گئی ہے، اس عبارت میں ایک طلاق کے بعد سکوت اختیار کیا گیا ہے، پھر دو طلاق کا ذکر ہے، تو قاضی خاں کی وہ عبارت مذکورہ مسئلہ سے متعلق نہیں ہے۔

ولو قال: أنت طالق واحدة في ثنتين..... فإن نوى واحدة، وثنيتين فهي ثلاث؛ لأنه يحتمله. (هداية، كتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق اشرفي ديوبند ۳/۳۶۳)

وفي قوله: أنت طالق واحدة في ثنتين تقع واحدة، إن لم ينو شيئاً..... وقال زفر، والحسن تقع ثنتان..... ورجح في الفتح قول زفر.

(مجمع الأنهر قديم ۱/۳۹۰، جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۸)

قال رحمه الله: وواحدة في ثنتين واحدة، إن لم ينو، أو نوى الضرب وإن نوى واحدة وثنيتين فثلاث..... وعند زفر يقع ثنتان لعرف الحساب. وهو قول الحسن. (تبين الحقائق، امدادية ملتان ۲/۲۰۲، زكريا ۳/۵۰-۵۱)

وبواحدة في ثنتين واحدة إن لم ينو أو نوى الضرب. وتحتة في الشامية:

وقال زفر، والحسن، والأئمة الثلاثة يقع ثنتان..... ورجحه في الفتح.

(شامي، کراچی ۳/۲۶۱، زکریا ۴/۴۷۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

۱۴۳۲/۲/۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۸)

۳۲۱/۳ میں نے طلاق دی

سوال [۶۶۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی میرے مقابلے میں آگئی تھی، میں نے غصہ میں آکر کہا ”میں نے طلاق دی“ یہ جملہ غصہ کی حالت میں کہا؛ لیکن یاد نہیں یہ جملہ کتنی بار کہا۔

لڑکی کے بیانات: لڑکی کا کہنا ہے کہ میرے شوہر کسی دوسرے کی چھت پر بیٹھے بات چیت کر رہے تھے، جب بیوی نے بلا کر کہا کہ نیچے آ کر آٹالا دو، اسی پر تکرار ہو گئی اور لڑکی سے کہا ”۳۲۱/۳ میں نے طلاق دی۔“

المستفتی: صابر حسین، بارشاہ، صفاء لال مسجد، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر خود طلاق کا اقرار کر رہا ہے اور تعداد کے بارے میں عدم علم کا اظہار کر رہا ہے اور بیوی کے بیان کا انکار بھی نہیں کر رہا ہے، تو بیوی کے بیان کے مطابق اگر واقعی ۳۲۱/۳ میں نے طلاق دی کہا ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہیں۔ اب دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی درست نہیں ہو سکتا۔

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، يذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)
متی قرن الطلاق بالعدد كان الوقوع بالعدد. (شامی، کتاب الطلاق، باب الطلاق غیر الدخول بہا، کراچی ۳/ ۲۸۷، زکریا ۴/ ۵۱۳)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۴/۹۶۷)

میں نے مینا کو ۳/۳ ر دی

سوال [۶۶۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے ایک کاغذ پر لکھا ہے کہ میں نے مینا کو ۳/۳ ر دی اور وہ کاغذ میرے پاس ہی ہے؛ لیکن وہ کاغذ تقریباً ۱۵ آدمیوں اور عورتوں نے دیکھ لیا ہے، یہ کاغذ اپنی بیوی کو نہیں بھیجا ہے۔

وکیل کی معرفت میں نے ہندی میں ٹائپ کرا کے طلاق کی وجہ اور مہر کی رقم اور نان نفقہ کی رقم کا ڈرافٹ بنوا کر بھیجا، وہ رجسٹری لٹر کے والدین نے نہیں وصول کی؛ بلکہ واپس کر دی اس میں تین طلاق کا تذکرہ موجود ہے اور میں نے اپنے ملنے والوں سے بھی کہہ دیا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، تو کوئی طلاق ہوئی؟

المستفتی: منصور احمد، تمباکو والا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب اس تحریر کے بعد آپ نے لوگوں کے سامنے طلاق دینے کا اقرار کر لیا ہے اور دس پندرہ افراد کو طلاق نامہ دکھا دیا ہے اور آپ نے خود اس کا اقرار بھی کر لیا ہے، تو جتنی طلاقیں آپ نے اقرار کر لیا ہے، اتنی طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے تین طلاقیں لکھی ہیں اور اس کا اقرار کیا ہے؛ لہذا ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

أما إن أرسل الطلاق، بأن كتب أما بعد، فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالكتابة، کراچی ۳/۴۶، ۲، زکریا ۴/۵۶، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۷۸، جدید ۱/۴۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۵۵)

ایک دو تین میں تم کو طلاق دے رہا ہوں

سوال [۶۶۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجاہد نے غصہ میں اپنی بیوی روبیہ کوفون پر یہ جملہ دو مرتبہ کہا کہ ”ایک دو تین میں تم کو طلاق دے رہا ہوں“ مجاہد سے پوچھے جانے پر کہ تمہاری ”ایک دو تین“ سے کیا مراد ہے، تو مجاہد نے جواب دیا کہ طلاق مراد ہے۔

مذکورہ صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوئی، تو کتنی ہوئیں اور عورت عدت کہاں گزارے گی، شوہر کے گھریا اپنے میکے میں؟ نیز اگر مجاہد دوبارہ اسے اپنے نکاح میں لانا چاہے تو کیا طریقہ اختیار کرنا ہوگا؟

المستفتی: ریاض احمد مدھوبنی، معلم مدرسہ شاہ ولی اللہ ہشتپرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب مجاہد نے اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے ایک دو تین کہا ہے، اس سے طلاق مغلطہ واقع ہوگئی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔ اور اس نے ایک دو تین کے بعد ”میں تم کو طلاق دے رہا ہوں“ بھی کہا ہے؛ لہذا اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی عدت شوہر کے گھر میں گزار سکتی ہے، مگر اس دوران شوہر سے سخت ترین پردہ کا اہتمام لازم ہوگا اور اگر اس کو دوبارہ رکھنے کا ارادہ ہو، تو شرعی حلالہ کے بغیر نہیں رکھ سکتا۔ اور شرعی حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح ہو جائے اور ہمبستری بھی ہو جائے، اس کے بعد وہ شوہر طلاق دے گا، پھر عدت گزار لے اس کے بعد اس کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔

قال لامراتہ: أنت مني ثلاثا، طلقت إن نوي، أو كان في مذاكرة الطلاق .

(شامی، کتاب الطلاق، باب الصریح، زکریا ۴/۹۷، کراچی ۳/۲۷۵)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، مجمع

الأنهر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲/۸۸ ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقتها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۰۸۳۲۴۰)

ایک دو تین دیا، جواب سے طلاق کا حکم

سوال [۶۶۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے آپسی تنازع کے سبب میاں نے کہا کہ آج تم کو جواب دینا ہے، پھر کہہ بھی دیا کہ ایک دو تین دیا جواب جاؤ، اب ہوا من اچھا۔ مسئلہ ہذا کا تشفی بخش جواب عنایت کریں ازیں قبل علاقہ کے دو مفتیان سے جواب طلب کیا گیا، دونوں حضرات کے جواب مختلف ہیں: اس لئے واقعہ شعبان کا ہونے کے باوجود ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

المستفتی: محمد توحید عالم، ارریہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ حالت مذاکرہ طلاق ہے اور شوہر نے اسی اثناء میں کہا کہ آج تم کو جواب دینا ہے اور اسی دوران ایک دو تین دیا جواب اور یہ کہنا کہ جاؤ اب ہوا من اچھا۔ یہ سب تین طلاق کے لئے مؤید ہیں: اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔

أنت مني ثلاثا طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق. (شامي،
 كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ۴/ ۹۷، كراچی ۳/ ۲۷۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۲ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۶۲۸)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۲/ ۲/ ۱۴۱۹ھ

ایک طلاق دو طلاق، دل سے طلاق کہنے سے تین طلاق کا وقوع

سوال [۶۶۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے بیوی سے کہا تجھ کو ایک طلاق دو طلاق دل سے طلاق، تو ایسی صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی؟ مدلل جواب تحریر کریں۔

المستفتی: محمد صادق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو کہا کہ تجھ کو ایک طلاق، دو طلاق، دل سے طلاق تو ان الفاظ کے کہنے سے بیوی پر تین طلاق مغلطہ واقع ہوگئی ہیں اور بیوی شوہر پر حرام ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ شوہر کے الفاظ میں بہر حال طلاق کا لفظ تین مرتبہ نکلا ہے۔
 لو کرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التأكيد دين، وقع الكل قضاء. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچی ۳/ ۲۹۳، زكريا ۴/ ۵۲۱، شرح الاشباه للحموي قديم ۹۷، جديد زكريا ۱۷۸)

ولو كرر لفظ الطلاق، فإن قصد الاستئناف وقع الكل، أو التأكيد فواحدة ديانة والكل قضاء. (الأشباه والنظائر قديم ۹۷، جديد زكريا ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۱۴۵)

ایک بار دو بار تین بار طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں

سوال [۶۶۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شوہر نے بہ ہوش و حواس اور بغیر غصہ و جذبات کے اپنی منکوحہ کو مندرجہ ذیل تحریر بھیجی، جو اہلیہ نے وصول کر لی اور پڑھ لی۔

اللہ تعالیٰ مالک کائنات ہے اور اسی کے حکم سے سارا نظام کائنات چل رہا ہے، وہی سب کا مالک اور مددگار ہے، ساری خوشیاں اور سارے غم اسی کی طرف سے ہیں، اسی ذات پاک کی مشیت کا احترام کرتے ہوئے میں آج آپ کو اپنے نکاح کے شرعی بندھن سے ایک بار دو بار تین بار طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں، میری وجہ سے آپ کو جو بھی تکالیف پہنچی ہوں اس کے لئے معذرت چاہتے ہوئے خدا حافظ۔

اس تحریر کے بعد طلاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی: وہاج الدین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، آئندہ بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔

عن عائشۃؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۲۱/۴، رقم: ۳۹۳۲)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

لو كر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كراچی ۳/۳۹۳، زکریا ۴/۵۲۱،

ہندیہ، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ شعبان العظم ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۸۹۸۹)

طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر زوجیت سے الگ کرنا

سوال [۶۶۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی ۱۴/۸/۳ء کو دہلی میں ہوئی تھی، ہم لوگوں کے باہمی تعلقات کافی دنوں سے خراب چل رہے تھے، بات بات پر مزاج نہل پانے کی وجہ سے کشیدگی بڑھتی گئی، ایک دن غصہ میں آکر میں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر اپنی زوجیت سے الگ کر دیا۔

کیا مندرجہ بالا سوال کے مطابق میری بیوی پر طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

المستفتی: رئیس احمد، محلہ: پتیا پاڑہ، چاند پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو زوجیت سے الگ کرنے کے ارادہ سے طلاق، طلاق، طلاق، کہا، تو آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے میاں بیوی کی طرح رہنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ اجمیل ۱۲/۲۷۷)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

لو كر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كراچي ۲۹۳/۳، زکریا ۵۲۱/۴)
وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره

نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها۔ (ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۶۷)

عورت کو چالیس دنوں کے لئے تین طلاق

سوال [۶۶۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید چالیس دن کے لئے جماعت میں گیا ہوا تھا، اسی دوران ایک روز جماعت کے کسی ساتھی نے زید سے مذاقاً کہا تو سوتا بہت ہے کیا تجھے بیوی یاد آتی ہے، ان الفاظ کے جواب میں زید نے کہا ”عورت (بیوی) کو چالیس دنوں کے لئے تین طلاق ہیں، تو کیا ان الفاظ سے زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں یا نہیں؟

یہ بات یاد رہے کہ زید کا دماغ خالی الذہن تھا، طلاق کی نیت بھی نہیں تھی۔ نیز ”میری“ کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے اور مسئلہ سے واقف بھی نہیں ہے، طلاق کے بارے میں بالکل خالی الذہن تھا۔ امید ہے کہ جلد جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

المستفتی: محمد قاسم ملاء، گودھرا (گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر کا یہ کہنا کہ بیوی کو چالیس دنوں کے لئے تین طلاق ہیں، تو اس کا حاصل یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنے اوپر تین طلاق کے ذریعہ سے حرام قرار دیتا ہے اور حرمت کو ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ چالیس دن کا چلہ مکمل ہونے تک کے لئے مقید کیا ہے تو اس میں دو باتیں ہیں: ایک ہے طلاق سے حرمت۔ دوسری بات ہے، اس کی تحدید اور تعیین، تو پہلی بات کا اس کو اختیار ہے کہ اپنی بیوی کو تین طلاق سے حرام کر لے۔

اور دوسری بات یعنی چالیس دن تک کے لئے اس حرمت کو مقید کرنا، تو اس کو شرعاً اس حرمت کی تحدید اور تعین اپنی طرف سے کرنے کا حق نہیں ہے؛ کیونکہ اس کی تحدید اور تعین قرآن پاک نے کر دی ہے: وہ یہ ہے کہ تین طلاق سے جو حرمت ہوتی ہے وہ حلالہ تک رہتی ہے، بغیر حلالہ کے ختم نہیں ہوتی ہے؛ لہذا صورت مسئلہ میں طلاق مغلطہ واقع ہوگئی ہے اور چالیس دن کا چلہ مکمل کرنے سے ختم نہیں ہوگی؛ لہذا بغیر حلالہ کے بیوی اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ، مکتبہ محمودیہ جدید میرٹھ ۱۸/۱۲، مسئلہ: ۶۸۳۵)

ولقولہ تعالیٰ: 'الطلاق مرتان' - إلى قوله - فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره. [الآية: ۲۳۰] فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۸ شوال المکرم ۱۴۳۱ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۷۹)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۸/۱۰/۱۴۳۱ھ

تین مواضع میں الگ الگ تین طلاق دینا

سوال [۶۶۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں فریحہ فاطمہ بنت انور صاحب ہوں، میرا نکاح تحکی زکریا سلطان بن محمد زکریا صاحب کے ساتھ مؤرخہ: ۲۲ دسمبر ۲۰۱۱ء کو ہوا تھا، ہم دونوں میں نا اتفاقی کی وجہ سے میرے شوہر تحکی زکریا سلطان نے مجھے بتاریخ: ۲۶ اگست ۲۰۱۲ء کو ایک طلاق دی، پھر ایک ماہ کے بعد ہی میرے شوہر نے رجوع کر لیا، اس کے دو ماہ سترہ دن بعد میرے شوہر نے مجھے بتاریخ: ۱۳ نومبر ۲۰۱۲ء کو دوسری طلاق دی، پھر چار دن بعد ۲۱ نومبر ۲۰۱۲ء کو تیسری طلاق دی۔

مذکورہ صورت میں میرا رشتہ نکاح باقی ہے یا ختم ہو گیا؟ فتویٰ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتیہ: فریحہ فاطمہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائلہ اپنے بیان میں سچی ہے، تو سوال نامہ میں ذکر کردہ صورت حال کے مطابق شوہر نے اپنی بیوی کو تین مواضع میں الگ الگ تین طلاق دیں، جس سے بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو کر بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے؛ لہذا آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

الطلاق مرتان فإمساك بمعروف، أو تسريح بإحسان --- فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره. [البقرہ: ۲۲۹/۲۳۰]

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، ولا فرق في ذلك بين كون المطلقة مدخولاً بها، أو غير مدخول بها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۷۳، زکریا جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۴۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱۰/۱۴ھ

حالت نشہ میں تین مرتبہ تم کو چھوڑ دیا کہنا

سوال [۶۶۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے نشہ کی حالت میں کہا کہ ”تو را چھوڑی دلو“ (یعنی تم کو چھوڑ دیا) پھر کہا کہ تینوں بیٹوں کو بھی تم کو چھوڑ دیا؟ زید کے لڑکے بکرا کہنا ہے کہ بانشہ کی حالت میں تھے پہلے کہا کہ تم تینوں بیٹے میری کمائی کھا رہے ہو، پھر کہا کہ تو را چھوڑی دلو، یعنی تم کو چھوڑ دیا تین بار کہا۔ گواہ فیروز کا کہنا ہے کہ میرے سامنے زید جو کہ نشہ میں تھا کہا کہ تو را

چھوڑی دلو (تمکو چھوڑ دیا) تین بار کہا، پھر کہا کہ تمہارے بیٹے سے فون پر بات کر لی ہے، فیروز کا کہنا ہیکہ بیوی کو چھوڑ آیا بیٹے کو چھوڑا، اس کی وضاحت زید نے میرے سامنے نہیں کی۔

نوٹ: واضح رہے کہ دس سال قبل زید نے اپنی بیوی ہندہ کی کسی بات پر ناراض ہو کر کہا تھا کہ آج رات تم گھر میں قدم نہیں رکھو گی، اگر گھر میں قدم رکھو گی تو جواب ہو جائے گا، اس رات تو ہندہ نے گھر میں قدم نہیں رکھا؛ لیکن دوسری رات زید کی اجازت سے گھر میں داخل ہوئی، پھر پانچ سال قبل کسی بات پر ناراض ہو کر زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا تھا، اب میں پریشان حال ہوں، ازدواجی زندگی گزارنا چاہتا ہوں؛ لہذا مذکورہ بالا صورت میں ازدواجی زندگی گذاری جاسکتی ہے یا نہیں؟

نوٹ: واضح رہے کہ تو راجھوڑی دلو یا لفظ جواب کو ہمارے علاقہ میں جہلا عام طور پر طلاق کے لئے استعمال کرتے ہیں، تو مذکورہ صورت میں کون سی طلاق ہوئی؟

المستفتی: محمد ظہیر الدین بن محمد خلیل الرحمن، ڈومریا، پوسٹ: پی ٹی ڈومریا، ارریہ (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زید نشہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ”تورا چھوڑی دلو یعنی تم کو چھوڑ دیا“ تین بار کہہ چکا ہے، تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں؛ کیونکہ چھوڑ دیا عرف میں طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور شرابی کی طلاق نشہ کی حالت میں بھی واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا بغیر حلالہ کے اس بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا بھی درست نہیں ہے، جب طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ہے، تو پھر تجھ کو ایک جواب دیا گھر میں داخل ہونے سے جواب ہو جائے گا اس کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ اس پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

فإن سرحتك كناية لکنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال رها کردم: أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً، وما ذلك إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق.

(شامی، کتاب الطلاق، باب الکنايات، زکریا ۴/۵۳۰، کراچی ۲۹۹/۳)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر، أو النبيذ، وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالى. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق، الفصل الثالث، المجلس العلمي بيروت ۴/ ۳۹۱، رقم: ۴۶۳۴، عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۳۵۳، جدید ۱/ ۲۰، شامی، کراچی ۳/ ۳۴۱، زکریا ۴/ ۴۸، خلاصۃ الفتاویٰ ۲/ ۷۵)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زکریا ۵/ ۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۶/۹۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۱/۱۴۲۲ھ

نشہ کی حالت میں حاملہ بیوی کو تین طلاق دینے کا شرعی حکم

سوال [۶۶۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دانش نے اپنی بیوی شائلہ پروین کو شراب کے نشہ کی حالت میں تین طلاق دیدیں بیوی حمل سے ہے، طلاق کے وقت پھوپھی بھی موجود تھی، شرعاً طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ساتھ رہنا چاہیں تو کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: محمد رئیس، ٹھیکدار والی مسجد، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شراب کے نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، جب شوہر دانش نے اپنی بیوی شائلہ پروین کو حالت حمل میں نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہو کر بیوی شوہر کے اوپر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے۔ اب آئندہ دونوں کا بغیر حلالہ کے نکاح کرنا بھی درست نہیں ہوگا، اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو شرعی حلالہ لازم ہے،

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عدت گزرنے کے بعد شامکہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور نکاح کے بعد شامکہ دوسرے شوہر سے ہمبستر ہو جائے، پھر وہ طلاق دیدے، تو اس کی عدت گزرنے کے بعد دانش کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو سکتا ہے۔

عن سهل بن سعد في هذا الخبر، قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۳۰۶، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰)
عن عائشة، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰)

أما السكران إذا طلق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر، أو النبيذ طوعاً، حتى سكر وزال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة. (بدائع الصنائع، زكريا ۳/۱۵۸، كراچی ۳/۴۳، ونحوه في الشامي، كراچی ۳/۲۴۱، زكريا ۴/۴۴۸)

وَأُولَٰئِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. [الطلاق: ۴]

ولو قال لامرأته الحامل أنت طالق لسنة تقع في الحال واحدة وبعد شهر أخرى. (تاتارخانية، زكريا ۴/۳۹۴، رقم: ۶۵۰۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (عالمگیری، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۱۴۳۴/۱/۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۰۹۱۹)

جنونی حالت میں کہنا ”میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی“

سوال [۶۶۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کل بروز اتوار مورخہ: ۱۲ ستمبر ۱۹۹۳ء میاں بیوی میں تکرار ہوا جس کی مفاہمت کے لئے نواب جان عرف بنو اور لڑکے کی موجودگی میں اور لڑکے کی والدہ کی موجودگی میں گفت و شنید شروع ہوئی، نواب جان کی خواہش تھی کہ دونوں میں میل جول ہو جائے، بات چیت بالکل درمیانہ ماحول میں چل رہی تھی، کسی قسم کی کوئی تیزی نہیں تھی، اسی درمیان شمیم الدین نے کہا کہ آپ نے مجھ سے طلاق مانگی تھی، میں نے دی اس پر شبانہ نے کہا کہ میں نے آپ سے کوئی طلاق نہیں مانگی، آپ جھوٹ بولتے ہیں اگر سچ ہے تو آپ کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیں کہ میں نے طلاق مانگی تھی، اس پر انہوں نے جنونی کیفیت میں یہ کہا کہ میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی۔

(۱) کیا یہ طلاق ہوگئی؟

(۲) اس کے بعد لڑکی کے لئے عدت جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اس لڑکی کے والد اور کوئی بھائی نہیں ہے اور وہ گورنمنٹ سروس میں ہے، اگر وہ اتنی لمبی چھٹی یا رخصت لے گی، تو اس کی ملازمت پر اثر ہوگا اور اگر وہ سروس چھوڑ دیتی ہے، تو اس کا معاش اور گزارہ کس طرح ہوگا؟

(۳) لڑکی کی مہر کی ادائے گی کسی طرح سے ہوگی؟

(۴) دونوں بچے کس کے پاس رہیں گے؟ ایک کی عمر پانچ سال ہے، دوسرے کی عمر تین سال ہے۔

المستفتی: محمد اسماعیل صدیقی، مون بلڈنگ، کسرول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) ایسی صورت میں بیوی پر تین طلاقیں واقع

ہو کر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

(۲) بیوی پر عدت گزارنا واجب ہے اور عدت کے دوران سروس کے لئے گھر سے نکل کر سرکاری دفاتر وغیرہ میں حاضری دینا جائز نہیں ہے، اگر باہر آنے جانے لگے گی تو گنہگار ہوگی۔

وتعتدان: أي معتد طلاق، وموت في بيت وجبت فيه، ولا يخرجان منه.

(الدر المختار، کراچی ۳/۵۳۶، زکریا ۵/۲۲۵)

(۳) عدت کے زمانہ میں حصول معاش کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں ہے اور اس زمانہ کے معاشی اخراجات شوہر پر لازم ہیں۔

وتجب لمطلقة الرجعي، والبائن، والفرقة بلا معصية الخ.

(الدر المختار، کراچی ۳/۶۰۹، زکریا ۵/۳۳۳)

(۴) مہر کا ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اور ادائے گی مہر کے لئے فریقین جو بھی مناسب طریقہ اختیار کریں گے شرعاً جائز ہوگا۔

(۵) دونوں بچوں کو ماں اپنے پاس رکھنے کا حق رکھتی ہے، مگر جب عمر سات سال پوری ہو جائے گی، تو باپ کو لیجانے کا حق ہوگا اور ماں کے پاس رہنے کے زمانہ کا خرچہ باپ پر لازم ہوگا۔

والحاضنة أماً، أو غيرها أحق به: أي بالغلام حتى يستغني عن النساء

وقدر بسبع و به يفتي. (الدر المختار، کراچی ۳/۵۶۶، زکریا ۵/۲۶۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

۲۵/۳/۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۸۷۳۳۷)

دماغی توازن کمزور ہونے کی بنا پر تین طلاق دینا

سوال [۶۶۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بحالت سخت بیماری جبکہ دماغی توازن کمزور تھا، تین طلاق دیں، پھر جب زید صحیح ہو گیا، تو لوٹنا چاہا چار پانچ مہینہ گزر چکے ہیں، تو مولانا صاحب نے کہا کہ اس بارے میں آپ فتویٰ لیجئے، تو زید نے کہا کہ میں نے مفتی صاحب سے کہا تو بولے یونہی نکاح کر لو کافی اصرار کے بعد مولوی صاحب نے نکاح دوبارہ پڑھادیا، جب لوگوں کو پتہ چلا تو کہنے لگے کہ مولوی صاحب کا نکاح ٹوٹ گیا؛ کیونکہ غلط نکاح پڑھایا ہے، تو اس صورت میں کون گنہگار ہوگا کیا کرنا پڑیگا؟

المستفتی: محمد عیاض الدین، اریادوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید کو خود تین طلاق دینا یاد ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

أنه في هذا الفرع عالم بأنه طلق وهو قاصد له. (شامي، کتاب الطلاق،

مطلب في طلاق المدھوش، زکریا ۴/۵۳، کراچی ۲۴/۳)

اور مولوی صاحب نے چونکہ مفتی صاحب کے مسئلہ بتانے پر نکاح پڑھایا ہے، اس وجہ سے ان پر گناہ نہ ہوگا؛ بلکہ جن لوگوں نے اصرار کیا ہے، وہ گنہگار ہوں گے۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۲۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۵/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۸۳۳)

جنونی کیفیت میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی اور میرے درمیان نازیبا بات پر تیز طرار گفتگو ہوئی، میں نے اپنی بیوی کو دھمکی دی، اس پر بھی میری بیوی خاموش نہیں ہوئی، تب میں نے کہا آج میں نے تجھے ”طلاق دی، طلاق، طلاق، طلاق“ طلاق اس وقت میری والدہ اور بہن موجود تھیں، میں نے اس بات کو اس طرح کہا کہ کسی کو بھی اپنی جگہ سے ہلنے کا موقع نہیں ملا، میں نے جنونی کیفیت میں یہ عمل کیا، میں چاہتا ہوں مجھ سے میری بیوی بہت انسیت رکھتی ہے یہ بھی یاد رہے کہ میں نے جس جنونی کیفیت میں یہ الفاظ ادا کئے ہیں مجھے خود کچھ ہوش نہیں تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔

المستفتی: طریق احمد، محلہ: داشمندان، مروہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: منسلکہ تمام جوابات دیکھ لیئے، دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم چلہ مروہ، شاہی چبوترہ مروہ کے جوابات صحیح اور درست ہیں اور مدرسہ شاہی سے ۲۰/شوال ۱۴۲۲ھ کو جاری کردہ جواب کے مطابق ہیں، زیر بحث واقعہ میں بیوی پر تینوں طلاقیں مغلطہ واقع ہو گئیں ہیں، اب بیوی شوہر پر حرام ہو چکی، مدنی دارالافتاء بجنور کا جواب جس میں صرف ایک طلاق رجعی کو کہا گیا ہے اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے، وہ جواب بلا دلیل ہے؛ بلکہ اب مذکورہ واقعہ میں بلا حلالہ شرعیہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۱۶۶)

فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۱۶۶ سے متعلق مفتی عزیز الرحمن بجنوری کا جواب

الجواب مکرر: (۱) میں نے جو جواب لکھا ہے، وہ علامہ شامی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔
کرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين الخ. (رد المختار ۱/۴۶۰)
شوہر کے سیاق کلام سے ڈرانادھمکانہ واضح ہے۔

(۲) شوہر نے جنون کی حالت میں اگر کہا ہے، وہ قابل تسلیم نہیں ہے، اس وجہ سے
بھی طلاق نہ ہوگی؛ لیکن میرے نزدیک یہ محل نظر ہے، (۳) جس طرح سے مسلک غیر پر ضرورۃ
عمل جائز ہے جیسا کہ الحلیۃ الناجرہ میں ہے، موجودہ زمانہ میں تین طلاق کو ایک تسلیم کرنے میں
بھی کوئی برائی نہیں، جیسا کہ سیاق کلام میں اس کی گنجائش ہے یہ مسئلہ طے ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو
مقدمہ فقہی سیمینار اور دوسری کتب۔

کتبہ: عزیز الرحمن
مدنی دارالافتاء، بجنور (یوپی)

مذکورہ طلاق سے متعلق مستفتی کا اقرار اور بیان

حضرت مفتی صاحب نے اس مسئلہ سے متعلق مستفتی سے پوچھا کہ تین مرتبہ سے
زیادہ طلاق طلاق کا لفظ کیوں کہا، تو مستفتی نے جواب دیا، طلاق ہی کے لئے کہا، سائل سے
اس پر دستخط بھی کرا لئے گئے ہیں۔

المستفتی: تاجدار علی

جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سائل سے معلوم کیا گیا کہ ”طلاق، طلاق، طلاق، تین مرتبہ کیوں کہا، تو مستفتی نے جواب دیا کہ طلاق کے لئے کہا ہے، جب طلاق کے لئے تین مرتبہ طلاق کا لفظ بیوی کے لئے استعمال کیا جائے، تو تاکید کے لئے نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی فقیہ تاکید کے لئے تسلیم کرتا ہے۔ نیز سائل نے سوال میں کہیں بھی تاکید کا دعویٰ نہیں کیا، تو ایسی صورت میں تین طلاق کو تاکید کہہ کر ایک مسلمان کو حرام کاری اور زنا کاری کی دعوت دینا ہے۔ اور ان نوی تاکید دین کا یہاں سے کوئی تعلق نہیں، ایک عجیب بات یہ بھی سامنے آئی کہ تین طلاق کو ایک طلاق ماننے کے لئے مذہب غیر پر عمل کیا جائے، تو سوال یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کونسا امام ایسا ہے، جو ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق مانتا ہو؛ حالانکہ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں؛ اس لئے ایک مسلمان کو صحیح مسئلہ بتلا کر صحیح عمل کی دعوت دینا ضروری ہے؛ لہذا مذکورہ واقعہ میں چاروں اماموں کے نزدیک تین طلاق مغلطہ واقع ہو کر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہوگئی ہے، آئندہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

قال لامراته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي، ومالك، وأبو حنيفة، وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع الثلاث الخ. (نوي، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ۱/ ۴۷۸، مرقاة شرح مشکوٰۃ، باب الخلع، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امدادیہ ملتان ۶/ ۲۹۳، بذل المجهود، شرح أبو داؤد، كتاب الطلاق، باب بقیة نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث، مکتبہ یحی سہارنپور ۲۷۶/۳، دارالبشائر الإسلامية بیروت ۸/ ۹۵)

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً في مجلس واحد، فقد بان منه ولا تحل

لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ (السنن البکری للبیہقی، کتاب الخلع والطلاق
قدیم ۲۳۹/۷، ۲۴۰، جدید دارالفکر بیروت ۲۲۸/۱۱، رقم: ۱۵۳۶۵، رحیمیہ قدیم
۳۶۵/۵، جدید زکریا ۳۵۰/۸)

والبدعی ثلاث متفرقة، أو ثنتان بمرة، أو مرتین. و تحتہ فی الشامیہ:
وذهب جمهور الصحابة، والتابعین ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه
يقع ثلاث. (شامی، کراچی ۲۳۲/۳، زکریا ۴/۴۳۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۶۶/۳۷)
الحجۃ: الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱۱/۶ھ

غصہ میں تین طلاق دینا

سوال [۲۶۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کے بھائی بکر کو ساڑھے تین لاکھ روپے کا روبرار
میں شرکت کے لئے دیئے تھے اور اپنے بڑے بھائی کو ساتھ میں لگایا تھا، ایک سال تک نہ
منافع ملا اور نہ ہی رقم ملی، تقاضہ کرنے پر سارے بھنوئی میں گرما گرمی ہو گئی، تنازع کے
درمیان میں زید نے کہا، اگر آپ نے یہ معاملہ نہیں سلجھایا تو میں آپ کی ہمیشہ سے قطع تعلق
کر لوں گا، یہ محض ایک دھمکی تھی؛ جبکہ زید کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا، اس پر بکر نے اپنے
دوسرے بھنوئی کا واقعہ سنایا کہ ہمارے بھنوئی سے ایسا ہی کچھ معاملہ ہوا تھا، تو ہم نے اپنے
بھنوئی کو چوراہے پر لیجا کر پٹائی کر دی تھی اور پولیس سے بھی پٹوایا تھا، زید کو یہ سن کر بہت
روحانی تکلیف پہونچی اور اس نے غصہ میں تین بار طلاق دیدی اور کہا کہ چلو تم مجھے کون
سے چوراہے پر لے جا کر مارو گے اور پھر زید نے دوبارہ تین بار طلاق دیدی۔ دریافت یہ
کرنا ہے کہ غصہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبداللہی، محلہ: بھٹی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خوشی میں طلاق نہیں دی جاتی ہے؛ بلکہ غصہ کی حالت میں طلاق دی جاتی ہے اور مذکورہ صورت میں سارے بہنوئی کے تنازع کے درمیان شوہر نے بیوی کو صراحت کے ساتھ تین طلاق دیدی ہیں، اور تین تین طلاقیں دو مرتبہ دی ہیں، اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر شوہر کے اوپر وہ قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس سے نکاح بھی درست نہیں ہوگا اور سائل غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں، ان کا فتویٰ بھی لایا تھا ان کا فتویٰ غلط اور شریعت کے خلاف ہے، اس فتویٰ کی رو سے عمل کریں گے، تو حرام کاری ہوگی۔ روایات ملاحظہ فرمائیں:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]
 عن سهل بن سعد، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم.
 (ابو داؤد شریف، کتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۳۰۶/۱، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰، بخاري شریف، کتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۰، ف: ۵۲۵۹، صحيح مسلم، کتاب اللعان، النسخة الهندية ۴۸۹/۱، بیت الأفكار رقم: ۱۴۹۲، سنن النسائي، الطلاق، باب الرخصة في ذلك، النسخة الهندية ۸۳/۲، دارالسلام رقم: ۳۴۳۱)

وقال الحسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلق امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعتهما. (السنن الكبرى للبيهقي جديد دارالفكر بيروت ۵۲/۱۱، رقم: ۱۴۸۵۵)
 عن عائشة أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى ينوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شریف، کتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/ ۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰)

أتى برجل قد طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، أو جمعه ضرباً و فرقه بينهما. (مصنف ابن أبي شيبة، جديد مؤسسه علوم القرآن بيروت ۹/ ۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۹)

عن واقع بن سحبانؓ، قال: سئل عمران بن حصين عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه و حرمت عليه امرأته. (مصنف ابن أبي شيبة ۹/ ۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۷)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگیری، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/ ۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۳/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۰/ ۱۰۹۹۳)

غصہ کی حالت میں تین طلاق دینا

سوال [۲۶۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دیدی ہیں، تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ پانچ مہینہ کا چھوٹا بچہ بھی ہے، بیوی کو اگر ساتھ رکھنا چاہیں تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: سبحان چھوٹی منڈی، مقبرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خوشی میں کوئی طلاق نہیں دیتا ہے؛ بلکہ غصہ ہی میں طلاق دی جاتی ہے؛ لہذا جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر آپ کے اوپر وہ قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہے اور حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، پھر اس مرد کے ساتھ ہمبستری ہونے کے بعد وہ مرد طلاق دیدے اور پھر عدت بھی گزر جائے تو وہ بیوی آپ کے لئے حلال ہو سکتی ہے اور پھر آپ اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]
عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائي شريف، كتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۸۴/۲، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قدیم ۹، ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

۱۴/۳/۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۰۹۹۵)

میں نے اور میرے خدانے طلاق دی، تین مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۲۶۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ تین مرتبہ کہے کہ ”میں نے اور میرے خدانے طلاق دی“ تو صورت مذکورہ میں کون سی طلاق پڑی؟ اور اگر میاں بیوی ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو کیا صورت ہو سکتی ہے؟

المستفتی: محمد شعیب، ٹنچوری، معلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔ اور اگر ساتھ رہنا چاہیں تو بلا حلالہ درست نہیں ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزار کر عورت کسی دوسرے کے ساتھ شرعی طور پر نکاح صحیح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری ہو جائے، اس کے بعد شوہر ثانی طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے، تو پھر عدت گزار کر پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرے۔

وإن قال بأمره، أو بحكمه، أو بقضائه، أو بإذنه، أو بعلمه أو بقدرته يقع في الحال، أضيف إليه تعالى أو إلى العبد إذ يراد بمثله التجيز عرفاً.

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب التعليق، زکریا دیوبند ۴/۶۳۳، کراچی ۳/۳۷۳)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۹، ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له، حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۸۸/۲، تاتارخانیة، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۵۷۵/۲۵)

شدید غصے میں یہ کہنا ”خدا کو حاضر و ناظر کر کے تم کو تین طلاق دیتا ہوں“

سوال [۶۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ کو ۴ جنوری ۱۹۸۸ء کو بوجہ نزاع خانگی کے کہہ دیا کہ ”پہلے ایک میں نے تم کو طلاق دیدی“، اس کے بعد کہا ”میں خدا کو حاضر و ناظر کر کے تم کو تین طلاق دیتا ہوں“، یہ جملے انتہائی غصہ کی حالت میں کہے زید کو بالکل یاد نہیں ہے یہ جملے بیوی نے زید کو بتلائے کہ تم نے کہا ہے کہ خدا کو حاضر و ناظر کر کے تم کو تین طلاق دیتا ہوں، تو عرض طلب یہ ہے کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور کون سی پڑی؟ اور ایسی حالت میں زوجہ کا کہا ہوا کچھ معتبر ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ ذرا تفصیل سے بروئے شرع مدلل تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: فقیہ الدین، اندراگر، بلدوانی، ضلع: مینیتال (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو میں نے تم کو طلاق دیدی کے جملہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔

صريح ما استعمل فيه خاصة ولا يحتاج إلى نية، وهو أنت طالق، ومطلقة، وطلقتك وتقع بكل منهما واحدة رجعية. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۱۱/۲)

تم کو تین طلاق دیتا ہوں کا جملہ اگر ایسی مدہوشی میں کہا ہے کہ جس میں کچھ پتہ نہیں ہے، تو دو عادل آدمی کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ اور تینوں طلاقیں واقع ہونے کا حکم ہو گا ورنہ نہیں، مبتلا بزید خود اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر فیصلہ کر لے کہ واقعہ کیا ہے؟

الذي يظهر لي أن كلا من المدهوش، والغضبان (إلى قوله) إن كان بحيث إذا غضب لا يدري ما يقول وسعه الأخذ بشهادتهما، وإلا لا (وقوله) ثم رأيت ما يؤيد ذلك الجواب، وهو أنه قال في الوالوالية إن كان بحال لو غضب جرى على لسانه ما لا يحفظه بعده جازله الاعتماد على قول الشاهدين. فقوله لا يحفظه صريح فيما قلنا الخ. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، مطبوعة كوئٹہ ۲/۶۳، کراچی ۳/۴۴، زکریا ۴/۵۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۴/۷۷)

غصہ میں تیرے اوپر تین کہنے کا حکم

سوال [۶۶۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد سلیم ولد محمد اصغر علی لوہاری سرانے نے اپنی بیوی فاطمہ رحمن ولد فضل الرحمن میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا قطعاً ارادہ نہ تھا اور نہ اس سے میرا جھگڑا تھا، اچانک میرے اور میرے والد کے بیچ

کہا سنی کی وجہ سے مجھ پر مدہوشی کا غصہ طاری تھا، اس بیچ میرے منہ سے یہ الفاظ ادا ہو گئے کہ تمہارے اوپر تین طلاق اور میں اسی وقت خود کو مارنے پر آمادہ تھا کہ اس دوران میری بیوی آگئی؛ لہذا ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں رہنا چاہتے اور نہ کبھی رہنا چاہتے تھے، لہذا آپ سے التجاء ہے کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں رہنمائی کریں کہ ہم دونوں آپس میں سابقہ کی طرح رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ مضمون وہ ہے جو ان حضرات نے پہلی بار دیا تھا اور پھر دوسرا مضمون دیا ہے، وہ میں اب نیچے لکھا رہا ہوں۔

میں محمد سلیم ولد محمد اصغر محلہ لوہاری سرانے نگیہ کا اپنی بیوی فاطمہ رحمٰن ولد فضل الرحمن کو خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرا طلاق دینے کا قطعاً ارادہ نہیں تھا اور نہ میرا اس کا کوئی جھگڑا تھا، اچانک میرے اور میرے والد کے بیچ کہا سنی کی وجہ سے مجھ پر مدہوشی کا غصہ طاری تھا اور اس وقت میں خود کو مارنے مرنے پر آمادہ تھا کہ بیوی آگئی، اس نے کہا کیوں رور ہے ہو، مجھے بتاؤ میں نے کہا نہیں بتاؤں گا، اس بیچ میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ تمہارے اوپر تین، اتنے میں میرے والد نے میرا منہ پکڑ لیا آگے مجھے علم نہیں کہ میرے منہ سے کوئی اور الفاظ نکلے یا نہیں اور نہ تین سے آگے کے الفاظ وہاں پر موجود میرے والد اور میری بیوی نے سنے، تین سے آگے کی عدم ادائے گی کی تصدیق میرے والد اور میری بیوی بھی کر رہے ہیں اور کوئی گواہ بھی موجود نہیں۔

اور اب میں یعنی فاطمہ رحمٰن کے بھائی عباد الرحمن نے جب اس دن پوچھا، تو اس نے یہ کہا کہ انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ تیرے اوپر تین طلاق اور میرے والد اور میری والدہ نے جب پوچھا تو اس نے یہی جواب دیا تھا، جو ابھی گذرا، یہی بات محمد سلیم نے مجھ سے اور میرے والد سے اور میری والدہ سے کئی بار کہی کہ میں نے اس کو یہ کہا کہ تمہارے اوپر تین طلاق؛ لیکن اب دونوں اس بات سے انکار کر رہے ہیں کہ تین سے آگے کچھ نہیں کہا اور نہ میں نے سنا۔

اب ہم یہ چاہتے کہ وہ سابقہ کی طرح رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو وہ یعنی فاطمہ رحمٰن وہاں سے آنا نہیں چاہتی، تو ہم لوگ اس سے تعلق ختم کر دیں یا نہیں؟

لہٰذا حضرات علماء کرام سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر کریں۔

نوٹ: دونوں تحریروں کی فوٹو کاپی ساتھ میں منسلک ہے۔

المستفتی: عباد الرحمن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ واقعہ میں شوہر محمد سلیم کا بیان بدلا ہوا ہے، ایک میں ”تیرے اوپر تین طلاق“ کے الفاظ ہیں اور دوسرے میں تیرے اوپر تین کے الفاظ ہیں پہلی صورت میں بہر حال تین طلاق ہو گئیں اور دوسری صورت تیرے اوپر تین کہتے وقت غصہ کا تعلق بیوی کے ساتھ ہو گیا تھا، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں؛ اس لئے کہ حالت غضب اور غصہ میں تیرے اوپر تین کہنے سے تین طلاق ہو جاتی ہیں، بظاہر تیرے اوپر تین کہتے وقت غصہ کی توجہ بیوی کی طرف منتقل ہو گئی ہے؛ اس لئے تین طلاق واقع ہو گئیں ہیں، اب اگر آئندہ ساتھ رہنے کا ارادہ ہو، تو حلالہ کے بعد نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔ اور یہ یاد رکھیے کہ طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے اور اتنا ہوش باقی رہنا کافی ہے کہ کیا کہا ہے اور خود اقرار کر رہا ہے تیرے اوپر تین کہنا یا دہے۔

قال لامرأته ترايكمي سه - الى قوله: إن كان في حال المذاكرة، أو الغضب يقع وإلا لا يقع بلا نية. (بزازية، زكريا ۱/۲۸، وعلى هامش الهنديه، زكريا ۴/۹۷)

ولو قال لامرأته: توبسه في حال مذاكرة الطلاق والغضب طلقت ثلاثاً.

(قاضی خان، زکریا ۱/۲۷۸، وعلى هامش الهنديه ۱/۴۶۰)

إن كما في حال مذاكرة الطلاق أوفي حال الغضب يقع الخ. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۴/ ۱۸، رقم: ۶۵۷۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف: ۶۸۳۸، ۶۸۷۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۲/۲۲

دھمکانے کے لئے غصہ کی حالت میں تین طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲۸ جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعرات صبح ہی سے میری بیوی پروین بانواپنے ماں کے گھر جانے کی بضد تھی، مجھے بھی کوئی خاص عذر نہ تھا، میرا کہنا یہ تھا کہ تم اپنی ساس یعنی میری ماں سے اجازت لے لو اور چلی جاؤ، مگر وہ اس بات کے لئے تیار نہیں تھی اور برابر تقاضہ کئے جارہی تھی کہ میں جارہی ہوں اور جب تک تم مجھ کو لینے نہیں آؤ گے میں نہیں آؤں گی، حتیٰ کہ دوپہر کا کھانا بھی اس نے نہیں بنایا اور برابر خاموش لیٹی رہی تقریباً تین بجے بعد بات کچھ اور آگے بڑھی اور پروین نے اپنے ساتھ اپنے دونوں بچوں کے کپڑے بھی کنڈی میں رکھ لئے، میں نے کہا کہ میں تم کو شام تک کی اجازت دے کر بھیج رہا ہوں، اس میں کپڑوں کی کیا ضرورت ہے، مگر جیسے اس نے مستقل جانے کی نیت کی تھی؛ اس کے اس فعل کو دیکھ کر مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کو پلنگ پر گرادیا اور ایک دو تھپڑ بھی مارے اور اس نے میرے منہ پر لاتیں ماری، میں نے کہا کہ مجھے تو لاتیں مار رہی ہے، اس نے جواب میں کہا کہ اگر تم مجھے مارو گے تو ایسے ہی ماروں گی، اس پر میں قابو میں نہ رہ سکا اور اسے دھمکانے کے لئے میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، میری آواز سن کر ایک شخص نایاب وہ آگیا اور اس نے ہمارا بیچ بچاؤ کرایا اور میں نیچے آ کر بیٹھ گیا اور پھر لوگوں کو علم ہو گیا،

اور لوگ آتے گئے اس طرح لڑکی کے وارثوں کو بھی اس جھگڑے کا علم ہو گیا لوگوں نے بھی ہماری صلح صفائی کرائی اور ہم دونوں نے اسی شام کو کھانا بھی ایک ہی ساتھ کھایا، کھانے کے بعد رات کو ہی میری ساس اور سر صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے ہم نے ایسا ایسا سنا ہے، آپ پروین کو ایک دو دن کے لئے گھر بھیج دو، غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا تو بلا لینا، مگر ہمارے والدین نے ان سے گزارش کی کہ آپ اس جھگڑے میں نہ لے جائیں، ایک دو دن بعد لے جانا، وہ راضی ہو گئے اور چلے گئے، مگر اگلے روز وہ پھر آ گئے اور کہا کہ پروین کو بھیج دو اور کل شام کو کھانا کھا کر لے آنا، میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے، جب میری بیوی پروین بانو نے کہا کہ تم مجھے یہاں بھیجنے کی غرض سے مت لے جاؤ، ورنہ میں یہاں نہ آ کر کہیں اور چلی جاؤں گی، جس پر وہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے، مگر جمعہ کی رات کو وہ نوبے پھر آئے اور کہنے لگے اس کو طلاق ہو گئی ہے۔ اب ہم اس کو لے جاتے ہیں اور وہ پروین کو لے گئے۔ اب میں پریشان ہوں، آپ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔ یہ تمام بیان میں نے حلفیہ دیئے اور آپ میری مدد فرمائیں میں تمام شرعی احکام ہر وقت ماننے کے لئے تیار ہوں۔

المستفتی: ظہیر الدین ولد شریف احمد، پکا باغ، امر وہہ (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ حالات میں بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں، غصہ کی حالت میں بلا نیت طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ویقع الطلاق من غضب. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق

المدھوش، کراچی ۳/۲۴۴، زکریا ۴/۵۲)

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

إن الصريح لا يحتاج إلى النية. (شامی، زکریا ۴/ ۶۶۱، کراچی ۲۵۰/۳)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۴۷۵۷)

حالت غصہ میں دی گئی تین طلاق کا حکم

سوال [۶۶۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر نے رحیمہ کو تین طلاق دے دیں، یعنی پہلے جھگڑا ہوا، پھر جھگڑے جھگڑے میں عمر بہت گرم ہو گیا اور رحیمہ نے بھی ساتھ ساتھ گرمی کو اور بڑھا دیا یعنی رحیمہ نے خود طلاق مانگنا شروع کیا، تو عمر نے بھی گستاخی کے ساتھ رحیمہ کو ۳۲/۳۲ کر کے تین طلاق دیدیں، ایسے میں رحیمہ کہہ رہی ہے کہ ایسے طلاق کیوں دے رہے ہو، جیسے نکاح کیا ہے مجھے ویسے طلاق دیدو، پھر عمر نے ویسے ہی فلاں کی بیٹی فلاں کو ۳۲/۳۲ کر کے طلاق دے دی، کئی دن کے بعد پھر صلح کرانے کے لئے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں، ایک عالم کو لائے وہ عمر سے سوال کر رہے ہیں کہ تم نے کیا کیا کہا، عمر کہہ رہے ہیں کہ جھگڑے میں وہ خود مجھ سے طلاق مانگتی رہی، میں نے اس کو منع کیا، پھر بھی تکرار سے طلاق مانگتی رہی، تو مجھے زیادہ غصہ آگیا اور کچھ معلوم نہ رہا، تو میں نے اس کو اسی حالت میں طلاق دیدی، مجھے بلڈ کی بیماری ہے، عالم نے پھر سوال کیا کہ تم جو خون کی بیماری کہہ رہے ہو اس کا پورا ذمہ تم لے سکو گے، تو عمر نے کہا ہاں ضرور لے سکوں گا، تو عالم نے فیصلہ کر دیا کہ ہمارے امام کے نزدیک غضب کی حالت میں جو ہوتا ہے، اس کو صحیح قرار نہیں دیا جاتا، اس حساب سے بالکل طلاق صحیح نہیں؛ لیکن بہت بڑا گناہ کیا؛ اس لئے تم دونوں کو توبہ و استغفار لازم ہے اور دوسرے امام صاحب کے نزدیک دو دفعہ میں دو طلاق ہوئی، اس میں بھی رجعت جائز ہے، تو دونوں کو توبہ

واستغفار کرایا۔ اور ایسا نہ کرنے کے لئے وعدہ کرایا، اس معاملہ میں مفتی صاحب سے مشورہ ہے کہ شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر یہ حالت ہے، تو رجعت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ یہ معاملہ عبد الغفار، رابعہ عبد الخالق کا ہے، ابھی تک دونوں کی ملن نہیں ہوئی الگ ہیں؛ کیوں کہ وہ اس وقت پکڑا گیا، ابھی بنگلہ دیش ہے اور وہ حج میں آنے والا ہے، بہت جلدی کریں جواب میں کیوں کہ جواب کا منتظر ہوں۔

المستفتی: عبد الرحمن، عقیمہ مکہ المکرمہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے؛ البتہ غضب کے مختلف درجات ہیں، اگر اس درجہ کا مرض اور غضب ہو کہ شوہر کو طلاق دینا یاد ہے، تو یہ مدہوش اور بے ہوشی کی حالت نہیں ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اور آئندہ اگر نکاح بھی کرنا چاہیں تو بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔
الغضب بحیث لا یتغیر عقله ویعلم ما یقول و یقصدہ و هذا لا اشکال فیہ۔

(شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق المدہوش، زکریا ۴/۴۵۲، کراچی ۳/۲۴۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها۔
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۶، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیۃ،

زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸)

ایسی صورت میں ایک مجلس کی تین طلاقیں حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ سب کے نزدیک تین ہی ہو جاتی ہیں؛ البتہ غیر مقلدین جو ائمہ اربعہ و اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں، ان کے نزدیک ایک طلاق ہوتی ہے، شاید مذکورہ عالم صاحب کو مغالطہ ہو گیا ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۶/۳۲۱، جدید، زکریا، کراچی ۸/۳۷۲)

وذهب جمهور الصحابة، والتابعين، ومن بعدهم من أئمة المسلمين

إلى أنه يقع ثلاث الخ. (شامی، کراچی ۳/۲۳۲، زکریا ۴/۴۳۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۱۱/۲۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱۰۳۲۰)

حالت غضب میں بیک وقت تین طلاق دے کر عدول عن المذہب کرنا

سوال [۶۶۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ شوہر نے حالت غضب میں بیوی سے کہا تم کو طلاق، تم کو طلاق، تم کو طلاق، اس کے کہتے وقت دل کے اندر طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا، بیوی دو ماہ کے حمل سے ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو کتنی؟ اگر خفی مذہب میں واقع ہوا اور مثلاً شافعی میں واقع نہ ہو، تو خفی کو شافعی مذہب پر اس صورت خاص میں عمل کرنے کی رخصت دی جائے گی یا نہیں؟ جیسا کہ زوج مفقود کی صورت میں امام مالک کے مذہب پر عمل کیا جاتا ہے اور تین طلاق دے کر خاوند رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ حدیث صحیح ہے۔

كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن خطاب ان الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه اناة، فلو أمضيئنا عليهم فأمضاه عليهم. (صحيح مسلم، ۱/۴۷۷)

یہ حدیث دوسری حدیث کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہے، اگر اس حدیث کی وجہ سے تین کو ایک قرار دیا جائے، تو کیا قباحت ہے؛ بلکہ سماجی بہت سی خرابیاں دور ہو جائیں گی اور معصوم بچے اور بچیوں کا مسئلہ حل ہو جائے گا، اگر تین کو تین قرار دیا جائے، تو سماجی بہت ساری خرابیاں موجود ہیں اور آئندہ چل کر اور خرابیاں وجود میں آئیں گی۔ اور مولانا عبدالحی مرحوم نے مجموعہ فتاویٰ میں فتویٰ دیا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک شمار کی جائے گی،

ان کے علاوہ دیگر علماء کے اقوال موجود ہیں، جو مسلکاً حنفی تھے، مگر فتویٰ اس پر دیا ہے، ہمارے علماء کرام کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور انصاف سے کام لینے کی ضرورت ہے۔
(۲) شوہر کا کہنا ہے کہ میں نے دو طلاق دیں، بیوی کہتی ہے کہ تین طلاقیں دیں، بیوی کے ساتھ گواہ ہیں، ان دنوں میں کس کے قول کا اعتبار ہوگا؟

(۳) حضرت عمرؓ کا تین کو تین قرار دینا، ایک سیاسی مسئلہ تھا نہ کہ شرعی؛ کیونکہ اس وقت کے حالات کے اعتبار سے ایسا حکم لگایا گیا تھا نہ کہ ہمیشہ اس پر قائم رہنے کے لئے۔
(۴) طلاق شوہر دیتا ہے اور سزا عورت اور بچے کو ملتی ہے، شرعی نقطہ نظر سے تین کو ایک قرار دینے میں ہی عورت سزا سے بچ سکتی ہے۔ بینوایان کو والصواب و تو جروایوم الحساب۔
المستفتی: محمد اسرافیل، و آدم الہی منزل پنجاب پھلیہ، جونا گڑھ
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: طلاق غصہ کی حالت میں دی جاتی ہے، راضی اور خوشی کی حالت میں کوئی اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیتا؛ اس لئے غصہ کی قید سے حکم طلاق میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور آنجناب کا یہ فرمانا کہ زوج مفقود وغیرہ میں مالکی مسلک کو اختیار کیا جاتا ہے؛ اس لئے طلاق کے مسئلہ میں شافعی مسلک پر عمل کیا جائے، تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اس پر چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں ایک نہیں ہوتی۔ اب آنجناب سے گزارش ہے کہ سوال نامہ میں بیوی اور بچوں کے جوا عذار پیش کئے ہیں، ان اعذار کی بناء پر ہم کس کے مذہب کی طرف عدول کریں، ظاہر بات ہے کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ مستقل مسلک کے ساتھ کوئی پانچواں امام دنیا میں موجود نہیں ہے، جس کے مسلک میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہوگی؛ اس لئے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دینے سے بچنے کے لئے عدول کر کے کسی دوسرے مستقل امام کے مسلک کو اختیار کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے؛ اس لئے ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوں گی، اس مسئلہ میں غیر مقلدین کی طرف سے طرح طرح سے رخنہ اندازی سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

عن ابن عباسؓ قال: كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبي بكرؓ، وسنتين من خلافة عمرؓ، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمرؓ: إن الناس قد استعجلوا في أمر كان لهم فيه إناء فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم وذهب جمهور الصحابة، والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث ولم ينقل عن أحد منهم أنه خالف عمر حين أمضى الثلاث. (شامي، کراچی ۲۳۳/۳، زکریا ۴/۴۳۴)

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته أنت طالق ثلاثاً. فقال الشافعي، ومالك، وأبو حنيفة، وأحمد وجمهور العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث. (حاشية نووي على مسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ۱/۴۷۸، مرقاة شرح مشکوٰۃ، باب الخلع، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امدادية ملتان ۶/۲۹۳، بذل المجهود شرح أبي داؤد، الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، مكتبة يحيى سهارنپور ۳/۲۷۶، درالبشائر الإسلامية بيروت ۸/۹۵، تحت رقم الحديث: ۲۲۰، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة دارالفكر بيروت ۴/۳۴۱) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۳/۷ھ

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۷/۳۷)

حالت حمل میں تین طلاق کا وقوع

سوال [۶۶۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی اور لڑکے کی شادی قریب چھ ماہ قبل ہوئی تھی اور دونوں آپس میں خوب راضی اور خوش تھے اور ایک دوسرے سے کافی محبت تھی، آج سے تین روز قبل کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور آپس میں کافی تکرار ہوا، اس لڑکی کی ماں قریب ہی میں رہتی ہے، دونوں کی

آواز سن کر آگئی اور اپنی لڑکی کی حمایت کرنے لگی اور اس کے شوہر سے کہنے لگی کہ تو میری لڑکی کو ابھی طلاق دے، اور لڑکے کو بیہودہ الفاظ بھی کہنے لگی، لڑکے نے اس کی ماں کے کہنے پر غصہ کی حالت میں اس طرح بالکل کہہ دیا کہ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی؛ جبکہ لڑکی ۱۵ مہینہ کی حاملہ بھی ہے۔ اب ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: رئیس احمد، تحصیل اسکول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے اور شوہر کے لئے قطعاً حرام ہوگئی ہے، وضع حمل کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے گی اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوگی، پھر شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے، تو دوبارہ عدت گزارنے کے بعد شوہر اول کے لئے اس سے نکاح حلال ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/۳۰۰)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، كراچی ۲/۹۳، زکریا ۴/۵۲۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها. (هندية، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

وَأُولَٰئِ الْأَحْمَالُ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. [الطلاق: ۴]

عدة الحمل فهي مدة الحمل..... والأصل فيه قوله تعالى: 'وأولات الاحمال أجلهن أن يضعن حملهن أي انقضاء أجلهن أن يضعن حملهن، وإذا كان انقضاء أجلهن بوضع حملهن كان أجلهن؛ لأن أجلهن مدة

حملہن. (بدائع الصنائع، زکریا ۳/ ۴۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/ ۵۳۵۹)

ایام حیض میں تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک ہی مرتبہ میں تین مرتبہ طلاق کہنے سے طلاق ہو جائے گی؟ اور کیا ماہواری کے دنوں میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے؟ فتویٰ صادر کیا جائے۔

المستفتی: محمد عظیم اللہ آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت ہمیشہ ہمیش کیلئے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱۲۹/۵، جدید زکریا ۳۷۶)

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

اور اسی طرح حالت حیض میں بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی؛ لیکن شوہر گنہگار ہوگا۔

عبد اللہ بن عمرؓ، أنه طلق امرأته تطليقة وهي حائض، ثم أراد أن يتبعها بتطليقتين أخراوين عند القرئين، فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا ابن عمر ما هكذا أمرك الله إنك قد أخطأت السنة، والسنة أن تستقبل الطهر، فيطلق لكل قروء، قال: فأمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم،

فراجعتهما، ثم قال إذا هي طهرت فطلق عند ذلك، أو أمسك، فقلت: يا رسول الله! رأيت لو أني طلقته ثلاثاً، كان يحل لي أن أراجعها؟ قال: لا، كانت تبين منك وتكون معصية. (سنن دارقطني، قديم ۴۳۸/۲، دارالكتب العلمية بيروت ۴/۲۰، رقم: ۳۹۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۳۷)

حالت حیض میں تین طلاق

سوال [۶۶۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ میں یہ کہتے ہوئے طلاق دی کہ ”میں نے تجھے تین طلاق دیں“ اور عورت اس وقت ناپاکی کی حالت میں تھی، تو ایسی صورت میں یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالوکیل، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حیض کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا مسئلہ صورت میں جب شوہر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں تین طلاق دیدی ہیں، تو ایسی صورت میں طلاق مغلطہ واقع ہو کر بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے اور حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور جس حیض میں شوہر نے طلاق دی ہے، وہ عدت میں شمار نہ ہوگا؛ بلکہ اس کے بعد والے حیض سے عدت شمار ہوگی۔ (مستفاد: مجموعہ ذابھیل ۱۲/۱۸۵)

رجل قال لامرأته: تراسه طلاق، يقع الثلاث. (تاتارخانیہ، ۴/۴۰۵، رقم: ۶۵۳۴)

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق، وكان عاصياً. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي دیوبند ۲/۳۵۵)

والبدعي من حيض الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض..... وكان الطلاق واقعاً. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الأول في تفسيره وركنه، زكريا قديم ۱/۳۴۹، جدید ۱/۴۱۶)

وإذا طلق امرأته في حالة الحيض كان عليها الاعتداد بثلاث حيض كوامل ولا تحسب هذه الحيضة من العدة. (هندية، باب العدة، زكريا قديم ۱/۵۲۷، جدید ۱/۵۸۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳ھ/۵/۲۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۵۷۰۷)

”لے لے تو طلاق“ تین مرتبہ کہنا

سوال [۶۶۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا، اسی درمیان شوہر نے بیوی سے کہا ”لے لے تو طلاق“ اور یہ جملہ تین مرتبہ کہا، تو اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اس میں شوہر نے نتیجہ نہیں کی ہے؛ بلکہ بیوی کو طلاق لینے کا حکم دیا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبد اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جھگڑے کے دوران جو شوہر نے بیوی سے تین مرتبہ یہ جملہ کہا کہ ”لے لے تو طلاق“ اور بیوی نے اسی مجلس میں اپنے اوپر کوئی طلاق واقع نہیں کی، تو شرعی طور پر بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ شوہر کا قول ”لے لے

تو طلاق“ تفویض طلاق مختص بالمجلس کے قبیل سے ہے، ہاں البتہ بیوی اگر اسی مجلس میں اپنے اوپر کوئی طلاق واقع کر لیتی تو طلاق واقع ہو جاتی۔

إذا قال لها: طلقي نفسك سواء قال لها: إن شئت أولا فلها أن تطلق نفسها في ذلك المجلس خاصة. (هندية، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثالث في المشية، زكريا قديم ۱/ ۴۰۲، جدید ۱/ ۴۷۱)

إذا قال لامرأته: أنت طالق إن شئت، فذلك إليها مادامت في مجلسها، فإن شاءت في مجلسها وقع الطلاق، وكذلك إذا قال لها: طلقي نفسك إن شئت، أو لم يقل إن شئت فذلك إليها في مجلسها إلا أن هاهنا لا تطلق ما لم تطلق نفسها. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۴/ ۵۱۲، رقم: ۶۷۹۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۱۴۱/۱۱۷۰)

شوہر نے تین طلاق دیں اور بیوی نے نہیں سنا تو

سوال [۶۶۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں رئیس خان ولد دولہ خاں، محلہ نالہ پار، رام پور، مورخہ: ۲۰۰۲/۸/۱۰ء عرض یہ ہے کہ میرے گھر میں اختلاف ہونے کی وجہ سے میں نے غصہ میں آکر لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں، مگر بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے سنا ہی نہیں، میرے تین چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں، آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کا کوئی حل بتائیں کہ میرے لئے بیوی کو گھر لانے کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟ بیوی گھر آنا چاہتی ہے۔

المستفتی: رئیس خاں، نالہ پارہ، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب رئیس خاں نے لوگوں کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں اور بیوی رئیس خاں پر بالکل حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱ جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۷۷)

کیا بیوی کے سنے بغیر شوہر کے اقرار سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

سوال [۶۶۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رخسانہ بیگم ولد شمس الدین یہ کہتی ہے کہ میں قرآن شریف پڑھ رہی تھی، میں نے لوٹے میں پانی بھر کر رکھ دیا، ان کا منہ دھونے کے لئے، انہوں نے لوٹے کا پانی پھینک کر مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور گھر سے باہر نکل کر تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا، مجلہ کے بھورے بھائی نے سنار خسانہ بیگم کہتی ہیں کہ مجھے آواز نہیں آئی کہ انہوں نے طلاق دی یا نہیں؟ لڈن خاں ولد بن خاں یہ کہتے ہیں کہ ہاں میں نے گھر سے باہر گلی میں تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ قرآن وحدیث سے جواب مطلوب ہے۔

المستفتی: چاند میاں، کٹار شہید، گنگ میڈیکل، والی گلی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر لڈن خاں خود تین بار طلاق کا اقرار کر رہا ہے؛ لہذا لڈن کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں ہے۔ اب بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایہ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶ھ/۱۱/۱

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/زی قعدہ ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۵۰۳۸)

بیوی کی عدم موجودگی میں تین طلاق

سوال [۶۶۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں عبدالغنی بن عبدالستار، عمر ۶۶ سال گھریلو معاملات میں بچوں کے ساتھ نزاعی بحث و تکرار میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں؛ حالانکہ میری بیوی اس وقت موجود بھی نہیں تھی، میں نے یوں کہا ”میں تمہاری ماں کو طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق“۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالغنی ولد عبدالستار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق کے لئے بیوی کا سامنے موجود ہونا ضروری نہیں، اگر بیوی کی عدم موجودگی میں بھی طلاق دی جائے، تو طلاق واقع ہو جاتی ہے؛

لہذا مسئلہ صورت میں آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں۔ اب بلا حلالہ شریعہ و نکاح جدید کے ازدواجی تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴۲/۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳،

مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/شعبان ۱۴۲۲ھ

۱۴۲۲/۸/۱۷

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶۲۳۶)

بیوی اور گواہوں کی عدم موجودگی میں تین طلاق

سوال [۶۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میری شادی تقریباً دس سال پہلے ہوئی تھی، میرا نام محمد راحت ہے، پہلی شادی شمع پروین سے ہوئی تھی، کچھ آپسی جھگڑے کے سبب میں نے انہیں تین بار ”طلاق“ طلاق، طلاق، کہہ دیا تھا، اس وقت دو افراد اور میں تھا، جن میں ایک عورت ایک مرد تھا؛ لیکن اب ہم دونوں پھر سے اپنے بچوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، اس کا کیا حل ہے؟ آپ ہمیں بتائیں اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: محمد راحت، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی یا گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، اس کے بغیر بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا سوال نامہ میں درج شدہ شکل میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اب بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام

ہو چکی ہے؛ لہذا اب آئندہ اگر دونوں میاں بیوی بن کر ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ شرعیہ کے بغیر ساتھ رہنے کی کوئی شکل نہیں ہے اور حلالہ شرعیہ کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری سے بیوی کی عدت پوری ہو جانے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستری ہو جائے اور پھر وہ شوہر طلاق دیدے اور دوبارہ عدت گزر جانے کے بعد شوہر اول نکاح کر لے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشبه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۰۱۲/۳۹)

بیوی کا نام لئے بغیر ”طلاق، طلاق، طلاق“ کہنا

سوال [۶۶۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں حبیب احمد ولد فدا حسین محلہ لالباغ کا ہوں، میاں بیوی میں تکرار ہوا، میں نے وجد سے جنون میں آکر اپنی بیوی رئیس فاطمہ کو طلاق، طلاق، طلاق، تین مرتبہ کہہ دیا؛ لیکن نام کسی کا نہیں لیا، اس کی گواہ رو برو میری سالی نفیس فاطمہ موجود تھی اور میرے چچا جید ولد محمد حسن نے لفظ طلاق کا سنا ایک مرتبہ لیکن نام نہیں سنا۔

المستفتی: حبیب احمد ولد فدا حسین، لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کا سامنے

موجود ہونا یا عورت کا نام لینا یا طلاق کے الفاظ کا سننا یا شوہر کے اقرار کرتے ہوئے گواہوں کا

ہونا شرط نہیں ہے۔ نیز طلاق صریح میں وقوع طلاق کے لئے نیت لازم نہیں ہے، غصہ اور بیوی سے جھگڑے کا موقع ہے یہی قرینہ اور دلالت حال وقوع طلاق کے لئے کافی ہے، طلاق کے لئے نسبت یا اضافت طلاق صراحۃً ہونا شرط نہیں ہے؛ لہذا اس سوال نامہ کی درج شدہ حالت میں حبیب احمد ولد فدا حسین کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر وہ مغلطہ ہو گئی ہے۔ اب بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۳۹، دارالعلوم ۷۹، کفایت المفتی ۶/۳۷)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه (إلى قوله) لأن العادة أن من له امرأة، إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (شامي، کراچی ۲۴۸/۳، کوئٹہ ۲/۴۶۶، زکریا ۵/۴۵۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۵۳، زکریا ۳/۴۴۲)

ولا يحتاج إلى نية؛ لأن الصريح موضوع للطلاق شرعاً، فكان حقيقة فيه فاستغني عن النية. (مجمع الأنهر، شرح ملتقى الأبحر، قديم ۱/۳۸۶، جدید دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۱، شامی، کراچی ۳/۲۵۱، زکریا ۴/۴۶۱، الجوهرۃ النيرة، امدادیہ ملتان ۲/۱۰۲، دارالکتاب دیوبند ۲/۹۹، البحر الرائق ۳/۲۵۱، زکریا ۳/۴۳۷) لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگیری، زکریا قديم ۱/۳۵۶، جدید ۱/۴۲۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قديم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، هداية اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۶/۱۱)

بیوی کا نام لے کر تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۶۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کی بیجا و بے انتہا نافرمانیوں کی وجہ سے محلہ کے کچھ معززین کے سامنے اپنی بیوی کا نام لے کر کہا، میں نے رخسانہ پروین کو طلاق دی، یہ جملہ زید نے تین مرتبہ دہرایا۔ اب دریافت یہ ہے کہ رخسانہ پروین کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مہدی حسن ولد محمد رفیق، صالت پورہ، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دے دی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے، اب بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبه والنظائر
قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ،
زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ

۱۴۱۸/۱۱/۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۵۲۱/۳۳)

بیوی کی طرف اشارہ کر کے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میں نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح دو حقیقی بھائیوں سے اب سے تقریباً ۱۵ ماہ پہلے دوتائی ضلع: غازی آباد میں کیا تھا، چھوٹی بیٹی فرحانہ خاتون اور اس کا شوہر منقاد احمد الحمد للہ صحیح طریقہ سے ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں؛ لیکن بڑی بیٹی عائشہ خاتون اور اس کے شوہر شاہ محمد میں شروع سے ہی ان بن سی رہتی ہے، شوہر کی لائن ڈرائیوری کی ہے بہت پریشان کرتا ہے بے جا طریقہ سے مارتا رہتا ہے بار بار یہ الفاظ کہتا ہے کہ اپنے باپ کو بلا لے اور اپنا سامان بھر کے لیجا، مجھے تیری ضرورت نہیں کہہ دینا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہے، یہ عادت رہی۔ ۳۰ اپریل ۲۰۱۱ء رات میں میری بڑی بیٹی سے پیسے مانگنے لگا، بڑی بیٹی نے کہا میں کہاں سے پیسے دوں، اس پر دونوں میں رات ۱۱ بجے بحث چلتی رہی، پھر باہر سے اندر مکان میں مارنے کے لئے لیجانے لگا، اسی کھینچا تانی میں چھوٹی بیٹی کی آنکھ کھل گئی، اس نے اس منظر کو دیکھا تو اس نے اپنے بڑے بہنوئی جیٹھ سے کہا تم مار کے دکھاؤ کیسے مارو گے؟ میں ابھی ابا کو فون کرتی ہوں، تو وہ چھوٹی بیٹی کو لپٹ گیا اور مارنے کی کوشش کی، تو بڑی بیٹی یعنی اس کی بیوی نے دونوں کو الگ کر دیا، اس پر غصہ میں اس نے اپنی بیوی میری بڑی بیٹی کو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ یہ الفاظ غصہ میں اپنی زبان سے کہے ”طلاق، طلاق، طلاق“، جبھی میری چھوٹی بیٹی نے رات ۱۲ بجے مجھے فون پر ساری باتیں تفصیل سے بتلائیں، رات بھر پریشانی میں گذری صبح میں دوتائی پہنچا، محلہ کے سب لوگ جمع ہو گئے، ایک مولانا کو بلایا وہ آئے سارا قصہ سن کر انہوں نے لڑکے سے قسم دے کر معلوم کیا، کیا تم نے یہ الفاظ کہے ہیں، تو اس نے صاف انکار کر دیا اور دونوں بیٹیاں قسم کھا کر یہ کہہ رہی ہیں کہ طلاق، طلاق، طلاق، غصہ میں ہاتھ سے ایسے اشارہ کرتے ہوئے جیسے ہاتھ سے کوئی چیز دیتے ہیں تین مرتبہ کہا ہے، سب کے مشورہ سے میں اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے آیا ہوں۔ اب لڑکا اور دوسرے لوگ لے جانے کے لئے بار بار فون کر رہے ہیں، شرعاً بتلایا جائے کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس حالت میں لڑکی کو بھیجنا اور لڑکی

کا جانا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ آپ کے شرعی جواب پر اگلے حالات موقوف رہیں گے، شدت سے جواب کا منتظر لڑکی کا باپ محمد صلاح الدین پسر چودھری امام الدین صاحب۔
المستفتی: محمد صلاح الدین، قصبہ ڈھکہ، تحصیل: حسن پور، جے پی نگر (یوپی)
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب طلاق دیتے وقت بیوی وہاں موجود تھی اور بیوی کی طرف اشارہ کے ساتھ تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق کہا اور بیوی نے خود سنا ہے اور اپنے سننے پر پورا یقین ہے، تو ایسی صورت میں اس کے لئے شوہر کے یہاں بغیر حلالہ کے جانا قطعاً جائز نہیں ہے، اگر شوہر انکار کر رہا ہے، تو خلع وغیرہ کے ذریعہ سے اس سے جدائے گی حاصل کر لے اور اگر وہ خلع پر تیار نہیں ہے، تب بھی بیوی کو اپنے یقین کی وجہ سے شوہر کے پاس جانا جائز نہیں۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۶)

والمراة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه،
والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال،
أوتهر ب. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ۴/۶۳، كراچی ۲۵۱/۳)
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى
تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هنديہ، زكريا قديم ۴۷۳/۱، جديد ۵۳۵/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۵ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ

۱۴۳۲/۶/۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۴۷)

بیوی کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: محمد نواب شیریں نے اپنی بیوی شاہدہ خاتون کو چوری کی ہوئی چیز برآمد ہونے پر؛ جبکہ اس کا بھائی بھی عین موقع پر موجود تھا، اس طرح کہا کہ یہ میرے کسی کام کی نہیں ہے، میں نے یہ اشارہ کر کے انگلی سے کہا طلاق دی، میں نے اسے طلاق دی، میں نے اسے طلاق دی، ایسی حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں اگر طلاق واقع ہوئی ہے، تو دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد اسلام شیریں گرام، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، اب میاں بیوی کا ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی اور اگر ساتھ رہنا چاہیں، تو شرعی طور پر حلالہ کرنا لازم ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد بیوی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری کرے، پھر اس کے بعد شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے، یا اس کا انتقال ہو جائے، اس کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول محمد نواب شیریں کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانیہ،

زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها. لقوله تعالى: 'فإن طلقها فلا تحل له. [البقرہ: ۲۳۰]

من بعد الآية..... إلا بعد وطئ زوج آخر..... بنكاح صحيح..... ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۸۸/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۲۵۸)

شوہر کا تین مرتبہ طلاق دینا اور بیوی کا نہ لینا

سوال [۶۶۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے میاں بیوی کے جھگڑے کے دوران پہلی مرتبہ میں نے کہا تجھے طلاق دی، پھر دوبارہ کہا، طلاق دی، طلاق دی۔ بیوی نے کہا میں نے نہیں لی، میں نے نہیں لی، میں نے نہیں لی، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ نیز غصہ کی وجہ سے میرا دماغ توازن ٹھیک نہیں رہا، مگر طلاق دینا سبب یاد ہے۔

المستفتی: محمد شمیم پاکباز، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تین مرتبہ طلاق دینا یاد ہے، تو مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ اشوال المکرم ۱۴۱۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۱۷)

میں نے تجھے طلاق دی، تین مرتبہ کہنا اور بیوی کا ہر مرتبہ انکار کرنا

سوال [۶۶۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، اور بیوی ہر مرتبہ انکار کرتی رہی اور چلانے لگی، ان کے سامنے کئی عورتیں بھی تھیں۔ نیز میں نے طلاق غصہ کی حالت میں دی تھی، جس کا مجھے بعد میں افسوس ہوا۔

المستفتی: محمد اقبال، محلہ: بی اے سی پاس فقیر آباد، مراد آباد (پوٹی)
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر مغلط ہو گئی ہے۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۵۶، جدید ۱/۴۲۳)

لو کرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، کراچی ۳/۳۹۳، زکریا ۴/۵۲۱)
لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶، فتاویٰ دارالعلوم ۹/۳۱۵)

لہذا اب بلا حلالہ شرعی کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی نہیں ہو سکتا، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ تین حیض گزرنے کے بعد عورت کسی دوسرے سے شرعی نکاح کر لے اور اس کے ساتھ

ہمسٹری بھی ہو جائے، پھر وہ اپنی مرضی سے طلاق دیدے، تو پھر عدت گزرنے کے بعد شوہر اول کے ساتھ نکاح کر لے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة (إلى قوله) لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها. لقوله تعالى: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره. [البقرہ: ۲۳۰]
من بعد الآية..... إلا بعد وطئ زوج آخر..... بنكاح صحيح..... ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بیروت ۲/۸۸)

اور بیوی کا انکار کرنا اور نہیں کہنا طلاق کے واقع ہونے میں مانع نہیں ہے۔
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۳۲۸)

بیوی صرف ایک طلاق کا اقرار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۶۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی، وہاں موجود عورتوں نے کہا کہ زید نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دی ہیں، زوجہ کا کہنا ہے کہ میں نے ایک طلاق سنی ہے، دریں اثنا زید نے باہر آکر ۲ آدمیوں سے کہا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبدالستار بیگ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لفظ طلاق بیوی کا سننا ضروری نہیں ہے؛ لہذا جب زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں اور اس پر شرعی گواہ بھی موجود ہیں، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر زید پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے زید کے لئے وہ بیوی حلال نہ ہوگی۔
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة--لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره
نكاحاً صحيحاً. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی
دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۸/۳۶)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۸/۱۴۲۳ھ

فون پر نشہ کی حالت میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کریم نے کویت سے فون پر اپنی بیوی عائشہ بیگم کو یہ کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، آج سے تجھے شادی کے رشتہ سے آزاد کرتا ہوں، اس کے بعد اس نے فون رکھ دیا، کچھ دنوں بعد جب دوسری مرتبہ کریم کا فون آیا، تو اس نے اپنے سالے مناسے بات کی، جس میں اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ مجھ سے ایک یہی غلطی ہوگئی کہ میں نے طلاق دیدی، اس کے علاوہ میری کوئی دوسری غلطی نہیں ہے، کریم کے اس اقرار کو جو اس نے فون پر کیا کئی آدمیوں نے اور بھی سنا، جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ کریم نے طلاق دینے کا اقرار کر لیا ہے، ان تمام باتوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عائشہ بیگم کو تین

طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ اب وہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے، اب وہ تمہارے گھر نہیں جائے گی، تو کریم کہتا ہے کہ طلاق نہیں واقع ہوئی ہے؛ اس لئے کہ میرے طلاق دینے پر کوئی گواہ نہیں ہے۔ اور میں نے شراب پی کر نشہ کی حالت میں طلاق دی ہے، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح شادی گواہوں کی موجودگی میں ہوتی ہے، طلاق بھی گواہوں کی موجودگی میں ہوگی، تو طلاق کا اعتبار ہوگا، ورنہ نہیں ہوگا۔ نیز وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ہم نے کویت کے عالموں سے معلوم کیا ہے، تو وہاں کے عالموں نے کہا ہے کہ طلاق نہیں واقع ہوئی ہے؛ اس لئے میری بیوی میرے نکاح میں موجود ہے، میری بیوی کو تم لوگ میرے گھر بھیج دو۔

حالانکہ دوسری طرف عائشہ بیگم طلاق کا لفظ اپنے کانوں سے سن لینے کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے، وہ گناہ میں مبتلا ہونا نہیں چاہتی ہے؛ لہذا آپ حضرات شریعت مطہرہ کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ عائشہ بیگم پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ کیا طلاق کے لئے گواہ کا ہونا ضروری ہے یا بیوی اور شوہر کا اقرار ہی کافی ہے؟ کیا شراب پی کر طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؟ عائشہ بیگم اپنے شوہر کے لئے حلال ہے؟ کیا وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایسی حالت میں زندگی گذار سکتی ہے؟ کویت کے عالموں کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ ان تمام باتوں کا الگ الگ تفصیل سے جواب دے کر ہم تمام لوگوں کی صحیح رہنمائی فرمائیں تاکہ ہم لوگ صحیح طریقہ پر چل سکیں اور حلال طریقہ پر زندگی گذار سکیں اور حرام سے بچ سکیں۔

المستفتی: انوار خان، بھمنی سری کالا ہستی، چتور (اے پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فون پر بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور شراب پینے کے بعد نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، جب شوہر نے خود طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، تو اس سے طلاق واقع ہوگئی ہے، اب تاویلات اور حیلہ بازی سے عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی؛ لہذا جس وقت طلاق دی ہے، اس وقت سے تین ماہواری گذر جانے کے بعد عدت پوری ہو جائے گی اور عدت پوری کرنے کے بعد لڑکی اپنی مرضی سے جہاں چاہے

جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اور مذکورہ واقعہ میں عائشہ بیگم کریم کی بیوی نہیں رہی اور کویت کے عالموں کے حوالہ سے طلاق واقع نہ ہونے کی جوابات کہی گئی ہے وہ درست نہیں ہے۔

ویقع الطلاق کل زوج عاقل بالغ..... ولو هازلاً، أو سكران، ولو نبيذ، أو أفيون، أو بنج زجراً به يفتى الخ. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، کراچی ۳/۲۳۵ تا ۲۴۰، زکریا ۴/۳۸ تا ۴۴۶)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانة. (شامي، کراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰)

قال الله تعالى: وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ. [البقرہ: ۲۲۸]

عن عائشة قالت: أمرت بربيرة أن تعتد بثلاث حيض. (سنن ابن ماجہ، الطلاق، باب خيار الأمة إذا اعتقت، النسخة الهندية ۱۵۰، دار السلام رقم: ۲۰۷۷) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۴/۱۴۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۸۳/۹۵۸۳)

فون پر تین طلاق دیدیں

سوال [۶۶۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، پانچ چھ مرتبہ کہا، ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ بیوی نے فون کاٹ دیا، تو اس عورت پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد احمد درہنگہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص نے اپنی بیوی کو چار یا پانچ مرتبہ فون

پر طلاق طلاق کہا، تو اس کی بیوی پر تین طلاق مغلطہ واقع ہو گئیں۔ اب بغیر حلالہ وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۶۱۸/۳، کفایت المفتی جدید، زکریا ۳۱۶، جدید ادارۃ الفاروق، کراچی ۸۶/۸، آپ کے مسائل ان کا حل جدید زکریا ۶۰۶/۷)

کرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، زکریا ۵۲۱/۴، کراچی ۳۹۳/۳)
لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الاشباه والنظائر
قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد
الطلاق. (ہندیہ، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)
وفي الظهيرية: متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو
یتعدد الطلاق. (الفتاویٰ تاتارخانیہ، زکریا ۴۲۷/۴، رقم: ۶۵۹۰ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۸۵/۲۰)

فون پر تین طلاق دینا

سوال [۶۶۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں یاسمین عالم بنت خورشید عالم، ساکن مراد آباد، میری شادی مہتاب خان عرف خرم ولد اسلام بخش مرحوم کے ساتھ ۲۸ جنوری ۲۰۰۱ء کو ہوئی تھی، شوہر کی طرف سے مستقل ظلم و ستم ہوتا رہتا ہے، شراب پی کر گھر آ کر مجھ سے لڑتے اور مجھے مار توڑ کرتے رہتے ہیں اور بار بار ایسا ہو چکا ہے، جب زیادہ مار دھاڑ اور لڑائی کرتے ہیں، تو میں اپنے والدین کے یہاں مراد آباد آ کر بیٹھ جاتی ہوں، پھر وہ بلاتے ہیں اور میرے ماں باپ سے کہتے ہیں کہ اب لڑائی جھگڑا نہیں کروں گا، تو میرے ماں باپ بھیج دیا کرتے تھے، ایسے میں چھ سال گزر گئے،

اس درمیان میرا ایک بیٹا بھی ۳ دسمبر ۲۰۰۵ء کو ہوا تھا اور اب ادھر آ کر جھگڑا زیادہ ہونے لگا۔ ۱۸ جنوری ۲۰۰۸ء کو سخت لڑائی ہوئی اور مجھے انہوں نے بہت زیادہ مار دھاڑ کی، جس کے نتیجے میں میں ۱۹ جنوری کی صبح کو مراد آباد اپنے والدین کے یہاں آ گئی اور ۲۸ فروری کی رات کو گیارہ بج کر ۴۰ منٹ پر انہوں نے مجھ سے فون پر گفتگو کی اور سخت جھگڑا کیا، اور گالی گلوچ کی اور مجھے اور میرے بیٹے کو جان سے مارنے کی دھمکی دی اور اسی دوران تین مرتبہ طلاق دی اور اس طریقہ سے کہا کہ ”تجھے طلاق، طلاق، طلاق“ تین مرتبہ کہا اور میں نے خود یہ الفاظ اپنے کان سے سنے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتیہ: یاسمین عالم بنت خورشید عالم، پکا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شوہر نے جو فون پر بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدی

ہے، اور بیوی نے اپنے کان سے طلاق کے الفاظ سنے ہیں اور شوہر فون پر طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، تو ایسی صورت میں تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو گئی، آئندہ بغیر حلالہ کے نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل ۳۰۵)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (هندية، زكريا قديم ۴۷۳/۱، حديد ۵۳۵/۱، هداية اشرفي ديو بند ۳۹۹/۲)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانة. (شامي، زكريا ۴۴۰/۱، کراچی ۲۳۶/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۹/۳/۱۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۵)

دو طلاق کے بعد پھر فون پر تیسری طلاق

سوال [۶۶۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو دو سال پہلے دو طلاق دی تھیں، حضرت مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کر کے رجوع کر کے ساتھ رہنے لگا اور اب چار ماہ پہلے فون پر ایک طلاق دی ہے، اور اس آخری طلاق کے بارے میں میری بیوی کا دعویٰ ہے کہ میں نے طلاق نہیں سنی؛ جبکہ میں نے طلاق دیدی ہے، ہمارے اور اس کے درمیان اس آخری طلاق سے جدائے گی ہے، اس سلسلے میں میری بیوی کے گھر والوں نے ڈاکٹر ذاکر ناسک سے انٹرنیٹ کے ذریعہ سے معلوم کیا، جس میں انہوں نے فرمایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، اس بیوی سے میرا ایک لڑکا ہے، جس کی عمر دو سال ایک مہینہ ہے، اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو کیا اس صورت میں میرا بیٹا اپنی ماں کے پاس رہے گا یا میرے پاس اور اگر ماں کے پاس رہتا ہے، تو کتنی مدت تک رہے گا، اس وقت میرا بیٹا اپنی ماں کے ساتھ اپنی نانی کے گھر ہے، اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو کیا جب تک بچہ اپنی ماں کے پاس رہے گا، اس عرصہ کا خرچ مجھے دینا ہوگا یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محفوظ عالم محلہ: مقبرہ، درگاہ، متصل بڑی مسجد مراد آباد (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت نے شوہر کو زندگی میں تین طلاق دینے کا اختیار دیا ہے، جن کو وہ ضرورت پڑنے پر دے سکتا ہے؛ لہذا جب شوہر نے دو سال پہلے دو طلاق دے کر رجعت کر لی تھی، اس کے بعد تیسری طلاق دے دی، تو اس سے بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے؛ لہذا اس کو بغیر حلالہ شرعیہ کے اپنے پاس زوجہ بنا کر رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ اور سات سال سے کم عمر لڑکے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوتا ہے اور اس دوران بچہ کا مناسب خرچہ باپ کے ذمہ لازم ہے اور سات سال کے بعد ماں کو حق

پرورش باقی نہیں رہتا ہے؛ اس لئے سات سال کے بعد باپ لڑکے کو اپنے پاس رکھنا چاہیے تو اسے اس کا اختیار ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۳/۵۶۸)

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم: عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائي شريف، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۸۸، هداية اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۹۶، جديد زكريا ۳۷۶)

والحاضنة أما أو غيرها أحق به: أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقد ر بسبع وبه يفتى. (الدر المختار مع الشامی، زكريا ۵/۲۶۷، كراچی ۳/۵۶۶) ويجبر الأب على أخذ الولد بعد استغنائه عن الأم؛ لأن نفقته وصيانتة عليه بالإجماع. (شامي، زكريا ۵/۲۶۸، كراچی ۳/۵۶۶، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۶۹، هندية، زكريا قديم ۱/۵۴۲، جديد ۱/۵۹۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۱/۱۴۳۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۸۵۳)

فون پر تین طلاق دینے کا اقرار کرنا

سوال [۶۶۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ نصیر کا نکاح رشیدہ سے ہوا، سامان جہیز اور نقد روپیہ زیادہ نہ ملنے کی وجہ سے رشیدہ کو گالی گلوچ اور مار پیٹ کر ناشروع کر دیا اور طلاق کی دھمکی دی جانے لگی، حتیٰ کہ موہاں فون پر اپنی بیوی کو نصیر نے طلاق دیدی۔ رشیدہ نے جب اپنے والدین اور رشتہ داروں سے تذکرہ کیا، تو اس نے انکار کیا، پھر جب لوگوں نے دباؤ ڈالا تو اقرار کیا کہ ہم نے دو طلاق دی تھیں اور دس دن بعد رجعت کر لی، مفتیان کرام نے اس بات کو مان کر دو طلاق رجعی کا فتویٰ دیا اور دونوں میں زوجیت قائم رہی؛ لیکن مطالبہ نقدی کو لے کر ناجاقی باقی رہی، بچوں نے لڑکے کی بدسلوکی اور ظلم و ستم کو دیکھتے ہوئے، اگر سیمنٹ (بونڈ) بنا کر رخصتی کرا دی، اگر سیمنٹ بننے کے بعد بھی نازیبا سلوک ظلم و ستم باقی رہا، حتیٰ کہ ۲۹ رمضان المبارک کے دن مارتے مارتے لڑکی کو بے ہوش کر دیا، بعد ازاں اس نے موہاں پر چند دنوں بعد پھر کہا کہ دو طلاق پہلے دیدی تھیں اور ایک طلاق باقی تھی، وہ بھی ہم نے دیدی، تم کو رکھ کر ہم کیا کریں گے، تم کو سزا دے کر ختم کر دینا ہے، لڑکی نے مزید دریافت کیا کہ اب ہمارا آپ کا کوئی تعلق اور رشتہ نہیں رہا، جواب ملا کہ نہیں، تمہارا ہمارا کوئی رشتہ نہیں، لڑکی رونے لگی اور اپنے رشتہ داروں کو خبر کر دی۔

لڑکا پھر اپنے باپ سے بات کر رہا تھا، باپ نے پوچھا کہ تم نے کیا کہا، تمہاری بیوی روتی ہے اور کہتی ہے کہ طلاق دیدی ہے، تو کیا ہوا ہم کہیں گے نہیں دی تو طلاق نہیں ہوگی، ان الفاظ کو دہراتے ہوئے ایک عورت نے کہا کہ خوب ہے، طلاق بھی دیدی اور کہتا ہے کہ ہم انکار کر دیں گے، تو طلاق نہیں ہوگی اس تمام گفتگو کو سننے والی چار عورتیں اور ایک سولہ سال کا لڑکا بھی ہے، اس کے بعد گاؤں میں پینچایت ہوئی اور بچوں نے طرفین کے بیانات و گواہوں کے بیانات سن کر لڑکے سے مزید دریافت کیا کہ اب کیا کرو گے، تم طلاق دے کر انکار بھی کرتے ہو، تو انہوں نے بچوں سے کہا کہ آپ لوگ جو بھی فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہے، نبھنے کی کوئی صورت نہیں ہے، بچوں کا فیصلہ ہوا کہ مہر دین و سبھی لین دین دے کر دونوں فریق آزاد ہو جائیں۔

دونوں فریق نے فیصلہ کو مان کر لڑکے نے چالیس ہزار روپے پنچوں کے حوالہ کر دیئے اور باقی روپے کے لئے ایک مہینہ کی مہلت لی، ایک مہینہ کے بعد جب پنچوں نے مزید روپیوں کا مطالبہ کیا تو لڑکے کی طرف کے دیگر لوگوں نے مداخلت کر کے رکوا دیا اور کہا جاتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی۔ دریں صورت موبائل پر کہنا کہ ہم نے دیدی ہے، تو کیا ہوگا ہم کہیں گے نہیں دی، تو نہیں ہوگی اور پنچوں کے فیصلہ کو مانتے ہوئے روپے جمع کر دینا اقرار طلاق ہے یا نہیں؟

مزید یہ کہ رشیدہ دینی علوم سے واقفیت رکھتی ہے اس کا کہنا ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر میں کہتی ہوں کہ میرے شوہر نے موبائل پر مجھے طلاق دیدی ہے، تینوں طلاق کے بعد اب میں شوہر مذکورہ کے پاس کسی حال میں نہیں رہ سکتی؛ چونکہ اب مزید رہنا حرام کاری ہے، آدمی چاہے جو کہے لیکن خدا تو دل کا حال بھی جانتا ہے، مرنے کے بعد میں خدا کو کیا جواب دوں گی، گود میں ۹ مہینہ کی بچی بھی ہے۔

المستفتی: راشق الہدی، سستی پور، لادھ کیسیا، صلحا بزرگ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال مسئلہ صورت میں جب

شوہر نے فون پر طلاق دینے کا اقرار کیا ہے اور اس پر گواہ بھی موجود ہیں اور پھر اس نے پنچوں کو اپنے معاملہ کا مختار بنایا اور پنچوں نے بھی دونوں کے درمیان آزادی اور تفریق کا فیصلہ کر دیا، تو اب حکم شرعی یہ ہے کہ رشیدہ پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بدون حلالہ شرعیہ ان کے درمیان نکاح درست نہیں ہے اور بوقت نکاح جو مہر مقرر ہوا تھا شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم ہے۔

أقل ما يجوز في حقوق الناس فيما بينهم من الطلاق

والعتاق شهادة رجلين، أو رجل، وأمرأتين. (المحيط البرهاني،

المجلس العلمي، بیروت ۱۴۶/۱۳، رقم: ۱۴۸۷۴، مجمع الأنهر، دارالکتب
العلمیة بیروت ۲۶۱/۳

وإذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق امرأته ثلاثاً، وحده الزوج،
والمرأة ذلك فرق بينهما. (تاتارخانية، زکریا ۵/۱۱۶، رقم: ۷۴۱۳)

حکما رجلاً معلوماً فحكم بينهما ببينة، أو إقرار، أو نكول ورضيا
بحكمه صح. (تنوير الابصار مع الدر المختار، کراچی ۵/۴۲۸، زکریا ۸/۱۲۷)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة—لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره
نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي
ديوبند ۲/۳۹۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷/ذی الحجۃ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۳۳)

شوہر کا میں نے تم کو آزاد کیا تین بار کہنا

سوال [۶۶۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
کے بارے میں: کہ ایک شخص شام کو کام سے فراغت پا کر گھر واپس آیا، بیوی سے کسی
بات پر ناچاقی ہوگئی، بات یہاں تک بڑھ گئی کہ بیوی نے شوہر کو غلط ناشائستہ الفاظ بول
دیئے۔ اب ظاہر ہے کہ شوہر کا غصہ مزید تیزی پکڑ گیا، تو شوہر نے اسی نازک حالت
غضب میں کہا کہ میں نے آزاد کیا، میں نے آزاد کیا، میں نے آزاد کیا، تین مرتبہ یہ
الفاظ بولے، اب وہ شخص کہتا ہے کہ جس وقت بیوی نے غلط اور ناشائستہ الفاظ بولے،
تو اس وقت حالت غضب کی انتہا نہ رہی ایک دم چکر آیا اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ زبر
دستی مجھ سے کوئی کہلو رہا ہے نیت نہیں تھی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ الفاظ

سے مذکورہ حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی، تو کوئی صورت ایسی نکل سکتی ہے کہ دوبارہ نکاح جڑ جائے؟

المستفتی: اچھن خاں، نرولی، چندوسی، مراد آباد (پو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آزاد کیا کے الفاظ ہمارے عرف میں بیوی کے حق میں طلاق صریح کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، جب شوہر نے ”میں نے آزاد کیا کا لفظ تین بار استعمال کیا ہے، تو اس سے بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر وہ مغفلہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا، دوبارہ نکاح کی صرف یہی ایک شکل ہے کہ عدت گزارنے کے بعد دوسرے مرد سے شادی کرے اور شوہر کی اس کے ساتھ ہمبستری ہو جائے، پھر شوہر ثانی ہمبستری کے بعد طلاق دیدے یا مر جائے تو اس کے بعد دوبارہ عدت گزرنے کے بعد یہی شوہر اول اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۱۶/۴، ۱۸/۴، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۶۲/۷، جدید ڈائجیل ۱۲/۳۵۸، امداد الفتاویٰ ۴/۵۲۵)

سرحتک وهو رہا کر دم؛ لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) فإن سرحتک کنایۃ؛ لکنہ فی عرف الفرس غلب استعمالہ فی الصریح، فإذا قال رہا کر دم: أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله کنایۃ أيضاً، وما ذلک إلا؛ لأنه غلب فی عرف الناس استعمالہ فی الطلاق، وقد مر أن الصریح مالم يستعمل إلا فی الطلاق من أي لغة كانت. (شامی، کتاب الطلاق، باب الکنايات، کراچی ۲۹۹/۳، زکریا ۴/۵۳۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهدية. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، زکریا

جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۳۹۸)

”آزاد کرتا ہوں“ تین مرتبہ کہنے سے طلاق مغلطہ

سوال [۶۶۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میں عبدالرؤف نے اپنی بیوی کو اس کی بدزبانی پر یہ کہہ دیا کہ میں تجھے آزاد کرتا ہوں، میں نے تین بار کہہ دیا، اس وقت وہاں اور کوئی نہیں تھا، میری بیوی باہر گئی اور قریب کے ایک مردنا پینا اور ایک عورت کو بلا کر لے آئی، جب انہوں نے معلومات کی اور میری بیوی کی ضد برابر جاری تھی، تو اس کی ضد اور بحث پر میں نے ایک بار اور کہہ دیا، پھر ایک فتویٰ لیا، جس میں یہی احوال لکھے گئے، تو پھر مفتی صاحب نے جواب دیا کہ ایک طلاق بائنہ ہوئی ہے اور عدت میں نکاح کر لے پھر لڑکی ایک معزز شخص کے ساتھ میرے پاس آئی اور گاؤں والوں نے یہ دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور فتویٰ میں بھی گنجائش ہے، میرا اس سے نکاح کر دیا، پھر کچھ مخالف لوگوں نے اپنا مضمون لکھ کر فتویٰ منگایا جس کا یہ جواب تھا کہ حلالہ کرنا چاہئے، اب جواب کو سنتے ہی مخالف لوگوں نے میرے اوپر اذان دینے تکبیر کہنے سے روک لگا دی۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اذان دینا میرے لئے صحیح ہے یا نہیں؟ تکبیر کہنا کیسا ہے اور حلالہ کرنا ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرؤف، مغپورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لفظ آزاد کرتا ہوں تین مرتبہ کہہ دیا ہے،

اس سے طلاق مغلطہ واقع ہوگئی؛ اس لئے کہ ہمارے عرف میں لفظ آزاد کر دینا طلاق کے لئے بولا جاتا ہے۔

سرحتک وهو رها کر دم؛ لأنه صار صريحاً في العرف (وقوله) رها
کردم: أي سرحتک يقع به الرجعي الخ. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنايات،
زکریاء/ ۵۳۰، کراچی ۲۹۹/۳، امداد الفتاویٰ ۲/ ۴۲۵)

لہذا بلا حلالہ بیوی کو رکھنا جائز نہ ہوگا؛ لیکن جب آپ نے کسی عالم کے فتویٰ کے
مطابق بلا حلالہ نکاح کر لیا ہے، گو اس فتویٰ میں لکھنے والے سے غلطی ہوگئی ہے، شریعت کے
مطابق آپ فاسق نہیں ہیں، آپ کے مسجد میں جانے کی وجہ سے مسجد ناپاک نہیں ہوئی،
اور آپ کے لئے اذان دینا تکبیر کہنا سب شرعی طور پر جائز ہے، بس شرط یہ ہے کہ بیوی کو حلالہ
سے قبل نہ رکھیں اور ماضی سے توبہ کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

۲۱/۴/۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۶۷۳۹)

بیوی کے مطالبہ پر شوہر کا تین طلاق دینا

سوال [۶۶۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ شوہر نے بیوی کے مطالبہ پر وکیل کے سامنے کہا ”میں نے طلاق دی، طلاق
دی، طلاق دی، تیسری مرتبہ لفظ طلاق کہنے کے بعد غم اور رنج کی وجہ سے آواز بند ہوگئی تھی۔
اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوئیں اور دوبارہ ازدواجی
زندگی کی کیا شکل ہے۔

المستفتی: احمد حسن صدیقی، ملکیمان، سیوہارا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شوہر کے دو مرتبہ طلاق کہنے کے بعد تیسری

مرتبہ طلاق دی کے الفاظ کہہ چکنے کے بعد آواز بند ہوئی، تو اب ایسی صورت میں طلاق مغلطہ

واقع ہو چکی ہے، لہذا حلالہ شرعیہ اور نکاح جدید کے بغیر میاں بیوی کا تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔
 وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً
 غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
 (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹،
 تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
 قدیم ۹۲۱، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۷۳۱۷)

بیوی کے مطالبہ پر ”جا میں نے تجھے طلاق دی“ تین مرتبہ کہنا

سوال [۶۶۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
 کے بارے میں: میں محمد عاقل اور میری بیوی کے درمیان کچھ باتیں غصہ اور ناراضگی کی
 ہو گئیں، اسی درمیان بیوی نے مجھ سے طلاق مانگی، اس پر میں نے تین بار یا چار بار یہ کہہ دیا
 کہ ”جا میں نے تجھے طلاق دی“ اب اس صورت میں بعد میں ہم دونوں کچھ تڑپ رہے ہیں
 اور دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں، اس کے لئے شریعت میں کوئی شکل ہو تو ہم کو بتایا جائے۔
 المستفتی: محمد عاقل، مغلوہ اول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: آپس کے تکرار کے دوران جب عاقل نے اپنی
 بیوی کو اس کے طلاق مانگنے پر تین بار یا چار بار طلاق دی کے الفاظ کہہ دیئے ہیں، اس سے بیوی
 پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ہے، اب آپس میں دونوں ایک دوسرے پر بالکل حرام ہو گئے ہیں۔

اب اگر دونوں دوبارہ ساتھ رہنا چاہیں تو صرف حلالہ کا طریقہ ہو سکتا ہے اور اس کی شکل یہ ہے کہ جس دن طلاق کا واقعہ پیش آیا ہے، اس دن کے بعد سے تین ماہواری گزرنے تک عدت گزارنا بیوی پر لازم ہے، اس کے بعد بیوی کا نکاح کسی دوسرے مرد کے ساتھ ہو جائے، پھر اس کے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، اس کے بعد وہ دوسرا شوہر طلاق دیدے اور اس کی طلاق کے بعد بھی تین ماہواری کے ساتھ عدت گزارنا لازم ہے، اس کے بعد محمد عاقل کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔

قالت لزوجها: من باتونمي باشم، فقال الزوج: مباش، فقالت: طلاق بدست تو است مرا طلاق کن، فقال الزوج: طلاق مي کنم، طلاق مي کنم، وكرر ثلاثا طلقت ثلاثاً. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۸۴، جدید ۱/۴۵۲)

لوكرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہا، کراچی ۳/۳۹۳، زکریا ۴/۵۲۱)

قال الله تعالى: 'وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ'. [سورة البقرہ: ۲۲۸]

عن عائشة^{رض} قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض. (ابن ماجہ، الطلاق، باب خيار الأمة إذا اعتقت، النسخة الهندية ۱۵۰، دارالسلام رقم: ۲۰۷۷)
وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وشتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، زکریا جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۷۷)

بیوی کے اصرار پر شوہر کا تین طلاق دینا

سوال [۶۶۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۱۴ اگست ۲۰۱۰ء کو کافی دنوں کے تکرار کے بعد اپنی اہلیہ ہما کو کئی مرتبہ کے اصرار پر ان کے دو بھائیوں کی موجودگی میں تین مرتبہ طلاق دیدی، وہ اسی وقت اپنے دو بھائیوں کے ساتھ اپنی والدہ کے پاس نجیب آباد چلی گئی، جب اس سلسلہ میں دھامپور کے مفتی صاحب (جو کہ شہر امام بھی ہیں) سے رابطہ قائم کیا گیا، تو انہوں نے تحریری طور پر طلاق کا فتویٰ دیا، ہما کے گھر والوں نے یہ بات تسلیم نہیں کی، ان کا کہنا تھا کہ طلاق نہیں ہوئی ہے۔ بہر حال انہوں نے لڑکے محمد وسیم کو کسی طرح راضی کیا کہ وہ بنا کسی عدت حلالہ کے لڑکی کو ۳ بچوں کے ساتھ الگ مکان میں رکھے، اس میں محمد وسیم کی والدہ، بھائیوں، بھابیوں، بہنوئیوں کسی کی بھی رضا شامل نہیں ہے، اب ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہئے؟ وسیم یا ان کی اہلیہ سے تعلق رکھیں یا نہیں؟ اور ان کے گھر آنا جائز رکھیں یا نہیں؟

المستفتی: شاہنواز، پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیوی کے اصرار پر شوہر محمد وسیم نے تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغضلہ واقع ہو کر بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، اس کے بعد دونوں کا بغیر حلالہ کے رہنا بدکاری اور زنا کاری ہے، اس کی نحوست سے ادا بار آسکتے ہیں، حدیث پاک میں اس کو علامات قیامت سے میں ایک خطرناک علامت بتلایا گیا ہے؛ لہذا متعلقین ورشتہ داروں پر لازم ہے کہ فوری طور پر دونوں کو الگ کر دیں۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباہ والنظائر

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي بيروت ۲/ ۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية، بيروت ۴/ ۳۴۱)

وفي رواية قال النبي صلى الله عليه وسلم: العسيلة الجماع. (مجمع الزوائد ۴/ ۳۴۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم..... يابن مسعود إن من أعلام الساعة وأشراتها: أن يكثر أولاد الزنا، قلت: أبا عبد الرحمن وهم مسلمون؟ قال: نعم! قلت: أبا عبد الرحمن وأنى ذلك؟ قال يأتي على الناس زمان يطلق الرجل المرأة، ثم يجحد طلاقها، فيقيم على فرجها فهما زانيان ما أقام. (المعجم الكبير، دار احياء التراث العربي بيروت ۱۰/ ۲۳۰، رقم: ۱۰۵۵۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/ ۱۱/ ۱۴۰۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۲۰۹)

مطالبہ پر طلاق ثلاثہ دینے کی صورت میں عدت، مہر اور جہیز کا حکم

سوال [۶۶۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) میں نے اپنی بیوی شبنم پروین کو تین طلاق اس کے مطالبہ پر دیدی ہیں،

اس سے پہلے بھی طلاق کا مطالبہ کرتی رہتی تھی، اس وقت بھی طلاق مانگ رہی تھی، میں نے غصہ میں طلاق دیدی ہے۔

(۲) اب میرے ہی گھر پر عدت گزار رہی ہے ۲۴ فروری کو طلاق ہوئی تھی کتنے دن عدت ہوگی اور عدت کے بعد کہاں رہے؟ میرے ہی گھر میں رہے یا میکہ جائے گی؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) مہر اور جہیز کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نوید خان، آزادنگر، سنبھل روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) طلاق خوشی میں نہیں دی جاتی ہے، غصہ ہی

میں دی جاتی ہے، جب آپ نے اپنی بیوی کو اس کے کہنے پر تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلفہ واقع ہو کر آپ پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۹۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

والبدعي ثلاث متفرقة، وكذا بكلمة واحدة بالأولى. (شامي مع الدر،

زکریا ۴/۴۳۴، کراچی ۳/۲۳۲، ۲۳۳)

(۲) آپ کے گھر پر عدت گزار سکتی ہے، اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو؛ لیکن جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہو جاتی آپ سے سخت پردہ لازم ہے اور ۲۴ فروری کے بعد سے تین ماہواری گزرنے پر اس کی عدت پوری ہو جائے گی اور عدت پوری ہوتے ہی اس پر لازم ہے کہ اپنے میکہ چلی جائے؛ اس لئے کہ وہ آپ کے لئے مثل اجنبیہ؛ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آپ پر حرام ہو چکی ہے؛ کیونکہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ آپ کا نکاح بھی درست نہیں ہے۔

ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد إذا لم يلقيا التقاء

الأزواج، ولم يكن فيه خوف فتنة. (شامي، زکریا ۵/۲۲۷، کراچی ۳/۵۳۸)

وہی فی حق حرة.....تحیض لطلاق.....بعد الدخول (إلی قوله) ثلاث

حیض کو امل۔ (رد المختار مع الدر المختار ۵/۱۸۱-۱۸۲، کراچی ۳/۵۰۴-۵۰۵)
(۳) مطلقہ بیوی کے مہر کی رقم اگر آپ پر باقی ہے، تو وہ اور جہیز کا سامان اس کو واپس کرنا آپ پر لازم ہے۔

بل کل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذہ کله، وإذا ماتت
یورث عنها۔ (شامی، کراچی ۳/۱۵۸، زکریا ۴/۳۱۱)

ويتأكد المهر عند وطء، أو خلوة صحت.....، أو موت أحدهما۔
(شامی، کراچی ۳/۱۰۲، زکریا ۴/۲۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۰۶۵)

طلاق کے مسلسل مطالبہ پر شوہر کا ”دی“ کہنا

سوال [۶۶۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھ جمیل احمد ویاسمین بیگم کے درمیان اپنے سر صاحب جناب تصور حسین کے میرے بھائی کے رشتہ کے سلسلہ میں ناجائز برائی کرنے کی بنا پر جھگڑا ہو گیا اور میرے کہنے کے باوجود بیوی نے بھی یقین نہیں کیا کہ جناب تصور حسین صاحب نے برائی کی ہے، اس بات کو لے کر کافی کہا سنی ہو گئی اور میری بیوی نے طلاق کی مانگ کی اور کہا کہ مجھ کو الگ کر دو، یہ ورد میری بیوی نے صبح سات بجے سے دس بجے تک رکھا، تب میں نے کہہ دیا کہ دی، دی، دی، دی اور کہا کہ اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ اور اس کے باوجود جب وہ جانے لگی تو روکا، جس کے درمیان برقع بھی پھٹا، جس کا ایک ٹکڑا میرے پاس ہے، میرے بعد دیگر لوگوں کے روکنے پر بھی وہ نہیں رکی۔

المستفتی: جمیل احمد ایڈووکیٹ، امر وہہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیوی صبح ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک مسلسل طلاق مانگتی رہی ہے اور اس مانگ اور مطالبہ پر آپ نے چار مرتبہ ”دی“ کہا ہے، تو ایسی صورت میں آپ کی بیوی پر طلاق مغالطہ واقع ہو چکی ہے، اب دونوں کا ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔
ولو قالت: مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، فقال: کردم کردم کردم تطلق ثلاثا. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۸۳، جدید زکریا ۱/۴۵۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۸)

”میں نے تجھے طلاق دی“ تین مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال [۶۶۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا شوہر محمد ارشاد مجھے آئے دن شراب پی کر مارتا پیٹتا تھا اور اکثر آئے دن طلاق دینے کو کہتا رہتا تھا، ایک دن آٹھ جون ۲۰۰۴ء کو مجھے بہت مارا اور تین بار کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“ اور تو میرے گھر سے فوراً چلی جا میں اپنے بھائیوں کے گھر چلی آئی اور میرے شوہر محمد ارشاد مجھے چھوڑ کر دہلی چلے گئے اور اب تک کوئی خیر خبر نہیں لی اور اب دو سال ہو چکے ہیں، اب تک تین لڑکیوں کو لے کر اپنے بھائیوں کے گھر زندگی گزار رہی ہوں۔ مہربانی کر کے بتائیے کہ مجھ پر طلاق ہو گئی یا نہیں؟

المستفتیہ: زینب جہاں، ملاقا سم مسجد فیمل خانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائلہ اپنے بیان میں سچی ہے کہ اس کے

شوہر نے اس کو دو سال قبل تین بار طلاق دی ہے، تو سائلہ پر تین طلاق اسی وقت ہو چکی تھیں۔ اب اس درمیان اس کی عدت بھی پوری ہو چکی ہے، اب کسی دوسری جگہ نکاح کر کے باعصمت زندگی گزار سکتی ہے، اب اگر پہلا شوہر آکر ساتھ رکھنا چاہے، تو اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

قال الله تعالى: وَالْمُطَلَّقاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ. [البقرہ: ۲۲۸]
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وشتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية،
زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۰۶۷)

لفظ ایک دو تین سے طلاق کا حکم

سوال [۶۲۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام عائشہ ہے، میری شادی عارف کے ساتھ تقریباً چھ ماہ قبل ہوئی تھی، میں اپنے شوہر کے یہاں چار سے پانچ بار گئی ہوں، ایک دن وہ مجھے میرے گھر چھوڑنے کے لئے میرے ساتھ آئے اور میرے گھر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھ کر یہ الفاظ کہے کہ آج سے میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں، ایک، دو، تین، وہ یہ الفاظ بول کر چلے گئے، جب ان سے دوبارہ برائے تحقیق پوچھا گیا، تو وہ انکار کرنے لگے اور قسم بھی کھالی؛ حالانکہ یہ الفاظ میرے روبرو بولے گئے ہیں اور میں نے اپنے کانوں سے سنے ہیں

اور اس پر میں بھی قسم کھا رہی ہوں اور مجھے اللہ کا خوف ہے اور میں اپنی زندگی برباد کرنا نہیں چاہتی، ایسی صورت حال میں جب شوہر طلاق کا انکار کرے اور قسم بھی کھالے، تو میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور میرے شوہر کے لئے کیا حکم ہے؟ ہمارے عرف میں ایک، دو، تین، طلاق کے الفاظ کے بغیر بھی طلاق کے لئے مانے جاتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ رجیمیہ ۳۹۱/۸)

المستفتیہ: عائشہ بی بی، گودھرا (گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ کے یہاں عرف میں ایک، دو، تین، طلاق ہی کے لئے بولا جاتا ہے اور شوہر نے بیوی کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر یہ الفاظ کہے ہیں اور ساتھ میں یہ بات بھی کہی ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں، اس سے تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں ہیں۔ آئندہ بلا حلالہ دونوں میں نکاح بھی جائز نہیں۔

قال لامرأته: أنت مني ثلاثا، طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق. (شامی، کراچی ۲۷۵/۳، زکریا ۴۹۷/۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هدایہ، اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، زکریا جدید ۵۳۵/۱، الفتاوی التاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

لیکن جب بعد میں شوہر انکار کر رہا ہے اور بیوی کو یقین سے معلوم ہے اور بیوی نے خود سن رکھا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی کو ایسا کرنے کی گنجائش ہے کہ مہر معاف کر کے اس سے چھٹکارا حاصل کر لے اور اگر اس کے لئے بھی وہ تیار نہ ہو، تو عورت کو اس سے علیحدگی اور راہ فرار اختیار کرنے کے لئے کوئی بھی شکل اختیار کرنے کا حق ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۴/۲)

إذا قال الرجل لامرأته: أنت طالق بألف درهم، فقبلت طلقت وعليها ألف درهم. (الفتاوی التاتارخانیہ، زکریا ۴/۶۰۰، رقم: ۷۰۳۷)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه،
والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال،
أوتهرّب. (شامي، كراچی ۳/۲۵۱، زکریا ۴/۶۳، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۵۷،
زکریا ۳/۴۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۶۹۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۹/۸/۲ھ

بیوی کو مخاطب کر کے تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۶۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باپ اور بیٹے میں کچھ گرم مزاجی کے ساتھ گفتگو ہو رہی تھی، اسی دوران لڑکے نے طلاق، طلاق، طلاق، ایک ہی سانس میں تین مرتبہ کہا نہ تو اس نے بیوی کا نام لیا اور نہ ہی اس کے درمیان اور اس کی بیوی کے درمیان کوئی بات چیت ہو رہی تھی، اس کے تقریباً ایک منٹ بعد اس نے بیوی سے کہا کہ لے میں نے آج تیری چھٹی ہی کر دی، یہ کہتے ہوئے شوہر کی ماں اور اس کی ہمیشہ نے بھی سنا، اتنا کہنے کے بعد وہ پریشان ہونا شروع ہو گیا۔ اور اس کی یہ حالت تھی کہ کبھی مکان میں اندر جاتا اور کبھی باہر آتا اور یہ کہتا کہ آج میں نے کتنی بڑی غلطی کر لی، اپنا گھر برباد کر لیا اور اس کے دو بچے بھی ہیں، ایک لڑکی اور ایک لڑکا اور تیسرا حمل ہے، جس کا وقت ساڑھے سات ماہ ہے، لڑکی کے گھر والے اور لڑکے کے گھر والے بھی موجود تھے اور دونوں کے رشتہ دار موجود تھے، ان کے درمیان دونوں نے ایک ساتھ ایک ایک جگہ زندگی گزارنے کی رضامندی ظاہر کی ہے؛ لہذا آپ بتائیں اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ طلاق پڑی یا نہیں؟ اگر طلاق پڑی ہے تو کون سی پڑی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے چونکہ اپنی بیوی کو مخاطب کر کے اور بیوی ہی کو مراد لے کر غصہ کی حالت میں طلاق، طلاق، طلاق، کے الفاظ کہے ہیں، تو اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں اب بغیر حلالہ شرعیہ کے میاں بیوی کی طرح رہنا درست نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲/۴۷۲)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه -إلى- لأن العادة أن من له امرأة، إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (شامي، ۳/۴۸۲، زكريا ۴/۴۵۸)
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، أو يموت عنها. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵،
تاتارخانية، زكريا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ / رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۶۷)

بیوی کو زبانی تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ احقر فضل الرحمن لاچٹ نگر کرولہ مراد آباد نے اپنے پڑوسی محمد یسین محمد عتیق الرحمن بجوری سے معلم مدرسہ شاہی اور اپنے ملازم امام الدین، نیز میری اہلیہ کے ماموں محمد دین کی موجودگی میں اپنی اہلیہ کو تین طلاق دیدی ہیں اور تحریر کے ذریعہ بھی مزید

تین طلاقیں دیدں تو یہ واقع ہوئیں یا نہیں؟

المستفتی: فضل الرحمن، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ اپنی بیوی کو ۳ طلاقیں زبانی طور پر دے چکے ہیں، تو آپ کی بیوی پر طلاق مغلطہ پڑ چکی ہے اور وہ آپ کے لئے اب بالکل حرام ہو چکی ہے؛ لہذا آپ کے لئے اس بیوی کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا قطعی طور پر حرام ہے اور آئندہ آپس میں بغیر حلالہ کے نکاح بھی جائز نہیں ہے، طلاق مغلطہ واقع ہونے کے بعد اب تحریر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/ ۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/ ۹۹۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/ ۲/ ۶ھ

”میں نے اس کو طلاق دی“ تین مرتبہ کہنا

سوال [۲۶۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنے گھر میں خانگی امور سے متعلق اپنی بیوی کو زود کوب کر کے (یہ کہتا ہوا کہ جا یہاں سے نکل جا) پڑوس میں فوراً پہونچا اور مگو گفتگو ہوا، پڑوس کے اس سوال پر کہ تمہارا چہرہ اداس کیوں ہے، شخص مذکور نے جواب میں کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، یہ لفظ تین مرتبہ کہا، کچھ توقف کر کے پھر کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، یہ لفظ دو مرتبہ کہا، پڑوس کی

اس گفتگو میں کوئی مرد یا بالغ لڑکا نہیں تھا صرف تین عورتیں موجود تھیں، جن میں سے ایک نے تین مرتبہ اور دوسری نے پانچویں مرتبہ یہ لفظ سنا، کیا اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا کوئی گنجائش باقی ہے؛ جبکہ گواہان میں صرف عورتیں ہی تھیں، جنہوں نے دودن کے بعد زید کی بیوی سے یہ گفتگو نقل کی ہے۔

المستفتی: محمد عمر غازی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں مذکور صورت میں زید کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں ہیں اور طلاق مغلظہ واقع ہونے کی وجہ سے بغیر حلالہ شرعیہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے۔

وفي الأشباه: لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً.

(الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وفي الهندية: وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً. (عالمگیری، زكريا قديم ۱/۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۷۰۷۹)

جب آپ لوگ کہہ رہے ہیں، تو میں تینوں طلاق دے رہا ہوں کہنے کا حکم

سوال [۶۶۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید سسرال سے اپنے گھر کسی حاجت کے لئے آیا، بیوی نے ناشتہ کھانے کے لئے زید کو بلایا، ناشتہ کے سلسلہ میں میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، بیوی نے شوہر کو برا بھلا کہا،

اور شوہر نے بیوی کو مارا پیٹا، اتنے میں بیوی کا چچیرا چچا آ کر کہنے لگا، اگر ایک باپ کی اولاد ہو تو مار کر دیکھو، مار نہیں سکتے ہو، اس کے بعد زید نے چچیرے سر سے کہا کہ اگر حقیقت میں یہ آپ کی لڑکی ہے تو تینوں طلاق، بیوی روپے جمع کرنے بینک جا رہی تھی، زید نے بیوی سے کہا کہ جو روپے بینک میں جمع کرو گی وہ روپے نہیں ملیں گے؛ اس لئے جمع مت کرو، اس کے بعد بیوی کا چچیرا چچا اور اس کے والد اور دو چار آدمی آ کر کہنے لگے کہ تم اس سے بول نہیں سکتے اور روک نہیں سکتے ہو؛ کیونکہ تم نے اس کو طلاق دیدی ہے اور یہ لوگ زبردستی کہہ رہے تھے کہ تم طلاق دے چکے ہو اور زید جواب میں یہی کہتا رہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، چار پانچ مرتبہ یہی کہا، لوگوں نے کہا کہ تم طلاق دے چکے ہو اور زید وہی جواب دیتا رہا کہ طلاق نہیں دی ہے، اس کے بعد زید کے سر نے مارنا چاہا تو زید نے ڈر کے مارے کہا کہ ”جب آپ لوگ کہہ رہے ہیں“ تو میں تین طلاق دے رہا ہوں اور شرط یہ ہے کہ میں لڑکی کو واپس لاؤں گا، اس کے بعد لڑکی والے زید کے گھر سے سامان وغیرہ لے کر چلے گئے، پھر اس کے بعد میاں بیوی آپس میں کہنے لگے کہ ہم آپس ہی میں شادی کریں گے، اگر شادی نہیں ہوئی، تو ہم جان دیدیں گے، تو اب اس صورت کے اندر کیا مسئلہ ہوگا؟ اور کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: عتیق الرحمن، بھالگپوری (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلے جب زید نے بیوی کے چچیرے چچا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ ”اگر حقیقت میں یہ آپ کی لڑکی ہے، تو تینوں طلاق“ تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ بیوی حقیقت میں اس کی بیٹی نہیں ہے؛ لیکن جب بعد کے واقعہ میں زید کو سر کی طرف سے مارنے کی دھمکی دی گئی، اس وقت زید نے یہ جملہ استعمال کیا کہ ”جب آپ لوگ کہہ رہے ہیں تو میں تین طلاق دے رہا ہوں“ اس لفظ سے اسی وقت تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور اس کے ساتھ لڑکی کو

واپس لانے کی شرط لگانے سے وقوع طلاق میں کوئی اثر نہ ہوگا۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة..... فإذا فعل ذلك

وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي ديوبند ۳۵۵/۲) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۸/۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۹۰۸۳/۳۸)

بھابھی کی موجودگی میں تین طلاق

سوال [۶۶۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں اور طلاق دیتے وقت صرف بیوی کی بھابھی موجود تھی اور طلاق کی صورت یہ ہے کہ میں تجھے آزاد کرنے کے لئے آیا ہوں، پھر اس کے بعد تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہہ دیا، تو کیا ایسی صورت میں طلاق ہو جائے گی؟

المستفتی: ریاست حسین، گھیرکھانا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع

ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير

المدخول بها، كراچی ۲۹۳/۳، زکریا ۵۲۱/۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً، ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، زکریا جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹،

تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۶۶۵۱)

دو گواہوں کے روبرو تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میں محمد شریف ولد محمد ابراہیم محلّہ عید گاہ مراد آباد کی شادی ۸۱/۲/۸۱، کو نفیس جہاں بنت قمر الدین محلّہ کسرول مراد آباد سے ہوئی تھی، میری بیوی شادی سے ۲/ سال ۳/ ماہ میرے ساتھ رہی اس کے بعد مجھ سے جھگڑا کر کے میرے گھر سے چلی گئی اور اس کے بعد اپنے والد کے گھر پر رہنے لگی اور مقدمہ چلا اور آپس میں طے ہونے کے بعد ۱۰۰/ روپے ماہوار دیتا رہا اور اس کے دوران میں نے کئی بار بلانے کی کوشش کی پر وہ آنے کے لئے تیار نہیں ہوئی، جب میں بلانے کے لئے گیا، اپنی طرف کے دو آدمی کو لے کر گیا تھا اور میں نے اس سے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا، تو اس نے چلنے سے انکار کر دیا۔ ۱۹/۹۸/ اکوٹب میں نے ان دونوں کے سامنے تین بار طلاق دیدی تھی، میں نے کئی بار اسے اپنا مہر لینے کے لئے گواہ بھیجا تا کہ وہ اپنے گھر کا کوئی آدمی بھیج دے اور اپنے مہر کی رقم وصول کرے، اس پر اس نے کوئی عمل نہیں کیا، پھر اس کے بعد میں نے مجبور ہو کر اسے ایک طلاق کا نوٹس وکیل کے ذریعہ لکھ کر ۱۱/۳/۹۹ رجسٹری کے ذریعہ بھیج دیا تھا، اور اسے وہ ۱۹/۳/۹۹ کو مل گیا تھا اور یہ مقدمہ عدالت میں زیر غور ہے، وہ کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں

ہوئی ہے، جب میں نے اس کو زبانی طلاق دی تھی، تو کیا اس کو طلاق ہوگئی، جب کہ میں اقراری ہوں اور میں نے اس کو عدالت کے اندر رج صاحب کے سامنے کہہ کر اقرار کر لیا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے، میرے نکاح میں ۴۱ اشرفی اور ۴ ہزار روپے بندھے ہیں، اور وہ مؤجل ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟

المستفتی: محمد شریف، محلہ عید گاہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ واقعہ اگر صحیح ہے، تو بیوی نفیس جہاں پر تین طلاق واقع ہو گئیں؛ کیونکہ شوہر نے جب دو گواہوں کے روبرو بیوی کو تین طلاق دیں، اس کے بعد بذریعہ وکیل ایک طلاق کا نوٹس بھیجوا یا اور اب بھی طلاق کا مقرر ہے، تو اب عورت کا انکار مقبول نہ ہوگا؛ بلکہ بیوی مطلقہ مغلطہ ہو کر شوہر محمد شریف کی زوجیت سے خارج ہوگئی اور چونکہ یہ واقعہ کئی سال پرانا ہو چکا ہے؛ اس لئے عدت بھی گزر گئی، اب عورت نفیس جہاں فی الفور اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے۔

و تطلق ثلاثاً عملاً یا قرارہ احتیاطاً. (شامی، کتاب الطلاق، قبل باب الایلاء،

کراچی ۳/۲۱، زکریا ۵/۵۷)

اور مہر کے سلسلہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ یا تو مقررہ شئی یعنی چار اشرفی اور چار ہزار روپے دیدے اور اگر اشرفی کی قیمت دینی ہے، تو پھر یوم الداء کی قیمت کا اعتبار ہوگا، نکاح کے وقت کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔

ولایجوز دفع غیرہ من غیر رضاها، فکان مستقراً مہراً بنفسہ فی ذمتہ، فتعتبر قیمتہ یوم الاستقرار، وهو یوم العقد فأما الثوب وإن وصف فلم يتقرر مہراً فی الذمة بنفسہ؛ بل الزوج منخیر فی تسلیمہ وتسلیم قیمتہ فی إحدى الروایتین علی ما نذکر إن شاء الله وإنما يتقرر مہراً بالتسليم، فتعتبر قیمتہ یوم التسليم. (بدائع الصنائع، زکریا ۲/۵۶۳، ۵۶۴)

مہر موجد کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ادائے کی فی الفور لازم نہیں ہے؛ بلکہ اس کی ادائے کی کے لئے کوئی مہلت اور وقت مقرر کر دیا جائے۔ (کفایت المفتی قدیم ۱۲۵/۵، جدید ادارۃ الفاروق، کراچی ۱۳۹۷ء)

أجل الشيء مدت مقرر کرنا مہلت دینا۔ (مصباح اللغات ۲۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف: ۸۶۵۸/۳۷)

دو گواہوں کی موجودگی میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھانجے محمد نعیم نے ۲۴ اگست ۹۹ء کو بعد نماز عشاء اپنی مرضی سے تبسم خاتون سے نکاح کر لیا اور اس نکاح میں لڑکے اور لڑکی کے ولی کوئی موجود نہیں تھے اور نکاح بھی کسی دوسرے کے مکان پر پڑھا گیا تھا، جس کے گواہ اور وکیل بھی امر وہہ کے رہنے والے ہیں اور سارا واقعہ امر وہہ کا ہے۔ ۵ ستمبر ۹۹ء کو محمد نعیم کی بیوی تبسم جہاں اپنی مرضی سے باپ کے گھر چلی گئی؛ جبکہ نعیم احمد نے اپنی بیوی کو وہاں جانے کے لئے منع کیا تھا، پھر بھی وہ چلی گئی۔ ۱۲ ستمبر ۹۹ء کو نعیم احمد نے دو حضرات کی موجودگی میں تبسم خاتون اپنی بیوی کو تین بار طلاق نام لے کر دیدی، اس وقت اس کی بیوی موجود نہیں تھی، پھر ۱۷ ستمبر ۹۹ء کو جب میں نے اور جناب الحاج محمد یوسف صاحب نے معلوم کیا کہ تم نے کیا کہا تھا، تو اس نے تین بار کہا کہ میں نے اپنی بیوی تبسم خاتون کو طلاق دی۔

(۱) کیا اس حالت میں طلاق ہوگئی؟

(۲) مہر فاطمی دینا ہوگا، جو نکاح میں لکھا گیا تھا؟

(۳) کیا عدت گزارنی ہوگی؟

(۴) کیا عدت کا خرچہ لڑکے کو دینا ہوگا؟

(۵) ان دونوں کا نکاح پھر ہو سکتا ہے اور کس طرح؟

(۶) لڑکے کا کچھ روپیہ لڑکی کے باپ کے پاس ہے، کیا وہ روپیہ بھی لڑکا مہر میں

شامل کر سکتا ہے یا نہیں؟

برائے کرم فتویٰ دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں تاکہ آگے کے حالات طے کئے جائیں۔

المستفتی: محمد یاسین سیفی، کاشی پور، ادھم سنگھ نگر (پوکے)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب نعیم احمد نے دو حضرات کی

موجودگی میں تین بار طلاق نام لے کر دیدی اور بعد میں اس کا اقرار بھی کر لیا، تو تبسم خاتون پر تین طلاق مغلطہ پڑ گئیں۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة، أو ثلاثاً في طهر واحد،

فيذا فعل ذلك وقع الطلاق. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، اشرفي

ديوبند ۳۵۵/۲)

(۲) نکاح کے وقت جو مہر فاطمی لکھا گیا تھا وہی دینا لازم ہوگا۔

ومن سمى مهرًا عشرة، فمأزاد فعلية المسمى إن دخل بها، أو مات عنها.

(هداية، اشرفي ديوبند ۳۲۴/۲)

(۳) تین ماہواری کے ساتھ عدت گزارنی ہوگی، اس کے بعد کسی دوسرے مرد سے

نکاح کر سکتی ہے۔

قال الله تعالى: 'وَالْمُطَلَّقاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ'. [البقرہ: ۲۲۸]

بعد الدخول أو بعد خلوة الصحيحة كان عليها العدة. (عالمگیری،

زکریا قدیم ۵۲۶/۱، جدید ۵۷۹/۱)

(۴) نعیم احمد کے منع کرنے کے باوجود جب بیوی اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، تو وہ ناشزہ ہو گئی اور ناشزہ کے لئے عدت کا نفقہ واجب نہیں۔

ولا نفقة لأحد عشر ومنها خارجة من بيته بغير حق. (شامی، زکریا ۵/۲۸۵، ۲۸۶، کراچی ۳/۵۷۶، بدائع الصنائع ۳/۴۲۸)

(۵) تین طلاق دینے کے بعد دوبارہ اس سے نکاح کرنے کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی مرد سے نکاح کر لے اور وہ آدمی اس سے صحبت کرنے کے بعد طلاق دیدے اور پھر دوبارہ عدت گزارنے کے بعد اس عورت سے شوہر اول کا نکاح کرنا جائز ہوگا اور بغیر حلالہ کئے ہوئے اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

(۶) اگر لڑکی اس کو مہر میں منہا کرنے کے لئے تیار ہو، تو وہ اس کو مہر میں شمار کر سکتا ہے، ورنہ وہ قرضہ الگ سے وصول کیا جائے گا۔

وتصح الحوالة برضا المحيل، والمحتال، والمحتال عليه، قال في العناية: شرط صحة الحوالة رضا المحتال؛ لأن الدين حقه وهو أي الدين ينتقل بالحوالة والذي متفاوتة، فلا بد من رضا. (عناية على الفتح، زکریا دیوبند ۷/۲۲۲، کوئٹہ ۶/۳۴۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۰۲۰۲)

شوہر کا گواہوں کے سامنے تین بار تم کو طلاق دی کہنا

سوال [۶۶۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مؤرخہ: ۹/۱۹ اپریل ۲۰۰۰ء بروز اتوار شاہد حسین ایوبی نے مجھ مہربانو سے کہا تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو اور میری مرضی کے بغیر گھومنے چلی جاتی ہو، میں تمہیں اپنی زوجیت میں رکھنا نہیں چاہتا، بعدہ شاہد حسین ایوبی نے مجھ سے تین بار کہا میں نے مہربانو کو طلاق دی، یہ فقرے روبرو گواہان ادا کئے گئے ہیں، اس کے بعد پھر مختلف اوقات میں کئی بار یہی جملہ مجھ سے مخاطب ہو کر شاہد حسین ایوبی کہہ چکا ہے؛ لہذا فتویٰ بتائیے۔

(۱) شاہد حسین ایوبی کے ایک وقت میں تین بار مجھ مہربانو کو طلاق دینے پر طلاق شرعی ہوئی یا نہیں؟ بعدہ مختلف اوقات میں یہ فقرے ادا کرنے کے بعد ہی طلاق مکمل طور پر ہو گئی ہے؟

(۲) کیا تین بار طلاق دینے کے بعد کسی طرح پر بھی بحیثیت زوجیت کوئی تعلق شاہد حسین سے رکھ سکتی ہوں یا نہیں؟

(۳) کیا شاہد حسین ایوبی کے تین بار طلاق دینے کے بعد میں ان کی زوجیت سے آزاد ہوں؟

المستفتیہ: مہربانو، ماؤل ہال، زنانہ ہسپتال، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۳/۲۱) جب شوہر نے تین بار طلاق کا لفظ کہا، تو اس سے طلاق مغلطہ واقع ہو چکی اور نکاح بالکلیہ ختم ہو گیا، اب بغیر حلالہ شرعیہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹، ہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، البحر الرائق، زکریا ۴/۹۴، کوئٹہ ۴/۵۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۳۹۷۷)

چار آدمیوں کے سامنے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں لیتیق ابن عبدالعزیز محلہ پیرغیب نے اپنی بیوی رضیہ پروین کو کل صبح چار لوگوں کے سامنے تین طلاق دیدی ہیں؛ لہذا طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: لیتیق احمد بن عبدالعزیز، پیرغیب مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لیتیق احمد نے اپنی بیوی کو چار آدمی کے سامنے تین طلاقیں دے دی ہیں، تو بیوی رضیہ پروین پر تینوں طلاق واقع ہو کر مغلط ہو گئی ہے اور اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے، دونوں کا ساتھ رہنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

وإذا قال لامرأته: أنت طالق، وطالق، وطالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب الثاني إيقاع الطلاق، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۷۳)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۷/۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۳۷۷)

۱۲/۱۰ آدمیوں کے سامنے تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں شہاب الدین نے تقریباً ۱۰ یا ۱۲ آدمیوں کے سامنے پنچایت میں اپنی اہلیہ تنویر جہاں کو تین طلاق کے الفاظ کہے، وہ الفاظ یہ ہیں ”میں نے تنویر کو طلاق دی“ کیا حقیقت میں طلاق ہوگئی؟

المستفتی: شہاب الدین، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدی، تو آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر وہ آپ کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے آپ دونوں کامیاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور حرام ہے۔

عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا، فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من جاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۲/۲، رقم: ۵۰۶۶، ف: ۵۲۶۴)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وشتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۴۷۳/۱، جديد ۵۳۵/۱، هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۶۹۷)

مجمع عام میں تین طلاق دینا

سوال [۶۶۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسماۃ رخسانہ پروین کو اس کے شوہر ذاکر حسین نے اب سے قریب تین ماہ قبل اس کے میکہ میں والدین اور بھائیوں اور باہر کے کچھ آدمی جو کہ فیصلہ میں آئے ہوئے تھے کے سامنے رخسانہ کا نام لے کر اور اس سے مخاطب ہو کر تین مرتبہ طلاق دیدی اور چلا گیا، بعد میں رخسانہ سے پتہ چلا کہ وہ اپنے گھر میں بھی کئی مرتبہ طلاق دے چکا ہے، طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: ہدایت حسین، کرولہ آزادگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو کر شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے، اب بلا حلالہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۷، ۱، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۷۱۳)

تین جھگڑوں میں میں نے تمہیں طلاق دیدی کہنے سے طلاق

سوال [۶۷۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر غصہ میں آکر یہ کہتے ہیں کہ میں نے تمہیں طلاق دیدی، بچوں کو لے کر گھر سے نکل جاؤ، دو تین لڑائیوں میں تین تین بار یہ کہہ چکے ہیں کہ میں نے تمہیں طلاق دیدی۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتیہ: نرگس، پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تین بار یا اس سے زائد تمہیں طلاق دیدی کے الفاظ کہہ چکا ہے، تو طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے، آپ اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہیں، بغیر حلالہ کے اس شوہر کے پاس رہنا جائز نہ ہوگا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جلد ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ،

زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ

۱۴۲۰/۱۱/۳

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۶۳۵۲)

جھگڑے کے دوران تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد شاہد نے بیوی سے جھگڑے کے دوران تین مرتبہ یہ کہہ دیا کہ طلاق،

طلاق، طلاق۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح بیوی سے جھگڑے کے دوران کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں اور شرعاً اب کیا حکم ہے؟ تین بچے بھی ہیں، بیوی کو رکھنا چاہیں تو کیا کریں؟

المستفتی: محمد شاہد، محلہ چودیسراے، سنبھل مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، اب بلا حلالہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۲۳۳)

کیا تیری ماں میری ماں ہے، طلاق، طلاق، طلاق

سوال [۶۷۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ عبدالرزاق نے اپنی بیٹی جس کی عمر ۲۰ سال ہے اس سے سوال کیا کہ تمہاری ماں کدھر ہے؟ لڑکی نے جواب دیا کہ سو رہی ہیں، ان کی طبیعت بہت خراب ہے، عبدالرزاق نے اپنی بیٹی کوثر سے کہا، کیا تیری ماں میری ماں ہے؟ ”طلاق، طلاق، طلاق“ بس اتنے الفاظ کہے ہیں، طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ کیا فرماتے ہیں علماء حق؟

المستفتی: مولانا کمال چودھری، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں عبدالرزاق کی بیوی پر تین طلاقیں مغلطہ واقع ہو گئی ہیں۔ اب حلالہ شرعیہ کے بغیر بیوی حلال نہیں ہوگی۔

کرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، کتاب الطلاق، باب غیر المدخول بہا،

زکریا ۴/۵۲۱، کراچی ۳/۳۹۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہدایہ، کتاب الطلاق، فصل فیما تحل به المطلقة اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، ہندیہ، زکریا

قدیم ۱/۷۳۴، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹ھ/۷/۱۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۹ھ/رجب المرجب

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۵۸۵۷)

بلا نیت تین طلاق دینا

سوال [۶۷۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید نے جو تلگو زبان بولتا ہے، اپنی زبان میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں تین بار کہا؛ لیکن دل میں بیوی کو الگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ بیوی اس سے بالکل خارج ہو جائے گی۔ بہر حال زید کو مسئلہ بتایا گیا کہ طلاق مغلطہ واقع ہو گئی؛ لیکن بہشتی زیور کی اس عبارت سے زید کو شک پیدا ہو رہا ہے کہ اگر تین مرتبہ مضبوطی کے لئے کہا اور ارادہ ایک طلاق کا ہے، تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

بہشتی زیور کی عبارت یہ ہے مسئلہ نمبر ۱۳/کسی نے تین دفعہ کہا تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق، تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا، تب بھی تین پڑ گئیں؛ لیکن اگر

نیت ہی ایک طلاق کی ہے فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب چکی ہو جائے، تو ایک ہی طلاق ہوئی؛ لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں؛ اس لئے یہ سمجھی کہ تین طلاقیں مل گئیں۔ (مستفاد: اصلی بہشتی زیور ۲/۲۱۷)

مذکورہ بالا عبارت کا حل کیا ہے اور زید کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

المستفتی: محمد عمر غازی آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بہشتی زیور کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بیوی کو طلاق دینے کی نیت ہے، مگر صرف ایک طلاق کی نیت اور سوال مذکور میں ایک طلاق کی نیت نہیں ہے؛ بلکہ نیت طلاق دینے کی ہے، تو ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں؛ لہذا مذکورہ واقعہ میں بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر شوہر کے نکاح سے بیوی خارج ہو چکی ہے۔

کرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التأكيد دين. وتحتہ فی الشامية: وقع الكل قضاء، وكذا إذا طلق بأن لم ينو استئنافاً ولا تأكيداً؛ لأن الأصل عدم التأكيد. (شامی، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہا، کراچی ۲/۹۳، زکریا ۴/۲۱۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۵۱۷۳)

نیت کئے بغیر تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے بیوی کی بدزبانی پر پہلے روکا کئی مرتبہ یہ کہہ کر ڈرایا کہ کہدو گا، کہدو گا، اس پر بھی اس کی زبان برابر چلتی رہی، غصہ میں آکر ایک مرتبہ لفظ طلاق کہدیا،

اس پر بھی وہ نہ مانی، پھر لفظ طلاق استعمال کیا، پھر میں نے تیسری مرتبہ لفظ بھی کہہ دیا میں نے یہ لفظ اپنی زبان سے ادا کرنے کی قسم کھائی تھی، میری نیت طلاق کی بالکل نہیں تھی۔

المستفتی: سید سردار حسین، محلہ پیر غیب، ابراہیم باؤس، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں شوہر نے اولاً ”کہدوں گا“ کا لفظ استعمال کر کے بیوی کو تنبیہ کرنے کی کوشش کی آخر نہ ماننے پر اس نے یکے بعد دیگرے بیوی کو تین بار لفظ طلاق کہہ دیا ہے، جس سے وقوع طلاق میں کوئی چیز مانع نہیں ہے؛ لہذا تینوں طلاقیں واقع ہو کر بیوی شوہر پر حرام ہو چکی ہے۔

و لا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه لما في البحر: لو قال طالق ففيل له من عنيت، فقال: امرأتي طلقت امرأته (إلى قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، زكريا ۴/۵۸، کراچی ۳/۴۸۲)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشبه والنظائر قديم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (هندية، زکریا قديم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۵۸۸)

جا میں نے تجھے تین طلاق دیں

سوال [۶۷۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ محفوظ نے درمیان تنازع اپنی زوجہ کو ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دیں، محفوظ کے الفاظ یہ تھے کہ جائیں نے تجھے تین طلاق دیں، جس کو اس کے چچا زاد بھائی نے خود سنا، اب صورت یہ ہے کہ وہ اب تک ایک ساتھ ازدواجی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اب ان کی تین اولادیں بھی ہیں، جن کی ولادت بعد الطلاق ہوئی، تو اب طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ حلالہ کی ضرورت ہے یا صرف تجدید نکاح سے کام ہو جائے گا اور ان کے محلہ والوں اور رشتہ داروں کے لئے کیا شرعی حکم ہے، ان کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ مذکورہ صورتوں میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد وسیم، بہرائچی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال مذکور کے اندر جوابات بیان کی گئی ہے، اگر وہ صحیح ہے، تو محفوظ کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے اور بیوی محفوظ پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے؛ لہذا بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی جائز نہ ہوگا، محلہ والوں اور رشتہ داروں کو چاہئے کہ وہ میاں بیوی کو سمجھائیں اور انہیں علیحدہ رہنے کی تلقین کریں اور ان کو اللہ سے ڈرائیں۔

وأما البدعي..... أن يطلقها ثلاثاً في طهر واحد بكلمة واحدة، أو بكلمات متفرقة..... فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصياً.

(الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۴/ ۳۸۱، رقم: ۶۴۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هداية اشرفي ديو بند ۲/ ۳۹۹)

عن طارق بن شهاب قال: أول من بدأ بالخطبة يوم العيد قبل الصلوة مروان -إلى- من رأى منكم منكراً، فليغيره بيده، فإن لم يستطع

فلسانہ، فإن لم يستطيع قلبه، وذلك أضعف الإيمان. الحديث (مسلم شریف، کتاب الإيمان، باب بیان كون النهي عن المنكر من الإيمان، النسخة الهندية ۵۱/۱، بیت الأفكار رقم: ۴۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۵۴۰)

”تمہیں تین دفعہ طلاق دیدی“ سے طلاق مغلظ

سوال [۶۷۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی نے کہا میں نے تین دفعہ تمہیں طلاق دیدی، تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: عالم بیڈ والے، شاہ درہ، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تین دفعہ طلاق دیدی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظ واقع ہو چکی ہے، اب بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

وأما البدعي..... أن يطلقها ثلاثاً في طهر واحد بكلمة واحدة، أو بكلمات متفرقة..... فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصياً. (تاتارخانية،

زکریا ۴/۳۸۱، رقم: ۶۴۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۴۳۹۶)

”طلاق دیتا ہوں“ تین مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۷۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آپ کی شادی میرے ساتھ حسب رواج شریعت اسلامی ہوئی تھی، میں نے آپ کے طور طریقے سے ناخوش ہو کر آپ کو مؤرخہ: ۵ فروری ۱۹۷۵ء کو حسب طریقت اسلامی طلاق دیدی تھی اور آپ کو اپنی زوجیت سے آزاد کر دیا تھا؛ لیکن آپ کا یہ کہنا ہے کہ آپ کو کوئی طلاق نہیں دی جو مجھے تسلیم نہیں ہے، پھر بھی میں آپ کے اطمینان اور قانون کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے آپ کو حسب رواج، حسب ہدایت شریعت اسلامی تین طلاق دیتا ہوں۔

المستفتی: نوشہ ولد حاجی روشن علی، نو اس: جگر کی ملک سول لائن، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب ۵ فروری ۱۹۷۵ء کو شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے خارج کر دیا ہے، تو عدت تین حیض کے ساتھ گزر جانے پر بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو گئی ہے، اور میاں بیوی کے درمیان زوجیت کا تعلق شریعت اسلامی کی رو سے بالکل ختم ہو چکا ہے۔

اب بعد میں جو تین طلاق تقریباً ۱۵ سال کے بعد دے رہا ہے وہ شرعاً واقع نہ ہوں گی؛ کیونکہ اکبری دختر رمضان نوشہ کی بیوی نہیں رہی ہے؛ بلکہ عام عورتوں کی طرح اجنبیہ ہو گئی ہے اور اجنبیہ عورت پر طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

قال لامرأته: أنت طالق واحدة، ثم قال: إن كنت امرأة لي فأنت طالق ثلاثاً، إن كان الطلاق الأول بائناً لایقع الثاني الخ. (فتاویٰ شامی، زکریا ۵۴۷/۴، کراچی ۳۱۱/۳)

ومحلہ المنکوحۃ، وأہلہ زوج عاقل الخ. (الدر المختار، کراچی ۳/۲۳۰، زکریا ۴/۳۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۵۹۴/۲۵)

طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے

سوال [۶۷۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید سے کہا کہ تم طلاق دیدو، تو زید نے کہا کہ طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، زید کے وکیل صاحب نے ہندہ کے اسٹامپ پر ہندہ کا نشان لگوا لیا اور زید کے اسٹامپ پر زید کے دستخط کرا کے زید کے وکیل صاحب نے دونوں اسٹامپ تکمیل کر کے اپنے پاس رکھے، اور کہا کہ تاریخ آنے پر عدالت میں داخل کر دوں گا، تو کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: زبیدہ بیگم، ٹانڈہ بادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کے الفاظ ”طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے“ سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب دونوں میں میاں بیوی کا تعلق باقی نہیں۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱۸/۳۱)

میں تجھے تین بار طلاق طلاق طلاق دیدوں

سوال [۶۷۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی اپنے میکہ گئی ہوئی تھی؛ جبکہ زید کام کے سلسلہ میں باہر گیا ہوا تھا، وہاں سے اس نے اپنی بیوی کو فون کیا، پہلے کچھ گھریلو بات ہوئی اور اس کے بعد زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب تو اپنے گھر جاتی ہے، تو وہیں کی بولی بولتی ہے اور کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں تجھے تین بار طلاق طلاق طلاق دے دوں، یہ میں نے کہا۔ بیوی کا بیان یہ ہے کہ میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر جو بات کہہ رہی ہوں وہ بات صحیح ہے، ان کا فون آیا پہلے انہوں نے طلاق دینے کو کہا اور فون رکھ دیا، بعد میں دوبارہ فون کیا اور کہا میں تجھے طلاق طلاق طلاق دوں گا، طلاق طلاق طلاق کہا اس کا کوئی گواہ نہیں ہے، میں ہی گواہ ہوں مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد وسیم ولد ارشد حسین، محلہ: سرانے کشن لال، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: میں تجھے تین بار طلاق طلاق طلاق دیدوں، یہ الفاظ تین طلاق دینے کے لئے وعدہ کے ہیں؛ اس لئے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور بیوی کے بیان میں بھی استقبال ہی کا پہلو غالب ہے کہ طلاق طلاق طلاق دوں گا، طلاق طلاق طلاق ایک جملہ میں کہا ہے اور مستقبل میں طلاق کا وعدہ کرنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہذا بیوی کے قول کے مطابق بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۴۳۵)

ولو قال بالعربية: أطلق لا يكون طلاقاً. (هندية، كتاب الطلاق، الباب

السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، زكريا قديم ۱/۳۸۴، جديد ۱/۵۵۲)

ولو قال: أطلقك لم يقع. (الدر المننقي شرح ملتقى الأبحر قديم ۱/۳۸۷،

جديد دارالكتب العلمية بيروت ۲/۱۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هدایة اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۵/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۶۱۶)

طلاق دی، طلاق، طلاق، پھر طلاق دی جا طلاق دی

سوال [۶۷۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شاہنواز نے اپنی بیوی کو فون پر اس طرح طلاق دی ”طلاق، طلاق، پھر طلاق دی جا طلاق دی“ ان الفاظ کے ادا کرنے کے بعد فون کاٹ دیا بیوی نے اپنے کانوں سے ان الفاظ کو سنا۔

(۱) دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(۲) اگر طلاق ہوگئی تو شوہر پر مہر کی ادائے کی لازم ہے یا نہیں؟ اسی طرح جہیز وغیرہ

کی واپسی ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) ایک بچی بھی تقریباً سوا ماہ کی ہے، اس کا صرفہ پرورش کس پر لازم ہے؟ شرعی حکم

تحریر فرمادیں۔

المستفتی: محمد اقبال، محلہ مقبرہ درگاہ نئی آبادی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) فون پر بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، بشرطیکہ

اس فون کے بارے میں شوہر اقرار کرتا ہو کہ اسی کا فون تھا؛ لہذا جب شوہر نے فون پر طلاق،

طلاق، پھر طلاق دیدی، جا طلاق دیدی“ یہ چار مرتبہ کہا ہے کہ اس سے بیوی پر طلاق مغلطہ

واقع ہوگئی ہے، جبکہ شوہر نے اس کا اقرار کر لیا ہو۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأنشباہ والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

(۲) جب شوہر نے طلاق دیدی ہے تو پورے مہر کی ادائیگی شوہر پر لازم ہے، اسی طرح جہیز کا سامان جس حالت میں بھی ہے، اسی حالت میں واپسی لازم ہے۔

في الدر: ويتأكد عند وطء أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدهما. (در مختار مع الشامی زکریا ۴/۲۳۳، کراچی ۳/۱۰۲)

فالمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين سواء كان السمي أو مهر المثل. (بدائع الصنائع زکریا دیوبند ۲/۵۸۴)

(۳) بچی کا خرچہ باپ پر لازم ہوتا ہے، مگر یہ خرچہ باپ کے اختیار کے دائرہ میں رہے گا، ماں جتنا چاہے خرچہ نہیں مانگ سکتی، باپ اپنے معیار زندگی کے اعتبار سے اپنی ایک بچی کا خرچہ پورا کرے گا۔

نفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشار كه فيها أحد. (هندية، زکریا قدیم ۱/۵۶۰، جدید ۱/۶۰۷)

وبعد الفطام يفرض القاضي نفقة الصغار على قدر طاقة الأب، وتدفع إلى الأم حتى تنفق على الأولاد. (هندية، زکریا قدیم ۱/۵۶۱، زکریا جدید دیوبند ۱/۶۰۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۹/۵/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۶۷۱)

طلاق دی، طلاق، طلاق سے قضاء تین طلاق

سوال [۶۷۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبدالحمید ساکن محلہ پیرزادہ اور اس کی بیوی میں گھر میں کچھ کہاسنی ہوئی، اس وقت موجود گھر میں ان کے پاس دو عورتیں آس پاس موجود تھیں، کہاسنی کے دوران عبدالحمید نے کہا کہ طلاق دی، ایک بار اور دو بار کہا طلاق طلاق، اس کے بعد کچھ نہیں کہا اور نہ کوئی بات ہوئی یہ پوری تفصیل ہے، موجودہ عورتوں کی منہ بیانی حلف کی رو سے بیان کی گئی ہے، اس کے بعد عابد بھائی اور چھوٹے بھائی نے معلوم کیا کہ عبدالحمید بھائی آپ کی نیت میں کیا تھا، تو عبد الحمید نے کہا میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی صرف آگاہ کرنا تھا۔

المستفتی: عبدالحمید، شرافت حسین، عابد، چھوٹے، اسلم، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”طلاق دی، طلاق، طلاق“ سے قضاء تین

طلاق مغلطہ پڑ گئیں، اگرچہ طلاق دینے والے کی نیت آگاہ کرنے کی ہو، اس لئے کہ یہ الفاظ صریح ہیں اور الفاظ صریح سے نیت کے بغیر بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق، وإن عني بالثاني الأول لم يصدق في القضاء. (هندية، زكريا قديم

۳۵۶/۱، زكريا جديد ۴۲۳/۱)

وفي الهداية: ولا يفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال.

(هداية، اشرفي ديوبند ۳۵۹/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴۳/۱۰۸۶)

”تجھے طلاق، طلاق، طلاق“ سے طلاق مغظلہ

سوال [۶۷۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور بکر کے درمیان گھر میں عورتوں کے معاملات میں جھگڑا ہوا، زید نے کہا بکر کی بیوی غلطی پر ہے، بکر نے کہا زید کی بیوی کی غلطی ہے، زید نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو چھوڑ دوں، بکر نے کہا کہ میں ہی اپنی بیوی کو چھوڑے دیتا ہوں، بکر نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق، طلاق، طلاق“ ایک دفعہ تجھے طلاق کہا، اور دودفعہ خالی طلاق کہا ہے، پہلے سے کوئی طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا، اتفاقاً یہ فعل سرزد ہوا۔

المستفتی: خلیل احمد انصاری، قاضیان، قصبہ زولی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اب دونوں کا بلا حلالہ ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۸۲/۱) لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، زکریا جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۳/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۳۵)

میں تمہیں طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں

سوال [۶۷۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شمیمہ بیگم بعد اسلام کے معلوم ہو کہ میرے تمہارے درمیان جو سرد جنگ چل رہی ہے، اس سے پہلے کہ اس جنگ کا کوئی خطرناک نتیجہ نکلے میں اس جنگ کو ختم کرنا چاہتا ہوں، آج سے میں تمہیں آزاد کرتا ہوں یعنی ”میں تمہیں طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں“ آج سے تم میرے نکاح میں نہیں رہیں، میرے بچوں کو کسی کے ہاتھ بھیج دو اور اپنا سامان منگوا لو۔ والسلام فرید احمد۔

یہ پرچہ بیوی کے ہاتھ میں نہیں پہنچا؛ لیکن اس تحریر کے لکھنے کے ایک مہینہ بعد میں نے اپنی بیوی سے حسب ذیل الفاظ کہے ہیں، تم میرے بچوں کی ماں بن کر رہ سکتی ہو، میری بیوی بن کر نہیں، اس سے میری نیت یہ تھی کہ میرے نکاح سے وہ خارج ہے اور بچوں کی دیکھ بھال کے لئے رکھنا منظور تھا اور منظور ہے، پرچہ کی تحریر سے اب تک مردوزن کے پوشیدہ تعلقات میں نے قائم نہیں کئے، یعنی تو لایا عملاً میں نے رجوع نہیں کیا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ رجوع کا حق مجھے باقی ہے یا ختم ہو گیا؟

المستفتی: فرید احمد، پیلا تالاب، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظ

واقع ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا، رجوع کی بات تو بہت دور ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط، إن

كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (ہندیہ، زکریا قدیم ۳۵۵/۱، جدید ۴۲۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

۲۰/۲/۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۳۰۲)

شوہر کا ’’طلاق، طلاق، طلاق‘‘ کہنا

سوال [۶۷۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ کے درمیان کسی بات پر طغریہ گفتگو ہوئی اور زید نے ہندہ کے سامنے غصہ کی حالت میں تین مرتبہ یہ الفاظ کہے، ”طلاق، طلاق، طلاق“ ہندہ یہ الفاظ سن کر گھر سے باہر جانے لگی، تو زید نے ہندہ کے اس قول (اب میں نہیں رہوگی، اب میں جا رہی ہوں) پر کہا کہ جا چو لھے میں آگ جا رہی ہے، جل کر مر جا، زید کا حلفیہ بیان ہے کہ مذکورہ تینوں الفاظ سے میری طلاق کی نیت نہیں تھی اور نہ ”جا چو لھے میں جل کر مر جا“ سے طلاق کی نیت کی تھی؛ بلکہ زید سمجھا کہ مذکورہ بالا تینوں الفاظ سے طلاق ہوگئی ہوگی؛ لہذا اس کو جانے کے لئے کہا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے مذکورہ الفاظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جو حکم شرعی ہو بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: میر صاحب، چسپور، نئی تال، (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق الفاظ صریح میں سے ہے اور صریح الفاظ سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت کرنا شرط نہیں ہے؛ اس لئے مذکورہ الفاظ سے بغیر نیت کے طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے؛ لہذا اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد
الطلاق. (ہندیہ، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۶۳)

”تجھے طلاق دوں گا“ کے بعد ”دی، دی، دی“ کہنے سے طلاق مغلطہ

سوال [۶۷۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ زید نشہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہہ رہا ہے کہ ”میں تجھے رکھوں گا نہیں،
میں تجھے طلاق دوں گا“ پھر زید نے کہا ”دی، دی، دی“ تو کیا صورت مسئلہ میں زید کی بیوی
زید کے نکاح سے نکل جاتی ہے یا نہیں؟ پھر زوجین بن کر رہنے کی کوئی صورت ہے؟

المستفتی: محمد عثمان، سہس پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر طلاق مغلطہ واقع
ہو چکی ہے؛ کیونکہ مذاکرہ طلاق میں ”دی، دی، دی“ کے الفاظ طلاق ہی کے لئے ہیں
اور حالت نشہ میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

طلاق السكران واقع الخ. (شامی، کراچی ۲۴۱/۳، زکریا ۴۴۸/۴، بدائع

الصنائع، زکریا بند دیوبند ۱۵۸/۳، کراچی ۹۹/۳، الدر المنقی قدیم ۳۸۴/۱، جدید
در الكتب العلمية بیروت ۱۰/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۳۸۷)

طلاق دی، دی، دی، کہنے کا حکم

سوال [۶۷۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی سسرال میں عرصہ ایک دو ماہ سے اپنی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا اور اپنے اخراجات خود ہی اٹھاتا رہا، مگر زید سے اپنی خوشدامن اور ہم زلف سے تکرار ہوتا رہا، جس سے تنگ آ کر خوشدامن نے زید سے کہا کہ اپنا سامان لے کر کہیں اور مکان لے لو؛ چنانچہ زید اپنے سامان کو لے کر اپنی منکوحہ اور چار بچوں کے ساتھ سسرال کے قریب دوسرے مکان میں کرایہ پر چلا گیا، عرصہ دو ماہ بعد پھر کسی بات پر خوشدامن اور ہم زلف سے تکرار ہو گیا اور تکرار کی نوبت کچھ زیادہ ہی ہو گئی، زید نے خوشدامن کو تنبیہ کرنے کی غرض سے اپنی منکوحہ سے کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی، دی، دی“ اس طرح لفظ طلاق تو زبان سے ایک بار کہا اور مزید دی دی دوبار ادا کیا، تو اس صورت میں زید اپنی منکوحہ سے رجوع کر سکتا ہے کہ نہیں؟ یاد رہے کہ زید کا اپنی منکوحہ سے کوئی تنازعہ نہیں؛ بلکہ خوشگوار ازدواجی زندگی گزار رہا تھا۔

المستفتی: ایس، ایم، جمیل الدین صدیقی، صدیقی گل، دانشندان، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زید نے اپنی منکوحہ کو ”طلاق دی، دی، دی“ کہہ دیا تو اس سے منکوحہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں اور وہ عورت زید پر بالکل حرام ہو گئی۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲/۴۳۰، فتاویٰ دارالعلوم ۹/۳۱۵)

وإن نوى التأكيد دين؛ أي وقع الكل قضاءً. (شامی، کراچی

۲۹۳/۳، زکریا ۴/۵۲۱)

اور وہ عورت شرعی حلالہ کے بغیر زید کے لئے حلال نہیں ہوگی؛ لہذا زید اس سے رجوع و نکاح نہیں کر سکتا۔

وفي الهداية: وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۴/۶۴۲۵)

”تجھے طلاق دی، دی، دی“ سے طلاق مغلط

سوال [۶۷۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زوجہ سے زوج نے یہ کہا کہ میں نے ”تجھے طلاق دی، دی، دی“ کا تکرار لفظ طلاق کی تاکید شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ یا یہ لفظ ”دی، دی، دی“ الگ ایک ایک طلاق کی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں؟ تحقیق کرنے پر گھر کے وہ افراد جن کی موجودگی میں یہ سانسہ پیش آیا وہ انہیں الفاظ کی تائید کرتے ہیں؟

المستفتی: مسعود الحسن، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”تجھے طلاق دی، دی، دی“ کے الفاظ میں شوہر نے اگر کوئی بھی نیت نہیں کی تھی یا طلاق کی نیت کی تھی، تو دونوں صورتوں میں یہ الفاظ تاکید کے لئے نہیں ہوں گے؛ بلکہ تکرار طلاق ہے اور اگر شوہر نے طلاق دی کہنے کے بعد اس لفظ کی اطلاع دینے کے لئے اور تاکید کی اطلاع کے لئے ”دی، دی، دی“ کے الفاظ کہے ہیں، تو تاکید کے لئے ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ لوگوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے وقت میں ہوش نہیں رہتا ہے، اس کا خیال خود کیجئے، لوگوں کے حالات کی وجہ سے ہم اس کو تکرار ہی سمجھتے ہیں اور تکرار کی صورت میں طلاق مغلط واقع ہوتی ہے اور تاکید کی صورت میں ایک طلاق ہوتی ہے، اس کا فیصلہ شوہر خود کر لے کہ اس نے کیا نیت کی تھی اور حرام کاری سے ڈرے۔

کرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التأکید دین. وتحتہ فی الشامیہ:
وکذا إذا طلق بأن لم ينو استثنافاً ولا تأکیداً؛ لأن الأصل عدم التأکید.
(در مختار مع الشامی، دیوبند زکریا ۵۲۱/۴ کراچی ۲۹۳/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۸۶۳۳/۵۶۷)

”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ سے طلاق مغلطہ

سوال [۶۷۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجاہد چائے دروازے میں پی رہے تھے، پھر اس کے والد شاہد علی نے کہا کہ تجھ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، چائے گھر میں آکر بیوی بچوں میں پی لو، اس نے باہر سے آکر کہا کہ ابو کیوں گرم پڑ رہے ہیں، کیا کوئی دوست آیا تھا، بہن نے کہا کہ نہیں کوئی دوست نہیں آیا تمہیں سمجھانے کو کہا ہے، اس نے پی سی او کی چابی پھینک کر کہا کہ تمہیں پی سی او پر بیٹھنا ہے میں جارہا ہوں، باپ نے کہا کہ تیرے بیوی بچوں کا کیا ہوگا، مجاہد علی نے کہا کہ قرآن کی قسم میں نے نسرین فاطمہ کو ”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ اور تین مرتبہ طلاق دی اور گھر سے چلا گیا، وہاں پر گواہوں کے سامنے طلاق دی ہے، اپنے باپ کی خاطر طلاق دی ہے، اس کو اس کے گھر بھیج دو، اس کے سامان کے ساتھ، اس پر باپ نے کہا میں اسے بیٹی بنا کر رکھوں گا، تو اس کا جواب اس نے یہ دیا میں گھر میں حرام کاری نہیں ہونے دوں گا، اسے فوراً اس کے گھر پہنچاؤ اور وہ گھر سے چلا گیا۔

المسئفۃ: نسرين فاطمہ، بلاری سرانے سنبھل، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مجاہد نے جبکہ صراحۃً تین طلاق دیدیں، تو یہ

طلاقیں مغلطہ ہو گئیں اور اس کی بیوی نسرين فاطمہ اس پر حرام ہو گئی۔

إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳)
 لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباہ والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالى: 'فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره'. (ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتاب: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ
 (فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۶۱۶۶)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۳/۵/۱۴۲۳ھ

میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی میں نے طلاق، تو اب کیا کہتی ہے

سوال [۶۷۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اقبال حسین کی تقریباً ۶ سال ہوئے شادی ہوئی؛ لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس نے یہ سوچ کر کہ شاید کسی دوسری عورت سے اولاد ہو جائے ایک شادی اور کر لی۔ اب دو بیویاں ہیں کچھ دن گزرنے کے بعد پہلی بیوی سے جھگڑا ہونے لگا اور وہ یہ مطالبہ کرنے لگی کہ اس دوسری کو نکال دو۔ اقبال کی ہمشیرہ کے گھر جہاں ہمشیرہ اقبال اور اقبال کی والدہ اور اقبال کے بھانجے مسعی خالد ضیاء موجود تھے، اقبال اور پہلی بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا اور کافی شدت پیدا ہو گئی، اسی دوران اقبال نے یہ الفاظ کہے کہ ”میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی“ اور اب تو بتا کیا کہتی ہے، میں نے اپنا شوق ختم کیا۔ اب پھر دونوں بیویاں گھر پر موجود ہیں۔

برائے کرم آگاہ فرمائیں کہ طلاق کے الفاظ کس پر لاگو ہوں گے؟ جبکہ ان الفاظ کے ساتھ نہ دونوں بیویوں میں سے کسی کا نام لیا ورنہ ہی اشارہ کیا۔

المستفتی: الطاف حسین، دول پوری ملک روشن پور، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: خط کشیدہ عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مخاطب بڑی بیوی ہے، جس کے ساتھ جھگڑا ہو رہا تھا؛ لہذا مذکورہ صورت میں بڑی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الوو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)
إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

اب دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے درست نہیں ہو سکتا۔
وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره
نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲، ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، تاتارخانیہ، زکریا ۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۸۸/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۳/۵۹۲)

لو بھائی طلاق، طلاق، طلاق

سوال [۶۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بیوی اور اس کے دیور میں بحث ہو رہی تھی کہ تمہاری ماں نے تمہارے

باپ کو گھر سے نکلوادیا تھا، تم مجھے نکلوادو گے، اس کے درمیان میں بولنے لگا کہ کیا بات ہے، اس پر ہماری بیوی بولی کہ میں نے نہیں کہا ہے، بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تو مجھے بیوی کی بات پر یقین آ گیا کہ میری بیوی سچی ہے، میں نے کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور بھائی سے کہا تو کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر کہہ دے میں تیرا یقین کر لوں گا، بھائی بولا اگر میں کہہ دوں، تو تم بیوی کا کیا کرو گے، میں نے کہا کہ میں چھوڑ دوں گا، بھائی نے فوراً ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا، میں نے بھی فوراً اسی وقت فوراً کہہ دیا کہ لو بھائی طلاق طلاق طلاق۔

اس مسئلہ میں شرعی حکم بیان فرمائیں کہ میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔

المستفتی: ریاست حسین، قانون گوین، ہری مسجد، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عورت اور اس کے دیور کے درمیان آپس میں گفتگو کے الٹ پھیر اور تکرار کے بعد کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر کہنے کی شرط پر بیوی کو چھوڑنے کے لئے شوہر نے آمادگی کا اظہار کر لیا، پھر اسی وقت شوہر کا یہ کہہ دینا ”طلاق طلاق طلاق“ تو ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلفہ واقع ہو کر بیوی شوہر کے نکاح سے باہر ہو گئی ہے۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، زکریا جدید ۵۳۵/۱، تاتارخانیہ، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۷/۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۷۸)

ایک طلاق دو طلاق بائن

سوال [۶۷۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دو طلاق بائن کہا ہے، تو ایسی صورت میں عمر کی بیوی پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟ بغیر حلالہ کے رکھنا درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: احمد علی قاسمی، مدرسہ حیات العلوم، گیا دوبا، مدنا پور
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں عمر کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر وہ مغلط ہو گئی ہے۔ بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

متی قرن الطلاق بالعدد کان الوقوع بالعدد. (شامی، کتاب الطلاق، باب الطلاق غیر المدخول بہا، کراچی ۲۸۷/۳، زکریا ۵۱۳/۴، مصری ۶۲۷/۲، کوئٹہ ۴۹۴/۲)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱، فتاویٰ دارالعلوم ۲۴۱/۹)
وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هدایہ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، تاتارخانیہ، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۸۸/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۷۲۲/۷۱)

دو طلاق کے بعد کہا ”میں نے تیرا حساب چکتا کر دیا“

سوال [۶۷۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرصہ تین سال پہلے میری شادی ذکر حسین سے ہوئی، ڈیڑھ سال پہلے انہوں نے مجھے مار پیٹ کر نکال دیا، جب سے میں اپنے میکہ میں ہوں، صورت حال یہ تھی کہ شادی کے فوری بعد سے نا اتفاقیوں اور جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جن میں میرے شوہر نے چند ایسے کلمات زبان سے ادا کئے ہیں، جن کا شرعی حکم معلوم کرنا چاہتی ہوں، ایک مرتبہ نا اتفاقی کے درمیان میرے شوہر نے کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“ اور دوسری مرتبہ بھی کچھ کہنا چاہتے تھے؛ لیکن ان کی دادی نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور برا بھلا کہہ کر باہر چلتا کر دیا، کچھ دنوں بعد پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور انہوں نے کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“ اور پھر ان کی عادت ہو گئی، جب بھی کبھی نا اتفاقی ہوتی تو وہ کہتے کہ میں نے تجھے طلاق دی اور تقریباً انہوں نے ایسے جملے ”میں نے تجھے طلاق دی“ چھ سات مرتبہ کہے، گھر کے لوگ سمجھاتے رہے کہ ایسی حالت میں طلاق نہیں ہوتی، میں خاموش رہی۔ اخیر میں ایک مرتبہ میرے شوہر نے کہا کہ میں تجھے دوبار طلاق دے چکا ہوں ایک بار اور کہتا ہوں ”میں نے تیرا حساب چکتا کر دیا“ میں تجھ کو مہر دیدوں گا، تو میرے لائق نہیں ہے، ان تمام واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا میں اب بھی اپنے شوہر کے لئے حلال رہی؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

المسئفتیہ: نسیم نسرین، رحمت نگر کراولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال نامہ کا درج شدہ واقعہ سچا ہے اور شوہر نے طلاق کے مذکورہ الفاظ تین دفعہ سے زائد استعمال کئے ہیں، تو شوہر پر بیوی بالکل حرام ہو گئی ہے اور اس پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۴۸۱)

طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں

سوال [۶۷۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میں شفیق احمد ولد عبد الرشید ساکن اوجھاری تحصیل حسن پور، ضلع: مراد آباد کا ہوں مجھ احقر کا نکاح ہمراہ مسماۃ قریشہ خاتون بنت عبد الشکور قوم شیخ اوجھاری مراد آباد سے ۳ جون ۱۹۷۷ء میں ہوا، مگر آپسی تعلقات ناخوشگوار ہو گئے ہیں اور تمام کوششوں کے باوجود تعلقات خوشگوار نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہونے کی امید ہے؛ لہذا خوب سوچ سمجھ کر مسماۃ قریشہ خاتون کو بروئے دو گواہان طلاق طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں؛ لہذا یہ طلاق نامہ لکھ دیا کہ سندر ہے اور کام آئے اس کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: شفیق احمد ولد عبد الرشید، حسن پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں قریشہ خاتون پر

تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

لہذا بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح کبھی درست نہیں ہوگا
 عن عائشۃؓ قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا طلق
 الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غیرہ، ویذوق کل واحد
 منهما عسیلة صاحبه. (سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیۃ
 بیروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۵۹۶)

دو مرتبہ آزاد اور ایک مرتبہ لفظ طلاق کہنا

سوال [۶۷۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل
 کے بارے میں: کہ ہندہ نے زید کو تنگ کیا کہ تو مجھے آزاد کر دے، زید نے دو مرتبہ یہ الفاظ
 کہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا، میں نے تجھے آزاد کیا، ہندہ نے کہا کہ آزادی اس طرح نہیں
 ہوئی اور ہندہ نے زید کا گریبان پکڑ رکھا تھا، ہندہ نے کہا کہ یوں کہہ کہ میں نے تجھے طلاق
 دی، زید نے یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میرے خدا نے دی، بحوالہ جواب عنایت
 فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: حافظ رمضان الدین، تحصیل رام نگر، مبنی تال
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آزاد کیا کا لفظ یہاں کے عرف میں طلاق کے
 لئے استعمال ہے، اس سے طلاق صریح واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا دو مرتبہ کہنے سے دو طلاق
 ہو جاتی ہیں، بعد میں میں نے تجھے طلاق دی کے لفظ سے ایک طلاق کل ملا کر تین طلاقیں
 واقع ہو گئیں ہیں؛ لہذا اب آئندہ بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ
 محمودیہ قدیم ۱۶/۴، جدید ڈائجیل ۳۵۹/۲، امداد الفتاویٰ ۴۴۲/۲-۴۷۳)

قولہ سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية. (شامي، کتاب الطلاق، باب الکنايات، کوئٹہ ۵۰۳/۲، کراچی ۲۹۹/۳، زکریا ۵۳۰/۴)
 عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، کتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۲۱/۴، رقم: ۳۹۳۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف-۲۳/۳۵۷)

دومرتبہ ”میں نے تجھے طلاق دی“ اور تیسری مرتبہ صرف ”طلاق دی“ کہنا

سوال [۶۷۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے یوں کہا کہ نور جہاں میں نے تجھے طلاق دی، نور جہاں میں نے تجھے طلاق دی، تیسری مرتبہ صرف یہ جملہ کہا طلاق دی، تو اس صورت میں میری بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: سلطان الہی، صالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر بیوی آپ پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔
 لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلته صاحبه. (سنن الدار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۶۷)

”طلاق، طلاق، تجھے طلاق“ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو

سوال [۶۷۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ خانگی معاملات پر میرا جھگڑا میرے شوہر کے ساتھ ہوا، انہوں نے مجھے یہ الفاظ کہے ”طلاق، طلاق، تجھے طلاق“ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو، تو اس سے شرعی طور پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟ دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ منگوایا وہاں سے تین طلاق واقع ہونے کا جواب آیا؛ لیکن وقف جامع مسجد دارالعلوم دیوبند سے اس کے خلاف جواب آیا ہے اور وہاں سوال یوں لکھا تھا کہ آپس میں تنازع ہو گیا تھا کئی سال ہو گئے، اس اثنا میں میرے شوہر نے کہا ”طلاق، طلاق، تجھے طلاق“ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو، تو وہاں سے جواب آیا کہ پہلے دونوں لفظ عرفاً تنبیہ کے لئے ہیں اور تجھے طلاق کے لفظ سے ایک طلاق رجعی اس کی بیوی پر ہو گئی تھی، تو اب شریعت کی روشنی میں دونوں فتاویٰ پر غور کر کے فیصلہ فرمائیں کہ کونسا فتویٰ صحیح ہے؟ کیا میں اپنے شوہر کے

ساتھ رہ سکتی ہوں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتیہ: لئیقہ خاتون رضوی بنت سید احمد حسینی، موانہ، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر وہ شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے اور دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ درست اور صحیح ہے اور وقف جامع مسجد دارالعلوم دیوبند کے جواب میں پہلے دونوں لفظ کو تنبیہ کے لئے قرار دینا دعویٰ بلا دلیل ہے اور وقوع طلاق کے لئے خطاب اور اضافت کا صراحت سے ہونا لازم نہیں ہے؛ بلکہ قرآن اور معنوی اضافت بھی کافی ہوتی ہے اور مذکورہ واقعہ میں آپسی جھگڑا اور بعد میں شوہر کا جملہ اگر لکھوانی ہو تو لکھوا بھی لو۔ نیز آخری لفظ کے ساتھ (تجھے) کا لفظ قرآن و اضافت کے لئے پہلے دونوں لفظ کے حق میں کافی ہے؛ اس لئے تین طلاق واقع ہونے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه (إلى قوله) لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب

الصريح، زكريا ۴/۵۵۸، کراچی ۳/۲۴۸)

لو كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۵۶، زکریا جدید ۱/۴۲۳)

لو قال: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۱/۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

۱۴۱۱/۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۶۱۹۲)

دو طلاق دینا یاد ہے لیکن تیسری کا دھیان نہیں

سوال [۶۷۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ سلیم نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیدیں اور تیسری مرتبہ کہنے کا دھیان نہیں ہے؛ لیکن انشاء اللہ کادل میں خیال ہے، منہ سے نہیں نکلا تھا، حضرت تحریر فرمائیں کہ کونسی طلاق واقع ہوئی؟

المستفتی: محمد سلیم، بھڑا کلا پور، سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تیسری مرتبہ کہنے کا دھیان نہیں ہے، تو دو طلاق واقع ہوئی ہیں، رجعت کر کے رکھنے کی اجازت ہے اور لفظ انشاء اللہ کا محض دل میں خیال کر لینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ولو شك أطلق واحدة، أو أكثر بني على الأقل الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق، قبيل باب طلاق غير المدخول بها، زكريا ٤/٥٠٨، كراچی ٢٨٣/٣، الاشباه والنظائر قديم مطبوعه ديوبند ١٠٨)

عن محمد رحمه الله تعالى: إذا شك في أنه طلق واحدة، أو ثلاثاً فهي واحدة حتى يستيقن، أو يكون أكبر ظنه على خلافه - (هندية، زكريا قديم

٢٦٣/١، جديد ٤٣٠/١، الفتاوى التاتارخانية، زكريا ٤/٥٨٧، رقم: ٧٠٠٦)

عن عبد الله وعن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر التفسير إلى قوله: الطلاق مرتان. قال: وهو الميقات الذي يكون عليها فيه الرجعة، فإذا طلق واحدة، أو ثنتين، فإما أن يمسك ويراجع بمعروف وأما يسكت عنها حتى تنقضي عدتها. (سنن كبرى للبيهقي، كتاب الرجعة، دار الفكر بيروت ١١/٢٨٢، رقم: ١٥٥٣٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (هداية، اشرفي ديوبند ٢/٣٩٤) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۷۹۷)

تین طلاق دینے کے بعد شوہر کے والدین کا طلاق نہ ماننا

سوال [۶۷۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میں نے اپنی بیوی قمر جہاں بنت کلو پر دھان کو نومبر ۱۹۹۸ء کو پورے ہوش و حواس کے ساتھ سارے گھر کے سامنے تین بار طلاق دی تھی، اس کے بعد کبھی میں نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا، میرے ماں باپ حاجی ہیں پھر بھی وہ اس طلاق کو نہیں مانتے، میں نے اپنا دوسرا نکاح مئی میں بغیر کسی کو بتائے ہوئے کر لیا ہے اور وہ بیوی میرے ساتھ ہے؛ لیکن میرے ماں باپ اس بات کی ضد پکڑے ہوئے ہیں کہ تو اسے بھی رکھ، میں کہتا ہوں کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں اور آج بھی تاریخ ۳/۹/۱۹۹۹ء کو بروز جمعہ کو اپنے پورے ہوش و حواس میں قمر جہاں کو پورے گھر کے سامنے اور اس کی ماں کے سامنے بھی طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں؛ لیکن تاریخ: ۳/۹/۱۹۹۹ء بروز ہفتہ میرے ماں باپ نے پھر یہ ضد پکڑ لی کہ ہم یہ طلاق نہیں مانتے، میں نے پھر پورے گھر کے سامنے قمر جہاں اور اس کی ماں کے سامنے میرے دوسرے سسرال والے اور دوسرے گاؤں کے لوگوں کی موجودگی میں تین بار طلاق دے کر اور اپنی دوسری بیوی کو لے کر گھر سے نکل گیا، میں اردو، عربی پڑھا لکھا نہیں ہوں، میں پھر بھی شریعت کے خلاف نہیں جانا چاہتا۔ مہربانی کر کے یہ بتائیے کہ طلاق ہوئی کہ نہیں؟

المستفتی: محمد یعقوب ولد محمد یوسف، گرام بیل جوڑی، اودھم سنگھ نگر (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کو جب تین طلاق صراحۃً ویدی گئیں تو شرعاً وہ واقع ہو گئیں اور وہ بیوی حرام ہو گئی والدین کا اس طلاق کو نہ ماننا درست نہیں اور نہ والدین کو یہ اختیار ہے، طلاق بہر حال واقع ہو چکی ہے اور وہ عورت قطعاً آپ کے لئے حرام ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ رہنا زنا کاری ہوگی۔

عن سهل بن سعدؓ، في هذا الخبر، قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (أبو داود شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۳۰۶، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰، صحيح البخاري، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۰-۵۲۵۹) وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. والأصل فيه قوله تعالى: 'فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره'. (هداية اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۴/۶۱۷۹)

ساس کی وجہ سے بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اپنی ساس سے لڑائی کر رہا تھا، بیوی ہمارے موافق ہے، ساس نے کوئی ایسی غصے کی بات بولی، جس کی بنا پر میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں۔ اب ایسی حالت میں کون سی طلاق واقع ہوئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں تقریباً ۱۵ سال سے بیمار ہوں چلنا، پھرنا بھی بمشکل ہوتا ہے، بیوی ہماری فرماں بردار ہے، میں نے ساس کی وجہ سے طلاق دی ہے؛ اس لئے حضور والا سے درخواست ہے کہ رجوع کرنے کی کیا صورت ہوگی تحریف فرمائیں؟

المستفتی: حلیم الدین، پیر غنیمت، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد طلاق مغلطہ پڑ گئی اور عورت مرد کے لئے حرام ہوگئی؛ لہذا دونوں کے درمیان جدائیگی لازم ہے۔ اب دوبارہ

نکاح میں لانے کی شکل یہی ہے کہ عدت گزرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اور ہمبستری ہونے کے بعد جب شوہر ثانی طلاق دیدے، پھر عدت بھی گزر جائے تو اب شوہر اول کا اس سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵، تاتارخانیہ، زکریا ۵/ ۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها لقوله تعالى: فان طلقها فلا تحل له. [سورة البقرة: ۲۳۰]

من بعد الآية إلا بعد وطئ زوج آخر بنكاح صحيح ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۴/۶۰۸۹)

طیش میں آکر ’اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی‘ کہنا

سوال [۶۷۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص یعنی زید کی اپنی بیوی کے بارے میں اپنی ماں سے تکرار ہو رہی تھی، زید اپنی ماں کو منارہا تھا، جب اس کی والدہ نہیں مانی تو زید نے طیش میں آکر اپنی والدہ کی وجہ

سے اپنی بیوی کے بارے میں کہا، اگر تو یہی چاہتی ہے تو لے ”میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ اس کے بعد معلوم کرنے پر بھی لڑکے نے یہی کہا کہ میں نے اس کو اپنی ماں کے اوپر ہی طلاق دی ہے، لفظ طلاق لڑکے کے منہ سے کئی بار نکلا، لڑکی اس وقت وہاں پر موجود نہیں تھی اور ابھی تک اس کو اس کے بارے میں بتایا بھی نہیں تھا، زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں ایسا ہرگز نہیں چاہتی، میں اپنی باتوں کے اوپر اپنے لڑکے سے لڑ رہی تھی، اس میں اس کی بیوی کی کوئی غلطی نہیں ہے، مجھے تو اپنے ہی لڑکے سے شکایت ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی ہے تو کونسی طلاق واقع ہوئی ہے۔
بالتفصیل جواب سے نوازیں۔ بیناؤ تو جروا۔

المستفتی: ندیم میرٹھی، دارالعلوم دیوبند

جواب منجانب: دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شخص مذکور زید سے معلوم کیا جائے کہ اس نے طلاق کو ماں کی منشا اور چاہنے پر معلق کیا ہے یا طیش میں آکر طلاق دی ہے ماں کے چاہنے پر معلق نہیں کیا ہے، اس کے بعد جواب لکھا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: مفتی ظفیر الدین غفرلہ

تنقیح صحیح ہے

تنقیح:

۲۴ شعبان ۱۴۱۰ھ

العبد: نظام الدین

کفیل الرحمن نشاط

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: معزز و محترم مفتی دارالعلوم دیوبند امت برکاتہم کی مذکورہ تحریر سے خاکسار کو اتفاق نہیں ہے؛ کیونکہ خط کشیدہ الفاظ واضح طور پر ناطق ہیں کہ

زید نے اپنی والدہ سے لڑتے ہوئے طیش میں آ کر اپنی بیوی کو طلاق دی ہے؛ لہذا مذکورہ عبارت برائے تعلیق نہیں ہے؛ بلکہ برائے تنجیز ہے اور سوال نامہ کی درج شدہ صورت میں زید کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔ اور شوہر کا جملہ اگر تو یہی چاہتی ہے، تو لے میں نے اس کو طلاق دی، یہ تعلیق بالحال ہے، جس میں حکم تنجیز کا ہوتا ہے۔

إن التعليق بكائن تنجيز تحت قول التنوير وإن قالت شئت إن كان الأمر قد مضى طلقت؛ لأنه تنجيز الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الأمر باليد، فصل في المشية، كراچی ۳/۳۳۵، زکریا ۴/۵۸۱)

وإن علق بموجود أي لو قالت: شئت إن كان فلان قد جاء، وقد جاء وقع الطلاق؛ لأن التعليق بأمر كائن تنجيز. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بیروت ۲/۵۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ شعبان ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۹۳۷)

تیز بخار کی غفلت میں تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے تیز بخار کی غفلت میں اپنی بیمار بیوی سے کسی بات پر تین بار طلاق، طلاق، طلاق کہہ دیا الفاظ یہی تھے، نہ اپنی بیوی کا نام لیا، نہ یہ کہا طلاق دی، میرا ایسا کوئی ارادہ بھی نہیں تھا، مگر بخار کی گرمی وغیرہ کی پریشانی میں صرف لفظ طلاق کہہ دیا۔ اب طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور دونوں ایک ہی ساتھ رہنا چاہتے ہیں کیا شکل ہو؟

المستفتی: ساجد علی، ادھو پورہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیوی کو مخاطب کر کے لفظ طلاق تین مرتبہ

کہہ دیا ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو حلالہ کرنا لازم ہوگا، اس کی صورت یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد بیوی کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے اس کے بعد وہ مرد طلاق دیگا، تو پھر عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۱/۳۹۴)

بہری بیوی کو تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی شنو پروین جو کہ پیدائشی منہ سے نہیں بولتی گوئی ہے اور کانوں سے بھی نہیں سنتی ہے بہری ہے، اس کا شوہر بھی کچھ بے وقوف قسم کا ہے، اپنی زبان سے کسی کو بھی ٹا سیدھا کہہ دیتا ہے، اس کے اندر سوچنے سمجھنے کا بالکل مادہ نہیں ہے؛ اس لئے اپنی بیوی شنو پروین کو ۱۲/۸ء سنہ ۱۴۱۵ھ کو رات ساڑھے آٹھ بجے کچھ لوٹ پھیر ہو جانے پر باہر دالان میں کھڑے ہو کر تین مرتبہ طلاق دے دی، لڑکی کمرے کے اندر تھی، اگر لڑکی کے

پیچھے کتا شور مچائے یا چلائے تو اس کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے، اس حالت میں ہمیں فوراً جواب دیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المسفتی: محمد یسین، عید گاہ، نئی بستی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا ضروری نہیں ہے، بیوی کے بلاسنے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، جب شوہر نے تین مرتبہ طلاق دے دی ہے، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہیں؛ لہذا آئندہ بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، کراچی ۳/ ۲۴۸، زکریا ۴/ ۵۸، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/ ۲۵۳، زکریا ۳/ ۴۴۲)

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زکریا ۳۷۶)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگیری، زکریا قديم ۱/ ۳۵۶، جديد ۱/ ۴۲۳)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زکریا قديم ۱/ ۴۷۳، زکریا جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹،

تاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۲۲۶)

کالی کو تین طلاق کہنے سے دو بیویوں میں سے کس پر طلاق واقع ہوگی؟

سوال [۶۷۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دو بیویاں ہیں: (۱) ہندہ (۲) خالدہ، ہندہ پہلے نکاح سے ہے، زید کی پہلی بیوی پڑھی ہوئی نہیں ہے؛ البتہ دوسری پڑھی لکھی اور دیندار بھی ہے، نکاح کے بعد وہ میری پہلی بیوی کو طلاق دلانا چاہتی ہے؛ لیکن میں طلاق دینا نہیں چاہتا؛ کیونکہ اس کے اخلاق اچھے ہیں، ایک دن دوسری بیوی نے کہا مجھ سے (پہلی بیوی کے بارے میں) کہ کالی کو طلاق کہو، میں نے یونہی کہہ دیا طلاق، اس نے کہا تین کہو میں نے بھی یونہی کہہ دیا تین، اس نے کہا کالی کو میں نے بھی کہہ دیا کالی کو میرے دل میں اس کو طلاق دینے کی بات نہیں تھی اور کوئی زبردستی کسی بھی طرح کی نہیں تھی، صرف وہ دوسری بیوی ہی اپنے حسن پر ناز کی بنا پر کالی کہتی ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی اس کو کالی نہیں کہتا، اس عبارت کے تحت کیا ہندہ جو زید کی پہلی بیوی ہے، اس کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمادیں۔

المستفتی: علیم الدین، قاسمی، امام مسجد شیخان، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب یہ بات متعین ہے کہ دوسری بیوی پہلی بیوی کو کالی کہتی ہے اور شوہر بھی سمجھتا ہے کہ کالی سے پہلی بیوی مراد ہے اور دوسری بیوی نے کالی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا ہے اور اس پر شوہر نے کالی کو تین طلاق دی ہیں، تو ایسی صورت میں پہلی بیوی

پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی؛ اس لئے کہ شوہر سمجھتا ہے کہ دوسری بیوی پہلی بیوی کو کالی کہتی ہے اور اس طرح مطالبہ طلاق کے موقع پر مطالبہ کی تکمیل میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا پہلی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

قالت: لزوجها: طلقني، فقال: فعلت طلقت فإن قالت زدني، فقال:

فعلت طلقت أخرى بقرينة الطلب. (شامی، کراچی ۳/۲۹۴، زکریا ۴/۵۲۳-۵۲۴)

وفي الخانية: :: قالت له طلقني ثلاثاً، فقال: فعلت، أو قال طلقت

وقعن. (شامی، زکریا ۴/۵۲۴، کراچی ۳/۲۹۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وشتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۳/۸۳۱۴)

ایک ساتھ دو بیویوں کو طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۷۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی دو بیویاں تھیں، دونوں بیویوں میں جھگڑا بہت ہوتا تھا، زید نے ایک دن دیکھا کہ دونوں بیویاں بہت جھگڑا کر رہی تھیں، زید نے غصہ میں اپنی دونوں بیویوں کو ایک ساتھ تین مرتبہ طلاق دیدی، حضرت کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ضمیر احمد، انوان پور، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں دونوں بیویوں پر طلاق مغلظ واقع ہو چکی ہے، اب بدون حلالہ شرعیہ کے ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح درست نہیں اور ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں، اسی طرح دو بیویوں کو ایک ساتھ طلاق دینے سے دونوں پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

عن سهل بن سعد، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن ابو داؤد شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۳۰۶/۱، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰، صحيح بخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۰، ف: ۵۲۵۹، صحيح مسلم، كتاب اللعان، النسخة الهندية ۴۸۹/۱، بيت الأفكار، رقم: ۱۴۹۲، سنن النسائي، كتاب الطلاق، باب الرخصة في ذلك، النسخة الهندية ۸۳/۲، رقم: ۳۴۳۱)

وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي، ومالك، وأبو حنيفة، وأحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف: يقع، وقال طائوس وبعض أهل الظاهر لا يقع بذلك إلا واحدة. (شرح المسلم للنووي، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث ۴۷۸/۱، مرقاة شرح مشکوٰۃ، باب الخلع، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، امداديه ملتان ۲۹۳/۶، بذل المجهود، شرح أبوداؤد، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، مكتبه يحي سهارنپور ۲۷۶/۳، دارالبشائر الإسلامية بيروت ۹۵/۸، تحت الرقم: ۲۲۰۰)

کرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر

المدخول بها، کراچی ۲۹۳/۳، زکریا ۵۲۱/۴)

فإن قال امرأته طالق: وله امرأتان كلتاها معروفتان يصرف

الطلاق إلي أيتها شاء. (فتاویٰ تاتارخانیہ، زکریا ۴/ ۴۲۱، رقم: ۶۵۷۹)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف: ۱۰۲۶۲/۳۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۱/۲۰ھ

زبانی طلاق مغلظہ دینے کے بعد تحریری طلاق دینا

سوال [۶۷۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آفتاب خاں ولد اسحاق خاں نے اپنی بیوی کو بعض وجوہ کی بنا پر زبانی تین طلاق دیدیں اور کچھ دنوں بعد اسٹامپ پیپر پر دو گواہوں کے سامنے تحریری طلاق بھی دیدی، ان دونوں کے درمیان طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور بعد عدت کوئی حق رہے گا یا نہیں؟
المستفتی: نعمان (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئلہ صورت میں جب شوہر آفتاب خاں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر بیوی اپنے شوہر کے لئے حرام ہو گئی اور عدت گزرنے کے بعد بیوی پر شوہر کا کوئی حق نہیں رہے گا؛ البتہ اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں، تو عدت کے بعد حلالہ شرعیہ کے بعد پھر عدت گزار کر از سر نو نکاح کر کے میاں بیوی جیسی زندگی گزار سکتے ہیں۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۱/ ۲۱۹، جدید زکریا ۶۷۳۷)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/ ۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/ ۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۷/۲

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۱۱۲)

بدکار عورت کو تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کے شادی سے پہلے ایک غیر مسلم سے ناجائز تعلقات تھے؛ لیکن اس کے ماں باپ نے سمجھایا کہ نادانی میں یہ سب کچھ ہوا ہے اب نہیں ہوگا۔ اور شادی کر دی گئی؛ لیکن شادی کے ایک سال بعد پھر یہ حرکت شروع کر دی اور قریب ایک سال تک شوہر کے دو بھانجوں سے تعلق رہا، جب دونوں لڑکوں میں آپس میں لڑائی ہوئی، تو راز کھلا اور بات بہت آگے پہنچا دیا، پچھتاہٹ نے ایک موقع اور دیابات رفع دفع ہو گئی، ایک سال بعد تیسری مرتبہ پھر ایک غیر مسلم برادر سے اس کا تعلق ہو گیا، اس مرتبہ شوہر نے اس کو تین طلاق دیدیں، تو کیا شوہر کا یہ اقدام درست ہے؟ جلد از جلد جواب دینے کی زحمت کریں کرم ہوگا۔

نوٹ: لڑکی والے کہتے ہیں کہ طلاق آمنے سامنے ہوتی ہے، تو کیا لڑکی کا طلاق کے وقت سامنے موجود ہونا ضروری ہے یا مذکورہ طلاق ہو گئی؟ شریعت کا حکم تحریر فرمادیں شوہر تین طلاق دینے کا خود اقرار کر رہا ہے۔

المستفتی: احمد علی، ساکن: رام نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی فاسقہ فاجرہ اور بدکار عورت کو طلاق دینے

سے شوہر پر کوئی گناہ نہیں ہے اور طلاق کے صحیح ہونے کے لئے بیوی کا آمنے سامنے موجود ہونا لازم نہیں ہے۔ غائبانہ طلاق دینے سے بھی طلاق صحیح اور معتبر ہو جاتی ہے، لڑکی والوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ طلاق آمنے سامنے ہوتی ہے اور تین طلاق کے ثبوت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ شوہر تین طلاق دینے کا خود اقرار کر لے، شوہر کے اقرار کے بعد اس عورت کا شوہر کے پاس جانا اور جانے کا ارادہ کرنا جائز نہیں۔ وہ عورت شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے۔ اب اگر شوہر پر دباؤ ڈال کر دوبارہ اس کے پاس رہے گی، تو حرام کاری اور زنا کاری ہوگی اور اس گناہ میں وہ لوگ بھی شریک ہوں گے، جو اس حالت میں عورت کو زید کے پاس بھیجنے میں تعاون کریں گے۔

وعند الحاجة إليه مكره وعند تفريط المرأة في حقوق الله تعالى الواجبة عليها مثل الصلوة ونحوها، أن تكون غير عفيفة، أو خارجة إلى المخالعة والشقاق مندوب إليه. (اعلاء السنن، كتاب الطلاق، قبيل باب طلاق السنة، دار الكتب العلمية، بيروت ۱۶۲/۱، کراچی ۱۱/۴۳)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال: طالق، فقليل له من عنيت، فقال امرأتي طلقت امرأته الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الصريح، کراچی ۳/۲۴۸، زکریا ۴/۴۵۸)

وإذا أقر الحر العاقل البالغ بحق لزمه إقراره مجهولاً كان ما أقرب به، أو معلوماً. (هداية اشرفي ديوبند ۳/۲۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ

۵/۸۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۳۱/۳۷)

بیوی کی بدتمیزی کی وجہ سے شوہر کا تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مجھے مسماۃً مکمل پروین سے شادی کئے ہوئے دس سال کا عرصہ ہو گیا، اس دس سال کے عرصہ میں اس کی بداخلاقی بدتمیزی نیز فحش گالیاں دینی حد سے بڑھ گئی ہیں، اس وجہ سے مکمل پروین کو الگ رکھنا پڑا۔ اور ایک مرتبہ تین طلاق دی، تین طلاق دی کہہ کر نکال دیا وہ پھر آگئی، کیا ایسی عورت کو رکھنا جائز ہے اور خدا و رسول کی شان میں گستاخانہ کلمے ادا کرنا یہ مسلم منٹوں کا مذہب ہے، یہ تو عورتیں کرنے کا مذہب ہے، اس سے ہندو مذہب اچھا ہے، اس کی نظر میں شوہر کی کوئی وقعت و عزت و توقیر بالکل نہیں ہے اور شرعی طور پر کس سزا کی مستحق ہے؟

المستفتی: سالم حسین، کسرول، دیوان خانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر کے ساتھ سخت الفاظ اور بے تمیزی سے پیش آنا عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔

ویکمرہ أن يدعو الرجل أباه وأن تدعو المرأة زوجها باسمه الخ.

(در مختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیوع، زکریا ۹/۵۹۹، کراچی ۶/۴۱۸)

اور مذہب کی حقارت اور استہزاء موجب توبہ ہے اور جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، آپ کا اب اس بیوی کے ساتھ رہنا حرام کاری اور زنا کاری ہوگی؛ اس لئے اس کو اب اپنے یہاں آنے دینا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

عن واقع بن سحبانؓ، قال: سئل عمران بن حصین عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (مصنف لابن أبي

شيبه، مؤسسه علوم القرآن بیروت ۹/۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۷)

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بیروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۳/۱۴۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۰۷)

دباؤ میں آ کر تین طلاق دینا

سوال [۶۷۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں عبد المجید ولد عبد الحکیم آپ سے شریعت کے مطابق کچھ معلومات کرنا چاہتا ہوں، میری شادی ہوئے دس سال ہو گئے ہیں، میری بیوی نسیمہ بانو میری اجازت کے بغیر پہر چلی جایا کرتی تھی، جس سے ہماری گھریلو زندگی ناخوشگوار حالت میں چلنے لگی اور اسی بات پر میری بیوی اپنے پہر میں رک گئی، آخر کار میری سسرال والوں نے مجھ پر پولیس کا دباؤ ڈالنا شروع کر دیا، میری بیوی نے میری موجودگی میں میرے خلاف پولیس تھانے میں بیان دیئے مجبوراً میں ڈنٹی طور پر پریشان ہو گیا، آخر میں نے غصے میں آ کر پولیس تھانے میں تین بار طلاق طلاق کہہ دیا اور یہ دباؤ آج ۱۴/۲/۹۲ء تک بنا ہوا ہے، میں ڈنٹی طور پر بے حد پریشان ہوں، آپ یہ بتانے کی مہربانی کریں کہ کیا قرآن و شریعت کے حساب سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اس کا کوئی چشم دید گواہ بھی نہیں ہے۔

المستفتی: عبد المجید ولد عبد الحکیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دباؤ میں آ کر جو طلاق دی جاتی ہے، اس سے بھی

شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا جب آپ نے تین بار طلاق کہہ دیا ہے، تو اس سے آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے چشم دید گواہ شرط نہیں ہے۔

عن ابن عمرؓ، قال: طلاق الکرة جائز. (مصنف عبد الرزاق، کتاب الطلاق،

باب طلاق الکرة، المجلس العلمي بیروت ۶/۴۱۰، رقم: ۱۱۴۲۱)

وإن أكره على طلاق امرأته، أو عتق عبده، ففعل ذلك وقع ما أكره

عليه. (جوهر، کتاب الاکراه، امدادیہ ملتان ۲/۳۵۵، دار الکتاب دیوبند ۲/۳۳۷)

وطلاق المکره، والسكران، وخلعهما، وإعتاقهما واقع. (تاتارخانیة،

زکریا ۴/۳۹۵، رقم: ۶۵۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۲۸۱۶)

وکیل کے دباؤ پر تین مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید کی بیوی کو ہمیشہ استحاضہ شروع رہتا تھا، دوا کرنے پر ہی رکتا تھا چند روز کے لئے اس بنا پر زید دوسرا نکاح کرنا چاہتا تھا، تو زید کی سسرال والوں نے اپنی بیٹی کی طلاق مانگی، مجلس قائم ہوئی ایک کورٹ کے وکیل بھی تھے، مولوی صاحب بھی تھے کاغذ کے لکھتے وقت وکیل صاحب نے کہا میاں زید تین مرتبہ طلاق دو، مولوی صاحب نے کہا نہیں صرف ایک مرتبہ تو وکیل صاحب نے زبردستی زید سے تین مرتبہ طلاق کہلوائی زید نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دی، زید اس وقت طلاق کے مسائل سے ناواقف تھا، زید کی بیوی بہت پریشان ہے، زید طلاق دینے کو تیار نہ تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ وکیل نے زبردستی طلاق کہلوائی ایک ہی مجلس میں تین طلاق آپ مہربانی فرما کر جواب دیں۔

المستفتی: اشرف مرسلین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق جس طرح رضامندی یا از خود غصہ کی حالت میں دینے سے واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح کسی کے زبردستی کرنے اور دباؤ ڈالنے کی بنا پر دینے سے بھی واقع ہو جاتی ہے، جب وکیل کے اصرار پر تین طلاقیں دیدی گئیں، تو تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں، مولوی صاحب کی نہیں مانی وکیل صاحب کی ماننے کا حشر یہ ہوا کہ اب بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوگا، ایک مجلس کی تین طلاقیں بھی تین ہی واقع ہوتی ہیں؛ اس لئے اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

عن ابن عمرؓ، قال: طلاق الکرة جائز. (مصنف عبد الرزاق، کتاب

الطلاق، باب طلاق الکرة جائز، المجلس العلمي بیروت ۶/ ۴۱۰، رقم: ۱۱۴۲۱)

وطلاق المکره، والسكران، وخلعهما، وإعتاقهما واقع. (تاتارخانیة،

زکریا ۴/ ۳۹۵، رقم: ۶۵۱۲)

وطلاق المکره واقع. (هدایة اشرفی دیوبند ۲/ ۳۵۸)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تسكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲/ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ

۱۳/ ۱۱/ ۱۴۲۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۷/ ۸۱۸۲)

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر خاموش رہے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شوہر اپنی بیوی پر بے انتہا ظلم و تشدد کرتا رہتا ہے، شوہر شرابی کبابی ہے، شوہر کی اس بے جا حرکت سے عورت منع کرتی ہے، جب جب منع کرتی ہے تو شوہر اپنی بیوی کو مارتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مجھ کو منع نہیں کر سکتی، ایک مرتبہ اس عورت کی والدہ بھی شوہر کے یہاں موجود تھیں، اس کے سامنے شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور کئی دفعہ طلاق کا لفظ استعمال کیا اور اس طلاق کے بعد سے ان دونوں میں تنہائی پائے ہوئے دو سال آٹھ ماہ بیت گئے ہیں، تو وہ عورت اپنی دوسری شادی کسی اور سے کر سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ لڑکی بلیقہ قسم کھا کر کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو تین مرتبہ سے زیادہ یوں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔

نوٹ: ایک پنچایت میں بھی شوہر سے بیان لیا گیا، تو اس نے خاموشی اختیار کی، جب ساس نے کہا کہ تو نے طلاق دیدی ہے، اب لڑکی کو کیسے بھیجا جائے، تو شوہر نے کہا میری غلطی ہے، اس بیان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے طلاق دیدی ہے۔

گواہ: حافظ محمد ابراہیم، گڑھوا والا، بجنور۔

المستفتی: بلیقہ، گڑھوا والا، فضل گڑھ، بجنور (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب بیوی نے قسم کھا کر یہ دعویٰ کیا کہ اس کے شوہر نے تین مرتبہ سے زائد یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، اور شوہر اس دعویٰ کا انکار نہیں کر رہا ہے خاموشی اختیار کی ہے اور یہ کہا ہے کہ میری غلطی ہے، تو بیوی کا دعویٰ معتبر ہوگا اور بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو گئی، آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباہ والنظائر

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹،

تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲/زی قعدہ ۱۴۲۴ھ

۱۴۲۴/۱۱/۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۸۱/۳۷)

غیر ارادی طور پر تین طلاق منہ سے نکلنے پر وقوع طلاق

سوال [۶۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید اپنے بیوی بچوں کے ساتھ شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا، بچوں کو لے کر کسی بات پر اپنی بیوی سے کہاسنی ہوگئی، میری بیوی اپنے میکہ چلی گئی، اس پر ان کے عزیز واقارب مجھ سے بدتمیزی کرنے لگے اور مار پیٹ پر اتر آئے اور گالی گلوچ کرنے لگے اور مجھ سے کہنے لگے کہ بتا تیرا فیصلہ کیا ہے؟ یہ سن کر غصہ کی حالت میں غیر ارادی طور پر میری زبان سے تین بار طلاق کا لفظ نکل چکا ہے، اس وقت میری بیوی وہاں پر موجود نہیں تھی، مگر وہاں پر لگ بھگ ۲۵ یا ۲۰ لوگ موجود تھے، ان کی موجودگی میں مجھ سے یہ الفاظ ادا ہوئے، اس مسئلہ کا حل مجھے قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں۔

المستفتی: محمد عابد، لائن نمبر ۳/ہلدوانی، آزادنگر، نئی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غصہ کی حالت میں بیوی کے خاندان والوں کی

طرف سے طلاق کے مطالبہ کی صورت میں غیر ارادی طور پر زبان سے طلاق دی جائے تو وہ طلاق پڑ جاتی ہے اور موقع پر بیوی کا موجود ہونا بھی ضروری نہیں؛ اس لئے جب تین طلاقیں

دی ہیں، تو اس سے طلاق مغالطہ واقع ہو کر بیوی قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے۔ آئندہ بغیر حلالہ کے اس سے نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

أولم ينو شيئاً وتحتته في الشامية: لما مر أن الصريح لا يحتاج إلى النية. (شامي، کتاب الطلاق، باب الصريح، کراچی ۲۵۰/۳، زکریا ۴/۶۱)

ويقع طلاق من غضب. (شامي، زکریا ۴/۵۲، کراچی ۳/۲۴۴)
لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى
تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ،
زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

۱۴۳۵/۱/۹

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۳۷)

تین طلاق کے بہانے سے سالے کو گھر پر بلانا

سوال [۶۷۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے فون پر اپنے سالے سے کہا کہ اپنی بہن کو لے جاؤ میں نے اسے طلاق دیدی ہے، سالے کے معلوم کرنے پر تم نے کتنی بار طلاق دی ہے، انہوں نے کہا کہ تین بار اس کے بعد وہ لوگ وہاں پہنچے اور تحقیق کی، تحقیق کرنے پر لڑکی اور پڑوسی خاندان والوں نے کہا کہ یہاں پر تو کوئی ایسی بات نہیں ہے؛ البتہ جب ان دونوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، تو لڑکے نے یہ بات ضرور کہی تھی کہ آج تم اپنے گھر والوں کو بلاؤ، میں تمہیں طلاق دوں گا، اس کے علاوہ ہمیں کسی بات کا علم نہیں اور نہ ہی ہمیں یہ علم

ہے کہ اس نے آپ کو فون کیا ہے، اس کے بعد لڑکے سے معلوم کیا گیا، تو اس نے یہ جواب دیا کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی ہے، میں نے فون پر طلاق کے بہانے آپ کو بلایا تھا تاکہ تم یہاں حالات دیکھ لو اور ہمارے لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں، اس صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوتی ہے تو کونسی؟

المستفتی: عبد الجبار، بھاگولا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذاقاً اور کسی کو بلانے کے بہانہ طلاق کا لفظ استعمال کرنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ اس لئے جب مذکورہ شخص نے اپنے سالے کو بلانے کے لئے طلاق کا لفظ کہا ہے اور سالے کے پوچھنے پر کہ کتنی بار طلاق کہا ہے، اس کے جواب میں تین بار طلاق دینے کا اقرار کر لیا ہے، تو مذکورہ شخص کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں، اس کے بعد طلاق کے انکار کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور بلا حلالہ شرعیہ دوبارہ نکاح درست نہیں ہوگا۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً. (شامی، کتاب الطلاق، قبیل

مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، كراچی ۳/۲۳۶، زکریا ۴/۴۴۰)

وإذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط

إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (در مختار، کراچی ۳/۳۹۳، زکریا ۴/۵۲۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہدایہ

اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۰۵۲)

غیر مدخول بہا کو ”تین طلاق دی یادیتا ہوں“ کہنے کا حکم

سوال [۶۷۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی غیر مدخول بہا زوجہ کو ”تین طلاق دی یادیتا ہوں“ کہا تو اس جملہ سے کتنی طلاق پڑیں گی اور اس سے دوبارہ شادی کرنے کے لئے کیا راستہ اختیار کرنا پڑیگا؟

المستفتی: محمد فاروق، سیولوی، مہاراشٹری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مدخول بہا زوجہ کو تین طلاق دی یادیتا ہوں کہے تو تین طلاق واقع ہو گئیں، اب بلا حلالہ دوبارہ اس سے نکاح بھی جائز نہیں ہے۔
إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن عليها..... ولا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. كذا في الذخيره. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۷۳، جلد ۱/۴۴۰-۴۴۱)

إذا قال لامرأته: قبل الدخول بها أنت طالق ثلاثاً..... وقع ذلك عند عامة العلماء. (بدائع الصنائع، کراچی ۳/۱۳۷، زکریا ۳/۲۱۶)
طلق غير المدخول بها ثلاثاً وقعن سواء قال أو قعت عليك ثلاث تطليقات، أو أنت طالق ثلاثاً. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۹۱، زکریا ۳/۵۰۷)
لو قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثاً وقعن. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، کراچی ۳/۲۸۴، ۲۸۵، زکریا ۴/۵۰۹، ۵۱۰) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۲/۱

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۷۷)

قبل الخلوۃ تین طلاق دینے کے احکام

سوال [۶۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کی کسی لڑکے سے شادی ہوئی وہ جب والدین سے رخصت ہو کر اپنے شوہر کے گھر گئی اور جب اس کا شوہر اس سے پہلی رات میں رجوع ہونا چاہا، تو لڑکی نے اپنی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کیا اور اس کو رجوع ہونے سے روک دیا کہ میں اس وقت حیض میں ہوں (یعنی مجھ کو حیض آ رہا ہے) لڑکا اس کے اصرار پر مان گیا اور لڑکا حق زوجیت ادا نہ کر سکا۔ دوسرے دن ہی لڑکی اپنے میکہ چلی گئی، پھر دوبارہ اپنے شوہر کے گھر جانے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی، لڑکے کے والدین نے لڑکی کو بہت کچھ سمجھایا، مگر اس نے انکار ہی کیا اور طلاق لینے کی مانگ کی، لڑکے کے وارثین نے لڑکے سے طلاق دلوا دی، یہ طلاق اہل بیچ حضرات کے اصرار پر دی گئی، لڑکا طلاق دینے پر راضی نہ تھا، مگر لڑکے نے تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا، تو اس سلسلہ میں دریافت طلب امور یہ ہیں۔

- (۱) کیا حق زوجیت ادا نہ ہونے پر بھی طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟
- (۲) اگر طلاق ہو سکتی ہے تو کیا ایسی صورت میں بھی لڑکی مہر کی حقدار ہے؟
- (۳) اور یہ کہ لڑکی کو عدت کرنا ضروری ہے؟
- (۴) لڑکی دوبارہ اپنے شوہر کے گھر آنا چاہتی ہے، جس کو طلاق ہوئے ۳۳ اگست ۱۹۹۰ء کو ایک ماہ دس یوم کا عرصہ گزر چکا ہے؟
- (۵) کیا نکاح ثانی کی گنجائش ہے یا وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہو گئی؟
- (۶) یا وہی نکاح کافی ہے؟

المستفتی: محمد نبی، محلہ: مقبرہ دوم، خطیرہ والی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جی ہاں حق زوجیت ادا نہ کرنے کی

صورت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثاً وقعن. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها، کراچی ۳/۲۸۴، ۲۸۵، زکریا ۴/۵۰۹، ۵۱۰، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۲۹۱، زکریا ۳/۵۰۷، بدائع الصنائع، کراچی ۳/۱۳۷، زکریا ۳/۲۱۶)

(۳/۲) اگر واقعی حالت حیض میں تھی تو خلوت صحیحہ ثابت نہیں ہوئی؛ اس لئے نصف مہر واجب ہوگا اور لڑکی پر عدت گزارنا لازم ہوگا۔

والخلوة.....بلا مانع حسي وتحتہ فی الشامیة: وبالحيض، أو النفاس مع أن الأولى منهی شرعاً. (شامی، کراچی ۳/۱۱۴، زکریا دیوبند ۴/۲۴۹) وتجب العدة: أي كل أنواع الخلوة ولو فاسدة الخ (الدر المختار، کراچی ۳/۱۲۲، زکریا ۴/۲۶۱)

(۶/۵۴) تین طلاق دینے کی وجہ سے لڑکی شوہر کے لئے بالکل حرام ہو چکی ہے۔ اب دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے درست نہیں ہو سکتا اور شرعی طور پر حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح درست ہو سکتا ہے اور اگر تین طلاق تین جملوں میں الگ الگ دی ہے، تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہو گئی اور اب عدت کے اندر اور عدت گزرنے کے بعد کسی بھی وقت دوبارہ نکاح کر کے از دواجی زندگی گزار سکتے ہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۰۹۹)

غیر مدخول بہا کو تین طلاق کے بعد بلا حلالہ نکاح کا عدم جواز

سوال [۶۷۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو قبل المدخول طلاق (ایک جملہ میں تین طلاق) دیدی، پھر وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو کیا بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح درست ہے؟

المستفتی: محمد جاوید چاند پوری، ضلع: بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اصح قول کے مطابق اس شخص کا بغیر حلالہ کے اس غیر مدخول بہا کے ساتھ نکاح جائز نہیں؛ بلکہ اس کو اپنی زوجیت میں لانے کے لئے حلالہ ضروری ہے۔ (مستفاد: محمودیہ ڈائجیل ۱۳/۴۹۷، میرٹھ ۱۹/۳۱۷)

وفي المشكلات: من طلق امرأته الغير المدخول بها ثلاثاً، فله أن يتزوجها بلا تحليل..... وقد بالغ المحقق ابن الهمام في ردہ حیث قال:..... لا فرق في ذلك أي في اشتراط المحلل بين كون المطلقة مدخولاً بها أو لا، لصريح إطلاق النص وقد وقع في بعض الكتب أن غير المدخول بها تحل بلا زوج وهو زلة عظيمة ومصادمة للنص والإجماع. (شامی، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہا، کراچی ۳/۲۸۵، زکریا ۴/۵۱۱، کذا فی فتح القدیر، کوئٹہ ۴/۳۱، زکریا دیوبند ۴/۵۸، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف خاص ۱۱۵۱۲/۴۰)

غیر کفو میں نکاح کے بعد تین طلاق دی، بلا حلالہ دوبارہ نکاح کا عدم جواز

سوال [۶۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر لڑکی نے غیر کفو میں اولیاء کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کر لیا ہے اور نکاح کے بعد دخول بھی ہو گیا ہے، جس کے بعد تین طلاق دی گئی ہے، پھر تین طلاقوں کے بعد اولیاء راضی ہو جائیں اور اس لڑکے سے دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مفتی اشرف علی، مفتی مدرسہ حسین بخش، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس مسئلہ میں حضرات حنفیہ کے تین اقوال ہیں:

(۱) حضرت امام ابو حنیفہ کی ظاہر الروایہ کے مطابق نکاح مطلقاً منعقد ہو جاتا ہے، بس

صرف خلاف استحباب ہے اور یہی آیت قرآنی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ
أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَأَهُنَّ حِلٌّ
لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُم مَّا انْفَقَوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا
اتَّيْمَتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ . [الممتحنة: ۱۰]

کے مطابق ہے اس لئے کہ اس آیت کریمہ کے اندر مؤمن کا مومنہ کے ساتھ نکاح کرنے میں کفو وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے، صرف ایمان کی قید ہے؛ البتہ اولیاء کو اس نکاح کے فسخ کرنے کا حق اس وقت تک رہتا ہے، جب تک بچہ کا پیٹ میں آکر حمل واضح نہ ہو جائے؛ لہذا امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق اگر دخول ہو جائے تو وہ زنا کے مرادف نہیں ہوگا اور دخول کے بعد جب تین طلاقیں دی جائیں گی، تو وہ طلاقیں معتبر ہو جائیں گی اور آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان میں نکاح منعقد نہیں ہوگا، جو حسب ذیل جزئیات سے واضح ہوتا ہے۔

عن أبي حنيفة تجوز مباشرة البالغة العاقله عقد نكاحها ونكاح غيرها مطلقاً إلا أنه خلاف المستحب وهو ظاهر المذهب. (فتح القدير، كتاب النكاح، باب الأولياء والأقفاء، كوئنه ۱۵۷/۳، زکریا ۲۴۶/۳)

نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولي وله الاعتراض في غير الكفو. وتحتة في المجمع: هذا إذا لم تلد منه. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بیروت ۱/۴۸۹) حتی تلد منه لثلا یضیع الولد وینبغی إلحاق الحبل الظاهر به. (شامی، کراچی ۳/۵۶، زکریا ۴/۱۵۶)

ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غير كفو صح النكاح في ظاهر الرواية عن أبي حنيفة، وهو قول أبي يوسف آخرًا، وهو قول محمد آخرًا أيضًا حتى أن قبل التفريق يثبت فيه حكم الطلاق، والظهار، والإيلاء، والتوارث، وغير ذلك؛ ولكن للأولياء حق الاعتراض. وفي الكافي: ما لم تلد منه. (الفتاویٰ التاتارخانیة، زکریا ۴/۳۹، ۱۴۰، رقم: ۵۶۵۹، مثله فی الہندیة زکریا قدیم ۱/۲۹۲، جدید زکریا ۱/۳۵۸، فتاویٰ قاضی خان، زکریا جدید ۱/۲۰۴، علی ہامش الہندیة، زکریا ۱/۳۳۵، ہدایة، اشرفی دیوبند ۲/۳۱۳، تبیین الحقائق، امدادیة ملتان ۲/۱۲۸، زکریا دیوبند ۲/۵۱۷)

(۲) حضرت امام محمدؒ کے نزدیک اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ اولیاء کی اجازت پر یہ نکاح موقوف رہتا ہے؛ لہذا اگر اولیاء کی اجازت سے پہلے ہمبستری ہو جائے تو یہ ہمبستری حرام ہوگی؛ چنانچہ ہمبستری کے بعد جو طلاق دی گئی ہے وہ طلاق واقع نہیں ہوگی بریں بناء دوبارہ آپس میں اولیاء کی اجازت سے نکاح کرنا چاہیں تو حلالہ کی ضرورت نہیں بغیر حلالہ کے نکاح منعقد ہو جائے گا اور پہلا نکاح جو موقوف تھا وہ اولیاء کی اجازت سے منعقد ہو جائے گا؛ لیکن اولیاء کی اجازت سے پہلے تین طلاق دینے کی صورت میں تینوں طلاقیں واقع نہیں ہوں گی اور ظہار و میراث بھی ثابت نہیں ہوگی؛ بلکہ یہ متارکت کے حکم

میں ہو جائے گا؛ اس لئے کہ دوسری جگہ نکاح کرنے کے لئے متارکت یا قضاء قاضی امام محمدؒ کے قول کے مطابق لازم ہے، جو حسب ذیل جزئیات سے واضح ہوتا ہے۔

وفي قول محمدؒ في ظاهر الرواية العقد موقوف على إجازة الولي، فإن أجازته جاز. (الفتاوى التاتارخانية، زكريا ۴/۱۴۰، رقم: ۵۷۶۱، هداية مكتبة بشرى ۳/۲۷، اشرفي ديوبند ۲/۳۱۴)

وعن محمد ين عقد موقفاً ولو من كفو على إجازة الولي، فالوطؤ بلا إذن حرام ولا فيه طلاق، وظهار، وميراث وعنه إنه باطل فلا ينقد بعبارتها أصلاً. (الدر المستقي، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۴۹۰، قاضی خان، زکریا ۱/۲۰۴، وعلى هامش الهندية، زکریا ۱/۳۳۵)

وفي الفتاوى الصغرى: لو زوجت نفسها بغير ولي فطلقها ثلاثاً عند محمدؒ يصير متاركة حتى لو أجاز الولي لا ينفذ عنده؛ لكن لا يحرم المحل، ويكره له أن يتزوجها بعد الثلاث قبل التزوج بزواج آخر. (خلاصة الفتاوى ۲/۱۶)

وعند محمد ين عقد موقفاً على إجازة الولي، ولو من كفو ومعنى كونه موقفاً إنه لا يجوز وطؤها قبل الإجازة ولا يقع الطلاق، ولا يتوارث أحدهما من الآخر. (مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۴۹۰)

اکثر کتب فقہ ہدایہ، فتح القدیر، البحر الرائق، تبیین الحقائق، فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ میں امام محمدؒ کا اپنے قول سے امام ابو حنیفہؒ کی ظاہر الروایت کے مطابق رجوع کرنا ثابت ہے، مگر صاحب مجمع الانهر نے اس رجوع پر شبہ ظاہر کیا ہے۔

ويروي رجوعه إلي قول الإمام: ولهذا قال بعض الفضلاء، والأولى أن يقول وعن محمدؒ؛ لكن في الغاية قال رجا ابن أبي رجا: سألت محمدًا عن النكاح بغير ولي، فقال لا يجوز قلت فإن لم يكن لها ولي قال ترفع أمرها إلي القاضي ليزوجها، قلت فإن كان في موضع لا حاكم فيه، قال:

یفعل ماقال سفیان قلت وما قال سفیان قال تولی امرها رجلاً لیزوجها
انتهی فیفہم منہ عدم رجوعہ؛ فلہذا قال: وعند محمد تدبر. (مجمع الأنہر،
دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۹۰)

هذا ظاهر الروایۃ عن أبي حنیفۃ وصاحبہ-إلی-وما روی عنہما
بخلافہ فقد صح رجوعہما إلیہ. (البحر الرائق، کوئٹہ ۳/ ۱۱۰، زکریا ۳/ ۱۹۳-۱۹۴)
ثم المرأة إذا زوجت نفسها من غیر کفو صح النکاح فی ظاهر
الروایۃ عن أبي حنیفۃ، وهو قول أبي یوسف آخرًا، وهو قول محمد آخرًا
أیضًا. (تاتارخانیۃ، زکریا ۴/ ۱۳۹، رقم: ۵۷۵۹)

فتحصل أن الثابت الآن هو اتفاق الثلاثة علی الجواز مطلقًا
من الکفو وغیرہ. (فتح القدیر، کوئٹہ ۳/ ۱۵۷، زکریا ۳/ ۲۴۶)

ویروی رجوع محمد إلی قولہما. (ہدایۃ البشری ۳/ ۲۸، اشرفی دیوبند ۲/ ۳۱۴)
(۳) حضرت امام ابوحنیفہؒ سے حسن بن زیاد کی روایت ہے، اس روایت کے مطابق
وہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا ہے؛ لہذا اس نکاح کے بعد اگر ہمبستری ہو جائے، تو وہ
بدکاری کے مرادف ہوگی اور اگر بعد میں اولیاء اجازت دیدیں تب بھی منعقد نہیں ہوگا؛ بلکہ از
سر نو ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح کرنا پڑے گا؛ لہذا اس قول کے مطابق یہ نکاح باطل ہے؛
اس لئے اس نکاح کے بعد قبل الدخول یا بعد الدخول جو طلاق دی جائے گی، اس کا کوئی اعتبار
نہیں ہوگا اور اولیاء کی آپسی رضامندی سے دوبارہ نکاح کا ارادہ ہو تو بغیر حلالہ کے نکاح
درست ہو جائے گا اور متاخرین نے فساد زمانہ کی وجہ سے حسن بن زیاد کے قول کو مفتی بہ قرار دیا
ہے، جو حسب ذیل عبارات سے واضح ہے۔

وروي الحسن عن الإمام عدم جوازه أصلاً وعلیه فتویٰ قاضیخان
وهو المختار فلا تحل مطلقة ثلاثاً تزوجت بغير کفو بلا رضا الولی وهذا
مما یجب حفظه. (الدر المستقی، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۹۰)

و عن أبي حنيفة، وأبي يوسف أنه لا يجوز في غير الكفو؛ لأن كثيرا من الأشياء لا يمكن دفعه بعد الوقوع واختار بعض المتأخرين الفتوى بهذه الرواية لفساد الزمان (تبيين) "قوله وعن أبي حنيفة" وهذه رواية الحسن. (چلیبی امدادیہ ملتان ۱۱۷/۲، زکریا دیوبند ۴۹۴/۲، مثله فی مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۹۰، الفتاوی التاتارخانیہ، زکریا ۱۴۰/۱، رقم: ۵۷۶۰، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۲۹۴، جدید ۱/۳۵۸، قاضیخان، زکریا جدید ۱/۲۰۴، وعلی هامش الہندیہ، زکریا ۱/۳۳۵، فتح القدیر، کوئٹہ ۱۵۷/۳، زکریا ۳/۲۴۶)

اس پوری تفصیل کے بعد وضاحت کی جاتی ہے کہ ہم نے ایک زمانہ تک حسن بن زیاد کے قول پر فتویٰ لکھا ہے، لیکن بعد میں بہت سے ایسے مسلمانوں کی طرف سے سوالات آئے ہیں، جو اپنے آپ کو دانشور کہنے کی کوشش کرتے ہیں اور عام مسلمانوں اور بعض علماء کی طرف سے بھی استفسارات آئے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مقدس میں مومن کا نکاح مومنہ کے ساتھ ہونے میں کسی قسم کی برادری یا کفو وغیرہ کی قید نہیں لگائی اور فقہاء وغیرہ نے جو کفو وغیرہ کی قیودات لگائی ہیں وہ محض اجتہادی اور ظنی مسائل ہیں اور ظنی کے ذریعہ سے قطعی حلال چیز کو حرام نہیں کہا جاسکتا ہے؛ چنانچہ کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ حسن بن زیاد کے قول کا مدار نظم و انتظام اور زجر و توبیخ کے قبیل سے ہے، حلت و حرمت اور حلال و حرام سے متعلق نہیں ہے، بریں بنا مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ نے بھی اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ یہ حلت و حرمت سے متعلق نہیں ہے؛ بلکہ نظم و انتظام اور زجر و توبیخ سے متعلق ہے؛ اس لئے اگرچہ متاخرین فقہاء نے اس قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے؛ لیکن اس قول کو حتمی نہیں کہا جاسکتا ہے؛ لہذا مفتی کفایت اللہ صاحب کی جو رائے حضرات امام اعظم کی ظاہر الروایہ کے مطابق ہے وہی زیادہ صحیح اور قوی ہے اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں مخالفین کو اعتراض کا موقع نہیں ملتا ہے اور نہ ہی اخبار میں سرخیاں بنانے کا موقع ملے گا۔ اب رہ گئی یہ بات کہ حدیث شریف میں جو وارد ہے۔

ایما امرأة نکحت بغير إذن مواليها، فنکاحها باطل ثلاث

مرات. (أبو داؤد شریف، کتاب النکاح، باب فی الولی، النسخة الهندية ۲/ ۲۸۴، دارالسلام رقم: ۲۰۸۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن بن زیاد کا قول منصوص ہے اجتہادی اور ظنی نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شریف خبر واحد ہے اور خبر واحد ظنی ہوتی ہے اور خود اس حدیث شریف کے مقابلے میں دوسری صحیح حدیث شریف موجود ہے۔

الایم أحق بنفسها من وليها والبكر تستأذن في نفسها، وإذنها

صماتها. (مسلم، کتاب النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح، النسخة الهندية ۱/ ۴۵۵، بیت الأفكار رقم: ۱۴۲۱، ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی استیمار البکر والثیب، النسخة الهندية ۱/ ۲۱۰، رقم: ۱۱۰۸)

لہذا اس کے ذریعہ سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہیں ہے؛ لہذا مذکورہ نص پر اور اسی کے پیش نظر حسن بن زیاد کی روایت پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس روایت میں جو ارشاد فرمایا ہے، وہ نظم و انتظام اور زجرو تو بیخ سے متعلق ہے، حلت و حرمت سے متعلق نہیں ہے اور قرآن مقدس کی سورہ ممتحنہ کی آیت میں حلت و حرمت سے متعلق حکم بیان کیا گیا ہے اور متاخرین فقہاء نے فساد زمانہ کی وجہ سے مصلحت حسن بن زیاد کے قول کو اختیار کیا ہے؛ لیکن دلائل کی روشنی میں ظاہر الروایہ ہی زیادہ صحیح اور قوی ہے؛ اس لئے ہم اب مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی رائے کے مطابق ظاہر الروایہ کو ہی ترجیح دے کر اس پر فتویٰ لکھتے ہیں؛ اس لئے مذکورہ مسئلہ میں تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہیں اور دوبارہ اگر نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ کے نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اس نکاح کے بعد جو اولاد ہوگی وہ اولاد ثابت النسب ہوگی اور ان میں وراثت بھی جاری ہو جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۵ھ/۶/۲۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۱۱۵۷)

بیوی تین کا دعویٰ کرتی ہے، شوہر انکار کرتا ہے

سوال [۶۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے تین طلاق دی ہیں اور شوہر کہتا ہے کہ میں نے صرف ایک ہی طلاق دی ہے یا شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے، تو ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟

المستفتی: محمد مفتی جاوید قاسمی چاند پوری، ضلع: بجنور (پوئی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بر تقدیر صحت واقعہ جب بیوی یہ کہتی ہے کہ شوہر نے مجھے تین طلاق دی ہیں اور شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے صرف ایک طلاق دی ہے یا وہ طلاق کا انکار کرتا ہے، تو چوں کہ بیوی کے پاس دو شرعی گواہ موجود نہیں ہیں؛ اس لئے مسئلہ صورت میں قضاء شوہر کی بات مانی جائے گی اور طلاق کے وقوع کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا؛ لیکن اگر بیوی نے خود اپنے کانوں سے طلاق کے الفاظ سنے ہیں اور اسے تین طلاق کا پورا یقین ہے، تو اس پر دیات تین طلاق پڑ گئیں۔ اب بیوی پر لازم ہے کہ حتی الامکان شوہر کو اپنے قریب نہ آنے دے اور جس طرح بھی ممکن ہو اس سے تفریق حاصل کر لے، پھر بھی اگر اس کو مجبور کیا جائے، تو وہ گنہگار نہ ہوگی؛ بلکہ سارا وبال شوہر پر ہوگا۔

(مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۲، کفایت المفتی جدید زکریا ۸۹/۶، جدید ادارۃ الفاروق، کراچی ۱۲۳۸ھ، عثمانی ۲/۳۵۵، محمودیہ ڈبھیل ۱۳/۲۹۸، میرٹھ ۱۹/۲۳۷)

المراة کا لقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه: والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي، زكريا ۴/۶۳، کراچی ۳/۲۵۱، تبیین الحقائق، امدادیہ ملتان ۲/۳۱۸، زکریا ۳/۸۲، ہندیہ، زکریا

قدیم ۱/۳۵، زکریا جدید دو بند ۱/۲۲ (فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف خاص ۴۰/۱۱۴۴۴)

لفظ طلاق کئی مرتبہ بول کر تاکید مراد لینا

سوال [۶۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو میکہ سے بچے کی ولادت کے بعد بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے آجانے کی وجہ سے طیش میں آکر لفظ ”طلاق دی“ کئی مرتبہ کہا اور قسم کھا کر زید کہتا ہے کہ لفظ طلاق کئی مرتبہ کہنے کے وقت میری نیت لفظ طلاق کے تکرار کی تھی، یہی ہمارے یہاں کا عرف بھی ہے اور بصورت تاکید کئی مرتبہ کہہ کر ایک ہی مانتے ہیں، میں نے اس لفظ کو بار بار کہا ہے، میری نیت مستقل طور سے طلاق واقع کرنے کی نہیں تھی، اس بات پر خود میری بیوی اور میرا سالہ اور اہل خانہ گواہ ہیں، اس طرح طلاق کا لفظ مجھ سے کئی بار کہا گیا، بخدا میرا مقصود اس کو ڈرانا و دمکانا تھا، طلاق تو ایک بھی واقع کرنا نہیں تھا تا کہ یہ آئندہ میکہ سے بغیر اجازت نہ آئے، تو ایسی صورت میں میری بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوگی؟

المستفتی: محمد زید، حافظ آباد، مالیر کوئٹہ، سکرور (پنجاب)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب آپ کا ارادہ ایک بھی طلاق واقع کرنے کا نہیں تھا، مگر پھر بھی آپ نے لفظ طلاق زبان سے نکال دیا، تو ایسی صورت میں آپ کا ارادہ کام نہیں کرے گا، طلاق ضرور واقع ہوگی ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک طلاق بھی واقع نہ ہو اور جب آپ نے اس لفظ کو تین مرتبہ سے زیادہ کہا ہے، تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرا ارادہ تین طلاق واقع کرنے کا نہیں تھا، تو آپ کی اگلی بات کہ ایک کا بھی

ارادہ نہیں تھا، اس کے معارض ہے؛ اس لئے آپ کی اس معارض بات کا اعتبار نہ ہوگا، طلاق مغلطہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (هندية، زکریا قدیم ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۲/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۶/۸۷)

تین طلاق دے کر یہ کہنا کہ ہمیں تم سے محبت ہے ہزار مرتبہ طلاق دوں تب بھی واقع نہ ہوگی

سوال [۶۷۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو نشہ اور غصہ کی حالت میں طلاق کا لفظ بیک وقت تین مرتبہ کہا اور شوہر کا یعنی زید کا یہ کہنا کہ ہمارے دل میں تمہاری بہت محبت ہے چاہے ہزار مرتبہ تم کو طلاق دوں، مگر پھر بھی طلاق نہیں ہوگی، تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: مفتی محمد جاوید قاسمی چاند پوری، ضلع: بجنور (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب طلاق کا لفظ تین بار زبان سے بیوی کے حق

میں استعمال کر چکا ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے، چاہے بیک وقت تینوں طلاقیں دی ہوں یا بیوی سے پوری طرح سے محبت ہو، ہر حال میں طلاق واقع ہوگئی ہے۔ اب بلا حلالہ شرعی کے اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وشتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۶/۸۸۸۷)

تین چار سال میں کئی مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عرفان خان نے اپنی بیوی کو کئی مرتبہ میں تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے، سب سے پہلے دو مرتبہ طلاق دی تھی، پھر ڈیڑھ ماہ بعد دو طلاق، پھر ڈھائی سال کے بعد تین طلاق دی، پھر اس کے ایک مہینہ کے بعد تین طلاق دی، ہر طلاق کے بعد روتے ہیں اور معافی تلافی کرتے ہیں اور بیوی کے ساتھ رہتے ہیں، اس وقت سعودیہ عربیہ میں ہیں، فون پر بھی طلاق دیتے رہتے ہیں اور جب یہاں تھے، تو یہاں بھی تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ بیوی کا ان کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ میرے ساتھ رہنے کا اصرار کریں تو میرے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: سائرہ خاتون، لاچٹ نگر، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شوہر

نے آپ کو تین چار سال میں کئی مرتبہ تین سے زیادہ طلاق دیدی ہیں اور اب سعودیہ سے فون پر بھی تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دیتے رہتے ہیں، تو آپ کے اوپر طلاق مغلظہ واقع ہو کر آپ

شوہر کے لئے لڑتے ہوئے طور پر حرام ہو چکی ہیں اور آپ کا ان کے ساتھ رہنا اور اپنے اوپر قابو دینا حرام کاری اور زنا کاری ہوگی۔

قال الله تعالى: الطلاق مرتان: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]

عن سهل بن سعد، قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (بخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۰، ف: ۵۲۵۹، صحيح مسلم، كتاب اللعان، النسخة الهندية ۴۸۹/۱، بيت الأفكار، رقم: ۱۴۹۲، أبو داود شريف، كتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۳۰۶/۱، دار السلام رقم: ۲۲۵۰)

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثاً، قال: لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فان طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۲/۲، رقم: ۵۰۶۵، ف: ۵۲۶۴، صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ۴۷۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۷۱)

عن واقع بن سحبان، قال: سئل عمران بن حصين عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (مصنف ابن أبي شيبة، جديد مؤسسه علوم القرآن بيروت ۵۱۹/۹، رقم: ۱۸۰۸۷)

مالك أنه بلغه أن رجلاً قال لابن عباس: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترى علي؟ فقال ابن عباس: طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (موطا امام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ۱۹۹، بيروت، رقم: ۱۱۲۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره

نکاحاً صحیحاً، ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، زکریا جدید ۵۳۵/۱)

عن عائشہؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فزوجت، فطلقتها، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، دارالسلام رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۵/۶/۴

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۵۵۳)

فون پر کئی مرتبہ طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۷۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انوار عالم بن محمد حسین نے اپنی بیوی عالم آراء کو فون پر بات چیت کرتے وقت حق زوجیت ادا نہ کرنے کی وجہ سے کئی مرتبہ طلاق دیدی، بروز بدھ ۱۳/۰۷/۱۴۳۵ء کو جبکہ ان کی بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق کو صرف دو مرتبہ سنا ہے اور لڑکے کا کہنا ہے کہ تین مرتبہ سے بھی زائد کہا ہے۔ یاد رہے کہ ان کی بیوی حاملہ ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: انوار عالم بن محمد حسین، رائے پور، اودھ سنگھ نگر (اتراکھنڈ)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تین مرتبہ سے زائد طلاق دینے کا

شوہر خود اقرار کر رہا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو کر شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ اب آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہیں ہے

اور طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں ہے صرف شوہر کا اقرار کافی ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایہ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲)

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (ہدایہ، اشرفی

دیوبند ۳۵۶/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۲۶۵/۴۰)

بار بار ”طلاق دی“ کہنا

سوال [۶۷۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میری لڑکی شاہ بانو عمر تقریباً ۱۹ سال جس کی رخصتی کو تقریباً دو سال گزر چکے ہیں۔ اب میری لڑکی شاہ بانو کو طلاق دیدی گئی ہے، ۲۴ جون جمعہ کو لڑکی کی ساس اور دیور اور لڑکا شوہر آیا، ان لوگوں نے پہلے شاہ بانو کے باپ سے تکرار شروع کیا پھر فوراً طلاق دیدی اور یہ لفظ بار بار کہا کہ ”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ پھر کہا میں نے طلاق دی، پھر زینہ پر جا کر اسی کو دہرایا، اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے، اب زیور سامان جہیز اور عدت کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: حاجی خورشید الہی، شیدی سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کی درج شدہ صورت میں لڑکی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

جہیز کا سامان مہر وغیرہ جو لڑکی کی ملکیت ہے، وہ سب لڑکی کا حق ہے، اس کا حق اس کو واپس کرنا لازم ہے۔

أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامی، زکریا ۴/۳۱۱، کراچی ۱۵۸/۳)

اور عدت کا خرچہ شوہر پر اس وقت لازم ہوتا ہے، جب بیوی وہاں پر عدت گذارتی ہے جہاں شوہر کی مرضی ہو ورنہ واجب نہیں۔

ولانفقة لأحد عشرة..... وخارجة من بيته بغير حق. (در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۵۷۵-۵۷۶، زکریا ۵/۲۸۵-۲۸۶، بدائع الصنائع، زکریا ۳/۴۲۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۲۶)

شوہر کا بیوی کو متعدد بار طلاق دینا

سوال [۶۷۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد زید نے اپنی زوجہ سلمیٰ کو ایک ہی مجلس میں متعدد بار طلاق دی واضح رہے کہ شوہر و بیوی کے درمیان نہ تو کوئی جھگڑا تھا، نہ کوئی رنجش، بلکہ یہ طلاق گھر کے دوسرے افراد کے سامنے روز بروز کی لڑائی اور تکرار کی وجہ سے دی؛ جبکہ گھر والے بھی میاں بیوی

دونوں کو تنگ کر رہے تھے، نیز دونوں میاں بیوی اب بھی ایک دوسرے کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے پر راضی ہیں؛ جبکہ طلاق دیئے ہوئے سوا تین ماہ کی مدت گزر چکی ہے۔

المستفتی: محمد عبد، شیخان تلالی، سہسپور، بجنور (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں ”متعدد بار“ کا لفظ ہے، اگر لفظ متعدد بار سے تین یا اس سے زائد طلاق مراد ہے، تو سہمیٰ پر تین طلاق واقع ہو گئی ہیں، اب بغیر حلالہ شرعی کے سہمیٰ کا زید کے ساتھ رہنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے کر انکار کر دے گا، پھر اس عورت سے صحبت کرتا رہے گا اور جب تک یہ دونوں اپنے حال پر رہیں گے زانی کہلائیں گے۔

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُطْلِقُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ يَجْعُدُ طَلَاقَهَا، فَيَقِيمُ عَلَى فَرْجِهَا فَهُمَا زَانِيَانِ مَا أَقَامَا. (طبرانی کبیر، دار أحياء التراث العربي بیروت ۱۰/۲۳۰، رقم: ۱۰۵۵۶)

عن عائشةؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى ينوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهنديه ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۷/۱۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶/رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۸۸۹)

ہوش و حواس میں تین مرتبہ سے زائد طلاق دینا

سوال [۶۷۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو کسی مرض کا کئی کئی دن تک دورہ پڑتا ہے، دورہ کے ختم ہونے کے بعد چوبیس گھنٹہ تک بے ہوش رہتا ہے، جس میں فحش گالیاں بکتا ہے، یہاں تک کہ ماں کو بھی گندی گالیاں بکتا ہے، اس کے بعد پندرہ بیس دن تک دماغ میں گرمی رہتی ہے اور ہوش و حواس باختہ رہتے ہیں، اس کے بعد والی حالت میں زید نے اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت میں کہا ”نسرین میں تجھے طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ شوہر کا بیان یہ ہے کہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ نسرین میں تجھے طلاق دے رہا ہوں ”طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ چار مرتبہ طلاق دینا یاد ہے۔

دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی ہوئی اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد زابد عرف شانو، دولہا پور، مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق دیتے وقت شوہر کو اتنا ہوش و حواس باقی رہا ہے کہ اس نے کیا جملہ استعمال کیا تھا، اس کا خود کا بیان ہی کہ یہ جملہ اسے یاد ہے کہ ”نسرین میں تجھے طلاق دے رہا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ چار مرتبہ اسے طلاق دینا یاد ہے، تو جس قدر ہوش و حواس کا ذکر اس نے اپنے بیان میں کیا ہے، طلاق کے واقع ہونے کے لئے اتنا ہوش و حواس باقی رہنا کافی ہے؛ اس لئے نسرین کے اوپر تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہیں اور طلاق مغلظہ واقع ہونے کی وجہ سے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً. (الأشباه والنظائر

قديم ۹۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

لو طلق فشهد عنده إثنان أنك استثيت وهو غير ذاكر..... إلا أن يجاب بأن المراد بكونه لا يدري ما يقول أنه لقوة غضبه قد ينسى ما يقول ولا يتذكره بعد. (شامي، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، كراچی ۴/۴۴۲، زکریا ۴/۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۹ھ/۵/۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۵۹۴)

تین سے زائد مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ تفضل حسین نے اپنی بیوی کو ۳ سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے اور جب لوگ اس سے طلاق کے سلسلہ میں بات کرنے گئے، تو ان سے بھی اس نے کہا کہ میں نے اسے رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی، اپنا سامان اب لے جاؤ، چاہے بعد میں لے جانا، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور جہیز ومہر دینا لازم ہے بھی یا نہیں؟

المستفتی: حافظ حسین احمد، عمری کلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب تفضل حسین نے اپنی بیوی کو تین سے زیادہ

مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہوگئی ہے، اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی نہیں کر سکتا اور مہر و جہیز کا سامان لڑکی کا حق ہے، اس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔
 وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
 (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر
 قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

المختار للفتوى أن يحكم بكون الجهاز ملكاً لا عارية؛ لأنه الظاهر
 الغالب. (شامی، زکریا ۴/۳۰۹، کراچی ۱۵۷/۳)
 أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامی، زکریا ۴/۳۱۱،
 کراچی ۱۵۸/۳)

وإنما يتأكد لزومه بالوطء ونحوه..... وإذا تأكد المهر لما ذكر
 لا يسقط بعد ذلك. (شامی، زکریا ۴/۲۳۳، کراچی ۱۰۲/۳)

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة..... حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك
 إلا بالإبراء. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۰۳، جدید ۱/۳۷۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۵۲۲)

تین مرتبہ سے زائد چھوڑ دیا کہنا

سوال [۶۷۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر فراست ولد باقر بیوی سنجیدہ بنت مقصود دونوں میاں بیوی بخوشی مقصود کے گھر گئے، کچھ دیر بعد شوہر فراست نے اپنی بیوی سنجیدہ سے کہا، گھر چلو اور ابھی

لے کر جاؤں گا، بیوی نے کہا کہ میں والد سے پوچھے بغیر نہیں جاؤں گی، اس کے بعد بیوی کے والد مقصود صاحب نے کہا کہ شام کو کھانا کھا کر چلے جانا، مگر شوہر فوراً چلنے پر اصرار کرتا رہا کہ ابھی لے کر جاؤں گا، ادھر بیوی کے گھر والے شام کو جانے کے لئے کہتے رہے، اسی وقت فراست نے مکان سے باہر آتے ہوئے جو دوسرے مکان کا راستہ ہے کہا ”میں نے مقصود کی لڑکی کو چھوڑ دیا“ فوراً اور لوگوں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور ڈانٹا، مارا پیٹا، پھر دوبارہ یہی جملہ دہرایا کہ ”میں نے چھوڑ دیا، میں نے چھوڑ دیا“ پھر جب اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے کہا کہ ایسی بات زبان سے کیوں نکالی اور مارا پیٹا پھر اس نے یہ جملہ کہا کہ ”میں نے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا“

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ فراست کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟ شرع کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ: فراست کے مذکورہ جملوں کو نہ بیوی نے سنا نہ بیوی کی ماں نے سنا اور نہ ہی والد نے سنا، دوسرے کے مکان سے جو راستہ نکلتا ہے وہاں یہ جملہ دہرایا۔

المستفتی: رفاقت حسین، عمری کلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے چھوڑ دیا کا لفظ تین مرتبہ سے زائد استعمال کیا ہے اور لفظ چھوڑ دیا عرف میں طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے، اس سے طلاق صریح واقع ہوا کرتی ہے اور جب تین مرتبہ کہے تو تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں؛ اس لئے مذکورہ صورت میں فراست کی بیوی سنجیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

قوله سرحتك وهو ”رہا كردم“؛ لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) إن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت الخ.

(شامی، کتاب الطلاق، باب الکنايات، زکریا ۴/۵۳۰، کراچی ۲۹۹/۳)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق .
 (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۳۵۶، جدید زکریا ۱/۴۲۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۰ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۲۳۵۹)

”میں نے تجھے طلاق دی“ چار مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نعيم نے جھٹانی کے پیچھے طلاق دیدی، جھٹانی سے میل کھا رہا تھا، آٹھ مہینہ کا لڑکا ہے گود میں اور دو مہینہ کا حمل ہے اور دس بجے چار پانچ بار طلاق دی، تین چار بار یہ کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی“ اس وقت دو لڑکی روم، گڑیا گھر میں تھیں اور اس کی جھٹانی بھی تھی، جس کا نام توقیر ہے، لڑکی کی ماں ہے وہ نوکری کرتی ہے۔ اب آپ اس کا فیصلہ دے دیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتیہ: سائلہ انو، ٹھٹھہرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئلہ میں نعيم کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے وہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ وہ عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے، وہ ہمبستری کے بعد اگر طلاق دیدے، تو بعد انقضاء عدت نعيم کے ساتھ اس کا نکاح جائز ہوگا۔
 قال سبحانه تعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]

درمختار میں ہے۔ لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ بها أي بالثلث حتی یطأھا غیرہ۔ (درمختار کراچی ۳/۴۰۹، زکریا ۵/۴۰ تا ۴۳)

اسی میں آگے ہے وتمضي عدته أي الثاني الخ. (در مختار، زکریا ۵/۴۰)

تا ۳، ۴، کراچی ۳/۴۰۹ تا ۱۲۴)

طلاق حمل کی حالت میں بھی واقع ہو جاتی ہے۔ در مختار جلد ثانی ۴۵۴/میں ہے۔

و حل طلاقهن أي الآئسة والصغيرة والحامل. (الدر المختار، کراچی

۳/۲۳۲، زکریا ۴/۴۳۴) جواب مذکور سوال کے مطابق صحیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: ممتاز احمد نعیمی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ نعیمیہ مراد آباد
۲۳/۵/۱۴۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳/۵۳۱۰)

یکبارگی تین چار بار طلاق دینا

سوال [۶۷۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ شوہر نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین چار بار طلاق دی، شوہر کے الفاظ یہ ہیں ”میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ بیوی اس وقت حاملہ ہے، اب دونوں ایک ساتھ رہنے کو رضامند ہیں اس واقعہ کو تقریباً ۲۲ دن کا عرصہ گزر گیا، کیا طلاق ہوگئی؟ حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر تو نہیں پڑا دوبارہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہنے کے لئے کیا صورت ہوگی؟ کتنی مدت اور کیا کیا شرطیں درکار ہیں؟

المستفتی: جسیم احمد، محلہ گلگا سوار، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تین بار سے زائد طلاق دی جائے تو طلاق

مغلطہ واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا مذکورہ صورت میں طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے، اب آئندہ بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ وضع حمل کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے ہمبستری ہو جائے،

اس کے بعد وہ شخص طلاق دیدے، اس کے بعد دوبارہ تین ماہواری گزارے اس کے بعد نکاح پہلے شوہر کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۹، ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

وطلاق الحامل يجوز. (هداية، اشرفي ديوبند ۳۵۶/۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زکریا قديم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها، لقوله تعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرة: ۲۳۰]

من بعد الآية..... إلا بعد وطئ زوج آخر بنكاح صحيح ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۸۸/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۲/۲۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳۶۲۱۵)

”میں نے تجھے چھوڑ دی“ تین چار بار کہنے سے طلاق مغلطہ

سوال [۶۷۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بیک وقت ایک سانس میں تین بار یا چار بار لفظ چھوڑنا کہہ دیا، یعنی یوں کہہ دیا کہ ”میں نے تجھے چھوڑ دی، چھوڑ دی، چھوڑ دی“ کیا یہ طلاق رجعی ہے یا طلاق مغلطہ ہے؟ آپ وضاحت کے ساتھ برائے مہربانی جواب دیں یہ واقعی الحال کا ہے۔

المستفتی: محمد یونس بن محمد حسین، ڈڑھیال، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لفظ چھوڑ دیا عرف میں بیوی کے لئے طلاق کے لئے مستعمل ہے؛ اس لئے اس سے طلاق صریح واقع ہو جاتی ہے اور جب تین بار کہہ دیا تو ہر بار ایک ایک طلاق کل تین طلاق ہو کر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی۔ اب بالکل حرام ہو چکی ہے، بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوگا۔

قوله سرحتك وهو ”رها كردم“؛ لأنه صار صريحاً في العرف (إلى قوله) أن الصريح مالم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت الخ. (شامي، كتاب الطلاق، باب الكنايا، زكريا ۵۳۰/۴، كراچی ۲۹۹/۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۶۰۵)

طلاق، طلاق، طلاق، طلاق سے طلاق کا حکم

سوال [۶۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے بحالت غضب اپنی بیوی سے کہا: جب وہ دونوں غصہ کے موئذ میں تھے یہ کہا، چپ جا طلاق دیدوں گا، پھر کچھ سوچ کر کہا ”طلاق، طلاق، طلاق، طلاق دیدی“ مراد لے ہار ہے، اب آپ یہ بتلائیں کہ طلاق پڑ گئی یا نہیں؟ اگر پڑ گئی تو مغلظہ پڑی یا کوئی دوسری (مثلاً رجعی وغیرہ) نیز یہ بھی بتلادیتے کہ اگر مغلظہ ہے، تو کیا اس میں حلالہ شرط ہے؟ اور کیا حلالہ بغیر صحبت کے ہو جائے گا مثلاً خلوت صحیحہ کے ذریعہ نیز آخر میں انہوں نے کہا چل

بھاگ۔ اور عدت طلاق کہاں گزاری جائے، میکہ میں یا سرال میں؟

المستفتی: دلشاد حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلی مرتبہ شوہر کے یہ کہنے کہ ”چپ جا طلاق دیدوں گا“ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ یہ وعدہ طلاق ہے اور وعدہ طلاق سے طلاق نہیں پڑتی، پھر اس کے بعد ذرا سوچ کر جب شوہر نے تین مرتبہ طلاق طلاق کے الفاظ زبان سے نکالے اور طلاق دینے کا ارادہ کیا، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے دونوں کامیاب بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور حرام ہے اور حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح ہو جائے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہو جائے، پھر وہ اس کو طلاق دیدے اور اس کی عدت گزر جائے تو اب پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے اور اگر شوہر اس گھر میں رہائش چھوڑ دے اور کوئی فتنہ نہ ہو تو شوہر کے گھر میں عدت گزار گی اور اگر شوہر سے آمنا سامنا ہو یا فتنہ کا خطرہ ہو، تو وہاں عدت نہیں گزارے گی؛ بلکہ میکہ میں عدت گزارے گی۔

بخلاف قوله ”کنم“ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۳۸۴/۱، جدید ۴۵۲/۱)

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد إذا لم يلتقيا التقاء

الأزواج ولم يكن فيه خوف فتنه. (درمختار، کراچی ۵۳۸/۳، زکریا ۲۲۷/۵)

وإن تعذر فلتخرج هي. (شامی، کراچی ۵۳۸/۳، زکریا ۲۲۷/۵)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۶۷۷)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵/۳/۱۴۳۳ھ

دو طلاق دینے کے بعد پھر ۲ ماہ بعد دو طلاق دینا

سوال [۶۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاق دیدی، پھر ساتھ ہی رہنے لگے، اب تقریباً چھ ماہ کے بعد پھر دو طلاق دیدی ہے، تو شرعاً کتنی طلاق ہوئی اور اب ساتھ رہنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟
(۲) اگر میاں بیوی اسی گھر میں رہیں تو شرعاً کیا کیا احتیاط کرنی پڑے گی؟

المستفتی: ملکہ ثریا، لاٹری والان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) بر تقدیر صحت واقعہ مسئلہ صورت میں اولاً دو طلاق دینے کے بعد جب دونوں ساتھ رہنے لگے، تو رجعت صحیح ہوگئی؛ لیکن بعد میں جب دو طلاقیں دی گئیں، تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگئی اور بیوی مغضظہ قرار پائی؛ لہذا اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میں ازدواجی تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

الصريح يلحق الصريح كما لو قال لها أنت طالق، ثم قال: أنت طالق، أو طلقها على مال وقع الثاني. (شامی، کتاب الطلاق، باب الکنايات، کراچی

۳۰۶/۳، زکریا ۴۰/۵۴۰، ہندیہ، زکریا قدیم ۳۷۷/۱، جدید ۴۴۵/۱)

(۲) اگر عدت شوہر کے گھر گزاری جائے، تو دونوں میں سختی سے پردہ کرنا لازم ہے،

بے تکلف بات چیت اور تنہائی میں ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں۔ طلاق مغلط کے بعد وہ عورت بالکل اجنبیہ کے درجے میں ہو گئی ہے۔

ولا بد من سترة بينهما في البائن إلى ما قال و سئل شيخ الإسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما أولاد تتعذر عليهما مفارقتهم، فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان التواء الأزواج هل لهما ذلك؟ قال نعم! وأقره المصنف. (در مختار، مع الشامی، کراچی ۳/ ۵۳۷، ۵۳۸، زکریا ۶/ ۲۲۶-۲۲۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

۱۳/ ۶/ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۰۹۶/۳)

دو مرتبہ دو، دو کر کے چار طلاق دینا

سوال [۶۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بچی صدیقہ ظفر کی شادی سید انیس امان سے ۵ سال قبل کی تھی، شادی کے بعد جب اس کی حالت متغیر دیکھی تو مستثنیٰ نفسیہ لے گئے، ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ دماغی مریض ہے، دوائی تجویز کی، مگر انیس امان دوا کھانے سے انکار کرتا ہے کہ یہ دوائی دماغ خراب کرتی ہے، ایسی متغیر حالت میں بھی دوائی کی پہچان رہی اور ہم سب کو بھی پہچانتا رہا، ڈاکٹر کے مشورے سے دوائی جوس میں ملا کر یا صفوف میں ملا کر دیتے رہے، دماغی کیفیت گھٹتی بڑھتی تھی، دوائی کے بغیر خاموش بیٹھا رہتا تھا، دوائی سے کنٹرول رہتا تھا، ان پانچ سالوں میں مختلف جگہوں پر دو سال ملازمت کی مہینے میں ایک دو مرتبہ ناغہ بھی کرتا تھا اور اکثر یہ کہتا رہتا تھا کہ میرے قبضہ میں جن ہیں یا میں ان کو اپنے قبضے میں کروں گا، اکثر کھانا بھی چھوڑتا تھا کہ میں وظیفہ کر رہا ہوں صرف جوس پیوں گا اور جب چاہا کھانا شروع کر دیتا تھا۔

اکثر بچی سے لڑائی جھگڑا کرتا رہتا تھا، یہ سب اپنے ہوش و حواس میں کرتا رہتا تھا، جب لڑائی جھگڑا بہت بڑھ گیا تو میں نے بچی کو اپنے کمرے میں سلانا شروع کر دیا۔ ایک دن ناشتہ دینے گئی، تو کہنے لگا تم مجھ پر جادو کرتی ہو، تم نے چائے میں ضرور کچھ ملایا ہے، تم مجھ سے تال کھیل رہی ہو، بچی روتی ہوئی غصہ میں کمرے سے باہر آگئی اور یہ کہتے ہوئے جب تال کھیلنا بند کر دوں گی تب ہی آؤں گی۔ اتنے میں انیس امان نے دو طلاقیں دیدیں بچی نے زور سے کہا دو اور ایک پہلے دی تھی۔ اب میں تمہارے لئے بالکل حرام ہوگئی ہوں۔ انیس امان کہنے لگا کہ پہلے کی مجھے یاد نہیں شاید دی ہو، نہیں نہیں میں نے نہیں دی، پہلی طلاق کا منکر ہو گیا۔ بہر حال بغیر کسی دباؤ کے سید انیس امان نے اپنے علم و اختیار سے طلاقیں دیں اور ہوش و حواس قائم تھے؛ بلکہ طلاق کے الفاظ کو بخوبی سمجھتا تھا، ان پر کیا نتیجہ مرتب ہوگا؟

بیوی اور غیر بیوی کا ہمیشہ اور بوقت طلاق امتیاز رہا اور دماغی مریض کے علاوہ جلال اور غصہ خوب ہے اور طلاقیں بھی غصہ میں ہی دی ہیں۔ بہر حال سید انیس امان ہندوستان چلا گیا اور چار طلاقوں کا اقرار بمع تحریر، اس طرح کیا کہ میں نے اپنی بیوی صدیقہ ظفر کو ایک مرتبہ دو بار طلاق وقفہ وقفہ سے اور اب ہندوستان آنے سے قبل میں نے اپنی بیوی صدیقہ ظفر کو دو مرتبہ ایک ساتھ طلاق دی۔

سید انیس امان کی والدہ سے معلوم ہوا کہ کالج کے زمانہ سے ہی یہ کیفیت ہے، اسی کیفیت میں اور بہکی بہکی باتیں کرنے کے باوجود انجینئر کی ڈگری حاصل کی۔ اس طلاق کو ایک سال ہو گیا ہے اور اپنی بات یعنی طلاق پر قائم ہے، ہندوستان سے ہفتہ دو ہفتہ میں ان کا فون آتا رہتا ہے کہ بیٹی جویریہ سے بات کرا دو، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا فتویٰ دیتی ہے؟

المستفتی: محمد ارشد، سہارنپوری، المدینۃ المنورۃ، سعودی عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں جو حالات لکھے گئے ہیں ان

کے ہر گوشے پر غور کیا گیا، حاصل یہ نکلا کہ سید انیس امان اپنی زوجہ کو دو مرتبہ دو، دو طلاق

دینے کا خود اقرار کر رہا ہے، اور پہلی مرتبہ جب دو طلاق دی تھی، اس وقت مزید ایک طلاق دینے کا بیوی دعویٰ کر رہی ہے، مگر شوہر انکار کر رہا ہے؛ لہذا شوہر دو طلاق کا خود اقرار ہی ہے؛ اس لئے اس سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی تھیں؛ لیکن بعد کے واقعہ میں دو مرتبہ اور طلاق دینے کا خود شوہر اقرار کر رہا ہے، تو مجموعی طور پر ۴ طلاق کا اقرار ہوا اور ۴ طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہے؛ اس لئے بعد کی دو طلاقوں کے واقع ہونے کی وجہ سے انیس امان کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر شوہر کے لئے بالکل حرام ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے دونوں کے مابین نکاح بھی درست نہ ہوگا اور اس کے دماغی حالات اور غصہ کے بارے میں جو حالات لکھے گئے ہیں، ان سے بھی بات واضح ہے کہ ایسی دماغی خرابی نہیں ہے، جس کی وجہ سے حق زوجیت اور نکاح و طلاق کو نہ پہچانتا ہو؛ بلکہ ہوش و حواس سب درست ہیں اور اسی حالت میں اس نے انجینئرنگ کی ڈگری بھی حاصل کی ہے؛ لہذا ایسی حالت میں مسئلہ نکاح و طلاق میں آدمی کو معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

وقعتنا رجعتین لو مدخولا بها کقولہ أنت طالق أنت طالق. (در مختار،

کتاب الطلاق، باب الصریح، زکریا ۴/۶۳، کراچی ۲۰۲/۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹)

أن رجلاً قال لعبد الله بن عباس: إني طلقْتُ امرأتِي مائةً تطليقةً، فماذا ترى عليّ؟ فقال ابن عباس: طلقْتُ منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة،

النسخة الهندية ۱۹۹، بيروت رقم: ۱۱۲۱، مشکوة شریف ۲۸۴)

في طلاق الغضبان قال فيها إنه على ثلاثة أقسام: أحدها أن يحصل له مبادي الغضب بحيث لا يتغير عقله ويعلم ما يقول ويقصده وهذا إشكال

فیہ . (شامی، کراچی ۳/۴۴، زکریا ۴/۵۵۲)

ولو أقر بالطلاق كاذباً، أو هازلاً وقع قضاءً. (شامی، کراچی ۳/۲۳۶،

زکریا ۴/۴۴۰، البحر الرائق، زکریا ۳/۲۸، کوئٹہ ۳/۴۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۳/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۴۴۷۸)

چار طلاق کی شرعی حیثیت

سوال [۶۷۶۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میری اپنی بیوی سے گرمی ہوگئی، میں نے اور میرے گھر والوں نے بیوی کو بہت سمجھایا، مگر وہ نہیں مانی وہ بدسلوکی اور بدتمیزی کرتی رہی، میرا غصہ بڑھتا رہا، جب وہ نہیں مانی تو میں نے غصہ میں آکر اسے قریب دس فٹ کی دوری سے چار مرتبہ صرف طلاق کا لفظ کہا، اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو پھر دوبارہ اس کے ساتھ رہنے کے لئے کیا کرنا پڑے گا؟

المستفتی: محمد انیس، گڑیا باغ ناگ پھنی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے بیوی کو چار مرتبہ طلاق دی ہے،

تو تین طلاقیں کے ذریعہ بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو جائے گی اور ایک طلاق لغو ہوگی، آئندہ بغیر حلالہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے اور اگر دوبارہ دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ کا جو طریقہ ہے، اس کو اختیار کرنا لازم ہوگا۔

مالک أنه بلغه أن رجلاً قال لابن عباس إني طلقت امرأتي مائة

تطليقة، فماذا ترى علي؟ فقال له ابن عباس طلقت منك بثلاث و سبع

وتسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (المؤطا، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، للإمام مالك ۱۹۹، رقم: ۱۱۲۱)

عن محمد بن أياس أن ابن عباس رضي الله عنهما، وأبا هريرة، وعبد الله بن عمرو و بن العاص، سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثاً، فكلهم قال: لا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (أبو داود شريف، كتاب الطلاق، باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، النسخة الهندية ۱/۲۹۹، رقم: ۲۱۹۸)

لو قال أنت طالق مراراً، أو ألوفا تحته، فيقع به الثلاث ويلغوا الزائد.

(در مختار مع الشامی، کراچی ۳/۲۸۰، زکریا ۴/۵۰۴)

عن عائشة، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت، فطلق، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

وأما الطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزواج آخر. لقوله عز وجل: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ. (بدائع الصنائع، فصل في حكم الطلاق البائن، زکریا ۳/۲۹۵، درالکتب العلمیة بیروت ۴/۴۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۳۷)

چار بار طلاق دے کر آپس میں معافی مانگنا

سوال [۶۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میاں بیوی کا آپسی جھگڑا تھا، جب ماں کے سامنے جھگڑے کی بات کھلی تو شوہر نے بیوی کو ہوش و حواس کی حالت میں چار بار طلاق دیدی اور کہا جامیں نے تجھے آزاد کر دیا، بیوی حاملہ ہے، تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ میاں بیوی نے آپس میں معافی مانگ لی۔

المستفتی: محمد ارباب الرحمن، قانون گوئیان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاق مغلطہ واقع ہو گئیں، اب شوہر کے لئے حلالہ کئے بغیر اس عورت سے نکاح درست نہیں ہو سکتا، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ وہ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی مرد سے نکاح کر لے اور وہ مرد اس کے ساتھ ہمبستری کر لے، پھر طلاق دیدے یا مرجائے، اس کے بعد پھر عورت عدت گزارے، پھر اس کے بعد پہلا شوہر نکاح کر کے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

وفي الهندية: إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/ ۳۹۹ تا تاريخانية، زكريا ۵/ ۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۳۴/۳۶)

بیوی کے مطالبہ پر چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رشیدہ بیگم بنت وحید الدین نے اپنے شوہر کفیل احمد ولد رئیس احمد سے طلاق کا مطالبہ کیا اور کہا کہ ہم تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتے، ہمیں طلاق دیدو، پھر اس کے جواب

میں لڑکے نے اپنے باپ رئیس احمد، لڑکی کے باپ وحید الدین، لڑکی کے چچا نجم الدین اور سلیم کی موجودگی میں کہا ”میں نے طلاق دی، طلاق، طلاق، طلاق“ اب سوال یہ ہے کہ لڑکی کو طلاق پڑ گئی یا نہیں اور وہ جدا ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی: رئیس احمد، پرانی بانس منڈی، سینا پور، کھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال نامہ میں تحریر کردہ بیان صحیح

اور درست ہے، تو لڑکی کے مطالبے پر لڑکے نے جو طلاق کا لفظ چار مرتبہ استعمال کیا ہے، اس سے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی۔ اب بلا حلالہ شرعیہ کے دونوں کے درمیان آئندہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۳۴۲)

چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۷-۶۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: زید مجمع عام میں اس بات کا اقراری ہے کہ میں نے اپنی بیوی ہندہ کو لڑائی

جھکڑے کے دوران کہا کہ دیکھ میرا کہا مان لے ورنہ برا ہو جائے گا، پھر صاف یہ کہا کہ میں طلاق دوں گا، ہندہ نے جھلا کر انتہائی بیزار و گستاخی سے کہا گالی جکتے ہوئے کہ تو کیا طلاق دے گا، دے، اس پر فوراً زید نے کہا ”طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ ۴ بار بعد میں ہندہ سے اس کی تحقیق کی گئی تو اس نے بھی مجمع عام میں اس واقعہ کی تصدیق کی، صورت مسئلہ میں طلاق ہوئی کہ نہیں؟ اگر ہوئی تو مغلطہ یا رجعی یا بائنہ اور اس کے تحت کیا حکم شرع ہے؟

(۲) طلاق واقع ہونے کی صورت میں نان و نفقہ اور مہر سے متعلق احکام بھی بیان فرمادیں۔ نیز طلاق کی صورت میں زید و ہندہ کا لڑکا امام الحسن جو پونے دو سال کا ہے، اس کے متعلق حال اور مستقبل میں ہونے والے حکم کی وضاحت فرمادیں۔

المستفتی: سائین کھاڑی، رام نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو مخاطب کر کے تین مرتبہ سے زائد طلاق دیدی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہوگئی۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲، تاتار حانیة،

زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۸۸/۲)

(۲) اگر شوہر جہاں پر عدت گزارنے کے لئے کہے وہاں پر عدت گزارتی ہے، تو صرف عدت کے زمانہ کا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہے اور پونے دو سال کے بچہ کو ماں دو سال پورے ہونے تک رکھ سکتی ہے، اس کے بعد باپ اپنے پاس رکھنا چاہے، تو باپ کے حوالہ کر دینا لازم ہے۔ نیز اگر ماں دوسری جگہ شادی کرتی ہے، تب بھی ماں کو رکھنے کا حق نہیں ہے۔

والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمة أي الصغير الخ. (در مختار،
کراچی ۵۶۰/۳، زکریا ۲۶۶/۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۷۱)

بیوی کو مخاطب کر کے چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چار ماہ کا لڑکی کو حمل ہے اور میاں بیوی میں اور نند، ساس میں بھی جھگڑا تھا، اس وجہ سے شوہر نے چار مرتبہ یہ کہہ کر کہ شاہانہ میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دیدی، دو لڑکیاں ہیں ایک کی قریب ۲ سال کی عمر ہے اور دوسری کی ۹ ماہ ہے اور تیسرا حمل ۴ ماہ کا ہے اور میری ماں بیوہ ہے، میں نے دونوں لڑکیوں کو دادی کے پاس چھوڑ دیا ہے، میں اپنی والدہ کے پاس آگئی ہوں، ان لڑکیوں کی پرورش کی ذمہ داری کس کے اوپر ہے؟ لہذا طلاق کے بارے میں اور ان لڑکیوں کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

المستفتیہ: شاہانہ بی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو مخاطب کر کے چار مرتبہ طلاق کے الفاظ زبان سے نکال دیئے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب شوہر بیوی کو بغیر حلالہ کے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا۔

کرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، زکریا ۵۲۱/۴، کراچی ۲۹۳/۳)

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

ان دونوں بچیوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے؛ البتہ بالغ ہونے کے بعد باپ کو لے جانے کا حق ہوگا۔ نیز اگر ماں دوسری جگہ شادی کرے گی تب بھی باپ کو لے جانے کا حق ہوگا۔

تربیۃ الولد ثبت للأُم. (در مختار، زکریا ۵/۲۵۲، ۲۵۳، کراچی ۳/۵۵۵)
والأُم، والجدۃ لأُم، أو لأب أحق بها أي بالصغيرة حتی تحيض أي تبلغ.
(در مختار، کراچی ۳/۵۶۶، زکریا ۵/۲۶۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۵۸۰)

جھگڑے کی حالت میں چار مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مقام کربلا میں بیوی میں جھگڑا ہوا، قریب رات کو ۱۱ بجے بیوی کے خاوند نے چار بار ”طلاق، طلاق، طلاق، طلاق“ کہا، اس کے علاوہ قریب میں ایک عورت رہتی ہیں وہ بھی کہہ رہی تھیں کہ میں نے بھی چار بار طلاق سنا، شوہر کی بیوی کہتی ہے کہ مجھے ایک بار طلاق دی؛ جبکہ شوہر خود چار بار کہنے کا اقرار کر رہا ہے۔

المستفتی: محمد رفیق، محلہ کربلا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب جھگڑے کی حالت میں زبان سے طلاق نکلا ہے، تو مخاطب بیوی ہی ہوگی؛ اس لئے صورت مذکورہ میں بیوی کو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه. (شامی، کراچی ۳/۲۴۸،

زکریا ۴/۴۵۸)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر
قدیم ۹، ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۰۰/۲۵)

دو طلاق دینے کے بعد بہن کے کہنے پر دو اور دینا

سوال [۶۷۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن سرتاج جہاں کی شادی آٹھ سال قبل ظہیر عالم ولد شہادت حسین سے ہوئی تھی، ظہیر عالم نے بروز سنچرا مئی ۲۰۱۰ء کو صبح آٹھ بجے طلاق طلاق کہہ کر گھر سے نکال دیا اور کہا ”جائیں نے تجھے طلاق دی“ اس پر ظہیر عالم کی بہن نے کہا ابھی طلاق نہیں ہوئی ہے، پھر ظہیر عالم نے دوبارہ طلاق طلاق کہہ کر کہا لے اب ہو گئی۔ سرتاج جہاں کے دو بیٹے ہیں اور آٹھ ماہ سے حاملہ ہے، تو کیا ان حالات میں طلاق ہو گئی؟

المستفتیہ: سرتاج جہاں اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں جب پہلے طلاق طلاق کہہ کر گھر سے نکال دیا، تو اس سے دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں اور ”جائیں نے تجھے طلاق دیدی“ یہ پہلی طلاق کی خبر ہے؛ لیکن اس کے بعد بہن کے جواب پر دوبارہ مزید جو یہ کہا ہے کہ طلاق طلاق لے اب ہو گئی، تو اس کے ذریعہ سے مزید ایک طلاق کی جو گنجائش باقی تھی وہ ختم ہو گئی؛ لہذا سرتاج جہاں پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر مغلطہ ہو گئی اور بیوی شوہر پر قطعی حرام ہو گئی، آئندہ دونوں کے درمیان بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا، اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ ہاں البتہ بچہ کی ولادت کے بعد عدت پوری ہو جائیگی۔

لوقال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً. (الاشباه والنظائر،

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وطلاق الحامل يجوز (هدایہ اشرفی دیوبند ۳۵۶/۲)

وحل طلاقهن أي الاثثة والصغيرة والحامل. (شامی کراچی

۲۳۲/۳، زکریا ۴/۳۴)

وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. [الطلاق: ۴]

وإن كانت حاملاً فعدتها أن تضع حملها لإطلاق، قوله تعالى:

وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (هدایہ اشرفی دیوبند ۴۲۳/۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها

(ہندیہ زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایہ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲،

تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۳۱۵/۱۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۶۰۶۱۰)

میں نے ان کو طلاق دیدی ۴/۵ مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال [۶۷۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ رات کے وقت باپ بیٹے کے بیچ کسی بات کو لیکر جھگڑا ہو رہا تھا اور اس

رات میں ان کا رشتہ دار بھی موجود تھا۔ یہ لڑکا شادی شدہ تھا جس کے ساتھ باپ جھگڑ رہا تھا

اس کے باپ اور اس کے چھوٹے بھائی اور رشتہ دار نے پکڑ کر اس شادی شدہ لڑکے کو باندھا

اور بری طرح مار پیٹ کی اور یہ سب کچھ اس کی زوجہ بھی دیکھ رہی تھی، جب لڑکے کے اوپر

تنگی ہو رہی تھی۔ وہ لوگ مار پیٹ کر اپنے گھر میں چلے گئے، اور ان کو اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ دیا، اس حالت میں انہوں نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم مجھ کو کھول دو، مگر ان کی زوجہ نے انکار کر دیا، پھر کہا کہ اگر تم نے مجھے نہیں کھولا تو میں تم کو طلاق دیدوں گا، اس بات پر ان کی زوجہ نے کہا کہ نکاح کرتے وقت دس پندرہ آدمی تھے، اسی طرح دس پندرہ آدمی کے سامنے طلاق دینا، اس پر لڑکے نے کہا دس پندرہ تو نہیں دو چار پڑوسی ضرور سن رہے ہوں گے، جب تم میرا کہنا نہیں مانتی تو تم میری کیسی عورت ہو، جو اس حالت میں میرے کام نہیں آ سکتیں اس طرح لڑکے نے بلند آواز سے کہا کہ سن لو پڑوسیوں میں نے ان کو طلاق دیدی، اور یہ الفاظ چار پانچ مرتبہ کہے، اور یہ سب پڑوسی سن رہے تھے، پھر بھی اس عورت نے نہیں کھولا، اس کے رشتہ دار اور اس کے والد نے آکر کھولا، اب صبح میں بات ہوئی اس لڑکے کی والدہ نے محلّہ والوں کو بلا کر خود کہا کہ میرے لڑکے نے اپنی عورت کو طلاق دیدی، اور یہ گواہی خود ان کی زوجہ نے بھی دی کہ انہوں نے مجھے طلاق دیدی ہے، میں ان کے پاس رہنے کے قابل نہیں رہی، کھیل سمجھ رہے ہیں، برابر یہ بات گاؤں کے اندر چلتی رہی، جب حدیث کی روشنی میں یہ بات آئی تو صبح گواہی پڑوسیوں سے ملی، تب انہوں نے سوچا کہ یہ عورت ہم سے چھوٹ جائے گی، تو سب لوگوں کو جھٹلایا، کہ میں نے طلاق نہیں دی، صرف یہ کہا تھا کہ اگر تم نے نہیں کھولا تو میں طلاق دیدوں گا؛ جبکہ پڑوسی یہ کہہ رہے ہیں کہ چار یا پانچ مرتبہ یہ جملہ کہا میں نے اس کو طلاق دی، یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

جب لوگوں نے بات کھول دی کہ اس کو طلاق دیدی، تو وہ لڑکا اس کو لیکر پردیس چلا گیا، یہ شرارت اس کے والدین کی تھی اور اس طلاق کی حالت میں ایک بچہ پیدا ہوا کچھ عرصہ بعد پھر گاؤں واپس آ گیا، پھر لوگوں نے اس کے آنے پر بات اٹھائی، پھر اس نے اس بات کو جھٹلایا، کہ میں نے طلاق نہیں دی، آپ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، جو گواہ ہیں (سننے والے) یہ کہہ رہے ہیں کہ کہیں بھی گواہی دلوا دو ہم تیار ہیں۔ آپ اس کا

صحیح جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

اور اس کے ساتھ ہم لوگوں کو کیسا تعلق رکھنا چاہئے اور مسجد سے کوئی مطلب رکھنا چاہئے یا نہیں؟ اور ان لوگوں سے کلام کرنا کیسا رہے گا؟ صحیح جواب سے مطلع فرمائیں۔

اور جو گواہ ہیں ان کے انگوٹھا کا نشان ہے۔ ۱۔ محمد یوسف ۲۔ یا سر ۳۔ قیوم احمد ۴۔ محمد یعقوب ۵۔ محمد شاہد انصاری

نوٹ: ان کے والد نے سہارا دیدیا کہ ہمارے لڑکے نے طلاق نہیں دی، ان لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؛ جبکہ گواہ صحیح گذرے ہیں، اس پر یہ نہیں مانئے؛ جبکہ ان حالات میں اس لڑکے کی زوجہ نے نہیں کھولا اور دوسرے نے کھول دیا اور آپ صحیح جواب دیں؛ کیونکہ ان لوگوں نے سب کو جھٹلارکھا ہے۔

المستفتی: محمد شاہد انصاری آؤنلہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال نامہ میں درج شدہ واقعہ صحیح ہے اور شہادت دینے والے مقبول الشہادہ ہیں اور مذکورہ واقعہ کی صحت کی شہادت دے رہے ہیں، تو بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں، بلا حلالہ ساتھ رکھنا ناجائز اور حرام کاری ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الاشباہ والنظائر، قدیم ۹، ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۳۸۱)

”میں نے تجھے طلاق دی“ چار مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال [۶۷۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ محمد یامین نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے درمیان چار پانچ مرتبہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، تو اب اس صورت میں یامین کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں۔ اب بیوی کو رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟ جواب سے نوازیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد یامین، کربلا، سنہ ۱۴۰۷ھ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں یامین کی بیوی پر طلاق مغضظہ واقع ہوگئی ہے۔ اب بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔ اب بیوی کو رکھنے کی صرف یہ صورت ہو سکتی ہے کہ عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری ہو جائے، پھر وہ شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے، تو دوبارہ عدت گزار کر شوہر اول یامین سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانیۃ، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنہر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۸۸/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹/ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۲۸/۲۵)

چارپانچ بار طلاق دی؛ لیکن لڑکی نے نہیں سنا

سوال [۶۷۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ شادی میں گئی تھی، اپنے شوہر کے ساتھ میرے گھر آگئی تھی، شوہر راضی خوشی لڑکی کے کپڑے اور زیور لے کر اپنے گھر چلا گیا، میری لڑکی نسیم جہاں سے یہ کہہ گیا کہ شام کو گھر آ جانا میری لڑکی نے یہ کہا کہ تم آ جانا یا کسی بھائی کو بھیج دینا، میرے داماد محمد وسیم دوسرے دن آئے، غصہ میں آئے تھے ساس کو دروازہ پر بلا کر کہا کہ میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دی، یہ بات سن کر وسیم کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، یہ تم نے کیا کہہ دیا، وہ چار مرتبہ کہہ کر چلے گئے، میری لڑکی نسیم باورچی خانہ میں تھی، اس نے نہیں سنا، جب اس کی والدہ نے لڑکی سے کہا کہ تجھے طلاق دے کر چلے گئے، اس نے کہا کہ میں نے نہیں سنا،

المستفتی: ظہور احمد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں نسیم جہاں پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق. (ہندیۃ، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

اب بلا حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا، طلاق ہونے کے لئے بیوی کا سننا لازم نہیں۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، مجمع الأنہر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۸۸/۲، تاتارخانیۃ، زکریا ۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، ہندیۃ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۹۲)

پانچ چھ مرتبہ طلاق

سوال [۶۷۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو غصہ کے عالم میں پانچ چھ مرتبہ طلاق دی اور کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی“ ان الفاظ کو کئی مرتبہ دہرایا، تو ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو بغیر حلالہ کے وہ اس کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ اور عدت کہاں گزارے گی؟

المستفتی: محمد اسماعیل، اغوان پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تین مرتبہ یا اس سے زیادہ طلاق کا لفظ استعمال کیا ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوگا اور حلالہ کے اندر ہمبستری اور وطی شرط ہے، اس کے بغیر حلالہ صحیح نہ ہوگا۔

لو کرر لفظ الطلاق وقع الكل . (شامی، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر

المدخول بہا، کراچی ۳/۳۹۳، زکریا ۴/۵۲۱)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغیر حرف الواو یتعدد

الطلاق . (ہندیۃ، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

عن عائشۃؓ قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غیرہ، ویذوق کل واحد

منہما عسیلة صاحبه. (سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیة

بیروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

نیز بیوی کو عدت شوہر کے گھر گزارنا لازم ہے، بلا عذر وہاں سے منتقل ہونا جائز نہیں۔

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه، ولا تخرجان

منه. (الدر المختار، کراچی ۳/۵۳۶، زکریا ۵/۲۲۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۲/۱۴۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۲۱۲۰)

”میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی“ چھ مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میرے اور میرے سر کے درمیان پہلے سے جھگڑا تھا، اس درمیان سر میرے یہاں آئے اور کہا کہ کل تم میرے یہاں گئے تھے، تمہیں جو کرنا ہے کرلو، میں یہاں آ گیا ہوں، میں نے کہا کہ مجھے آپ کی بیٹی کو طلاق دینی ہے، اور کچھ نہیں پھر میں نے کہا کہ ”میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی“ پھر اس کے بعد میں نے کہا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی، میں نے تمہاری بیٹی کو طلاق دی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئلہ میں میری بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

المستفتی: رئیس احمد، کھود پورا، تالپور، رامپور (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر وہ مغلطہ ہوگئی، دوبارہ بلا حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہو سکتا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ دوسرے مرد سے عدت کے بعد نکاح صحیح کر کے ہمبستر ہو جائے، پھر اس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد عدت گزار کر نکاح کر لیا جائے۔

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق. (عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

لو کرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامی، کراچی ۳۹۳/۳، زکریا ۵۲۱/۴)
لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایہ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانیہ، زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیہ بیروت ۸۸/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۵۸/۲۴)

دو مرتبہ تین تین دفعہ طلاق دینے کا حکم

سوال [۶۷۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسماۃ شائستہ خانم بدچلن بدتمیز بے حیا لڑکی تھی، اس کی شادی سائل کے

ساتھ ہوگئی، دیگر قومات کے ساتھ متفرق اوقات میں شائستہ کو اس کے دین مہر کا روپیہ مبلغ دس ہزار روپیہ ادا کر دیا تھا؛ لیکن شائستہ نے اپنی ناجائز حرکات سے سائل کو جیتے جی زندہ درگور کر دیا، آخر سائل شائستہ کی بدکرداری سے متنفر ہو کر متفرق اوقات میں دو مرتبہ تین تین دفعہ اس کو طلاق دے چکا ہے؛ لیکن سائل شائستہ کی جانب سے خدا اور رسول کے واسطہ دینے پر سابقہ طور پر اس کے ساتھ رہتا چلا آ رہا تھا اور شائستہ کے بطن سے پیدا ہونے والی تیسری لڑکی سعدیہ جس کی عمر دو سال چھ ماہ کی ہے، چوتھی لڑکی علینا جو صرف گیارہ ماہ کی ہے، حیات ہیں جو شائستہ کے پاس ہیں۔ اب گزارش یہ ہے کہ آپ حضرات کلام مقدس اور احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ طے فرمادیں کہ سائل کو مذکورہ بالا حالات میں کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: شہادت حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر خود اقرار کر رہا ہے کہ پہلے دو مرتبہ طلاق دے چکا ہے اور بعد میں پھر تین طلاقیں، تو بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی اور طلاق مغلط ہو کر زوجیت سے بالکل خارج ہو چکی ہے، اب دونوں کامیاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور حرام کاری ہوگی۔ اب شائستہ شوہر کی بیوی نہیں رہی، اب دونوں میں علیحدگی شرعی طور پر لازم اور واجب ہے۔

لو کرر لفظ الطلاق وقع الكل . (شامی، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر

المدخول بہا، کراچی ۳/۹۳، زکریا ۴/۵۲۱)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طلق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

إذا قال لامرأته: أنت طالق، طالق، طالق، ولم يعلقه بالشرط، إن

كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳)

إذا كانت الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تَنكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ نِكَاحاً صَحِيحاً، وَيَدْخُلُ بِهَا، ثُمَّ يَطْلُقُهَا، أَوْ يَمُوتَ عَنْهَا.
(ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۸۹۸۱/۳۸)

جھگڑے کے دوران سات مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے دوران سات مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے، اس کے بعد اس کی بیوی اپنے میکہ چلی گئی، آج ایک مہینہ تیرہ دن ہو گئے، شریعت کی روشنی میں اس طرح طلاق کہنے سے کتنی طلاقیں ہوں گی؟ واضح فرمائیں۔
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب سات مرتبہ شوہر نے طلاق کے الفاظ استعمال کئے ہیں، تو بیوی پر طلاق مغضہ واقع ہو چکی، بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں ہوگا؛ اور سات مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کرنے کی وجہ سے شریعت کے ساتھ ایک طرح کا مذاق کیا ہے، اس لئے شوہر پر توبہ کرنا لازم ہے، اب اگر ساتھ رہنا چاہے تو شرعی حلالہ کے بعد ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ، فَمَاذَا تَرَىٰ عَلَيَّ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلَقْتَ مِنْكَ بَثْلَاثَ وَسَبْعٍ وَتَسْعُونَ اتَّخَذَتْ بِهَا آيَاتُ اللَّهِ هَزْوَاً. (مؤطا مالک، کتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة،

النسخة الهندية ۱۹۹، مشکوٰۃ شریف ۲۸۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ، نکاحاً صحیحاً ویدخل بہا، ثم یطلقہا، أو یموت عنہا۔
(الہندیۃ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۷۸۵۲۵)

سات مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی کئی لڑکیاں ہیں، بڑی لڑکی کی شادی ہوگئی، مگر اس کے شوہر نے کسی بنا پر سات طلاق دیدیں، کچھ دنوں وہ عدت میں رہی، پھر وہ اپنے شوہر کے پاس چلی گئی اور کہا کہ حلالہ ہو گیا، مگر اس کا ثبوت نہ دے سکی اور وہ طلاق شدہ لڑکی زید کے یہاں آتی جاتی رہتو زید سے تعلقات باقی رکھے جائیں یا نہیں؟

المستفتی: حبیب الرحمن، دھامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے سات مرتبہ طلاق دیدی ہے، تو اس سے طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ اس شوہر کے پاس رہنا حرام کاری ہوگی، اگر صحیح واقعہ کے مطابق شرعی حلالہ نہیں ہوا ہے، تو اس کا طلاق مغلطہ دینے والے شوہر کے ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

أن رجلاً قال لابن عباس: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترى عليّ؟
فقال له ابن عباس: طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيت الله
هزواً. (مؤطا مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ۱۹۹)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي، كتاب الطلاق، باب طلاق غير

المدخول بها، کراچی ۳/۲۹۳، زکریا ۴/۵۲۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

سب رشتہ دار اور بااثر لوگوں پر ضروری ہے کہ زید کو سمجھائیں کہ لڑکی کو حلالہ سے پہلے شوہر کے پاس جانے سے روک لیں، اگر زید روک تھام نہ کرے، تو اس سے قطع تعلق کرنے کی گنجائش ہے۔

قوله تعالى: وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. الآية
[ہود: ۱۱۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۱/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۶۹)

آٹھ طلاق دینا

سوال [۶۷۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو لڑائی کے دوران آٹھ طلاق دیدیں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: دلشاد احمد پکا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے تین سے زائد طلاقیں دیدیں تو بیوی پر طلاق مغالطہ واقع ہو چکی ہے، بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ نکاح بھی جائز نہیں ہے۔

أن رجلاً قال لابن عباس: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترى عليّ؟
فقال له ابن عباس: طلقت منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيت
الله هزواً. (موطأ مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، النسخة الهندية ۱۹۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ مزی قعدہ ۱۴۱۴ھ

۱۱/۲/۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۷۰۴)

آٹھ نومرتبہ طلاق کے بعد کہنا طلاق نہیں ہوئی

سوال [۶۷۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قادر و شمیم تاج اور ان کے شوہر امداد حسین کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا اور شوہر امداد حسین نے اپنی زوجہ قادر و شمیم کو ۸-۹ مرتبہ لفظ طلاق کہہ دیا، بعدہ تیار ہو کر گھر سے دور جا کر فون کے ذریعہ SMS بھیجا کہ میں کاغذات بھیج رہا ہوں اس پر دستخط کر دو، پھر شام کو گھر آ کر اپنی زوجہ سے کہا کہ ہمارے درمیان طلاق نہیں ہوئی ہے، میں نے مسئلہ معلوم کر لیا ہے۔

المستفتی: کیو، تاج الدین پتھر کا پٹی، آندھرا پردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حسب تحریر سوال جب امداد حسین نے اپنی بیوی کو آٹھ نومرتبہ طلاق کے الفاظ کہہ دیئے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو کر وہ امداد حسین کے لئے قطعی طور پر حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ شرعیہ کے دونوں کامیاں بیوی کی طرح رہنا ناجائز اور حرام ہے اور شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی ہے محض غلط بیانی ہے؛ اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔

عن مجاہد قال: كنت عند ابن عباسؓ، فجاء رجل، فقال: إنه طلق امرأته ثلاثاً قال: فسكت حتى ظننت أنه رادها إليه، ثم قال: ينطلق أحدكم

فیرکب الحموقۃ، ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس وإن الله قال: ومن یتق الله یجعل له، مخرجاً وانک لم تتق الله فلا أجدلک مخرجاً، عصیت ربک وبانت منک امرأتک. (أبو داؤد، کتاب الطلاق، باب بقیۃ التطلیقات الثلاث،

النسخة الهندیة ۱/۲۹۹، دارالسلام رقم: ۲۱۹۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

۱۴۳۳/۵/۲۸

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۷۰)

نشہ کی حالت میں آٹھ نو بار طلاق دینا

سوال [۶۷۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نعیہ بانو خدا کو حاضر و ناظر کر کے میں یہ پرچہ لکھ رہی ہوں، میرے شوہر گھر میں شراب پی کر آتے ہیں اور جو کچھ بھی ان کے دل میں آتا ہے، وہ کہتے ہیں، مجھ کو مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلا اپنے گھر والوں کو میں نے تجھ کو طلاق دی، وہ فیصلہ کر کے لیجاویں گے، یہ الفاظ کہہ دیتے ہیں، بات بات پر طلاق کا نام لیتے ہیں، آٹھ نو بار یہ الفاظ کہہ دیتے ہیں، اور اپنی زبان سے ادا کر دیتے ہیں، اس وقت ان کی والدہ نے بھی کہا کہ بار بار طلاق کا نام تو لیتا ہے اور طلاق کی دھونس بار بار دیتے ہیں اور کہتے تھے تیرے گھر پر وہ کارنامہ انجام دوں گا کہ جب دیکھوں گا کہ تیرے باپ اور بھائی کتنے بڑے لاٹ صاحب ہیں، میرا دل کہتا ہے کہ مجھ کو طلاق ہو چکی ہے، میں اس گھر میں اب نہیں جانا چاہتی، مجھ کو مجبور کرنے کی ضرورت نہیں یہ لڑکی کا بیان ہے۔

نوٹ: اوپر لڑکی کا بیان ہے اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر بیان دے رہی ہے، اب ہم لوگ پریشان ہیں کہ کیا کریں؟ ہم کو اس مندرجہ بالا عبارت کی روشنی میں اور شریعت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب چاہئے کہ کیا لڑکی کو طلاق ہو چکی ہے؟

المستفتی: محمد الیاس آزاد، صدر بازار سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعہ میں لفظ طلاق دی کا تلفظ شوہر تین مرتبہ کر چکا ہے، تو تین طلاقیں ہو گئیں، ورنہ نہیں۔ نیز اس کے ثبوت کے لئے یہی لازم ہے کہ لڑکی دو یا شرع مرد یا ایک با شرع پابند صوم و صلوٰۃ مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ثابت کر دے یا شوہر خود اقرار کرے ورنہ طلاق کا شرعی ثبوت نہ ہوگا۔

قال الله تعالى: **وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ**. [البقرہ: ۲۸۲]

ولغيرها رجلان، أو رجل وامرأتان للآية، أطلقه فشمّل المال وغيره كالنكاح والطلاق. (البحر الرائق، كتاب الشہادت، کوئٹہ ۶۲/۷، زکریا دیوبند ۱۰۴/۷)

وما سوا ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان، أو رجل، وامرأتان سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح، والعتاق، والطلاق. (الجوهرة، امدادیة ۳۲۶/۲، دارالکتاب دیوبند ۳۰۹/۲، ہدایہ اشرفی دیوبند ۱۵۴/۳، شامی، کراچی ۴۶۵/۵، زکریا ۱۷۸/۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۷۷)

تم کو تین طلاق ہی نہیں بلکہ نو طلاق کہنے کا حکم

سوال [۶۷۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شیخ جلال الدین ساکن پرینی بازار ضلع بھاگل پور نے کسی وجہ سے اپنی بیوی خدیجہ کو کافی مارا، پیٹا اور غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ تم کو تین طلاق ہی نہیں؛ بلکہ نو طلاق دیں، تو خدیجہ کو کتنی طلاق ہوئیں؟

المستفتی: محمد شمیم خاں، بھاگل پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شیخ جلال الدین نے اپنی بیوی خدیجہ سے کہا کہ تم کو تین طلاق ہی نہیں؛ بلکہ ”نو طلاق“ تو اس سے شیخ جلال الدین کی بیوی پر تین طلاق مغلطہ واقع ہو گئیں اور بقیہ چھ لغو ہو گئیں اور بغیر حلالہ کے شیخ جلال الدین کے لئے اس بیوی سے دوبارہ نکاح کرنا صحیح نہ ہوگا۔

أن رجلاً قال لابن عباس: إني طلقْتُ امرأتِي مائةً تطليقةً، فماذا ترى عليّ؟ فقال ابن عباس: طلقْتُ منك بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (الموطأ للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، اشرفي ديوبند ۹۹)

درمختار میں ہے۔

لو قال أكثر الطلاق، أو أنت طالق مراراً، أو ألوفاً، أو لا قليل، ولا كثير فثلاث. هو المختار وفي الشامية: قوله ألوفاً؛ أي فيقع به الثلاث ويلغو الزائد. (در مختار مع الشامی، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچی ۳/ ۲۸۰، زکریا دیوبند ۴/ ۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۶/۳۱۳۷)

جانتھے طلاق، طلاق دس مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو دس بار یہ الفاظ کہے کہ جانتھے طلاق، طلاق..... اور دس مرتبہ ماں کی گالی بھی دی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق واقع

ہوگئی؟ اگر واقع ہوگئی، تو کون سی پھر دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی صورت میں بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح جائز نہیں، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمسستر ہو جائے، اس کے بعد طلاق دے دے، اس کے بعد دوبارہ عدت گزرنے کے بعد آپ نکاح کر سکتے ہیں۔

أن رجلاً قال لابن عباس: إني طلقت امرأتي مائة تطلقه، فماذا ترى عليّ؟ فقال ابن عباس: طلقت منك بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، اشرفي ديو بند ۱۹۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲۳۹۳۲)

تجھے طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق..... دس مرتبہ کہنا

سوال [۶۷۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید نے کہا اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہوئے کہ تیرا ارادہ کیا ہے، بیوی نے

کہا جوتمہارا ہے وہی میرا ارادہ ہے، شوہر نے کہا میرے بچے ہیں، میں اپنے بچے لینے آیا ہوں اور تجھے طلاق دیتا ہوں اور کم از کم دس مرتبہ لفظ طلاق کہا، آپ سے درخواست ہے کہ جواب تحریر فرمادیں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حافظ طلیس احمد، سوار، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ صورت میں زید کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور دس مرتبہ لفظ طلاق کہا، تو اس سے تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اب طلاق مغلطہ واقع ہونے کی وجہ سے بغیر حلالہ شرعیہ کے آپس میں نکاح بھی درست نہیں ہے۔

أَنْ رَجُلًا قَالَ لَابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي مَائَةَ تَطْلِيقَةٍ، فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلَقْتَ مِنْكَ بَثْلًا وَسَبْعَ وَتَسْعُونَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللَّهِ هَزْوَاً. (مؤطا إمام مالك، كتاب الطلاق،

باب ما جاء في البتة، اشرفي ديوبند ۱۹۹)

وفي الأشباه: لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً.

(الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وفي الهندية: وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً. (عالمگیری، زكريا قديم ۴۷۳/۱، جديد ۵۳۵/۱، هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانية، زكريا ۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ شعبان ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۵-۹۷)

یکبارگی دسیوں بار طلاق دینا

سوال [۶۷۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک روز زید جمعہ کے دن اپنے گھر سے گیا، پھر جب گھر واپس آیا، تو اپنے گھر میں بیوی کو غائب پایا اور دروازہ پر تالا لگا ہوا تھا، پھر تقریباً ساڑھے تین بجے گھر آیا، تو بیوی کو موجود پایا، زید نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم پہلے یہاں سے کہاں گئی تھی، بیوی خاموش رہی اتنے میں زید کی بیوی کی بہن جو کہ زید کی بھابھی بھی ہوتی ہے، وہ بولتی ہے آپ طلاق دیدیں، زید کی بیوی خاموش تھی، کچھ بول نہیں رہی تھی، پھر زید گھر سے باہر آیا اور دروازہ پر اپنی زبان سے یکبارگی کم از کم دسیوں مرتبہ طلاق طلاق طلاق اس طرح ان گنت مرتبہ ادا کیا، ان الفاظ کی ادائے گی کے وقت چند عورتیں موجود تھیں، تو زید کی بیوی پر طلاق ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد انیس، سیانہ بلند شہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب زید نے تین سے زیادہ مرتبہ سے بیوی کو طلاق دی ہے، تو اس سے زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

لو قال أكثر الطلاق، أو أنت طالق مراراً، أو ألوفاً، أو لا قليل، ولا كثير فثلاث. هو المختار وفي الشاميه: قوله ألوفاً؛ أي فيقع به الثلاث ويلغو الزائد. (در مختار مع الشاميه، كتاب الطلاق، باب الصريح، كراچی ۳/ ۲۸۰، زکریا دیوبند ۴/ ۵۰۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له

حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها،
 أویموت عنها۔ (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۷۳، جدید ۱/۵۳۵، تاتاریخانیہ،
 زکریا ۵/۷۱، رقم: ۷۵۰۳، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۲۶۱)

جنون کے عالم میں دس گیارہ مرتبہ طلاق دینا

سوال [۶۷۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ضیاء الاسلام کا جھگڑا اپنی سالی سے اتنا بڑھا کہ اس نے بھرے چور ہے پر ضیاء الاسلام کے تھپڑ مار دیا، اس جنون میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، جنون کا عالم یہ تھا کہ اس نے ان الفاظ کا استعمال کم از کم دس گیارہ بار کیا؛ جبکہ اس کی بیوی سے نہ کوئی ناراضگی تھی، نہ ہی اس نے کوئی نافرمانی کی، کیا یہ طلاق مانی جائے گی؟

المستفتی: ضیاء الاسلام، گویاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ صورت میں بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں، غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا اگر اب پھر سے بیوی کو رکھنا چاہے، تو بغیر حلالہ شرعیہ کے نہیں رکھ سکتا۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وشتين في الأمة لم تحل له
 حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها،

أویموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/ ۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف/ ۳۸/ ۹۰۹۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/ ۷/ ۱۴۲۶ھ

لا تعدا دطلاق، طلاق، طلاق، کہنا

سوال [۶۷۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے پیٹ میں سخت درد ہو رہا تھا، جس کی وجہ سے میں بے چین تھا، میں نے اپنی بیوی کو پیٹ سہلانے کی غرض سے بلایا؛ لیکن وہ نہیں آئی، جس پر مجھ کو اتنا غصہ آیا کہ میں غصے کی حالت میں پاگل سا ہو گیا اور مجھ کو کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا، میں نے اس غصے کی حالت میں اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ ادا کر دیئے، لا تعدا دطلاق طلاق طلاق؛ لیکن بعد میں مجھ کو بہت افسوس ہوا۔ اور ان الفاظ پر مجھے بے حد ندامت ہے۔

المستفتی: صابر علی خاں، مقبرہ نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق غصہ کی ہی حالت میں دی جاتی ہے اور جب آپ کو اتنا یاد ہے کہ لفظ طلاق آپ کی زبان سے نکلا ہے، تو آپ کی بیوی پر طلاق واقع ہو چکی ہے اور جب تین بار پورے ہو گئے، تو طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، بغیر حلالہ کے رکھنا حرام کاری ہوگی۔

أن رجلاً قال لا بن عباس: إني طلقت امرأتي مائة تطليقة، فماذا ترى عليّ؟ فقال ابن عباس: طلقت منك بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا إمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

۱۴۱۳/۱/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۹۵۷)

سینکڑوں بار لفظ طلاق کہنا

سوال [۶۷۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حال یہ ہے کہ میں حامد حسین ولد علی حسین محلہ گونیاں باغ میں کافی ٹائم سے رہتے چلے آ رہے ہیں، میری عمر قریب ۵۵ سال کی ہے، میری بیوی اور مجھ میں کچھ آپس میں جھگڑا چل رہا تھا، جس کی عمر ۴۵ سال ہے، رات کے سات بجے میں نے اپنی بیوی سے کہا الگ میں کہ تو اپنی عادت سے باز آ جا نہیں تو میں تجھے طلاق دے دوں گا، کئی بار کہتا رہا اور اسکے بعد میں نے اسے طلاق طلاق سینکڑوں بار کہا۔ اب آپ اس کا جواب دیں کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: حامد حسین، محلہ گونیاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں درج شدہ صورت میں آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو کر مغلطہ ہو گئی ہے، دوبارہ بلا حلالہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۹۲/۹، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۵۲/۴، جدید ڈائجسٹ ۱۲/۴۷، کفایت المفتی ۶/۷۵۶)

أن رجلاً قال لابن عباس: إني طلقْتُ امرأتِي مائةً تطليقةً، فماذا ترى عليّ؟ فقال له ابن عباس: طلقْتُ منك بثلاث وسبع و تسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (مؤطا إمام مالك، كتاب الطلاق، باب ما جاء في

(البتة، النسخة الهندية ۱۹۹)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلثاً، فإن قال أردت به التأكيد صدق ديانة لا قضاءً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

ولو كرر لفظ الطلاق ولم ينو الاستئناف ولا التأكيد وقع الكل قضاءً؛ لأنه يجعل تأسيساً لا تأكيداً؛ لأنه خير من التأكيد. (حموي، قديم ۹۷، جديد زكريا ۱۷۸، وهكذا في الشامي، كوثنه ۴۹۹/۲، كراچي ۲۹۳/۳، زكريا ۵۲۱/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۴/۸۶۳)

شوہر پر مطلقہ ثلاثہ کا مہر، جہیز اور بچی کا خرچہ لازم ہے

سوال [۶۷۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر رضوان حسین عرف پپو ولد اخلاق حسین کالا پیداہ سنبھلی گیٹ مراد آباد نے لگ بھگ چار لوگوں کی موجودگی میں مجھے طلاق دیدی ہے، محرم کے دو دن پہلے ۶/۱/۰۹ میرے میکہ میں آکر، میں نے بھی سنا اور چار لوگوں نے بھی سنا اور اس سے پہلے بھی یہ تین مرتبہ مجھے طلاق دے چکا تھا؛ لیکن پہلے کوئی گواہ نہیں تھا، میرے ایک لڑکی ہے جو میکہ ہی میں پیدا ہوئی ہے، ۱۶/۴/۰۸ کو پرائیویٹ ہسپتال میں جو میرے ساتھ ہے، اب وہ میرا سامان اور مہر کی رقم بھی نہیں دینا چاہتے ہیں اور مجھے میری بچی کا خرچہ بھی ملنا چاہئے، تو کیا ہماری مہر کی رقم اور جہیز کا سامان شوہر پر واپس کرنا لازم ہے یا نہیں؟ شوہر کے نطفہ سے جو لڑکی ہے، اس کا خرچہ شوہر پر لازم ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے دوسرا اور دوسریوں کی موجودگی میں اپنی بیوی کو تین سے زائد طلاقیں دیدیں، تو بیوی شوہر پر حرام ہوگئی۔ اب شوہر کے ساتھ رہنا حرام ہے۔

قال سبحانه وتعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

[سورة البقرة: ۲۳۰]

شوہر پر سامان جہیز کی واپسی اور مہر کی مکمل ادائیگی لازم ہے اور بچی کا مکمل خرچہ بھی باپ کے ذمہ ہے اور بالغ ہونے تک بچی کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔

والأم والجددة أحق بالجارية حتى تحيض. (عالمگیری، زکریا قدیم

۵۴۲/۱، جدید ۵۹۳/۱)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه فيها أحد. (عالمگیری، زکریا

قدیم ۵۶۰/۱، جدید ۶۰۷/۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ رمضان ۱۴۳۱ھ

۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۹۸۹۰/۳۸)

طلاق مغلطہ کی صورت میں مہر اور بچوں کا حکم

سوال [۶۷۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ مؤرخہ: ۱۹ جون ۲۰۱۳ء بوقت صبح ۸ بجے میری بیوی کی تائی تارہ بیگم، ان کا لڑکا اور میرے مکان مالک حافظ جی کی موجودگی میں تین بار طلاق طلاق کہہ کر میں نے اپنی بیوی کو زوجیت سے آزاد کر دیا۔ اب میرا میری بیوی سے کسی بھی طرح کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں رہا ہے، اب بتائیے طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) طلاق کے بعد مبلغ -/۱۱۰۰۰ روپے مہر کی ادائیگی مجھ پر لازم ہے جو کہ میں دینے کیلئے تیار ہوں اور خرچ عدت بھی؛ لیکن اس پر وہ رضامند نہیں ہے، تو کیا مہر وعدت کے علاوہ بھی کوئی خرچ دینا ضروری ہے؟

(۳) بچے بھی نہیں دے رہی ہے کہتی ہے، یہ تو میرا سہارا ہیں بچے کسی بھی صورت میں نہیں دوں گی، بچوں میں دولڑکے محمد امان عمر دس سال، محمد ایان عمر ۸ سال، ایک لڑکی علیہ عمر ۶ سال ہے یہ بچے کس کے پاس رہیں گے اور ان کا خرچ کس پر لازم ہے؟ باپ پر یا ماں پر؟

المستفتی: نہال الدین، محلہ صالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب آپ نے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کہہ دیا تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر آپ پر وہ قطعی طور پر حرام ہوگئی۔

لَوْ قَالَ لَزَوْجَتِهِ: أَنْتَ طَالِقٌ، طَالِقٌ، طَالِقٌ، طَلَقْتَ ثَلَاثًا. (الأشباه والنظائر)

قدیم ۹۲۱، جدید زکریا ۳۷۶

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

(۲) مسئلہ صورت میں گیارہ ہزار روپے مہر اور عدت کا خرچ آپ پر لازم ہے اور اس کے علاوہ زائد مطالبہ بیوی کی طرف سے جائز نہیں ہے۔

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين. (ہندیہ، زکریا قدیم ۳۰۳/۱، جدید ۳۷۰/۱)

وإذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك وإن كانت الفرقة من قبلها؛ لأن اليد بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء. (شامی، کراچی)

۱۰۲/۳، زکریا دیوبند ۴/۲۳۳

(۳) لڑکے کی اگر سات سال سے کم عمر ہو تو ماں کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہوتا ہے اور جب سات سال سے زائد عمر کا بچہ ہو جائے تو باپ کو اپنے پاس رکھنے کا حق ہو جاتا ہے، ماں کے لئے اپنی پرورش میں رکھنے کا اصرار درست نہیں ہے اور بچوں کا خرچہ بہر حال باپ کے اوپر لازم ہے اور جب لڑکی باپ کے پاس رہنے لگے، تو ماں کے پاس آنے جانے پر روک لگانا باپ کے لئے جائز نہیں۔ اور لڑکی کو بالغ ہونے تک یعنی ماہواری کا سلسلہ شروع ہونے تک ماں کو اپنی پرورش میں رکھنے کا حق ہے اور اس درمیان لڑکی کا خرچہ باپ کے اوپر لازم ہوتا ہے، مگر تعلیم کا خرچہ جیسے چاہے باپ سے مطالبہ کا حق ماں کو نہیں ہے؛ بلکہ باپ اپنے اختیار سے جس اسکول میں چاہے پڑھائے اور چاہے نہ پڑھائے، صرف کھانے کپڑے کا خرچہ باپ سے لینے کا حق ہے۔

والحاضنة أما أو غيرها أحق به أي بالغلام حتى يتسغني عن النساء، وقد ر بسبع وبه يفتى؛ لأنه الغالب..... فإن أكل، وشرب، ولبس، واستنجدى وحده دفع إليه، ولو جبراً، وإلا وفي الشامية: ولو جبراً أي إن لم يأخذه بعد الاستغناء أجبر عليه بالإجماع. وفي شرح المجمع وإذا استغنى الغلام عن الخدمة أجبر الأب، أو الوصي، أو الولي على أخذه؛ لأنه أقدر على تأديبه، وتعليمه. (شامي، كراچی ۵۶۶/۳، زکریا ۲۶۷/۵، ہندیہ، زکریا قدیم ۵۴۲/۱، جدید ۵۹۳/۱)

والأم والجدّة أحق بالجارية حتى تحيض. (ہندیہ، زکریا قدیم ۵۴۲/۱، جدید ۵۹۳/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴ھ/۱۱/۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴/زی قعدہ ۱۴۳۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۲۸)

طلاق کے بعد سامان جہیز، مہر اور زیورات کے تبادلہ کا حکم

سوال [۶۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لڑکی جس کا نام فرزانہ عرف رانی بنت عبدالرشید مرحوم، ساکن محلہ اصالت پورہ، مراد آباد کا عقد بر خوردار محمد اکرم ولد صابر حسین، ساکن ہاپوڑ کے ساتھ اسلامی رسم و رواج کے مطابق عرصہ تقریباً تین سال پہلے ہوا تھا۔ اب عرصہ تقریباً ایک سال پہلے محمد اکرم مذکور نے تحریری طور پر فرزانہ بنت عبدالرشید کو تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، فرزانہ بنت عبدالرشید کی شادی کے وقت جو سامان جہیز دیا گیا تھا، وہ محمد اکرم مذکور کے گھر پر ہے، محمد اکرم مذکور کا زیور و کپڑا وغیرہ فرزانہ کے پاس ہے، کیا یہ سامان اور اوپر لکھا گیا سامان ایک دوسرے کو واپس کرنا ہوگا؟ اور فرزانہ عرف رانی مہر کی رقم لینے کی حق دار ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یوسف، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سامان جہیز اور مہر یہ مطلقہ کی خالص ملکیت ہے، اس کی ملکیت اس کو ملنی چاہئے اور جو زیور مطلقہ کو اپنے میکہ سے ملا تھا، وہ بھی اسی کی ملکیت ہے، ہاں البتہ جو زیور شوہر کی طرف سے دیا گیا تھا، وہ اگر بطور ملکیت دیا گیا تھا، یا اس قبیلہ کا عرف اور ستور یہی ہے کہ مالک بنا دیا جاتا ہے، تو وہ زیور بھی مطلقہ کا حق ہے اور اگر اس قبیلہ کا عرف اور رواج مالک بنانے کا نہیں ہے، بلکہ اس کی ملکیت شوہر کی سمجھی جاتی ہے، تو وہ زیور شوہر کا ہے؛ اسے واپس کرنا مطلقہ پر لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قیدیم ۳۳۴/۳، جدید ڈائجیل ۱۰۷/۱۲)

کل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذہ كله. (شامی، کتاب

النکاح، باب المہر، کراچی ۱۵۸/۳، زکریا ۴/۳۱)

قال الشيخ الإمام الأجل الشہید: المختار للفتویٰ أن يحکم بكون

الجهاز ملكا لا عارية؛ لأنه الظاهر الغالب إلا في بلدة جرت العادة بدفع الكل عارية، فالقول للأب. (شامي، كراچی ۱۵۷/۳، زکریا ۳۰۹/۴)

وإذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياء عند زفافها منها ديباج، فلما زفت إليه أراد أن يسترد من المرأة الديباج ليس له ذلك إذا بعث إليها على جهة التملك جهز بنته وزوجها، ثم زعم أن الذي دفعه إليها ماله، وكان على وجه العارية عندها، وقالت: هو ملكي جهزني به، أو قال الزوج ذلك بعد موتها..... وقال في الوقعات إن كان العرف ظاهراً بمثله في الجهاز كما في ديارنا، فالقول قول الزوج. (هندي، زکریا قديم ۳۲۷/۱، جديد ۳۹۳/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۱۱/۱۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/زیقہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۸۰۳۳)

کیا مطلقہ ثلاثہ شوہر کے گھر میں رہ سکتی ہے؟

سوال [۶۷۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں؛ لیکن وہ ہمارے گھر پر ہی رہ رہی ہیں اپنے میکے نہیں جاتی کیا اس کا شوہر کے گھر میں رہنا جائز ہے اور اب کتنی طلاق واقع ہوئیں ساتھ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا دوران عدت شوہر کے گھر رہ سکتی ہے اور عدت کے بعد شوہر کے گھر رہے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد معراج، محلہ پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب عورت کو طلاق مغلظہ دیدی گئی ہے تو عورت شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے؛ لہذا عدت گزر جانے کے بعد اس عورت کا شوہر سے کسی قسم

کا ازدواجی تعلق باقی نہیں رہا ہے؛ لہذا جس گھر میں شوہر کی رہائش ہے، اس میں اس عورت کی رہائش جائز نہیں ہے اور دونوں کا ایک گھر میں رہنا جائز نہیں ہے، اگر عورت کے میکہ میں باپ بھائی وغیرہ موجود ہوں تو اس کو وہاں چلے جانا چاہئے؛ ہاں البتہ اگر عورت کے بچے جوان ہو چکے ہیں تو اس کے لئے اپنے جوان بچوں کے ساتھ اس گھر میں رہنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ شوہر سے کسی قسم کا تعلق اور آمنے سامنے کا موقع نہ دیا جاتا ہو اور کسی قسم کے فتنے کا خطرہ نہ ہو۔ ورنہ اگر فتنہ کا خطرہ ہو اور عورت کے جانے کی بھی کوئی شکل نہ ہو تو شوہر کے لئے اس میں رہنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵۸۴/۱۳، میرٹھ ۲۱۸/۱۸)

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [سورة البقر: ۲۳۰]
فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ أَيُّ مِّنْ بَعْدُ ذَلِكَ التَّطْلِيقِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ
أَيُّ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَا يَكْفِي مَجْرَدُ الْعَقْدِ. (روح المعاني بيروت ۲/۲۱۲)
وفي المجتبى الأفضل الحيلولة بستر ولو فاسقاً فبامرأة. قال: ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد إذا لم يلتقيا النقاء الأزواج ولم يكن فيه خوف فتنة وسئل شيخ الإسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما أولاد تتعذر عليهما مفارقتهم فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان النقاء الأزواج هل لهما ذلك؟ قال: نعم! وأقره المصنف (در مختار) وفي الشامي: والأفضل أن يحال بينهما في البيتوته يستر إلا أن يكون فاسقاً فيحال بامرأة ثقة وإن تعذر فلتخرج هي وخروجه أولى وفيه مخالفة لمأمر، فإن السترة لابد منها كما عبر المصنف تبعاً للهداية وهو الظاهر لحرمة الخلوة بالأجنبية. (شامي، زكريا ۵/۲۲۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۱۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۱۸۱۳)

”جاتجھ کو تین طلاق“

سوال [الف: ۶۷۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ”جاتجھ کو تین طلاق“؛ لیکن یہ لفظ اس نے اس وقت ادا کئے جبکہ اس کی بیوی سے اس بات پر لڑائی ہو رہی تھی کہ بیوی کہہ رہی تھی کہ میں شادی میں جاؤنگی اور شوہر کہہ رہا تھا کہ تو شادی میں نہیں جائے گی، پھر اس کے بعد بات منقطع ہو گئی، پھر وہ شخص نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا، اس کے بعد اس کی بیوی نے فون کیا کہ میں کپڑے پہن کر شادی میں جا رہی ہوں؛ لیکن شوہر منع کرتا رہا، جب بیوی نے زیادہ اصرار کیا تو شوہر نے کہا کہ ”جاتجھ کو تین طلاق“؛ لیکن ان الفاظ کے کھدینے کے بعد بیوی شادی میں نہیں گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ الفاظ تعلیق طلاق میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ اور اگر تعلیق طلاق میں داخل ہیں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوگی تو کتنی طلاقیں واقع ہو گئیں؟ نیز بعد میں شوہر سے یہ بھی معلوم کیا گیا کہ جانے سے تمہاری کیا مراد تھی، تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اس وقت کچھ مراد نہیں لیا بس میں نے یوں ہی کہہ دیا کہ ”جاتجھ کو تین طلاق“۔

المستفتی: عبداللہ، موضع کمال گنج، فرخ آباد (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ”جاتجھ کو تین طلاق“ کے الفاظ سے بیوی کے اوپر فوری طور پر تینوں طلاقیں واقع ہو کر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے، ان الفاظ میں کوئی تعلیق نہیں ہے اور نہ ہی تین طلاق کو کسی عمل پر معلق کیا گیا ہے؛ اس لئے شوہر کی نیت کچھ بھی ہو ان الفاظ سے تین طلاق واقع ہو گئیں ہیں؛ لہذا آئندہ بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔

من قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي، وأبو حنيفة،
وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث. (نووي شرح مسلم ۱/۴۷۸)
عن واقع بن سحبان قال: سئل عمران بن حصين عن رجل طلق
امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (مصنف لابن أبي
شيبه، مؤسسة علوم القرآن جديد ۹/۵۱۹، رقم: ۱۸۰۸۷)

عن سهل بن سعد[ؓ] في هذا الخبر قال: فطلها ثلاث تطليقات عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم.
(أبوداؤد شريف، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۳۰۶، دار السلام رقم: ۲۲۵۰)
وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له
حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها،
أو يموت عنها. (هداية، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة اشرفي ديوبند
۲/۳۹۹، هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، زكريا جديد ۱/۵۳۵، تاتار خانية ۵/۱۴۷،
رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۲/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۱۱۸۸۶)

[ب: ۹۳: ۶] مطلقہ خواتین کے مسائل کا تحقیقی جائزہ

طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے یا ممنوع؟

سوال [۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے فی نفسہ مباح ہے یا ممنوع اور محصیت ہے؟
المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمِ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے یا ممنوع؟ اس بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں:

(۱) حضرات فقہاء میں سے جمہور اور اکثر فقہاء قرآن کریم کی آیتوں کے مطلق ہونے کی وجہ سے فرماتے ہیں: کہ طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، اس لئے کہ قرآن مقدس کے اندر اللہ نے جوارشاد فرمایا ہے اس سے مباح ہونا ہی ثابت ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ. [البقرة: ۲۳۶]

إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ. [الطلاق: ۱]

الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرِوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٍ بِاِحْسَانٍ. [البقرة: ۲۲۹]

ان آیتوں کے پیش نظر اکثر فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے

مباح ہے، فقہاء کرام کی عبارات ملاحظہ ہو:

”درمختار“ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

وایقاعہ مباح عند العامة لإطلاق الآیات. (درمختار مع الشامی، زکریا

”الموسوعة“ میں اس کو اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

ذهب الجمهور إلى أن الأصل في الطلاق الإباحة، وقد يخرج عنها في أحوال. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹ / ۸)

(۲) فقہاء کرام کا دوسرا قول یہی ہے کہ طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح نہیں ہے؛ بلکہ شئی ممنوع اور مبغوض ہے اور یہی فقہاء کا قول رائج اور قول مفتی بہ ہے؛ لہذا بلا ضرورت اور بلا کسی خاص وجہ کے بیوی کو طلاق دے کر بے سہارا بنادینے سے شوہر گنہگار ہوگا۔

حدیث شریف میں حضرت سید الکونین علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو حلال اور جائز قرار دیا ہے، ان میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ترین اور ناپسندیدہ امر طلاق ہی ہے؛ لہذا ناپسندیدہ اور مبغوض ترین عمل کو بے ضرورت مباح و جائز نہیں کہا جاسکتا؛ بلکہ کسی ضرورت و خاص وجہ سے اسے حلال و مباح قرار دیا جاسکتا ہے۔

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عمر - رضي الله عنه - عن النبي ﷺ قال: أبغض الحلال إلى الله عز وجل: الطلاق. (أبو داود شريف، باب في كراهية الطلاق ۱ / ۲۹۶)

عن أبي موسى الأشعري - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تطلقوا النساء إلا من رية، فإن الله لا يحب الذواقين ولا الذواقات. (المعجم الأوسط ۶ / ۲۰، رقم: ۷۸۴۸)

حضرات فقہاء کی عبارات ملاحظہ فرمائیے:

إن الأصل في الطلاق هو الحظر، والإباحة لحاجة الخلاص.

(هداية أشرفي، باب طلاق السنة ۲ / ۳۵۴)

اور علامہ شامیؒ نے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ اس کو نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

الأصح حظره، أي منعه إلا لحاجة، وتحتة في الشامية: أما الطلاق فإن

الأصل فيه الحظر بمعنى أنه محظور إلا لعارض يبيحه، وهو معنى قولهم: الأصل فيه الحظر، والإباحة للحاجة إلى الخلاص، فإذا كان بلا سبب أصلاً لم يكن فيه حاجة إلى الخلاص، بل يكون حمقاً وسفاهة رأي ومجرد كفران النعمة - إلى قوله - ويحمل لفظ المباح على ما أبيح في بعض الأوقات أعني أوقات تحقق الحاجة المبيحة، وإذا وجدت الحاجة المبيحة أبيح - إلى قوله - إن أراد بالخلّاص منها الخلاص بلا سبب كما هو المتبادر منه، فهو ممنوع لمخالفته لقولهم: إن إباحته للحاجة إلى الخلاص فلم يبيحوه إلا عند الحاجة إليه. لا عند مجرد إرادة الخلاص، وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه، فهو المطلوب. (شامي، زكريا ۴/ ۴۲۸، كراچی ۳/ ۲۲۸)

اور علامہ زلیعی نے اس مسئلہ کو اعتراض و جواب کی حیثیت سے اٹھایا ہے کہ اگر طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے شئی ممنوع ہے، تو ”طلاق حسن“ اور ”طلاق احسن“ کا اطلاق کیسے کیا جاسکتا ہے؟ ایک شئی ممنوع کو ”حسن“ یا ”احسن“ کہنا عجیب بات ہے، تو اس کو علامہ زلیعی نے بہت خوبصورت انداز میں واضح فرمایا ہے کہ طلاق میں دو حیثیتیں بالکل الگ الگ ہیں:

(۱) **من حیث الذات**: یعنی طلاق اپنی اصل اور ذات کے اعتبار سے فی نفسہ

امر ممنوع ہے۔

(۲) **من حیث الوقت**: یعنی طلاق دینے کے اوقات اور زمانہ کی حیثیت سے

حسن اور احسن کا اطلاق کیا جاتا ہے کہ بلا ضرورت طلاق دینا جائز نہیں ہے، بلکہ امر ممنوع ہے۔ اور جب طلاق دینے کی ضرورت پیش آجائے تو کن اوقات میں طلاق دینا بہتر ہے؟ ان اوقات کی حیثیت کے اعتبار سے حسن اور احسن کا حکم لگایا گیا ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان نبھاو ممکن نہ ہو اور حدود اللہ کے دائرہ میں رہ کر کے زندگی گزارنا مشکل ہو جائے اور طلاق دے کر ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہو جائے تو اوقات کے اعتبار سے طلاق دینی چاہئے؛ لہذا جس طہر میں بیوی سے ہمبستری نہیں ہوئی ہے

اس میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے یہ احسن طریقہ ہے۔ اور اگر الگ الگ دو طہر میں دو طلاق دی جائیں تو یہ حسن ہے، اب اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ طلاق اپنی ذات اور حقیقت اور اصل کے اعتبار سے فی نفسہ امر ممنوع ہے، مگر اوقات کے اعتبار سے حسن اور احسن کا اطلاق بھی اس کے اوپر کیا جاسکتا ہے۔

امام زلیعیؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

الأصل في الطلاق الحظر، فكيف يصح أن يكون منه حسن وأحسن؟ وأجيب بأن الحظر من حيث ذاته، وأما كونه حسنا وأحسن فممن حيث الوقت، وأعلم أن الطلاق في الأصل على نوعين: طلاق سنة، وطلاق بدعة، والأول على قسمين: حسن وأحسن، والثاني: وهو البدعي على قسمين أيضا بحسب العدد، وهو أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة وجملة، أو على التفريق في طهر واحد، وبحسب الوقت، وهو أن يطلقها في حالة الحيض أو في طهر جامعها فيه. (تبیین الحقائق، زکریا ۳/ ۲۱، قدیم، إمدادیہ ملتان ۲/ ۱۸۸)

”موسوعة“ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

إن الأصل فيه الحظر ويخرج عن الحظر في أحوال، وعلى كل، فالفقهاء متفقون في النهاية على أنه تعثره الأحكام فيكون مباحا أو مندوبا أو واجبا كما يكون مكروها أو حراما. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹/ ۸-۹)

طلاق دینے کا حق مرد کو کیوں؟

سوال [۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شریعت نے طلاق دینے کا حق مرد کو کیوں دیا عورت کو کیوں نہیں؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اللہ تعالیٰ نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے، عورت کو نہیں دیا؛ اس لئے کہ مرد کو فطری طور پر مضبوط اور زیادہ مستحکم بنایا گیا اور کامل العقل اور معاملہ فہم اور دور اندیش بنایا اور مرد جو بھی فیصلہ کرتا ہے سوچہ بوجھ کر انجام پر غور و فکر کر کے نتائج کو سامنے رکھ کر کرتا ہے۔ اور فطری اعتبار سے جو تحمل اور تدبیر مرد میں ہوتا ہے وہ عورت میں نہیں ہوتا اور مرد جذبات سے مغلوب ہو کر جلد بازی سے کوئی فیصلہ نہیں کرتا، اس کے برخلاف عورت میں تحمل اور تدبیر اور دور اندیشی کم ہوتی ہے اور مزاج کے خلاف جب کوئی بات سامنے آتی ہے تو برداشت سے باہر ہو جاتی ہے اور جذبات سے مغلوب ہو کر انجام اور نتائج پر نظر ڈالے بغیر جلد فیصلہ کر ڈالتی ہے، نیز شریعت نے مرد کو عورت پر فوقیت بخشی ہے، جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. [البقرة: ۲۲۸]

ان وجوہات کی بناء پر شریعت نے طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے عورت کو نہیں تاکہ جلد بازی سے طلاق کا معاملہ پیش نہ آیا کرے۔
روایات ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباس -رضی اللہ عنہ- قال: الطلاق بالرجال، والعدة بالنساء، هكذا عن الشعبي، وإبراهيم، وسليمان بن يسار. (المصنف لابن أبي شيبة ۹/۶۱۳، رقم: ۱۸۵۶۰)

صعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر، فقال: يا أيها الناس! ما بال أحدكم يزوج عبده أمتة ثم يريد أن يفرق بينهما، إنما الطلاق لمن أخذ بالساق. الحديث (ابن ماجة شريف، مكتبة تھانوی دیوبند، ص: ۱۵۱، رقم: ۲۰۸۱)

اس کو ”احکام القرآن“، للہبھاص میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

ومن وجوه التفضيل عليها ما ملك الرجل من فراقها بالطلاق ولم تملكه. (أحكام القرآن جصاص، زكريا ديوبند ۱/ ۴۴۵)

اس کوشامی میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

قال في الفتح: ومنها: أي من محاسنه جعله بيد الرجال دون النساء لاختصاصهن بنقصان العقل، وغلبة الهوى، ونقصان الدين. (شامي، زكريا ۴/ ۴۲۹، کراچی ۳/ ۲۲۹)

اس کو ”الفقه الاسلامی وادلتہ“ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

جعل الطلاق بيد الزوج لا بيد الزوجة بالرغم من أنها شريكة في العقد حفاظاً على الزواج تقديراً لمخاطر إنهائه بنحو سريع غير متد؛ لأن الرجل الذي دفع المهر وأنفق على الزوجة والبيت يكون عادة أكثر تقديراً لعواقب الأمور، وأبعد عن الطيش في تصرف يلحق به ضرراً كبيراً، فهو أولى من المرأة بإعطائه حق التطليق. (الفقه الإسلامي وأدلته ۷/ ۳۴۷)

اس کو ”موسوعہ“ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

الطلاق: نوع من أنواع الفرق، وهو ملك للزوج وحده، ذلك أن الرجل يملك مفارقة زوجته إذا وجد ما يدعوه إلى ذلك بعبارة وإرادته المنفردة. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۹/ ۱۱)

کن حالات میں عورت کو طلاق دی جائے؟

سوال [۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کن حالات میں طلاق دینی چاہئے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق ایک ایسی شے ہے جس کی وجہ سے میاں بیوی

کی رفاقت اور تعلق کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، اگر اولاد ہو چکی ہے تو ماں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے اولاد یتیموں کی طرح بے سہارا ہو جاتی ہے، گھریلو زندگی برباد ہو جاتی ہے؛ اس لئے انتہائی مجبوری میں طلاق دینے کی اجازت ہوتی ہے، مثلاً، میاں بیوی دونوں کے ساتھ رہنے میں سکون کی زندگی گزار سکنے کی امید باقی نہ رہے۔ اور اللہ کے احکام کے حدود کے دائرہ میں رہ کر ایک دوسرے کے حق کو ادا کرنا ممکن نہ رہے، تو ایسی صورت میں شریعت نے طلاق کو مستحسن قرار دیا ہے اور کبھی طلاق دینا واجب اور لازم بھی ہو جاتا ہے، اور کبھی مباح ہوتا ہے اور کبھی مکروہ ہوتا ہے اور کبھی حرام بھی ہو جاتا ہے، اس کی چند صورتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) طلاق دینا کب واجب ہوتا ہے؟

سوال [۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کبھی بیوی کو طلاق دینا کب لازم اور واجب ہو جاتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کبھی طلاق دینا شوہر پر واجب اور لازم ہو جاتا ہے، مثلاً امساک بالمعروف کا امکان باقی نہ رہے کہ بیوی فاحشہ ہو اور شوہر متقی ہو اور حدود اللہ کے دائرہ میں رہ کر زندگی گزارنا ممکن نہ ہو تو طلاق دے کر بیوی کو زوجیت سے الگ کر دینا واجب ہو جاتا ہے، اسی طرح بیوی کا حق ادا کرنا ممکن نہ رہے تب بھی لازم ہو جاتا ہے، جیسا کہ ”شامی“ کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے:

ويجب لوفات الإمساك بالمعروف، فالظاهر أنه استعمل لا بأس
هنا للوجوب اقتداء بقوله تعالى: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَفْقِمََا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا فِيمَا اقْتَدَتْ بِهِ﴾ [البقرة: ۲۲۹]

فإن نفي البأس في معنى نفي الجناح فافهم. (شامی، زکریا ۴/ ۱۴۴،
کراچی ۳/ ۵۰)

اور ”موسوم“ کی اس عبارت سے بھی وجوب طلاق کی بات معلوم ہوتی ہے:
فيكون واجبا كالمولى إذا أبى الفئمة إلى زوجته بعد التربص على
مذهب الجمهور، أما الحنفية فإنهم يوقعون الفرقة بانتفاء المدة حكما
وكطلاق الحكمين في الشقاق إذا تعذر عليهما التوفيق بين الزوجين ورأيا
الطلاق عند من يقول بالتفريق لذلك. (الموسوعة الفقهية ۲۹/ ۹)

(۲) طلاق دینا کب مستحب اور مستحسن ہوتا ہے؟

سوال [۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ بیوی کو طلاق دینا کب مستحب اور مستحسن ہوتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: کبھی طلاق دے کر بیوی کو زوجیت سے الگ کر دینا
مستحب اور مستحسن ہو جاتا ہے، مثلاً بیوی سخت مزاج اور ترش رو ہے اور ایذا رسانی سے باز نہیں آتی
یا تارک صلاۃ ہے، شوہر کے تجبہ دلانے کے باوجود نماز نہیں پڑھتی ہے، تو ایسی صورت میں بیوی کو
طلاق دے کر زوجیت سے الگ کر دینا مستحب اور مستحسن ہے، لیکن ایسی فاسقہ عورت کو طلاق
دے کر زوجیت سے الگ کر دینا شوہر پر واجب نہیں اور اس کو ساتھ رکھ کر زندگی گزارنا شوہر کے
لئے جائز ہے اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب کا وبال عورت پر ہوگا مرد پر اس کا گناہ نہیں ہوگا۔

اس کو صاحب بحر نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

يستحب طلاقها إذا كانت سليطة مؤذية أو تاركة للصلاة لا تقيم
حدود الله تعالى، وهو يفيد جواز معاشرته من لا تصلى ولا إثم عليه بل

عليها، ولذا قالوا في الفتاوى: له أن يضربها على ترك الصلاة.
(البحر الرائق، زكريا ۳/ ۴۱۴)

اس کو صاحب درمختار نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر
إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا. (شامي، زكريا
۴/ ۱۴۳-۱۴۴، کراچی ۳/ ۵۰)

(۳) طلاق دینا کب مباح ہوتا ہے؟

سوال [۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں: کہ بیوی کو طلاق دینا کب مباح ہوتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: کبھی طلاق دے کر بیوی کو زوجیت سے
الگ کر دینا مباح ہوتا ہے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ شوہر کا میلان اور رغبت بیوی کی
طرف مکمل طور پر نہ ہوتی ہو اور ایسا کبھی اس وقت ہوتا ہے کہ جب بیوی خوبصورت نہ ہو یا
بیوی بد اخلاق اور بد زبان ہو، جن امور کی وجہ سے شوہر کے اندر رغبت اور میلان بیوی کی
طرف پیدا نہ ہو ان امور کی وجہ سے طلاق دینا مباح ہو جاتا ہے اور ایسی صورت میں بیوی
کے بے قصور ہونے کے باوجود طلاق دینے میں شوہر گنہگار نہیں ہوتا، جیسا کہ ”فتح القدیر“
کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے:

فمن الحاجة المبيحة أن يلقي إليه عدم اشتهاها بحيث يعجز
أو يتضرر بإكراهه نفسه على جماعها - إلى وقوله: - وإن لم يكن قادرا على
طولها أو لم ترض هي بترك حقها فهو مباح. (فتح القدیر، زكريا ۳/ ۴۶۶)

اس کو ”الفقہ الاسلامی“ میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

الأصح حظر الطلاق أي منعه إلا لحاجة كربية وكبر، ورجح ابن عابدين هذا الرأي، وليست الحاجة مختصة بالكبر والريبة، بل هي أعم.
(الفقہ الاسلامی ۷/ ۳۴۹)

وإذا وجدت الحاجة المبيحة وهي أعم من الكبر والريبة أبيح الطلاق.
(الفقہ الاسلامی ۷/ ۳۸۶)

(۴) طلاق دینا کب مکروہ یا حرام ہوتا ہے؟

سوال [۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کو طلاق دینا کب اور کن حالات میں مکروہ یا حرام ہوتا ہے؟
المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کبھی طلاق دینا مکروہ یا حرام ہو جاتا ہے، مثلاً حالت حیض میں بیوی کو طلاق دے دی تو بعض لوگوں نے حرام کہا ہے اور بعض لوگوں نے مکروہ کہا ہے، اسی طرح ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں یا ایک جملہ میں تین طلاقیں دے دیں جس کو فقہاء نے طلاق بدعی کہا ہے، تو ایسی صورت میں شوہر گنہگار بھی ہوگا اور اس طرح سے طلاق دینا مکروہ یا حرام ہے، اسی طرح جس طہر میں بیوی سے ہم بستری کی گئی ہو اس میں طلاق دینا مکروہ ہے، مگر طلاق ہر صورت میں واقع ہو جاتی ہے، اس طرح طلاق دینے میں شوہر گنہگار اور معصیت کا مرتکب ہوگا، جیسا کہ فقہاء کی ذیل کی عبارات سے واضح ہوتا ہے۔

اس کو ”موسوعہ“ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

ویکون مکروہا إذا لم یکن ثمة من داع إليه مما تقدم، وقیل: هو

حرام في هذه الحال لما فيه من الإضرار بالزوجة من غير داع إليه، ويكون حراما وهو الطلاق في الحيض، أو في طهر جامعها فيه، وهو الطلاق البدعي. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۹ / ۲۹)

”الفقه الإسلامي وأدلته“ میں طلاق بدعی کی وضاحت کافی واضح الفاظ میں کی گئی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں یا ایک طہر کی تین طلاقیں یا حالت حیض میں طلاق دینا مکروہ تحریمی ہے، اس سے شوہر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ عبارات ملاحظہ فرمائیے:

وطلاق البدعة: أن يطلقها ثلاثاً أو اثنتين بكلمة واحدة أو يطلقها ثلاثاً في طهر واحد؛ لأن الأصل في الطلاق الحظر لما فيه من قطع الزواج الذي تعلقت به المصالح الدينية والدنيوية، والإباحة إنما هي للحاجة إلى الخلاص ولا حاجة إلى الجمع في الثلاث، أو في طهر واحد؛ لأن الحاجة تندفع بالواحدة وتتمام الخلاص في المفروق على الأظهار، والزيادة إسراف، فكان بدعة، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وبانت المرأة منه، وكان آثماً عاصياً، والطلاق مكروه تحريماً. (الفقه الإسلامي وأدلته ۷ / ۴۰۸)

شوہر پر تعزیر مالی

سوال [۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا بلا وجہ بیوی کو طلاق دینے کی وجہ سے شوہر پر تعزیر مالی لازم کی جاسکتی ہے؟
المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تعزیر کی دو قسمیں مشہور ہیں: تعزیر جسمانی، تعزیر مالی۔
(۱) تعزیر جسمانی: ہندوستان جیسے آزاد غیر اسلامی ممالک میں تعزیر جسمانی کا

جاری کرنا مشکل ہے، یہاں کا ماحول اور معاشرہ نہ اس کا متحمل ہے اور نہ ہی معاشرہ اس کی اجازت دیتا ہے۔

(۲) تعزیرِ مالی: تعزیرِ مالی (مالی جرمانہ) کے متعلق حضرات فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں کافی تفصیلی بحث کی ہیں، ان تمام تفصیلات اور بحثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرات طرفین کے نزدیک مالی جرمانہ سرے سے جائز نہیں ہے اور حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حاکم وقت کے لئے تعزیرِ مالی کو جاری کرنا جائز و درست ہے۔

اور ساتھ میں یہ بات واضح رہے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تعزیرِ مالی کا جواز مطلقاً ہر جگہ جائز نہیں ہے؛ بلکہ جہاں پر ذمہ دار شخصیت تعزیرِ مالی کو مصلحت سمجھے گی وہاں پر جاری کرے گی۔

اور فقہاء نے حضرات طرفین کے نزدیک عدم جواز کی جو بات نقل فرمائی ہے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ تعزیرِ مالی شروع اسلام میں جائز تھی بعد میں یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، لیکن فقہ السنہ کے اندر منسوخ ہونے کی بات کی تردید کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ مالی جرمانہ شروع اسلام میں جائز تھا بعد میں منسوخ ہو چکا ہے، ان لوگوں کے پاس منسوخ ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور یہ دعویٰ بلا دلیل کے ہے؛ اس لئے یہ حکم آج بھی بدستور باقی ہے؛ لہذا جہاں ذمہ دار شخصیت تعزیرِ مالی کو جاری کرنا مصلحت سمجھے گی وہاں آج بھی تعزیرِ مالی (مالی جرمانہ) جاری کرنے کی گنجائش ہے؛ لہذا اس قول کے اعتبار سے جو شوہر بیوی کو بلا وجہ اور بغیر کسی ضرورت کے اور بیوی کی طرف سے ایسے کوئی خاص اسباب پیدا نہیں کئے گئے ہیں، جن کی وجہ سے طلاق دینے کی ضرورت پڑے اس کے باوجود خواہ مخواہ، بیوی کو طلاق دے دے یا بیک وقت تین طلاقیں دے دے یا کوئی شوہر بیوی کو خواہ مخواہ معلق چھوڑ دے، تو ایسے حالات میں ذمہ دار شخصیات شوہر کے اوپر مصلحت کے پیش نظر مناسب تعزیرِ مالی جاری کر سکتی ہیں اور کچھ مقدار مال لے کر بیوی

کے حوالہ کر سکتی ہیں۔ اور اگر وقتی طور پر شوہر سے کچھ مال ضبط کر کے رکھ لیں اور بعد میں جب وہ اپنے جرم سے تائب ہو جائے تو اسے واپس کر دیں، تو ایسا کرنا سب کے نزدیک جائز ہے اور تائب نہ ہونے کی صورت میں امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق بیوی کے حوالہ کرنے کی گنجائش ہے۔

اب فقہاء کے جزئیات ملاحظہ فرمائیے: ”فقہ السنہ“ میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

ومن قال: إن العقوبة المالية منسوخة فقد غلط على مذاهب الأئمة نقلًا واستدلالًا، وليس يسهل دعوى نسخها والمدعون للنسخ ليس معهم سنة، ولا إجماع يصح دعواهم. (فقہ السنہ ۲ / ۵۳۵)

اور امام زیلعیؒ نے حضرت امام ابو یوسفؒ کا قول ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

وعن أبي يوسف أن التعزير بأخذ الأموال جائز للإمام. (تبیین الحقائق قدیم مکتبہ امدادیہ ملتان ۳ / ۲۰۸، جدید زکریا ۳ / ۶۳۴)

”تبیین“ کے حاشیہ میں علامہ چلی نے اس کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

وعن أبي يوسف أن التعزير بأخذ المال جائز للإمام، وعندهما والشافعي ومالك وأحمد لا يجوز بأخذ المال، وما في الخلاصة: سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضى ذلك أو الوالى جاز، ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال مبني على اختيار من قال بذلك من المشايخ لقول أبي يوسف. (حاشیہ چلی علی الزیلعی، قدیم ۳ / ۲۰۸، جدید زکریا ۳ / ۶۳۴)

اس کو ”الموسوعة الفقهية“ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

الأصل في مذهب أبي حنيفة أن التعزير بأخذ المال غير جائز، فأبو حنيفة ومحمد لا يجيزانه، بل إن محمدا لم يذكره في كتاب من كتبه، أما

أبو يوسف فقد روى عنه أن التعزير بأخذ المال من الجاني جائز إن رؤية فيه مصلحة. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۲ / ۲۷۰)

اس کو صاحب ”فتح القدر“ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے ساتھ تھوڑا سا اضافہ کر کے لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

يجوز تعزيره بأخذ المال مبني على اختيار من قال بذلك من المشايخ كقول أبي يوسف، وقال التمرتاشي: يجوز التعزير الذي يجب حقا لله تعالى لكل أحد بعملة النياية عن الله تعالى. (فتح القدير، زكريا ۵ / ۳۳۰)

”درمختار مع الشامی“ میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے، کافی تفصیل موجود ہے، اس میں سے تھوڑی سی عبارت اقتباس کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے:

لا بأخذ المال في المذهب (بحر) وفيه عن البرازية وقيل: يجوز ومعناه أن يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له، فإن أيس من توبته صرفه إلى ما يرى، وفي المجتبى: أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ، وتحته في الشامية: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز. (درمختار مع الشامي، زكريا ۱۰۵-۱۰۶، کراچی ۴ / ۶۱)

اور ”برازية“ میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

والتعزير بأخذ المال إن المصلحة فيه جائزة قال مولانا خاتمة المجتهدين مولانا ركن الدين أبو يحيى الخوارزمي: معناه أن نأخذ ماله ونودعه، فإذا تاب نرده عليه كما عرف في خيول البغاة وسلاحهم، وصوبه الإمام ظهير الدين التمرتاشي الخوارزمي، قالوا: ومن جملته من لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال. (البرازية على الهندية ۶ / ۴۲۷، زكريا جديد ۳ / ۲۵۱)

دین مہر کی ادائیگی میں توازن

سوال [۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا طویل زمانہ تک ادا نہ کئے گئے مہر کے عوض میں ادائے گی کے وقت عقد کے وقت کی قیمت اور ویلو کا اعتبار کیا جاسکتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عرب ملکوں میں آج بھی نکاح کے وقت مہر کی ادائیگی لازم ہوتی ہے اور ادائے مہر کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، اسی وجہ سے عرب دنیا میں نکاح میں لڑکے والوں کا خرچ زیادہ ہوتا ہے، اس کے برخلاف ہمارے ہندوستان اور برصغیر میں شادی کے موقع پر لڑکی والے زیادہ خرچ کرتے ہیں، لڑکے والوں کے یہاں کا خرچ کم ہوتا ہے، چنانچہ شادی کے موقع پر دولہن کا جو مہر باندھا جاتا ہے وہ عام طور پر فوری ادا نہیں کیا جاتا؛ بلکہ شوہر کے اوپر بطور قرض کے باقی رہتا ہے، عمر گزر جاتی ہے، اولادیں پیدا ہو کر بڑی ہو جاتی ہیں، مگر مہر ادا نہیں ہوتا؛ بلکہ شوہر پر اس کا قرض باقی رہ جاتا ہے، بعض لوگوں کی نیتیں خراب ہوتی ہیں، حیلہ بہانہ سے بیوی سے مہر معاف کرا لیتے ہیں، یہ انتہائی بے غیرتی کی بات ہے، جن لوگوں کے یہاں بیوی کا قرض شوہر پر باقی رہ جاتا ہے وہ عام طور پر خدا نخواستہ اگر طلاق واقع ہو جائے تو مہر کا مطالبہ کیا جاتا ہے، یا شوہر کا انتقال ہو جائے تو وارثین کو ادائیگی کی فکر ہوتی ہے اور جو لوگ مہر ادا کر دیتے ہیں، ان سے بھی ۲۰-۲۰ سال ۳۰-۳۰ سال کی تاخیر ہو جاتی ہے، تو ایسے میں اگر مہر میں مہر فاطمی باندھا گیا ہے یا سونا چاندی کی کوئی خاص مقدار مہر میں متعین کر دی گئی ہے، تو عورت کا کوئی نقصان نہیں ہوتا؛ اس لئے کہ جس زمانے میں بھی مہر ادا کیا جائے گا تو اس زمانے میں طے شدہ مقدار میں متعین شی عورت کو صحیح طور پر مل جاتی ہے یا ادائیگی کے وقت کی قیمت لگا کر سکہ رائج الوقت مل جاتا ہے، اس کے برخلاف

اگر مہر میں کرنسی متعین ہو جائے مثلاً پچیس، تیس سال پہلے نکاح ہوا ہے اور چار ہزار روپیہ مہر میں متعین ہوا تھا اور اس زمانہ میں مہر فاطمی کی قیمت چار ہزار روپے سے کم تھی؛ بلکہ دو ڈھائی ہزار روپیہ مہر فاطمی کی قیمت تھی؛ لہذا چار ہزار روپے میں ۴-۵ تولہ سونا خریدا جاسکتا تھا اور ۶۰-۷۰ تولہ چاندی مل جاتی تھی، مگر اس زمانہ میں چار ہزار روپیہ مہر میں ادا نہیں کیا گیا اور آج ۲۵-۳۰ سال بعد ادا کرنے کا نمبر آیا ہے، تو بیوی کہتی ہے کہ یہ چار ہزار روپیہ لے کر کیا کروں گی، میرا تو چار ہزار روپیہ ایسا تھا جو ۴-۵ تولہ سونا یا ۶۰-۷۰ تولہ چاندی کی ویلور رکھتا تھا اور آج جو چار ہزار روپیہ سامنے رکھا جا رہا ہے وہ ایک گرام سونے کا ویلور بھی نہیں رکھتا، میرا تو چار ہزار روپیہ ایسا ہے جو ۵ تولہ سونے کا ویلور رکھتا ہے، تو ایسے حالات میں ۴ ہزار روپیہ دینے کی صورت میں عورت پر زبردست ظلم اور اس کا نقصان ہے، اس نقصان سے بچاؤ کا کوئی حل ہے تو اس بارے میں حضرات فقہاء کے یہاں بظاہر کوئی حل نہیں ہے؛ بلکہ عورت کو اسی چار ہزار روپے پر صبر کرنا پڑے گا، ایسی صورت میں عورت کو نقصان اور ظلم کے برداشت پر مجبور کرنا لازم آئے گا جو مقتضی شریعت کے خلاف ہے۔

اس لئے اس مسئلہ پر ارباب افتاء کو غور کرنے کی ضرورت ہے، چنانچہ اس سلسلے میں عورت کو نقصان سے بچانے کے واسطے دو شکلیں ہمارے سامنے ہیں:

(۱) عورت کو چار ہزار روپیہ کرنسی نہ ادا کی جائے؛ بلکہ چار ہزار روپیہ کے عوض میں عقد نکاح کے زمانہ کی حیثیت کا اعتبار کرتے ہوئے سونا چاندی یا کوئی دوسرا قیمتی سامان مہر میں ادا کر دیا جائے تو ایسی صورت میں سود یا ربا کی بات لازم نہیں آئے گی اور عورت کو اپنا حق پورے طور پر حاصل ہو جائے گا، یہ بات مکملہ شامی کی ذیل کی عبارت سے مستفاد ہوتی ہے۔

ولو كان لرجل علي رجل درهم لا يعرفان وزنها فصالحه منها علي ثوب أو غيره فهو جائز؛ لأن جهالة المصالح عنه لا تمنع مع صحة الصلح،

وإن صالحه على دراهم فهو فاسد في القياس؛ لأنه يحتمل أن بدل الصلح أكثر منه، ولكنني أستحسن أن أجيزه؛ لأن الظاهر أنه كان أقل مما عليه؛ لأن مبني الصلح على الحط والإغماض، فكان تقديرهما بدل الصلح شيء.

الخ (تکملہ شامی زکریا ۱۲ / ۳۳۶، کراچی ۸ / ۲۵۲)

(۲) طول زمانہ کے بعد جب کرنسی وروپیہ کی حیثیت گھٹ گئی تو مہر کی ادائے گی کی بات سامنے آئی اور عقد کے وقت میں چار ہزار روپیہ کرنسی مہر میں طے ہو چکی تھی اور اس زمانہ میں چار ہزار روپیہ میں ۵۰-۵۵ گرام سونا یا ۶۰-۷۰ تولہ چاندی مل جایا کرتی تھی، آج چار ہزار روپیہ میں ۲ گرام سونا بھی نہیں مل سکتا، اسی طرح چار ہزار روپیہ میں ۱۰ تولہ چاندی بھی نہیں مل سکتی، روپیہ کی ویلو گھٹ کر اس کی حیثیت دو گرام سونے کے برابر بھی نہیں رہی، ایسی صورت میں عورت کو نقصان سے بچانے کے لئے کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ تو علامہ شامیؒ نے ”رسائل ابن عابدین“ میں صلح کے ذریعہ سے ایک معتدل اور درمیانی راہ اختیار کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے، مثلاً اگر عقد کے وقت میں چار ہزار روپیہ میں ۵۰ گرام سونا مل سکتا تھا یا ۷۰ تولہ چاندی مل سکتی تھی اور ادائے گی کے وقت میں چار ہزار روپیہ کے ذریعہ ۲ گرام سونا یا ۱۰ تولہ چاندی بھی نہیں مل سکتی، تو ایسی صورت میں ایک درمیانی راہ اختیار کی جائے کہ کرنسی ادا نہ کر کے ۴۰ گرام سونا یا ۵۰ تولہ چاندی عورت کو ادا کی جائے، تو ایسی صورت میں شوہر کا بھی زیادہ نقصان نہیں ہے اور عورت کو بھی زیادہ نقصان سے بچایا جاسکتا ہے اور عورت کو ایسی صورت میں مہر وصول پانے میں کافی حد تک اطمینان ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ علامہ شامیؒ کی کتاب ”رسائل ابن عابدین“ کی اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

ووجه ما أفتى به بعض المفتين كما قدمناه أن القروش في زماننا بيان لمقدار الثمن لا لبيان نوعه ولا جنسه، فإذا باع شخص سلعة بمائة قرش مثلاً ودفع له المشتري بعد الرخص ما صارت قيمته تسعين قرشاً من الريال

أو الذهب مثلاً لم يحصل للبائع ذلك المقدار الذي قدره ورضى به ثمننا لسلعته لكن قد يقال لما كان راضياً وقت العقد بأخذ غير القروش بالقيمة من أي نوع كان صار كان العقد وقع على الأنواع كلها، فإذا رخصت كان عليه أن يأخذ بذلك العيار الذي كان راضياً به، وإنما اخترنا الصلح لتفاوت رخصتها، وقصد الإضرار كما قلنا، وفي الحديث: لا ضرر ولا ضرار ولو تساوى رخصها لما قلنا إلا بلزوم العيار الذي كان وقت العقد كأن صار مثلاً ما كان قيمته مائة قرش من الريال يساوي تسعين، وكذا سائر الأنواع أما إذا صار ما قيمته مائة من نوع يساوي تسعين، ومن نوع آخر خمسة وتسعين، ومن آخر ثمانية وتسعين، فإن ألزمتنا البائع بأخذ ما يساوي التسعين بمائة فقد اختص الضرر به، وإن ألزمتنا المشتري بدفعه بتسعين اختص الضرر به، فينبغي وقوع الصلح على الأوسط. (رسائل ابن عابدین، مکتبہ ثاقب بکڈپو دیوبند ۲/ ۶۷)

بیوی کو کب مارا جاسکتا ہے؟

سوال [۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی کو کب مارا جاسکتا ہے؟ کیا شوہر کو یہ حق ہے کہ بیوی کو جب چاہے مارے؟
المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہر جائز امور میں شوہر کی اطاعت کرنا بیوی پر لازم ہے؛ لیکن اگر بیوی جائز اور امور مباحہ میں شوہر کی اطاعت نہیں کرتی ہے، مثلاً اس کی نافرمانی کرتی ہے، اس کے حقوق کی ادائے گی میں کوتاہی کرتی ہے، یا اس کی اجازت کے بغیر کہیں بھی چلی جاتی ہے یا طہارت کا اہتمام نہیں کرتی ہے یا تارک صلاۃ ہے یا اپنی ذات

اور شوہر کے مال میں خیانت کرتی ہے، تو اس طرح کے امور میں شوہر پہلے نرمی سے وعظ و نصیحت کے ذریعہ سمجھایا کرے، اس سے باز نہ آئے تو تادیب ضربی کی بھی اجازت ہے، مگر اس طرح مارے کہ جس سے اس کے بدن پر زخم یا توڑ پھوڑ نہ ہو جائے، اس کو ”البحر الرائق“ میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

و حق الزوج علی الزوجة أن تطيعه في كل مباح يأمرها به.

(البحر الرائق، زکریا ۳/ ۳۸۵)

اس کو ”مغنی المحتاج“ میں اس طرح کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

فالأولى له عدم العفو؛ لأن ضربه للتأديب مصلحة له، وضرب الزوج زوجته مصلحة لنفسه، والنشوز هو الخروج من المنزل بغير إذن الزوج، وقوله: وكمنعها أي الزوجة من الاستمتاع. (مغني المحتاج ۴/ ۴۲۷)

اس کو ”الفقه الاسلامی“ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

ولاية التأديب للزوج إذا لم تطعه فيما يلزم طاعته بأن نشزت أو خرجت بلا إذن أو تركت حقوق الله كالطهارة والصلاة، أو أغلقت الباب دونه أو خانت في نفسها أو ماله، ويبدأ بالترتيب بما يلي: الوعظ، والنصح بالرفق، واللين، وهو ذكر ما يقتضي رجوعها عما ارتكبت من الأمر والنهي برفق، ثم الهجر والاعتزال، وترك الجماع والمضاجعة، ثم الضرب غير المبرح ولا الشائن، وهو الضرب بالسواك ونحوه فقط، والدليل قوله تعالى: ﴿وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ﴾ [النساء: ۳۴] (الفقه الإسلامي وأدلته ۷/ ۱۱۱-۱۱۲)

بیوی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ

سوال [۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ بیوی کو طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق کب حاصل ہوتا ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کی طرف سے فسخ نکاح کے مطالبہ سے متعلق ’الحلیۃ الناجزۃ‘ وغیرہ میں جو اسباب لکھے جا چکے ہیں وہ سب کے سامنے واضح ہیں، ان کے علاوہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی طرف سے جاری کئے گئے سوالات کے ذیل میں جو باتیں لکھی گئیں ہیں، گیارہ وجوہات سوال نامہ میں درج ہیں، ان گیارہ وجوہات کے علاوہ مزید وجوہات ہو سکتی ہیں، مگر بنیادی بات یہ ہے کہ جب شوہر بیوی کو اپنی زندگی کی رفیق حیات کے طور پر انسیت اور محبت کے ساتھ نہ رکھے اور بیوی کے لئے اس شوہر کے ماتحت میں رہ کر سکون کی زندگی نصیب نہ ہو بالآخر تنگ آ کر طلاق کا مطالبہ کر لیتی ہے، تو اس کا مطالبہ جائز اور بجا ہے، ایسے حالات میں طلاق کی صورت میں بیوی کو اپنے تمام حقوق مل جانے چاہئے؛ لیکن عام طور پر ظالم شوہر سے بیوی کو اپنا حق وصول نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے خاندانی لوگوں پر ضروری ہے کہ شوہر سے اس کا حق اس کو کسی بھی طریقہ سے دلادینا چاہئے۔

اجرت رضاعت

سوال [۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ کیا اجرت رضاعت شوہر پر لازم ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی ہے، تو عدت کے زمانہ میں اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت کی مستحق ماں نہیں بنے گی، اخلاقاً و دودھ کے

پلانا ماں کے ذمہ لازم ہے؛ البتہ عدت پوری ہو جانے کے بعد عورت شوہر کے لئے کلی طور پر احتیہ بن جاتی ہے؛ اس لئے دودھ پلانے کی اجرت عدت پوری ہونے کے بعد لینا عورت کے لئے جائز ہے، اس کو صاحب ہدایہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

وإن استأجرها وهي زوجته أو معتدته لترضع ولدها لم تجز؛ لأن الإرضاع مستحق عليها ديانة وإن انقضت عدتها فاستأجرها يعني لإرضاع ولدها جاز؛ لأن النكاح قد زال بالكلية وصارت كالأجنبية. (الهداية ۲/ ۴۴۴-۴۴۵)

زمانہ عدت کا نان و نفقہ

سوال [۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا شوہر پر زمانہ عدت کا خرچ لازم ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی ہے اور بیوی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ بھی نہیں ہے اور نہ ہی معصیت اور نشوز بیوی کی طرف سے ثابت ہے، تو ایسی صورت میں طلاق کی عدت کا خرچ شوہر کے اوپر لازم ہے۔ اور اگر بیوی کی طرف سے نشوز و نافرمانی ثابت ہے اور معقول وجہ کے بغیر میکہ جا کر بیٹھ گئی ہے اور طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، تو ایسی صورت میں عورت عدت کے خرچ کی مستحق نہیں ہوتی، اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كانت الطلاق رجعيا أو بئنا أو ثلاثا حاملا كانت المرأة أو لم تكن الأصل أن الفرقه متى كانت من الزوج فلها النفقة، وإن كانت من جهة المرأة إن كانت بحق لها النفقة،

وإن كانت بمعصية لا نفقة لها، وإن كانت بمعنى من جهة غيرها فلها النفقة. (ہندیہ قدیم زکریا ۱/ ۵۵۷، جدید مکتبہ اتحاد ۱/ ۶۰۵)

اور اسی طرح کی عبارت قدرے اختلاف کے ساتھ ”تاتارخانیہ ۵/ ۳۹۹، رقم: ۸۳۰۲، قاضی خاں علی ہامش الہندیہ قدیم ۱/ ۵۵۷“ میں موجود ہے۔

اور اس کو ”البحر الرائق“ میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

وتلزمه النفقة ما لم تنقض العدة وقوله: المعتدة إذا خرجت من بيت العدة تسقط نفقتها ما دامت على النشوز، فإن عادت إلى بيت الزوج كان لها النفقة والسكنى. (البحر الرائق، کراچی ۴/ ۱۹۹)

متاع یا متعہ کا حکم

سوال [۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ متاع یا متعہ سے کیا مراد ہے؟ متاع یا متعہ کس مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے؟ اور متعہ واجب کو متعین کرنے کا حق شوہر کو ہے یا میاں بیوی دونوں کو؟ اور کیا ہر قسم کی مطلقہ کے لئے متعہ دینے کا حکم ہے؟

المستفتی: مسلم پرسنل لاء بورڈ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال کا جواب تحریر کرنے سے پہلے قرآن کی دو آیتوں کو نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ. [البقرة: ۲۳۶]

(۲) وَلِلْمُطَلَّاقَاتِ مَتَاعُ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ. [البقرة: ۲۴۱]

ان دونوں آیتوں میں متاع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، شاید سوال نامہ میں انہیں آیتوں کی مناسبت سے لفظ ”متاع“ استعمال کیا گیا ہے، مگر حضرات فقہاء عمومی طور پر لفظ متاع کے بجائے ”متعہ“ کا لفظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں، اس سے مراد حضرات فقہاء کے نزدیک عورت کے کچھ ضروری کپڑے وغیرہ ہیں، مثلاً درع، یعنی قمیص، بنار یعنی دوپٹہ، ملحمہ یعنی وہ کپڑا جو سر سے لے کر پیر تک ڈھانپنے کے لئے ہوتا ہے، جس کو برقع بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس پر بحث کرتے ہوئے اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ عربوں میں عام طور پر ان تین کپڑوں کا استعمال زیادہ رہا ہے؛ لیکن عجم میں قمیص کے نیچے ازار یا شلوار کا پہننا بھی ضروری ہوتا ہے؛ اس لئے علامہ شامیؒ نے دو چیزوں کا اضافہ مزید فرمایا ہے:

(۱) ازار یا شلوار (۲) مکعب، کوئی پھول دار چادر۔ بہر حال متعہ سے عام طور پر یہی چیزیں مراد لی جاتی ہیں اور بعض فقہاء نے کچھ مزید توسع دے کر اس کے لئے الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ متعہ سے مراد مذکورہ اشیاء ہیں یا وہ مال ہے جو شوہر اپنی مطلقہ بیوی کو مہر کے علاوہ کچھ اضافہ کے طور پر دیتا ہے جس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

أما تفسير المتعة الواجبة فقد قال أصحابنا: إنها ثلاثة أثواب: درع، وخمار، وملحفة. (بدائع، زکریا ۲/۶۰۳، درمختار زکریا ۴/۲۴۴، کراچی ۳/۱۱۰)
اس عبارت کے نیچے شامیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ ان تین چیزوں پر دو چیزوں کا اضافہ مزید کیا جائے گا، جس میں ازار یا شلوار اور پھول دار چادر شامل ہے، ملاحظہ فرمائیے:

قال فخر الإسلام: في ديارهم، أما في ديارنا فيزاد على هذا إزار، ومكعب كذا في الدراية، ولا يكفى إغناء الملحفة عن الإزار إذ هي بهذا التفصيل إزار إلا أن يتعارف تغايرهما كما في مكة المشرفة.

(شامی، زکریا ۴/۲۴۴، کراچی ۳/۱۱۰)

اس کو ”الفقه الاسلامی“ میں اس طرح کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

المتعة المرادة هنا هي الكسوة أو المال الذي يعطيه الزوج للمطلقة
زيادة على الصداق أو بدلا منه كما في المفوضة لتطيب نفسها. (الفقه
الإسلامي وأدلته ۷/ ۳۰۶)

متعہ کی مستحق کوئی مطلقہ؟

متعہ کے پیش نظر مطلقہ عورتیں چار قسموں پر ہیں:

(۱) وہ مطلقہ عورت جس کے لئے بوقت نکاح مہر متعین کیا جا چکا ہو یا طلاق سے پہلے اس کا مہر متعین ہو چکا ہو اور اس کو شوہر نے قبل الدخول طلاق دے دی ہو، تو ایسی عورت کے لئے نصف مہر واجب ہو جاتا ہے اور اس کو نصف مہر کے علاوہ مزید اوپر سے متعہ کے نام سے کچھ دینا مستحب بھی نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس کو نصف مہریوں ہی مل گیا ہے اور شوہر نے اس سے کسی قسم کا استغفار نہیں کیا؛ اس لئے نصف مہر کے علاوہ مزید اوپر سے کچھ دینا مستحب بھی نہیں ہے۔

(۲) وہ مطلقہ عورت جس کے لئے مہر متعین نہیں کیا گیا ہے یا وہ مفوضہ عورت جس نے اپنے آپ کو شوہر کے لئے سوئپ دیا ہے اور کوئی مہر متعین نہیں ہوا ہے اور شوہر نے اس کو قبل الدخول طلاق دے دی ہے، تو ایسی عورت کے لئے نہ مہر مثل لازم ہے اور نہ ہی مہر مثل کا نصف حصہ دینا لازم ہے؛ بلکہ اس کے لئے اوپر کی تفصیل کے مطابق متعہ دینا شوہر پر واجب ہے۔

(۳) وہ مطلقہ عورت ہے جس کے لئے مہر متعین کیا جا چکا ہو اور دخول یا خلوت صحیحہ کے بعد شوہر نے اس کو طلاق دے دی ہو، تو اس کو طلاق کے بعد طے شدہ مہر ادا کر دینے کے بعد مزید اوپر سے متعہ کے نام سے کچھ دینا مستحب اور افضل ہے۔

(۴) وہ مطلقہ عورت ہے جس کے لئے مہر متعین نہیں کیا گیا ہے اور شوہر نے اس کو دخول و ہم بستری کے بعد طلاق دے دی ہے، تو ایسی عورت کو مہر مثل ادا کرنا واجب ہے اور مہر

مثل کی ادائے گی کے بعد متعہ کے عنوان سے مزید کچھ دینا بھی مستحب اور افضل ہے۔
 اس تفصیل سے مطلقہ کی چاروں قسموں کا حکم واضح ہو گیا ہے کہ پہلی قسم کے لئے صرف نصف مہر لازم ہے اور متعہ دینا مستحب بھی نہیں ہے اور دوسری قسم کے لئے مہر کے نام سے کچھ بھی دینا واجب نہیں، مگر متعہ دینا واجب ہوتا ہے اور تیسری اور چوتھی قسم کی مطلقہ سے شوہر نے استفادہ اور استمتاع حاصل کیا ہے؛ اس لئے ان دونوں قسم کی عورتوں کا مہر ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اور مزید اوپر سے متعہ کے طور پر کچھ دینا مستحب و افضل ہے، مگر لازم یا واجب نہیں ہے، اس کو حضرات فقہاء نے اپنے اپنے الفاظ میں کافی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔
 ”تاتارخانیہ“ میں اس کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

المطلقات أربع: مطلقة قبل الدخول والتسمية وهي التي تجب لها المتعة، ومطلقة بعد الدخول وقد سمي لها مهرًا، ومطلقة بعد الدخول ولم يسم لها مهرًا فيستحب لهما المتعة، ومطلقة قبل الدخول بعد التسمية وهي التي لا تستحب لها المتعة ولا تجب؛ لأنها تأخذ نصف المهر منه من غير أن يستوفى الزوج منها شيئًا، فنزل ذلك منزلة المتعة فلا تستحب لها المتعة مع ذلك. (الفتاوى التاتارخانية ۴/ ۲۲۲، رقم: ۶۰۲۴)

ہندیا ورشامی میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

فالمطلقات أربع: أي مطلقة قبل الوطء أو بعده سمي لها أولا، فالمطلقة قبله إن لم يسم لها فمتعته واجبة وإن سمي فغير واجبة، ولا مستحبة أيضا على ما هنا، والمطلقة بعده متعتها مستحبة سمي لها أولا. الخ (شامي، زكريا ۴/ ۲۴۶، کراچی ۳/ ۱۱۱، ہندیہ زکریا قدیم ۱/ ۳۰۴، جدید ۱/ ۲۷۰)
 ”محیط برہانی“ میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

ثم المتعة واجبة للمطلقة قبل الدخول بها إذا لم يسم لها مهرًا في

کل فرقة جاءت من قبل الزوج، وإذا جاءت من قبل المرأة فلا متعة فيها وإن لم يسم لها مهرًا، وإنها مستحبة لكل مطلقة يريد بالمطلقة بعد الدخول بها إذا لم يكن في النظام تسمية أو كان فيه تسمية، والمطلقة قبل الدخول بها كان في النكاح تسمية. وفي القدوري: وكل فرقة جاءت من قبل المرأة فلا متعة فيها، وإن كان من قبل الزوج ففيها المتعة، وفيه أيضًا، وكل فرقة من جهة الزوج بعد الدخول يستحب فيها المتعة إلا أن يرتد ويأبى الإسلام، وفيه أيضًا ولو خيّر امرأته فاختارت فهي فرقة من جهة الزوج. (المحيط البرهاني، المجلس العلمي ٤/ ١٥٥، رقم: ٣٩٠٣-٣٩٠٤)

متعہ کی ادائے گی میں شوہر کی حالت کا اعتبار کیا جائے یا عورت کی حالت کا؟ تو اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے قرآن کریم کی آیت ﴿عَلَى الْمُؤْسِعِ قَدْرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدْرُهُ﴾ [البقرة: ۲۳۶] کے پیش نظر شوہر کی حالت کا اعتبار کیا ہے اور بعض علماء نے متعہ واجبہ کے پیش نظر عورت کی حالت کا اعتبار کیا ہے اور بعض علماء نے دونوں کی حالتوں کا اعتبار کرتے ہوئے دونوں کی معیار زندگی کے پیش نظر درمیانی راہ اختیار کرنے کی بات کی ہے، اس سلسلہ میں بدائع کی عبارت زیادہ واضح ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

وأما بيان من تعتبر المتعة بحاله، فقد اختلف العلماء فيه، قال بعضهم: قدر المتعة يعتبر بحال الرجل في يساره وإعساره، وهو قول أبي يوسف، وقال بعضهم: تعتبر بحال المرأة في يسارها وإعسارها، وقال بعضهم: تعتبر بحالهما جميعًا، وقال بعضهم: المتعة الواجبة تعتبر بحالها والمتعة المستحبة تعتبر بحاله وجه قول من اعتبر حال الرجل قوله تعالى: ﴿وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمُؤْسِعِ قَدْرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدْرُهُ﴾ [البقرة: ۲۳۶]

جعل المتعة على قدر حال الرجل في يساره وإعساره. (بدائع

سوال نامہ میں یہ بات اٹھائی گئی ہے کہ بہت سے مسلم ممالک میں مطلقہ کو متعہ یا متاع کے نام سے دو یا تین سال کے نفقہ کی رقم لازمی طور پر دلائی جاتی ہے، تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ جن مسلم ممالک میں دو یا تین سال کا نفقہ دلایا جاتا ہے یہ شریعت کا حکم نہیں ہے، ان ممالک کی انتظامیہ کے لوگ اپنے نظام کے پیش نظر ایسا کیوں کرتے ہیں؟ وہ زیادہ بہتر جانتے ہوں گے، مگر یہ شریعت کا حکم نہیں ہو سکتا، اور اس کی وجہ سے ہندوستان جیسے ممالک میں شریعت کے خلاف خطرناک حکم جاری ہونے کا خطرہ ہے جیسا کہ شاہ بانو کیس میں ایسا ہی ہوا ہے، سپریم کورٹ نے عبداللہ یوسف کے انگریزی ترجمہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ حکم جاری کیا تھا کہ مطلقہ عورت کو شوہر کی جانب سے تاحیات یا تانکاح ثانی نان و نفقہ دینا لازم ہے اور مزید اوپر سے قرآن کریم کی آیت کا غلط معنی پہنا کر حکم جاری کیا گیا ہے جو قطعاً غلط ہے؛ اس لئے جن مسلم ممالک میں اس طرح سے نفقہ دلایا جاتا ہے اس کا مذاکرہ بھی ہندوستان میں مناسب نہیں۔



يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ☆ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا. الحديث
 (المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵، برقم: ۱۵۷۰)

(مفتی) شبیر احمد قاسمی

خادم الحديث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد (یو۔ پی)

بروز جمعرات یکم محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

طلاق غضبان اور طلاق بدعی کا تحقیقی جائزہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَّا بَعْدُ!

فلسطینی مجلس افتاء کی طرف سے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے پاس طلاق غضبان اور طلاق بدعی سے متعلق تحقیق و تدقیق طلب کی گئی ہے کہ ان دونوں مسئلوں میں ائمہ اربعہ اور جمہور کے مسلک سے عدول کر کے قول شاذ پر فتویٰ جاری کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اسلامک فقہ اکیڈمی نے جواب کے لئے ہمارے یہاں بھی عربی سوال نامہ بھیجا ہے، یہاں پر عربی سوال نامہ کا خلاصہ اور جواب پیش کیا جا رہا ہے ہے ملاحظہ ہو:

فلسطینی مجلس افتاء کی طرف سے دو مسئلوں کے متعلق اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا سے تحقیق طلب کی گئی ہے۔

پہلا مسئلہ: طلاق غضبان سے متعلق ہے، معمولی معمولی باتوں پر میاں بیوی کے درمیان لڑائی پیدا ہوتی ہے اور شوہر غلبہ غضب میں آکر کے بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور طلاق بھی تین طلاق دے بیٹھتا ہے، اس کے بعد مفتیان کرام سے جواز کا فتویٰ طلب کرتا ہے اور اس طرح سے ہزار ہا ہزار گھرانے غصہ کی حالت میں طلاق دینے کے بعد پھر بیوی کو ساتھ میں رکھتے ہیں تو کیا اس مسئلہ میں اس بات کی گنجائش ہے کہ جن علماء کے نزدیک طلاق غضبان واقع نہیں ہوتی ہے، ان کے قول پر عمل کر کے عدم وقوع طلاق کا فتویٰ جاری کر دیا جائے؟

دوسرا مسئلہ طلاق بدعی سے متعلق ہے: دوسرا مسئلہ یہ پیش کیا گیا ہے کہ طلاق بدعی اگرچہ ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن بعض

علماء کے نزدیک واقع نہیں ہوتی، تو کیا جن علماء کے نزدیک واقع نہیں ہوتی ہے، ان کے قول پر عمل کر کے عدم وقوع طلاق کا فتویٰ جاری کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

مثال کے طور پر ہزاروں گھرانے ایسے ہیں جن میں شوہر نے بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں، اس کے بعد اپنے پاس رکھنے لگے، اسی طرح جس طہر میں بیوی سے ہم بستری ہوئی ہے اس میں شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیدیں یا حالت حیض میں تین طلاق دیدیں ہیں اور پھر بیوی کو اپنے پاس رکھنے لگے یہ سب طلاق بدعی کے دائرہ میں داخل ہیں۔

اس طرح طلاق بدعی دے کر کے شوہر بیوی کو اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور ہزاروں خاندان اسی طرح کی زندگی گزارنے میں مبتلا ہیں، تو کیا جن علماء کے نزدیک طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی ہے، ان کے قول پر عمل کر کے فتویٰ جاری کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: المجلس الاسلامي للافتاء بيت المقدس الداخل الفلسطيني

۱۲ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ

نوٹ: یہ سوال دارالافتاء مدرسہ شاہی میں ماہ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ میں آیا ہے
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سوال نامہ میں ایک ساتھ دو مسئلوں سے متعلق

دریافت کیا گیا ہے۔

پہلا مسئلہ طلاق غضبان سے متعلق ہے اور دوسرا مسئلہ طلاق بدعی سے متعلق ہے کہ طلاق بدعی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

اب دونوں مسئلوں سے متعلق روایات اور فقہی جزئیات کے ذریعہ سے جو بات ثابت ہوتی ہے، وہ کسی بھی تجربہ کار عالم اور مفتی سے مخفی نہیں ہے۔ اور دونوں مسئلوں میں ائمہ اربعہ اور جمہور کا اتفاق ہے اور صرف حافظ ابن قیم جوڑی جیسے چند حضرات کا اختلاف ہے اور ان کے اختلاف کو خارق اجماع بھی کہا جاسکتا ہے، اس تمہید کے بعد دونوں مسئلوں کو الگ الگ سرخیوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱: طلاق غضبان

حالت غضب میں طلاق دینے سے متعلق کچھ وضاحت کی ضرورت ہے، شوہر اپنی بیوی کو خوشی سے کبھی طلاق نہیں دیتا؛ بلکہ غیظ و غضب اور غصہ کی حالت ہی میں طلاق دیتا ہے، اور حضرات فقہاء نے غیظ و غضب اور غصہ کے تین درجات بیان کئے ہیں۔

درجہ نمبر ۱: غصہ کا پہلا درجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا ہوش و حواس بدستور باقی رہتا ہے اور ہر چیز کو اپنی جگہ بدستور سمجھتا ہے، اس حالت میں طلاق دینے سے سب کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

درجہ ۲: غصہ کا دوسرا درجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا غیظ و غضب اس کے اوپر غالب ہو جائے کہ وہ سب کچھ کھو بیٹھے، اس کی عقل و دانش بالکل جاتی رہے، اور اس کا حال مجنوں اور مغنی علیہ کی طرح ہو جائے جس کو فقہاء نے مدہوش سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ اس سلسلے میں فقہاء نے طلاق مدہوش کے عنوان سے سرخیاں قائم کی ہیں، اس حالت کی طلاق با تفاق فقہاء واقع نہیں ہوتی، لیکن علامہ شامیؒ نے اس بارے میں یہ بات نقل فرمائی ہے کہ اگر عادل گواہوں نے اس کے سامنے شہادت دی ہے کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اور ان کی باتوں پر اسے یقین اور اعتماد ہو کہ انہوں نے صحیح کہا ہے تو ایسی صورت میں اسکی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، اس حالت سے متعلق فقہاء کے دلائل کے ساتھ مستقل ایک سرخی کا عنوان آگے آ رہا ہے۔

درجہ ۳: غصہ کا تیسرا درجہ وہ ہوتا ہے جو مذکورہ دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے، نہ تو ہوش و حواس اعتدال کے ساتھ باقی رہتا ہے، اور نہ ہی مجنون اور مغنی علیہ کی طرح بالکل بے خبر ہوتا ہے بلکہ غصہ اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ کچھ یاد ہے اور کچھ یاد نہیں، اور حالت اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے اور غلبہ غضب کی وجہ سے کچھ کا کچھ بک دیتا ہے تو ایسی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں جمہور فقہاء کی رائے

یہ ہے کہ اسکی طلاق واقع ہو جائے گی یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے، سوال نامہ میں اسی درجہ اور اسی حالت سے متعلق پوچھا گیا ہے کہ آج کل کے زمانہ میں اس طرح کے غلبہ غضب میں اکثر و بیشتر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

اب اس بارے میں غور کرنا ہے کہ ایسے حالات میں جو طلاق دی جاتی ہے وہ واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر اس حالت کی طلاق کو معتبر نہ مانا جائے تو دنیا میں طلاق کے جتنے واقعات پیش آتے ہیں ان میں سے کسی بھی واقعے میں وقوع طلاق کا حکم لگانا مشکل پڑ جائے گا۔

اسی وجہ سے ائمہ اربعہ اور جمہور نے اس حالت کی طلاق کو معتبر مانا ہے، اور فلسطین کی مجلس افتاء کی طرف سے اسی حالت سے متعلق دریافت کیا گیا ہے کہ اس حالت میں طلاق دینے کی صورت میں بعض علماء نے طلاق کے عدم وقوع کی بات کہی ہے، جیسا کہ علامہ ابن قیم جوزیؒ کا رجحان ہے، تو اس کو اختیار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حافظ ابن قیم جوزیؒ کی رائے کو اختیار کیا جائے تو ہزاروں لاکھوں مسلمان طلاق دے کر حرام کاری میں مبتلا رہیں گے اور مفتی کے سامنے یہی بات پیش کریں گے کہ غلبہ غضب کی وجہ سے بے خبری میں طلاق دی گئی ہے، اس لئے اس مسئلے میں جمہور کی رائے سے ہٹ کر ابن قیم کی رائے کو اختیار کرنا ہمارے نزدیک خطرے سے خالی نہیں ہے، اس لئے اس حالت کی طلاق کو ہم معتبر سمجھتے ہیں، اور جن لوگوں نے عدم وقوع طلاق کی بات کہی ہے، اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے۔

اب جزئیات ملاحظہ فرمائیں:

اس سلسلے میں کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کی عبارت بہت واضح ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۱) وأما طلاق الغضبان فاعلم أن بعض العلماء قد قسم الغضب

إلى ثلاثة أقسام:

الأول: أن يكون الغضب في أول أمره فلا يغير عقل الغضبان

بحيث يقصد ما يقوله ويعلمه، ولا ريب في أن الغضبان بهذا المعنى يقع طلاقه وتنفيذ عبارته باتفاق.

الثانی: أن يكون الغضب في نهايته بحيث يغير عقل صاحبه ويجعله كالمجنون الذي لا يقصد ما يقول ولا يعلمه، ولا ريب في أن الغضبان بهذا المعنى لا يقع طلاقه لأنه هو والمجنون سواء.

الثالث: أن يكون الغضب وسطابين الحاليتين بأن يشتد ويخرج عن عادته؛ ولكنه لا يكون كالمجنون الذي لا يقصد ما يقول ولا يعلمه، والجمهور على أن القسم الثالث يقع به الطلاق. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، ۴/ ۲۹۴)

(۲) اس کو فتح الباری میں بہت وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اگر اس حالت میں طلاق دینے سے عدم وقوع کی بات کہی جائے تو ہر شخص یہی کہے گا کہ میں نے غلبہ غضب میں طلاق دی ہے، لہذا طلاق واقع نہ ہو، اور اس کی وجہ سے امت میں ایک بڑا فتنہ برپا ہو سکتا ہے، اور لوگ طلاق دے کر حرام کاری میں مبتلا ہو جائیں گے۔

فتح الباری کتاب الطلاق باب الطلاق فی الاغلاق والکفرہ والسكران، بخاری کے ترجمۃ الباب کے تحت میں تشریح کرتے ہوئے فتح الباری کی عبارت ہے، ملاحظہ فرمائیے:

قال إن طلاق الناس غالباً إنما هو في حال الغضب، وقال ابن المرابط الإغلاق حرج النفس، وليس كل من وقع له فارق عقله، ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان، لكان لكل أحد أن يقول في ماجناه، كنت غضباناً، وأراد بذلك الرد على من ذهب إلى أن الطلاق في الغضب لا يقع (فتح الباری، مطبع قاہرہ ۳۰۱/۹، ومکتبۃ اشرفیۃ ۹/ ۴۸۷)

(۳) علامہ شامیؒ نے ابن قیمؒ کے قول کو نقل کرنے کے بعد غایۃ کے حوالہ سے اس کی مخالفت کی عبارت نقل فرما کر ابن قیمؒ کے قول پر رد فرمایا ہے، شامی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

قلت: وللحافظ ابن القيم الحنبلي رسالة في طلاق الغضبان قال فيها: إنه على ثلاثة أقسام:

أحدها: أن يحصل له مبادئ الغضب بحيث لا يتغير عقله يعلم ما يقول ويقصده، وهذا الإشكال فيه.

الثاني: أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريد فلهذا لا ريب أنه لا ينفذ شيئاً من أقواله. الثالث من توسط بين المرتبتين بحيث لم يصّر كالمجنون فهذا محل النظر، والأدلة تدل على عدم نفوذ أقواله ملخصاً من شرح الغاية الحنبليّة، لكن أشار في الغاية إلى مخالفتها في الثالث: حيث قال: ويقع طلاق من غضب خلافاً لابن القيم وهذا الموافق عندنا لما مر في المد هوش. (شامی زکریا ۴/۴۵۲ وکراچی ۲۴/۳، الموسوعة الفقهية ۱۸/۲۹)

طلاق مدہوش

مدہوش کی حالت اسی کو کہا جاتا ہے، کہ جس حالت میں آدمی ہوش و ہواس سے بالکل محروم ہو جاتا ہے، جیسے مجنون اور منعمی علیہ کا حال ہوتا ہے، وہی مدہوش شخص کا حال ہوتا ہے، اس حالت میں زبان سے طلاق نکلے اس کو کسی قسم کی طلاق دینے کی خبر نہیں ہوتی ہے کہ اس کی زبان سے کیا نکلا ہے، اور اس نے کیا کہا ہے، تو ایسے مدہوش شخص کی طلاق کے بارے میں جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ منعمی علیہ اور مجنون اور نائم کی طرح اس کا حکم ہوگا، اور اس حالت میں اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

الفقہ الاسلامی کی عبارت بہت واضح ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۴) لا یصح طلاق المجنون، ومثله المغمى عليه والمد هوش: وهو الذي اعترته حال انفعال لا يدري فيها ما يقول أو يفعل أو يصل به الانفعال إلى درجة يغلب معها الخلل في أقواله وأفعاله بسبب فرط الخوف أو الحزن أو الغضب. (الفقہ الاسلامی وأدلته، ۷/۳۵۱)

(۵) صاحب بدائع کی عبارت اس بارے میں بہت ہی مختصر ہے لیکن واضح ہے، ملاحظہ فرمائیے:

ومنها أن لا يكون معتوها ولا مدهوشا ولا مبرسما ولا مغمى عليه ولا نائما فلا يقع طلاق هؤلاء . (بدائع الصنائع زکریا دیوبند، ۱۵۹/۳)
اس کو علامہ شامی نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے،

(۶) وسئل نظما فيمن طلق زوجته ثلاثا في مجلس القاضي، وهو مغتاظ مدهوش فأجاب نظما أيضا بأن الدهش من أقسام الجنون فلا يقع، (شامی زکریا دیوبند، ۴/۵۵۲، وکراچی ۳/۲۴۴)
بحر الرائق میں اس کو ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔

(۷) ولا يقع طلاق الصبي والمجنون وأراد بالمجنون من في عقله اختلال فيدخل فيه المدهوش . (البحر الرائق، زکریا ۳/۴۵۳)
لیکن علامہ شامی نے تفصیلی بحث کرتے ہوئے والواصبہ کے حوالے سے یہ بات بھی نقل فرمائی ہے کہ حالت مدہوشی میں اگر بیوی کو طلاق دے دی ہے اور اسے کچھ بھی یاد نہیں ہے، پھر ایسے دو گواہوں نے اس کے سامنے شہادت دی ہے جو عادل ہیں اور ان کی باتوں پر اس کو اعتماد ہے، تو ایسی صورت میں، ان کی باتوں پر اعتماد کر کے وقوع طلاق کو تسلیم کر لینا اس کے لیے جائز ہوگا، یعنی یہ ایک احتیاط کا پہلو ہے، کہ اس حالت کی طلاق کو دوسروں کی شہادت کے ساتھ تسلیم کر لیا جائے، اور بیوی کو اپنے سے الگ کر دیا جائے، اگر فلسطین کی مجلس افتاء کو اس حالت سے متعلق رائے معلوم کرنی ہے، کہ اس حالت میں عدم وقوع طلاق کی بات کی جائے تو اس سے اتفاق کرنا مناسب ہے۔

علامہ شامی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

(۸) لو طلق فشهد عنده اثنان أنك استثيت وهو غير ذاكر إن كان بحيث إذا غضب لا يدري ما يقول وسعه الأخذ بشهادتها وإلا لا . فإن

مقتضاه أنه إذا كان لا يدري ما يقول يقع طلاقه وإلا فلا حاجة إلى الأخذ بقولهما إنك استثنيت (وقوله) ثم رأيت ما يؤيد ذلك الجواب وهو أنه قال في الولو الجية: إن كان بحال لو غضب يجري على لسانه مالا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين، فقوله لا يحفظه بعده صريح فيما قلنا. (شامي زكريا ۴/۵۳، كراچی ۳/۲۴۴)

فتاویٰ والوالجیہ کی عبارت اس بارے میں بہت واضح ہے کہ مدہوش کی طلاق اس وقت معتبر ہو جاتی ہے کہ اس کے سامنے قابل اعتماد دو آدمی آ کر شہادت دیدیں اور اس کو ان کی شہادت پر اعتماد ہے تو اس کا اعتبار کر کے اس پر عمل کرنا اس کے لئے مناسب ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائے:

(۹) رجل طلق امرأته فشهد عنده شاهدان: أنك استثنيت موصولا، وهو لا يذكر: إن كان هذا الرجل بحال لو غضب يجري على لسانه مالا يحفظ بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين، لأن الظاهر يقرر قول الشاهدين، وإن لم يكن بحال إذا غضب يجري على لسانه مالا يحفظ لا يجوز له الاعتماد لأنه يخالف الظاهر. (الفتاوى الولو الجية، مكتبه دارالایمان سہارنپور ۲/۵۵، الفصل الثالث فی الاستثناء وغیرہ الی آخرہ)

ان دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر مدہوش شخص کو معتبر دو گواہوں نے آ کر نہیں بتلایا ہے تو وہ اس طلاق پر عمل کرنے کا مکلف نہیں ہے، اور اگر شہادت مل گئی ہے تو اس پر عمل کرنا مناسب ہے۔

طلاق غضبان سے متعلق حدیث شریف

طلاق غضبان سے متعلق حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی جاتی ہے جو حضرت صفیہ بنت شیبہ بن عثمان بن طلحہؓ صاحب کلید الکعبہ حضرت عائشہؓ سے یہ روایت نقل کرتی ہیں،

اور صفیہ بنت شیبہ سے نقل کرنے والے روایات پانچ ہیں، (۱) محمد بن عثمان (۲) زکریا بن ابی زائدہ (۳) عبیدہ بن سفیان (۴) عبید بن ابی صالح (۵) محمد بن عبید بن ابی صالح، امام احمد بن حنبل نے مسند احمد ۶/۲۷۶، حدیث: ۲۶۸۹۲، میں محمد بن عبید بن ابی صالح کی نقل فرمائی ہے، اور امام ابو داؤد نے بھی محمد بن عبید بن ابی صالح سے نقل فرمائی ہے، اور امام دارقطنی نے دور وایت نقل فرمائی ہیں۔

(۱) محمد بن عبید بن ابی صالح کی روایت ہے، جیسا کہ اوپر کے محدثین نے نقل فرمائی ہے، اور محمد بن عبید بن ابی صالح کو سب نے متکلم فیہ ثابت کر کے ضعیف قرار دیا ہے، لہذا مسند احمد سنن ابی داؤد، اور دارقطنی کی یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف اور کمزور ثابت ہوتی ہے، اور دارقطنی کی دوسری روایت میں صفیہ بنت شیبہ کے شاگرد زکریا بن زائدہ اور محمد بن عثمان ہیں، یہ دونوں ثقہ ہیں، لیکن ان دونوں کے شاگرد فزعة بن سوید ہیں، اور فزعة بن سوید کو بھی ضعیف اور کمزور قرار دیا گیا ہے؛ اس لئے دارقطنی کی یہ روایت بھی کمزور ثابت ہوگی اور مصنف ابن شیبہ ۵/۳۷۹، حدیث: ۱۸۳۴۲، اور ابن ماجہ نسخہ ہندیہ ص ۱۴۷، اور نسخہ مرقم ۲۰۴۶، میں باب طلاق المکرہ کے ذیل میں صفیہ سے روایت نقل کرنے والے عبید بن صالح کو قرار دیا ہے، عبید کے بیٹے محمد کا ذکر ہی نہیں ہے، بہر حال اس روایت کو اگر کمزور بھی قرار دیا جائے تو کثرت طرق کی وجہ سے ضعف اور کمزوری دور ہو کر کسی حد تک قوت آگئی ہے۔

اور امام ابویعلیٰ الموصلی نے صحیح سند کے ساتھ اس روایت کو نقل فرمایا ہے، ان کی روایت میں صفیہ بنت شیبہ کے شاگرد عبیدہ بن سفیان ہیں، جو ثقہ راوی ہیں اور ان کی سند میں فزعة بن سوید آیا ہے، اور نہ ہی محمد بن عبید بن ابی صالح آیا ہے، لہذا حدیث کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حدیث شریف صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔

اب اس تفصیل کے بعد حدیث شریف کا متن ملاحظہ فرمائیے:

(۹) عن عائشةؓ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا طلاق

ولاعتاق في إغلاق (مسند أبو يعلى الموصلى ۷۳/۴، رقم ۴۴۲۷، مصنف لابن أبي شيبة ۵۷۳/۹، رقم ۱۸۳۴۲، مسند امام احمد بن حنبل ۲۷۶/۶، رقم ۲۶۸۹۲، أبو داؤد شریف نسخہ ہندیہ ۲۹۸/۱، رقم ۲۱۹۳، ابن ماجہ نسخہ ہندیہ ص ۱۴۷، رقم ۲۰۴۶، دارقطنی ۲۴/۴، رقم ۳۹۴۳، ۳۹۴۴) دوسری بات حدیث شریف کے متن پر غور کرنا ہے متن میں اغلاق کا لفظ آیا ہے، اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی کی تعیین میں سخت اختلاف ہوا ہے، بعض لوگوں نے اس کا معنی اکراہ کا کیا ہے، اور امام بخاری نے بھی اپنے ترجمہ الباب میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے بھی طلاق مکروہ کے ذیل میں ذکر کیا ہے، اور صاحب بذل نے قیل کے لفظ سے اغلاق کے معنی غضب کے لئے ہیں، بذل المحمود قدیم نسخہ ہندیہ ۲۷۶/۳، اور صاحب اعلاء السنن نے قال شیخنا کہہ کر کے یہ عبارت نقل کی ہے، ملاحظہ فرمائے:

(۱۰) والصواب أنه يُعمَّ الإكراه والغضب والجنون وكل أمر انغلق على صاحبه علمه وقصده، مأخوذ من غلق الباب، وإذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال. (اعلاء السنن کراچی ۱۸۶/۱۱، ۱۸۷، بیروتی ۲۰۸/۱۱) اور اعلاء السنن کی پوری عبارت یہ ہے:

والمراد الغضب الذي يحصل به الدهش وزوال العقل فإن قليل الغضب لا يخلو الطلاق عنه إلا نادراً. وقد قلنا بعدم وقوع الطلاق في مثل هذا الغضب قال الزيلعي: قال في التنقيح: وقد فسرہ أحمد أيضاً بالغضب. قال شيخنا: والصواب أنه يُعمَّ الإكراه والغضب والجنون وكل أمر انغلق على صاحبه علمه وقصده، مأخوذ من غلق الباب، وإذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال (اعلاء السنن دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۸/۱۱) اگر اس کو اکراہ کے معنی میں نہ لے کر غضب کے معنی میں لیا جائے تو غضب کے تینوں درجات میں سے وہ درجہ مراد ہوگا، جس میں آدمی حالت غضب کی وجہ سے منعمی علیہ اور مجنون

کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے، جس کو مدہوش سے تعبیر کیا گیا ہے۔
اس تفصیل کے بعد حدیث شریف کے متن کو غضب کے معنی میں لینے کی صورت میں
طلاق مدہوش ہونا متعین ہو چکا ہے، اور مدہوش کی طلاق باتفاق علماء واقع نہیں ہوتی ہے؛ لہذا
حدیث شریف سے استدلال کر کے درجہ دہشت اور مدہوشی سے ہلکے درجے کے غضب کی
طلاق مراد نہیں لی جاسکتی، اور مدہوش اور غمی علیہ کی طلاق جمہور کے نزدیک واقع نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۲: طلاق بدعی

دوسرا مسئلہ طلاق بدعی سے متعلق اٹھایا گیا ہے، کہ طلاق بدعی جمہور کے نزدیک واقع ہو
جاتی ہے، بعض اقوال شاذہ میں طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی ہے، تو کیا آج کے زمانے میں
کثرت طلاق کی وجہ سے قول شاذ پر عمل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جیسے ابن قیم جوزی وغیرہ کا
قول ہے، اس سلسلے میں مختصر وضاحت ذیل میں پیش کی جا رہی ہے کہ طلاق بدعی کی دو قسمیں ہیں:
طلاق بدعی بالزمان یعنی زمانہ اور وقت کی وجہ سے اس میں کراہت آتی ہے۔

(۱) وأما البدعي فنوعان: بدعي بمعنی يعود إلى العدد، وبدعي
بمعنی يعود إلى الوقت؛ فالذي يعود إلى العدد أن يطلقها ثلاثاً في طهر
واحد بكلمة واحدة أو بكلمات متفرقة. وفي الخزانة: أو يطلقها أكثر من
ثلاث، أو يجمع بين التطليقتين في طهر واحد بكلمة أو بكلمتين
متفرقتين. وفي الفتاوى الخلاصة: سواء كانت المرأة مدخولة أو غير
مدخولة، أو ممن تحيض أو لا تحيض، وفي الهداية: فإذا فعل ذلك وقع
الطلاق وكان عاصياً. (الفتاوى التاتارخانية زكريا كتاب الطلاق، الفصل الأول في
بيان أنواع الطلاق ۳۸۰/۴، رقم ۶۴۷۶، الهندية زكريا، كتاب الطلاق، الباب الأول
في تفسيره وركنه الخ، قديم ۳۴۹/۱، جديد ۴۱۶/۱، بدائع الصنائع زكريا، كتاب الطلاق،
فصل في طلاق البدعة ۱۴۹/۳)

اب اس کے بعد طلاق بدعی کی دونوں قسموں سے متعلق الگ الگ عنوان قائم کر کے وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

(۱) طلاق بدعی بالعدد:

طلاق بدعی بالعدد کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ایک جملہ میں تین طلاقیں دیدی جائیں، یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدی جائیں، اس طرح بیک وقت تین طلاقیں واقع کر دینا سارے علماء کے نزدیک امر قبیح ہے، اس کی وجہ سے شوہر گنہگار ہو جائے گا، مگر ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک اس طرح سے ایک مجلس کی تین طلاقیں، یا ایک جملہ کی تین طلاقیں بلاشبہ واقع ہو جاتی ہیں، مگر غلط طریقہ اختیار کرنے کی وجہ سے شوہر گنہگار ہوگا۔

اور ابن حزم ظاہری ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزی نے ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق تسلیم کیا ہے، اور ان لوگوں کے اقوال انتہائی شاذ اور خارق اجماع ہیں، اب فقہاء کی عبارت ملاحظہ فرمائیے: صاحب ہدایۃ نے اس کو ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے:

(۲) وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة، أو ثلاثا في طهر واحد، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق، وكان عاصيا. (الهداية مكتبة اشرفیہ دیوبند، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة ۲/۳۵۵)

اس کو علامہ شامی نے مزید واضح الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۳) والبدعي ثلاث متفرقة أو ثنتان بمرة أو مرتين في طهر واحد لاربعة فيه أو واحدة في طهر وطئت فيه أو واحدة في حيض موطوءة وتجب رجعتها أي الموطوءة المطلقة في الحيض، قوله على الأصح مقابله قول القدوري أنها مستحبة لأن المعصية وقعت، فتعذر ارتفاعها. (شامی زکریا، کتاب الطلاق، مطلب طلاق الدرر ۴/۴۳۴-۴۳۵، کراچی

(۴) صاحب بحر نے اس کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(وثلثا في طهر أو بكلمة بدعي) أي تطليقها ثلاثا متفرقة في طهر واحد أو ثلاثا بكلمة واحدة بدعي، أي منسوب إلى البدعة والمراد بها هنا المحرمة، لأنهم صرّحوا بعصيانها، ومراده بهذا القسم ما ليس حسناً ولا أحسن، ولذا قال في فتح القدير: طلاق البدعة ما خالف قسمي السنة، فدخل في كلامه ما لو طلق ثنتين بكلمة واحدة أو متفرقا أو واحدة في طهر، قد جامعها فيه أو في حيض قبله. (البحر الرائق زكريا، كتاب الطلاق ۳/ ۴۱۷-۴۱۸)

اس سلسلہ میں علامہ عینی کی عبارت بہت مختصر ہے، مگر بہت زیادہ واضح ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۵) ومن طلق امرأته ثلاثا وقعن لكنه يأثم وقالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف لأهل السنة وإنما تعلق به أهل البدعة ومن لا يلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة الخ. (عمدة القاری، مطبع ۲/ ۲۳۳)

(۲) طلاق بدعی بالزمان

طلاق دینے میں شریعت نے زمانہ کی بھی رعایت کی ہے کہ شریعت کے نزدیک طلاق انتہائی مبغوض اور بری چیز ہے، انتہائی ضرورت میں طلاق دینے کی اجازت دی گئی ہے، لہذا جب میاں بیوی کے درمیان نبھاؤ کی کوئی شکل نہ ہو تو شوہر کے لیے طلاق دیدینا جائز ہے، لیکن اس میں زمانہ اور وقت کی رعایت کرنا بھی شوہر کے ذمہ ضروری ہے، اور زمانہ کی رعایت کیے بغیر طلاق دے دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، لہذا ایسے زمانہ اور وقت میں طلاق دینا چاہئے جس میں بیوی حالت حیض یا نفاس میں نہ ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ حالت حیض اور نفاس کا زمانہ بیوی کے ساتھ اختلاط میں تفرک کا زمانہ ہے، جنسی ضرورت پوری کرنے کا زمانہ نہیں ہے، اس حالت میں طلاق دینے کی صورت میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ نفرت کی وجہ سے طلاق دی ہے، ضرورت کی وجہ سے نہیں، اسی طرح اس طہر میں بھی طلاق دینے کی

ممانعت ہے جس طہر میں ہمبستری ہوئی ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بیوی کے ساتھ ہمبستری ہو چکی ہے تو جنسی ضرورت پوری ہو چکی ہے، اب اس حالت میں طلاق دینے کی وجہ سے یہ بات سامنے آ سکتی ہے کہ ضرورت پوری ہو گئی اور کام پورا ہو گیا تو طلاق دے کر ایک طرف کر دیا، اور بلا ضرورت طلاق دی گئی ہے، اس لئے ان دونوں حالتوں میں طلاق دینے کو طلاق بدعی کہا گیا ہے، اس کی وجہ سے شوہر گنہگار ہو جائے گا اور ایسی حالت میں طلاق دینے سے شوہر گنہگار نہیں ہوتا ہے، جس میں عورت حالت حیض میں نہ ہو، اور اسی طرح ایسے طہر میں طلاق دیدے جس میں بیوی کے ساتھ ہمبستری نہیں ہوئی ہے، ان حالات میں طلاق دینا انتہائی ضرورت اور آپس میں نبھاؤ نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے، اس لیے جب بھی طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو ایسے طہر میں دینے کی گنجائش ہوتی ہے، جس میں ہمبستری نہ کی گئی ہو، لہذا جس طہر میں ہمبستری ہوئی ہے، اس میں طلاق دیدے یا حالت حیض میں طلاق دیدے، ان دونوں صورتوں میں شوہر گنہگار ہوگا، مگر طلاق بھی واقع ہو جائے گی، اسی پر ائمہ اربعہ اور جمہور امت کا اتفاق ہے، اور اس کی دلیل حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں بیوی کو طلاق دی ہے تو حضورؐ نے غصہ ہکا اظہار فرمایا، اور رجعت کا حکم فرمایا، اور رجعت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب طلاق واقع ہو جائے، اور اگر طلاق ہی واقع نہ ہو تو رجعت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہے، اور یہاں حضورؐ نے رجعت کا حکم فرمایا ہے، کیوں کہ اگر واقع نہ ہوئی ہوتی تو حضورؐ رجعت کے بغیر یوں ہی رکھنے کا حکم فرماتے، اور ایسا ہے نہیں۔

اب روایات اور فقہی جزئیات ملاحظہ فرمائے: حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

(۶) طلق ابن عمر امرأته وهي حائض، فذكر عمر للنبي ﷺ فقال:

ليراجعها، قلت تحتسب؟ قال: أريت إن عجزوا استحقم الحديث (صحيح البخاري، كتاب الطلاق باب إذا طلقت الحائض الخ ۷۹۰/۲، رقم: ۵۰۵۶، ف ۵۲۵۲، والصحيح لمسلم ۴۷۶/۱، رقم: ۱۴۷۱، وجامع

الترمذی، باب ماجاء في طلاق السنة ۱/۲۲۲، رقم: ۱۱۷۶، أبو داؤد، کتاب الطلاق، باب في طلاق السنة ۱/۲۹۶، رقم: ۲۱۸۴)

اس حدیث میں رجعت کا حکم ہے، اور اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم نہ فرماتے، بلکہ یوں ہی رکھنے کا حکم فرماتے یا ”لا حرج“ فرماتے، اور ایسا ہے نہیں، اس لیے ایک طلاق واقع ہو چکی ہے دوسری روایت میں ہے:

(۷) فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مُرّه فليراجعها ثم ليمسكها حتى تطهر، ثم تحيض، ثم تطهر، ثم إن شاء أمسك بعد وإن شاء طلق قبل أن يمسّ الحديث. (صحيح البخاري كتاب الطلاق ۲/۷۹۰، رقم ۵۰۵۵ ف ۵۲۵۱، والصحيح لمسلم، كتاب الطلاق ۱/۴۷۶، رقم ۱۴۷۱، وجامع الترمذي أبواب الطلاق، باب ماجاء في طلاق السنة ۱/۲۲۲ رقم ۱۱۷۶، وأبو داؤد كتاب الطلاق، باب في طلاق السنة ۱/۲۹۶، رقم ۲۱۷۹) علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم جوزیؒ نے عدم وقوع کی بات کہی ہے کہ اس حالت میں کوئی طلاق نہیں ہوتی ہے، فتاویٰ ابن تیمیہ ۳/۷۲، زاد المعاد ۵/۲۱۹-۲۲۳-۲۲۴) فقہاء کے جزئیات ملاحظہ فرمائیے:

اس کو البحر الرائق میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۸) وصحَّ طلاقهن بعد الوطء، وطلاق الموطوءة حائضا بدعي، فيراجعها وتحتنه في البحر فيراجعها أي وجوبا في الحيض للتخلص من المعصية بالقدر الممكن، لأن رفعه بعد وقوعه غير ممكن، ورفع أثره وهو العدة بالمراجعة ممكن، والأصح وجوبها لما قلنا، وعملا بحقيقة الأمر في قوله عليه السلام ”مُرأبنك فليراجعها. (البحر الرائق ذكرى كتاب الطلاق ۹/۴۱-۴۲۱-۴۲۲، كوئته ۳/۲۴۱-۲۴۲)

اور اس کو تبیین الحقائق میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۹) و طلاق الموطوءة حائضا بدعي لما ذكرنا، وقال أهل الظاهر لا يقع لأنه منهي عنه فلا يكون مشروعا، ولنا قوله عليه الصلا والسلام لعمر مر ابنك فليراجعها، وكان طلاقها في حالة الحيض والمراجعة بدون وقوع الطلاق محال. (تبين الحقائق، كتاب الطلاق زكريا ۳/۳۰، وقديم ۲/۱۹۳)

اس کو ہدایہ میں بہت واضح الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۱۰) وإذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق، لأن النهي عنه لمعنى في غيره، وهو ما ذكرنا، فلا ينعدم مشروعيته، ويستحب له أن يراجعها لقوله عليه السلام لعمر مر ابنك فليراجعها، وقد طلقها في حالة الحيض، وهذا يفيد الوقوع، والحث على الرجعة، ثم الاستحباب قول بعض المشايخ، والأصح أنه واجب عملا بحقيقة الأمر، ورفعاً للمعصية بالقدر الممكن برفع أثره. (الهداية المكتبة الاشرفية ديوبند ۲/۳۵۷)

اس کو ہندیہ میں ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

(۱۱) وأما البدعي فنوعان: بدعي لمعنى يعود إلى العدد، وبدعي لمعنى يعود إلى الوقت، فالذي يعود إلى العدد أن يطلقها ثلاثاً في طهر واحد بكلمة واحدة، أو بكلمات متفرقة، أو يجمع بين التطلقين في طهر واحد بكلمة واحدة أو بكلمتين متفرقتين، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصياً، والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض، أو طهر جامعها فيه، وكان الطلاق واقعاً، ويستحب له أن يراجعها، والأصح أن الرجعة واجبة هكذا في الكافي (الهندية زكريا كتاب الطلاق، الباب الأول في تفسيره الخ، قديم ۱/۳۴۹، وجديد ۱/۴۱۶)

(۱۲) اس مسئلہ میں الفقہ الاسلامی کی عبارت زیادہ واضح ہے، ملاحظہ فرمائیے:

يقع الطلاق با تفاق المذاهب الأربعة في حال الحيض أو في حال الطهر الذي جامع الرجل امرأته فيه، لأن النبي صلى الله عليه وسلم أمر ابن عمر بمراجعة امرأته التي طلقها، وهي حائض والمراجعة لا تكون إلا بعد وقوع الطلاق..... وقال الشيعة الإمامية والظاهرية وابن تيمية وابن القيم يحرم الطلاق في أثناء الحيض أو النفاس أو في طهر وطى الرجل زوجته فيه ولا ينفذ هذا الطلاق البدعي. (الفقه الاسلامي وأدلة ۷/۳۸۷ - ۳۸۸)

اس پوری تفصیل سے واضح ہوا کہ ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک طلاق بدعی سے اگرچہ شوہر گنہگار ہو جاتا ہے، مگر طلاق لازمی طور پر واقع ہو جاتی ہے، خارق اجماع اقوال شاذہ کی وجہ سے مذاہب ائمہ اربعہ اور قول جمہور کو ترک کر دینا جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم



يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ☆ عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. الحديث
(المعجم الكبير ۲/۱۳۵، برقم: ۱۵۷۰)

(مفتی) شبیر احمد قاسمی

خادم الحديث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد (یو۔ پی)

۲۸ / محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

(۱۸) باب الشہادۃ فی الطلاق

کیا وقوع طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟

سوال [۶۷۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، طلاق دیتے وقت شوہر بیوی کے علاوہ دوسرا کوئی موجود نہیں تھا اور شوہر اور بیوی دونوں اقرار کرتے ہیں کہ طلاق ہوئی؛ لیکن کوئی دوسرا گواہ موجود نہیں، تقریباً عورت کو مطلقہ ہوئے سات سال ہو گئے ہیں، اب مسئلہ ذیل کے مطابق بتائیے کہ شریعت کی روشنی میں وہ عورت مطلقہ ہوئی یا نہیں، یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب سے معلوم کیا گیا کہ اس مسئلہ کے اعتبار سے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؛ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ پہلے گواہ پیش کرو کہ کس کے سامنے طلاق دی ہے، مولوی صاحب کا فرمان صحیح ہے یا نہیں؟ اب عورت شوہر ثانی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ وضاحت سے اس مسئلہ کا جواب مدلل شریعت کی روشنی میں دیجئے عین کرم ہوگا۔

المستفتی: وحید الیہ عرف خورشید احمد انغوانپور محلہ تار پور مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے خود طلاق کا اقرار کر لیا ہے تو بلا

شہادت کے تینوں طلاق واقع ہو گئیں اور عورت مطلقہ ہو گئی۔

لو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع قضاءً. (شامی الطلاق، قبیل مطلب

فی المسائل التي وقع مع الإكراه، كراچی ۳/۳۶، زکریا دیوبند ۴/۴۰، البحر الرائق

۳/۴۶، زکریا دیوبند ۳/۴۸)

لہذا عدت کے بعد عورت دوسری جگہ اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے، مولوی صاحب کا بیان صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ اشوال المعظم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۲۹۷)

کیا طلاق میں دو عادل کی گواہی معتبر ہے؟

سوال [۶۷۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں سائل مسی فیض الرحمن بقسم کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ ثریا بیگم کے ساتھ باہمی جھگڑے کے دوران؛ جبکہ میری بیوی نے انتہائی گھناؤنا لفظ میری والدہ کے لئے کہا اس پر میں نے انتہائی شدید غصہ میں؛ جبکہ مجھے خود اپنا ہوش نہ تھا میں نے تین مرتبہ لفظ طلاق، طلاق، طلاق کہا، میرا غصہ رفع ہونے کے بعد موقع پر موجود حضرات (۱) عبدالقیوم (۲) عبدالسلام صاحب نے میرے کہے ہوئے سخت الفاظ طلاق کی طرف توجہ دلائی میں نے اسی وقت اپنی بیوی کو اپنے سے علاحدہ کر دیا، اب سخت پریشان ہوں، میں یہ بھی بقسم کہتا ہوں کہ میری نیت بیوی کو طلاق دینے کی بالکل نہیں تھی، انتہائی شدید غصہ میں ہوش و حواس قائم نہ رہنے پر غیر ارادی طور پر میری زبان سے اچانک یہ الفاظ ادا ہو گئے تو کیا اب ہم دوبارہ از دو اجی زندگی گزار سکتے ہیں؟

المستفتی: فیض الرحمن بحر فتن محمد سلمان نعیمیہ مدرسہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر آپ کو شدت غصہ میں اپنے الفاظ کہے ہوئے یاد نہیں رہے ہیں تو سننے والے دو عادل شخصوں کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے؛ لہذا سوالنامہ میں درج شدہ حضرات اگر عادل ہوں تو انکی شہادت کا اعتبار کرتے ہوئے آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہونے کا حکم ہوگا، اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح نہیں کر سکتے۔

وصرح به في الفتح والخانية وهو لو طلق فشهد عنده إثنان إنك استثنيت وهو غير ذاك إن كان بحيث إذا غضب لا يدرى ما يقول وسعه الأخذ بشهادتهما وإلا لا، (إلى قوله) ثم رأيت ما يؤيد ذلك الجواب وهو أنه قال في الولوالجيه إن كان بحال لو غضب يجرى على لسانه ما لا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين فقوله لا يحفظه بعده صريح، فيما قلنا. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش، زکریا ۴/۵۳، کراچی ۱۳/۴۲، کوئٹہ ۲۴/۶۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ شوال المعظم ۱۴۰۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۳۱۷)

شہدین طلاق کے قائل اور زوجین منکر

سوال [۶۷۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو کسی بات پر مارا پیٹا، زید کے والد نے بیچ بچاؤ کر دیا، بیوی اپنے والد کے گھر چلی گئی، تین لڑکوں کا کہنا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی؛ جبکہ زید اور اس کی بیوی بھی طلاق کا انکار کر رہی ہے، زید کے باپ کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق نہیں سنی، مذکورہ بالا صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: رئیس احمد ساکن نگلیا عاقل رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب میاں بیوی دونوں منکر طلاق ہیں تو اگر گواہی دینے والے تینوں لڑکے عاقل بالغ، پابند صوم و صلوة اور متبع شریعت ہیں؛ نیز داڑھی بھی حدود شریعت کے خلاف نہ ہو تو طلاق کا ثبوت ہوگا اور اگر یہ شرائط موجود نہ ہوں تو شرعاً طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اور وہ دونوں میاں بیوی ہیں نکاح بدستور باقی ہے۔

وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَأَمْرَاتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

أقل ما يجوز في حقوق الناس فيما بينهم من الطلاق والعتاق
والنكاح شهادة رجلين أو رجل و امرأتين. (الفتاوى التاتار خانية، كتاب

الشهادة، الفصل الثانی، اقسام الشهادة، زکریا ۱۱/۱۸، رقم: ۱۶۴۸۸)

سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء
كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (جوهره،

دارالكتاب ۳۰۹/۲، امدادیہ ملتان ۳۲۶/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

۱۴۱۱/۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۶۸۳)

گواہ غیر عادل اور زوجین طلاق کے منکر

سوال [۶۷۹۷] کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ شوہر کا بیان میں خدا کو حاضر و ناظر کر کے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ایک بار
یہ کہا طلاق دی اور میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

بیوی کا بیان: میں خدا کو حاضر و ناظر کر کے قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں نے کچھ
نہیں سنا تھا اور نہ ہی مجھ سے پچائیت کے وقت کوئی اس بات کو معلوم کرنے آیا تھا، اور نہ ہی
میں نے یہ بات کو بچوں سے کہی ہے، دوسرے تین آدمی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ
شوہر نے تین طلاق دی ہیں اور یہ شہادت دینے والوں میں سے ایک نمازی اور دو بے نمازی
ہیں اور جو نمازی ہے وہ بھی پانچوں وقت نماز پابندی سے نہیں پڑھتا ہے، اور میاں
بیوی ان دونوں کی شہادت کو جھٹلا رہے ہیں۔

المستفتی: رئیس احمد محلہ پٹھان پورہ، نجیب آباد بجنور پٹی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب میاں بیوی دونوں تین طلاق کے منکر ہیں اور شہادت دینے والوں میں دو عادل یا بند صوم و صلوٰۃ نہیں ہیں، تو شرعاً ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے۔

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَأَمْرَاتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان، أو رجل، وامرأتان، سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح، والعناق، والطلاق الخ. (جوہرہ، دار الكتاب دیوبند ۳۰۹/۲، امدادیہ ملتان ۳۲۶/۲)

إذا ترك الرجل الصلوة استخفافاً بالجماعة بأن لا يستعظم تفويت الجماعة كما تفعله العوام، أو مجانة، أو فسقاً، لا تجوز شهادته الخ.

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الشہادۃ، الفصل الثانی، فیمن لا تقبل شہادۃ لفسقه، زکریا قدیم ۴۶۶/۳، زکریا جدید ۴۰۱/۳، ھکذا فی البحر الرائق، کوئٹہ ۶۲/۷، زکریا ۱۰۴/۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۶۷۷/۲۵)

ایک گواہ طلاق کا مدعی جبکہ شوہر اور دیگر گواہان منکر

سوال [۶۷۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین گواہوں کے سامنے دو طلاقیں صراحۃً دیں، یہ عمل زید نے ایک رشتہ دار سے جھگڑے کے دوران کیا اس کے بعد جب رشتہ دار جانے لگا، تو زید نے کہا میں نے طلاق دے دی، تم اپنی بہن کو لے کیوں نہیں جاتے، خط کشیدہ الفاظ صرف ایک

گواہ کے ہیں؛ جبکہ خود زید اور دیگر دو گواہ اس سے انکار کرتے ہیں کہ زید نے ایسا نہیں کہا، (خط کشیدہ الفاظ)؛ لہذا ایسی شکل میں شرعی حکم کیا ہے۔

المستفتی: خلیق الرحمن نور پور بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چونکہ زید اور دیگر گواہان صرف دو طلاق صریح کے مقرر اور شاہد ہیں اور تیسری طلاق کے وقوع کے لئے شرعاً دو گواہ کا ثبوت یا زید کا خود اقرار نہیں پایا گیا؛ اس لئے قضاءً دو ہی طلاق رجعی واقع ہوگی؛ لہذا زید دوران عدت بلا نکاح ثانی رجوع کر سکتا ہے۔

كَذَا فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ: الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ . (سورة البقرة: ۲۲۹)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض . (هداية، الطلاق، باب الرجعة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳۹۴/۲، ہندیہ، الباب السادس فی الرجعة، زکریا قدیم ۴۷۰/۱، جدید ۵۳۳/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۸/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۹/۳۲۶)

شرعی شہادت مفقود ہونے کی صورت میں تعداد طلاق کا فیصلہ کیسے کریں؟

سوال [۶۷۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا، اس کے بعد پھر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، یہ کلمہ دوبار کہا؛ لیکن جب زید کی بیوی سے معلوم کیا گیا تو اس نے بتلایا کہ میں نے تجھے طلاق دی یہ دوبار کہا؛ لیکن الفاظ دی دی کئی بار کہا اور

دو گواہان بتلاتے ہیں کہ زید نے لفظ طلاق دو بار کہا ہے، ان گواہان میں ایک مرد ہے اور ایک عورت، اور ایک گواہ جو کہ دوسری عورت ہے وہ کہتی ہے کہ طلاق تین بار کہا، اب اس میں کونسا قول مانا جائے گا اور کسی قول کے مطابق طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اگر طلاق ہوئی تو حلالہ کی حاجت ہے یا نہیں۔

المستفتی: مقصود حسین رسول پور مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر کے قول کے اعتبار سے دو طلاق رجعی واقع ہو گئی ہیں اور جن گواہان کا ذکر ہے ان میں نصاب شہادت موجود نہیں ہے اور نہ ہی ان کی بات میں اتفاق ہے؛ اس لئے ان کی گواہی شرعاً معتبر نہ ہوگی، اب رہی بیوی کی بات تو اگر بیوی کو واقعی طور پر تین طلاق کا یقین ہے تو اس کو اپنے بارے میں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ شوہر پر حرام ہو گئی ہے اور شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اس کا فیصلہ بیوی خود کرے کہ اس کو تین طلاق کا کہاں تک یقین ہے اور مذکورہ معاملہ میں ان سب لوگوں میں سے شرعاً شوہر کا قول ہی معتبر ہوگا اور شوہر کو رجعت کر کے رکھنے کا حق دیا جائیگا، مگر بیوی کو تین طلاق کا یقین ہونے کی وجہ سے اس کو خلع وغیرہ کے ذریعہ سے شوہر سے الگ ہو جانے کا بھی حق ہے۔

(مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۰۴)

المرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه.
(كتاب الطلاق، مطلب في قول البحر: إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية، زكريا ۴/۶۳، مثله في البحر الرائق، كراچی ۲۵۷/۳، زكريا ۳/۴۸، كراچی ۲۵۱/۳) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۹۵)

طلاق کے باب میں ایک گواہ کی گواہی معتبر نہیں

سوال [۶۸۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ۲۲ جنوری ۹۹ء کو فاروق بن عبد اللہ کی شادی محمدی بنت وجاہت حسین سے ہوئی، شادی کے بعد تقریباً ۶ ماہ تک انکی ازدواجی زندگی خوشگوار رہی؛ لیکن بد قسمتی سے ان کے مابین اچانک خانہ جنگی کا قضیہ نمودار ہوا اور معاملہ ایسا بگڑا کہ ۲۷ نومبر ۹۹ء کو فاروق نے جوش و غضب میں آ کر کم از کم ۳۰ آدمیوں کے مجمع میں محمدی کو تین طلاق دیدیں، مجمع کے کچھ لوگوں نے طلاق کے بارے میں کچھ سنا ہی نہیں؛ مگر اکثر لوگوں نے طلاق کا لفظ سنا اور اپنا سنا ہوا لوگوں سے کہا؛ مگر گواہی کے موقع پر کسی مصلحت سے خاموشی کا پہلو اپنایا؛ لیکن محمدی کے بڑے بھائی سجاد حسین کا کہنا ہے کہ مجلس طلاق میں میں حاضر تھا اور محمدی کو نہایت صاف لفظ میں تین طلاق دیتے ہوئے میں نے سنا، بعدہ فاروق کے عم محترم جناب ہدایت حسین صاحب نے فاروق سے تنہائی میں پوچھا کہ تم نے کیا کہا تھا، اس نے جواباً عرض کیا کہ مجھے کچھ یاد نہیں۔

المستفتی: وجاہت حسین ۲۴ پرگنوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب مجمع کے اکثر لوگوں نے تین طلاق کے لفظ کو سنا اور دوسروں سے کہا تو گواہی کے موقع پر سکوت کیوں اختیار کیا اس کی وجہ لکھی جائے، اس کے بعد جواب دیا جائے گا؛ نیز صرف محمدی کے بڑے بھائی سجاد حسین کا قول تنہا معتبر نہ ہوگا؛ کیونکہ طلاق کے ثبوت کے لئے شرعاً دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین، أو رجل،
وامرأتین، سواء کان الحق مالاً أو غیر مال مثل النکاح، والعتاق، والطلاق.
(ہدایہ، کتاب الشہادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳/ ۱۵۴، در مختار، کراچی ۵/ ۶۵، ۴)

زکریا ۸/۱۷۸، الجوہرہ النیرہ، امدادیہ ملتان ۲/۳۲۶، دار الکتاب دیوبند ۲/۳۰۹،
کوئٹہ زکریا ۷/۱۰۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۲۳ھ

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۹۴۷۷)

پنچایت کا ایک آدمی کی گواہی پر طلاق مغلطہ کا فیصلہ کرنے کا حکم

سوال [۶۸۰۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زینب کا دعویٰ ہے کہ اس کے شوہر نے اس کے سامنے یہ بات کہی کہ میں نے زینب کو تین بار طلاق دیدی یہ پھر بھی رہ رہی ہے اور زینب کے حق میں صرف ایک آدمی گواہی دے رہا ہے؛ جبکہ شوہر انکار کر رہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے صرف دو بار کہا تھا تین بار کا لفظ استعمال نہیں کیا اور وہ اس پر قسم کھا رہا ہے؛ لیکن گاؤں کی پنچایت کے لوگوں نے زینب کی طرف سے دی گئی صرف ایک آدمی کی گواہی کی بنیاد پر طلاق مغلطہ قرار دیتے ہوئے دونوں میں تفریق کرادی تھی اور اب جبکہ زینب کی عدت بھی پوری ہوگئی ہے تو وہ دوبارہ اسی شوہر سے نکاح کی کوشش کر رہی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صرف ایک آدمی کی گواہی کی بنیاد پر پنچایت کی طرف سے طلاق مغلطہ قرار دینے کا فیصلہ درست تھا یا پھر زینب کے شوہر کا حلفیہ بیان معتبر ہوگا، صورت ثانیہ میں دوبارہ نکاح کے لئے شرعی حلالہ ضروری ہوگا یا پھر صرف نکاح بنا حلالہ کے درست ہوگا؟

المستفتی: حافظ علی حسین گوجر والا رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زینب تین طلاق کا دعویٰ کر چکی ہے

اور شوہر دو طلاق کا اقرار کر رہا ہے، اور زینب کے پاس دو شرعی گواہ نہیں تھے ایک ہی گواہ رہا ہے

تو ایسی صورت میں شرعی قاضی پر لازم تھا کہ شوہر کے حق میں فیصلہ کر دیتے؛ لیکن چونکہ اس حالت میں زینب کی عدت بھی گزر گئی ہے تو دونوں کے درمیان مکمل طور پر تفریق واقع ہو چکی ہے، اب اس کے بعد قاضی کا فیصلہ بھی شوہر کے حق میں معتبر نہ ہوگا، اب دوبارہ نکاح کی بات جب سامنے آتی ہے تو اس بارے میں زینب کی ذمہ داری ہے کہ اگر اس نے واقعۃً تین طلاق اپنے کان سے سنی ہیں تو اس کے لئے سابق شوہر کے ساتھ بغیر حلالہ کے نکاح کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہوگا اور عدت پوری ہونے سے پہلے بھی شریعت کا حکم یہ تھا کہ عورت نے اگر تین طلاق اپنے کان سے سن رکھی ہیں تو خلع وغیرہ کوئی بھی حیلہ کر کے اس شوہر سے چھٹکارہ حاصل کرنا عورت پر لازم تھا اور اب چھٹکارہ حاصل ہو جانے کے بعد اس شوہر سے نکاح کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہو سکتا۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه
والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال،
أوتهرّب. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى
النية، زكريا دیوبند ۴/۶۳، کراچی ۳/۲۵۱، ومثله فی الہندیہ زکریا قدیم ۱/۳۵۴، جدید
۱/۲۲، البحر الرائق زکریا دیوبند ۳/۴۸، کراچی ۳/۲۵۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۱۰/۱۱۴)

جھوٹی گواہی سے طلاق کو ثابت کرنا

سوال [۶۸۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی، دونوں ایک محلہ کے رہنے والے ہیں، کچھ دن کے بعد ہندہ کے ساتھ غلط برتاؤ ہونے لگا، زید ایک شخص کے یہاں ملازمت

کرتا تھا جس کے یہاں ملازمت کرتا تھا ان کو اپنے گھر بلانے لگا، اس صورت سے ہندہ اس سے نفرت کرنے لگی اور اس کے پڑوس میں بکر رہتا ہے ہندہ نے اس رویہ کی شکایت بکر کی بیوی سے کی تو بکر نے زید کو سمجھایا؛ مگر زید نے اس بات کو نہیں مانا تو ہندہ؛ کیونکہ پڑوسی کی بیٹی تھی اپنے ماں باپ کے یہاں چلی گئی، رمضان کا مہینہ تھا، زید ہندہ کو؛ جبکہ ہندہ کے باپ نماز کے لئے چلے گئے وہاں سے زبردستی کھینچ کر لے آیا اور اپنے گھر سے باہر نکال کر جب لوگ نماز پڑھ کر واپس ہو رہے تھے تو برا بھلا کہنے لگا، اس پر ہندہ کے باپ وغیرہ خاموش ہو کر چلے گئے اور اپنے مکان پر جا کر اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور زید کے مکان پر چڑھ گئے اور ہندہ کو نکال لے گئے، زید نے ہندہ کے آدمیوں کے خلاف رپورٹ درج کرائی جن پر ان کی گرفتاری عمل میں آئی، دوسری طرف سے زید کے نام بھی سات آدمیوں کے نام پولس میں رپورٹ درج کرائی، دونوں طرف سے گرفتاریاں ہوئیں، فوجداری اور عدالت میں مقدمہ چلا، وکیل نے بتایا کہ اگر ہندہ کو طلاق ثابت ہو جائے تو تم لوگ سزا سے بچ سکتے ہو؛ ورنہ تمہیں سزا ہو جائیگی اور وہ لوگ صاف چھوٹ جائیں گے، اس شکل میں بکر اور عمر دونوں مقدمہ میں پھنسے ہوئے تھے، جھوٹی گواہی طلاق کو ثابت کرنے کے لئے دی جس سے زید کے ساتھیوں کو مقدمہ میں سزائیں ہوئیں اور بکر کے ساتھی چھوٹ گئے، بکر شادی شدہ ہے اور عمر بھی دونوں کے بچے ہیں اب دریافت یہ ہے کہ بکر اور عمر نے جو گواہی دی ہے تو اس جرم عظیم کا کیا تدارک ہو سکتا ہے جواب دیں۔

(نوٹ) بکر اور عمر دونوں کی بیویوں کا انتقال ہو گیا؛ نیز ہندہ بوقت طلاق حاملہ تھی وضع حمل کے بعد ہندہ کی دوسری جگہ شادی کر دی تھی اب اس کے بچے ہیں۔

المستفتی: عبدالرشید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جھوٹی گواہی دینے والے سب گناہ کبیرہ کے

مرتب ہیں، زید کے پاس جا کر اپنی جھوٹی گواہی کا اظہار کر کے معافی مانگنا لازم ہے؛ ورنہ عند اللہ عظیم گناہ گار ہوں گے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر ثلاثاً: الإشراف بالله، وعقوق الوالدين، وشهادة الزور أو قال: وقول الزور. (ترمذي، أبواب الشهادات، باب ما جاء في شهادة الزور، النسخة الهندية ۱۲/۲، دار السلام رقم: ۲۳۰۱)

(۲) جھوٹی گواہی دے کر کے زید کی بیوی پر طلاق ثابت کر کے دوسری جگہ جو ہندہ کا نکاح ہوا ہے وہ شریعت کی رو سے ناجائز اور حرام ہے، جن لوگوں نے جاں کر اس نکاح میں شرکت کی ہے وہ سخت ترین گناہ گار ہیں، سب پر لازم ہے کہ ہندہ کو وہاں سے علاحدہ کر کے شوہر زید کے حوالہ کر دیں اور جس کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہوا ہے اس پر لازم ہے کہ فوراً ہندہ کو اپنے سے علیحدہ کر دے۔

والمحصنات من النساء عطف على أمهاتكم يعني حرمت عليكم المحصنات من النساء أي ذوات الأزواج لا يحل للغير نكاحهن ما لم يمت زوجها أو يطلقها وتنقضي عدتها من الوفاة أو الطلاق. (تفسير مظہری، سورة نساء تحت رقم الآية: ۲۴، زکریا دیوبند ۶۴/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۵/۱۸۰۵)

بیوی کو تین طلاق کا یقین ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۲۸۰۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید (لیاقت) نے اپنی بیوی ہندہ (صابری) کو ایک بار کہا میں نے تجھے طلاق

دی جس کے کئی گواہ بھی ہیں، اس کے علاوہ یہ واقعہ پیش آیا کہ جب ہندہ نے اپنی لڑکی کو مارا اور ڈانٹا ڈپٹا تو زید نے کہا کہ تو نے بلا وجہ لڑکی کو تنبیہ کی ہے اور اب تو میرے دل سے نہیں ہے، زید مقرر ہے کہ مذکورہ جملہ (اب تو میرے دل سے نہیں ہے) کہا اور گیارہ بجے کے وقت زید (لیاقت) نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، چار مرتبہ یہ الفاظ کہے، مگر زید کا کہنا ہے کہ اس بار میں نے ایک مرتبہ بھی یہ جملہ نہیں بولا ہے زید و ہندہ کی ایک کم از کم دس سالہ بچی ہے، جو ہندہ کے قول کی تصدیق کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ ہاں چار مرتبہ مذکورہ الفاظ کہے، اس بات پر دونوں اپنے قول کی تصدیق و تائید کے لئے قسم پر تیار ہیں، ہندہ نے اپنی بچی کو تنبیہ اس کے غلطی کرنے پر کی تھی جس سے خفا ہو کر زید نے کہا اب تو میرے دل سے نہیں ہے اور نہ جانے کتنی مرتبہ یہ جملہ زید نے استعمال کیا۔ نیز بچوں کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟ حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

نوٹ: اب برادری کے لوگ آپس میں صلح کرانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں اور فریقین کو از حد سمجھا کر صلح پر آمادہ کر لیا ہے؛ لہذا آپ حکم شرعی صلح کے لئے بیان فرمادیں، اس میں حلالہ کرنا پڑے گا یا نہیں یا صرف دوبارہ نکاح زید سے کافی ہو جائے گا یا حلالہ اور نکاح کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہندہ کا کہنا ہے کہ میں جان دے دوں گی، مگر شریعت کے خلاف نہیں کروں گی۔

المستفتی: محمد عبدالحمید رضوی نگلیا عاقل رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایک بار میں نے تجھے طلاق دی کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے اور تو میرے دل سے نہیں کے الفاظ طلاق کے لئے نہ الفاظ صریح میں سے ہیں اور نہ ہی الفاظ کنایہ میں سے؛ اس لئے ان الفاظ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، رات کو گیارہ بجے کے وقت چار مرتبہ میں نے تجھے طلاق دی کے الفاظ کے استعمال کا مسئلہ قابل غور ہے اور اس کے بارے میں بیوی اثبات میں اور شوہر نفی میں اپنی اپنی جگہ مضبوط ہیں اور بیوی کے پاس اثبات میں شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو ایسی صورت میں شریعت کا ظاہری

حکم یہی ہے کہ شوہر کی تائید میں طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اور برادری پنچایت کے لوگ بیوی کو شوہر کے ساتھ جانے کا حکم کر سکتے ہیں؛ لیکن شریعت کا ایک دوسرا حکم عورت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اگر اس کو تین طلاق کا یقین ہے تو شوہر کو مال دیکر خلع پر آمادہ کرے، اور خلع کے ذریعہ شوہر سے الگ ہو کر اپنے آپ کو حرام کاری سے بچالے اور اگر عورت کو شوہر کے ساتھ جانا ہی پڑ جائے تو عورت گناہ گار نہ ہوگی سارا گناہ شوہر پر ہی ہوگا۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أو تهرب (إلى قوله) إنها ترفع الأمر للقاضي فإن حلف ولا بينة لها فلا إثم عليه الخ۔ (شامی، کراچی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر الخ، زکریا دیوبند ۴/۶۳، ۳/۲۵۱، ۳/۳۰۵، زکریا قدیم ۱/۳۵۴، جدید ۱/۲۲۲، البحر الرائق، کراچی زکریا دیوبند ۳/۴۴۸، ۳/۲۵۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۵۹۳۶)

بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار

سوال [۶۸۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: محترم و مکرم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے آنجناب سے مدعیہ کے ایک معاملہ میں مشورہ مطلوب ہے امید ہے کہ رائے عالی سے نوازیں گے، معاملہ درج ذیل ہے؟ مدعیہ کے شوہر نے تین طلاق دیں؛ مگر شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے عورت کے پاس کوئی گواہ موجود نہیں ہے، ایسی صورت میں جو حکم شرعی ہے کہ جب عورت نے طلاق کے

الفاظ خود سنے ہوں تو عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے اوپر قدرت دے؛ بلکہ علیحدہ رہے اور شوہر سے چھٹکارے کی صورت اختیار کرے۔

والمراة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أو تهرب الخ. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر الخ، زکریا دیوبند ۴/۶۳، ۴، مثله فی البحر الرائق، کراچی ۳/۲۵۷، زکریا دیوبند ۳/۴۴۸، ۲/۴۳۲)

بتلایا گیا تو اس نے یہاں کی شرعی پنچایت میں مقدمہ دائر کیا باضابطہ کارروائی کے بعد تاریخ پیشی پر مدعیہ اور مدعی علیہ حاضر عدالت ہوئے، مدعیہ نے دفعات عرضی دعویٰ میں جو باتیں ظاہر کیں مدعی علیہ کو سنادی گئیں، اور اس سے بیان تحریری لیا گیا (اس نے ان تمام باتوں کہ شوہر نے ظلم و زیادتی کی، گھر سے نکال دیا اور طلاق دے دی وغیرہ وغیرہ) کا انکار کیا اور بیان تحریری دیا کہ ہم اس پر قسم کھا سکتے ہیں کہ کوئی طلاق نہیں دی، عورت کے پاس اس معاملہ کے گواہ موجود نہیں، ایسی صورت میں کیا کارروائی کرنا مناسب ہے، آنجناب اپنی رائے عالی سے آگاہ فرمائیں، الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة میں ص: ۹۷ پر بحث حرمت مصاہرت کے ذیل میں جو کچھ موجود ہے؛ نیز شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر الخ، زکریا دیوبند ۴/۶۳، کراچی ۳/۴۳۲، ۲/۴۳۲، مطبوعہ نعمانیہ دیوبند پر جو کچھ موجود ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنی رائے عالی سے آگاہ فرمائیں؟

المستفتی: مفتی شفقت اللہ صاحب مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورت طلاق کا دعویٰ کرے اور مرد اس کا انکار کرے اور عورت کے پاس تین طلاق پر گواہ نہ ہوں تو ایسی صورت میں شوہر سے قسم لیکر عورت شوہر کے حوالہ کی جاسکتی ہے، خدا نخواستہ اگر نفس الامر میں عورت کا دعویٰ صحیح ہے اور شوہر نے جھوٹی قسم سے کام لیا ہے تو سارا گناہ شوہر پر ہوگا نہ قاضی پر ہوگا اور نہ ہی عورت پر؛ لیکن شوہر

کی بددینی کے اندیشہ سے ایسے معاملہ میں ہم مناسب اور بہتر یہ سمجھتے ہیں کہ شوہر کو کسی طرح خلع پر آمادہ کر کے خلع کر دیا جائے اور شامی کی عبارت بھی اسی کی تائید کرتی ہے، اس موضوع پر اس خاکسار نے اپنی کتاب ”ایضاح النوادر ۲/۱۰۲ سے ۱۰۷“ پر ایک تحقیق نقل کی ہے شاید اس کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۸۰۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۶/۶ھ

شوہر تین طلاق کا منکر ہوا اور بیوی اور دیگر لوگ مدعی

سوال [۶۸۰۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے غصہ کی حالت میں زجر و توبخ کے ساتھ اپنی بیوی کو کہا کہ اپنے گھر چلی جا، بیوی نے شوہر کی بات مانتے ہوئے گھر کا راستہ لیا، مگر شوہر بھی بیوی کے ساتھ چلا گیا اور وہاں پہنچنے کے بعد زید نے اپنی بیوی کو ایک بار طلاق دی، زید کے الفاظ یہ تھے کہ (جائیں نے طلاق دی) مگر جو حضرات اس موقع کے شاہد ہیں ان کا کہنا ہے کہ تین مرتبہ طلاق دی ہے اور زوجہ زید کا بھی کہنا ہے کہ تین مرتبہ طلاق دی، مگر زید تین مرتبہ کا منکر ہے صرف ایک ہی مرتبہ کا اقرار کرتا ہے، براہ کرم تسلی بخش جواب سے مشکور و ممنون فرمائیں۔

المستفتی: محمد یاسین قریشی محلہ پٹھان پورہ نجیب آباد بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو حضرات وہاں موجود تھے اور تین مرتبہ طلاق

دیتے ہوئے سنا ہے تو ان میں اگر دو پابند شرع مردوں نے منکر شہادت دی ہے یا ایک پابند شرع باریش مرد اور دو پابند شرع عورتوں نے ملکر تین طلاق کی شہادت دی ہے تو شرعاً تین طلاق کا حکم لگایا جائے گا اور بلا حلالہ نکاح بھی درست نہ ہوگا اور اگر مذکورہ شرائط کے ساتھ

شہادت حاصل نہیں ہے تو شوہر کا قول حلفیہ بیان کے ساتھ معتبر ہوگا، اور ایک طلاق رجعی ہوگی اور عدت کے اندر اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے۔

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل، وامرأتان سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والعنق والطلاق الخ. (الجوهرة

النيرة، ۳۲۶/۲، هكذا في الهداية، كتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۱۵۴/۳)

لیکن اگر بیوی نے خود اپنے کان سے تین مرتبہ طلاق سنی ہے تو بیوی پر شرعی حکم یہ ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اس شوہر سے چھٹکارہ حاصل کر لے اور اس شوہر کے یہاں بیوی بن کر نہ رہے۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تغدى نفسها بمال، أو تهرب. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية، زکریا ۴/۶۳، کراچی ۲۵۱/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ صفر ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۵/۱۲۳۵)

شوہر کو طلاق یا دہ نہ ہو تو بیوی کا قول معتبر ہوگا یا ماں کا؟

سوال [۶۸۰۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ میں نے اپنی مرضی سے اپنی شادی کر لی تھی اور سسرال میں لڑکی کے گھر رہتا تھا، پھر میری والدہ اپنے ساتھ لیکر آئیں اور میں اپنے گھر امر وہہ میں آ گیا، گھر میں قدم رکھتے ہی میری حالت بد لے لگی اور میرا دماغ جیسے بند ہو گیا اور مجھے کچھ بھی ہوش نہیں رہتا تھا، بیوی بچوں سے بھاگتا تھا، پھر میں نے اسی حالت میں دہلی آ کر اپنے دوست و احباب سے مل کر علاج کرایا اور میں ٹھیک ہو گیا، اب میری بیوی نے بتایا کہ جب میری

حالت بگڑ گئی تھی، تو اس وقت میں نے بیوی کو دو طلاق دی تھیں، میری ماں کہتی ہے کہ تین طلاق دی ہیں اور مجھے کچھ ہوش نہیں تھا اور نہ کچھ یاد آ رہا ہے، مجھے طلاق دینا بالکل یاد نہیں ہے، اب بتائیے طلاق ہوئی یا نہیں، شرعی حکم تحریر فرمائیں؟ واضح رہے کہ میری اس شادی کے میرے گھر والے اور میری ماں سب مخالف ہیں۔

المستفتی: قمر عالم بھجن پورہ بی بلاک گلی نمبر ۸، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر کو قطعی طور پر کچھ پتہ نہیں ہے کہ کیا کہا ہے؟ یا کچھ کہا بھی ہے یا نہیں، اور بیوی دو مرتبہ سننے کو کہتی ہے اور ماں تین مرتبہ کو کہتی ہے اور حالت یہ ہے کہ ماں اس شادی کے مخالف ہے اور بہو کو نہیں چاہتی ہے، تو ایسی صورت میں تین طلاق کے بارے میں ماں کی بات بغیر شہادت کے معتبر نہیں ہے اور ماں کے پاس اس کے ثبوت کے لئے کوئی گواہ نہیں ہے، اور شوہر کو بیوی کی بات پر اعتماد ہے تو ایسی صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی زندگی گزار سکتے ہیں۔

لو طلق فشهد عنده إثنان أنك استثنيت وهو غير ذاكر إن كان بحيث إذا غضب لا يدري ما يقول وسعه الأخذ بشهادتهما وإلا لا. (شامی، کتاب الطلاق، باب طلاق المدہوش، کراچی ۲/۴۴، زکریا ۴/۴۵۳)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين رجعتين فله أن يراجعها في عدتها رضي بذلك أو لم ترض الخ. (ہندیہ، الفصل السادس فی الرجعة، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳، ہکذا فی الہدایۃ، کتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفی دیوبند ۲/۳۹۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ شعبان ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۸۸۷۱۰)

بلاگواہ خلوت کی طلاق کا حکم

سوال [۶۸۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عورت کا بیان ہے کہ مجھے میرے شوہر نے خلوت میں تین طلاقیں دیدیں ہیں میں نے شوہر سے کہا کہ میرا رشتہ آپ سے ختم ہو گیا، شوہر نے جواب دیا کہ میں نے تو مذاق کیا ہے، طلاق نہیں دی، خلوت کے بعد عورت نے گھر والوں سے کہا مجھے طلاق دیدی گئی تو شوہر نے کہا تم غلط کہتی ہو، لہذا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

(۲) یہ کہ اگر کوئی عورت شوہر سے خلاصی حاصل کرنے کیلئے الزاماً ایسی بات کہے، تو شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالعزیز بازار شاہی مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلاگواہ خلوت میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی طرح مذاق میں بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

ثلاثة جدهن جد و هن لهن جد النكاح و الطلاق و الرجعة. (الحديث، سنن ترمذی، كتاب الطلاق، باب ما جاء في الجد و الهزل في الطلاق، النسخة الهندية ۱، دار السلام رقم: ۱۱۸۴، مشکوٰۃ شریف ۲/۲۸۴)

لیکن عورت کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر انکار کر رہا ہے تو ایسی صورت میں قضاء طلاق کا ثبوت نہیں ہوگا، قضاء عورت شوہر کو ملے گی۔

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والعناق والطلاق الخ. (الجوهرة النيرة،

۳۲۶/۲، هكذا في الهداية، كتاب الشهادة، اشرفی بكدپو دیوبند ۳/۱۵۴، هكذا في

البحر الرائق، زكريا ۷/۱۰۴، كوئٹہ ۷/۶۲)

البتہ اگر عورت نے قطعی طور پر شوہر سے تین طلاق دیتے ہوئے سنا ہے تو اس پر لازم ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اس شوہر سے علیحدگی اختیار کر لے۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تغدى نفسها بمال، أو تهرّب. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية، زكريا ۴/۶۳، ۲/۶۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۲۲)

بیوی اور گواہوں کی عدم موجودگی میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال [۲۸۰۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا بیوی کی غیر موجودگی میں بغیر کسی گواہان کے طلاق شرعی دی جاسکتی ہے، کیا وہ شرعی اعتبار سے قابل قبول ہوگی؟

المستفتی: منصور علی جامع مسجد آزاد پارک مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق شرعی واقع ہونے کے لئے عورت کا سامنے موجود ہونا یا سننا یا نام لیکر خطاب کرنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ عورت کی غیر موجودگی میں بغیر کسی گواہ کے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۲۵۴/۲)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقبل له من عنت فقال امرأتى طلقت امرأته الخ.

(شامی، کتاب الطلاق، باب الصريح، کراچی ۳/۴۸، زکریا ۴/۵۸،

کوئٹہ ۲/۶۶، مصری ۲/۵۹۰)

ذهب جمهور الفقهاء من السلف و الخلف إلى أن الطلاق يقع بدون
الشهادة لأن الطلاق من حقوق الرجل فلا يحتاج إلى بينة الخ. (حاشیہ فتاویٰ
دار العلوم جدید ۹/۵۳، ۹/۱۳۸)

نیز حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

طلاق الحامل یجوز. (ہدایہ، کتاب الطلاق، اشرفی بکڈپو دیوبند ۲/۳۵۶،
قدوری امدادیہ دیوبند ۱۷۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۲۹/۷۷)

یاد نہیں کہ ۲/ طلاق دی یا ۳/ طلاق

سوال [۶۸۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ لکھنا ضروری یہ ہے کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں کہا کہ میں نے طلاق
دی طلاق دی؛ لیکن ان کو صحیح یاد نہیں کہ دو طلاق دی کہ تین طلاق دی؛ لہذا آپ کیا فرماتے
ہیں، مجھے اس بارے میں تردد ہے کہ میری زبان سے الفاظ طلاق دو دفعہ نکلے کہ تین دفعہ۔

المستفتی: عبدالعزیز سلمانی قصبہ کانٹھ محلہ چوک بازار مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعہ ایسا ہی ہے کہ شوہر کو دو اور تین میں
تردد ہے اور تین دفعہ پر شرعی گواہ بھی نہیں ہے تو سوالنامہ کی درج شدہ صورت میں بیوی
پر تین طلاق واقع نہیں ہوں گی؛ بلکہ شرعاً دو ہی طلاق معتبر ہوں گی؛ لہذا عدت کے اندر
اندر رجعت کر کے رکھ سکتا ہے۔

لو شک أطلق واحدة أو أكثر بنى على الأقل الخ. (الدر المختار،

کتاب الطلاق، قبیل باب طلاق غیر المدخول بہا، کراچی زکریا ۴/۵۰۸، ۳/۲۸۳،
الاشباہ والنظائر قدیم ص: ۱۰۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۳۵۱/۲۵)

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر

سوال [۶۸۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی سسرال اپنی بیوی سے ملاقات کی غرض سے گیا، دوران گفتگو سسرال والوں سے کچھ تکرار ہو گیا، بات بڑھ کر زود کوب تک پہنچ گئی، سسرال والوں نے زید کے ساتھ زیادتی کی اور مار پیٹ کے دوران زید کے سسرال والوں نے زید کی بیوی سے کہا کہ تم فوراً یہ کہہ دو کہ مجھے طلاق دے دی، زید کی بیوی نے والدین کے دباؤ میں آ کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ مجھے زید نے طلاق دے دی اور کئی مرتبہ طلاق دی ہے؛ لیکن زید حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی، زید کی بات معتبر ہے یا زید کی بیوی کی، طلاق واقع ہوگئی یا کچھ گجائش ہے، شریعت مطہرہ کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرمائیے۔

المستفتی: فراست حسین ٹانڈہ بادی رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر نے اپنی زبان سے کوئی طلاق نہیں دی ہے اور محض شوہر کو مارتے ہوئے تذلیل کرنے کے لئے طلاق کی شورش برپا کی ہے تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوا کرتی ہے؛ نیز اگر عورت کے پاس اس دعویٰ طلاق کو ثابث کرنے کے لئے دو معتبر اور عادل پابند شرع گواہ نہیں ہیں تو عورت کا دعویٰ معتبر نہ ہوگا شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور عورت بدستور شوہر کی بیوی رہے گی۔

وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَأَمْرَاتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان
سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح، والعناق، والطلاق الخ.

(ہدایہ، کتاب الشہادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند، ۱۵۴/۳، ہکذا فی الجوہرۃ النیرۃ، کتاب

الشہادۃ امدادیہ ملتان ۲/۳۲۶، دار الکتاب دیوبند ۲/۳۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۸۱۰۳۱)

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟

سوال [۲۸۱۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں گھر سے اپنی بیوی کے پاس سے خوشی خوشی مراد آباد آیا، میاں بیوی میں کوئی
لڑائی جھگڑا نہیں تھا، بیوی کو میں نے سمجھا کر میکہ بھیج دیا تھا، میں یہاں مراد آباد میں ہوں،
اب بیوی یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ میرے شوہر نے طلاق دے دی ہے اور میں نے کبھی کوئی
طلاق نہیں دی ہے تو بیوی کے یہ کہنے کی بنا پر کہ شوہر نے طلاق دے دی ہے، طلاق ہوئی
یا نہیں؟ اور شوہر کی بات مانی جائیگی یا بیوی کی؟ شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: محمد کلیم چوہدری تھریٹریا سپول بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے قطعاً طلاق نہیں

دی ہے اور عورت نے طلاق کی افواہ پھیلا رکھی ہے اور عورت کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت
کے لئے دو شرعی گواہ بھی موجود نہیں تو ایسی صورت میں عورت کے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے،

وہ بدستور شوہر کے نکاح میں باقی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۲/۹، ۲۳۷/۹)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً، أو غير مال مثل النكاح، والعتاق، والطلاق الخ.

(ہدایہ، کتاب الشہادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۱۵۴/۳، کراچی ۴۶۵/۵، درمختار زکریا ۱۷۸/۸، ہکذا فی الجوہرۃ النیرہ، کتاب الشہادۃ امدادیہ ملتان ۳۲۶/۲، دار الکتاب دیوبند ۳۰۹/۲، البحر الرائق، کوئٹہ ۱۰۴/۷، زکریا ۶۲/۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۶/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۹-۶۷)

طلاق کے سلسلہ میں زوجین کا اختلاف

سوال [۶۸۱۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رابعہ کہتی ہے کہ میرے شوہر یعقوب نے مجھ سے کہا بھینس بچوں یا نہ بچوں، رابعہ نے کہا والد صاحب نے آپ سے کہا تھا کہ بھینس نہ بچنا، یعقوب نے کہا مجھ سے کسی نے نہیں کہا ہے اور اس پر ضد کرنے لگے تو رابعہ نے کہا اب جان چھوڑ دو، یعقوب نے کہا جان چھوڑ دی جان چھوڑ دی جان چھوٹی ہے؛ اس لئے گھر کا کام بگاڑ رہا ہوں، یہ مذکورہ بیان رابعہ کا ہے اور یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے یہ کہا تھا کہ جان چھوڑ دو گنا جب تمہارے دل میں یہی ہے تو یہ بھی ہو جائے گا، اب رابعہ یعقوب کی تکذیب کرتی ہے اور یعقوب رابعہ کی تکذیب کرتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے بیان پر قائم ہیں تو مذکورہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی ہوئی؟

المستفتی: شبیر احمد قاسمی دارالافتاء ریاض العلوم گورنمنٹی جوہنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر رابعہ کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو یعقوب کی

بات شرعاً معتبر ہوگی اسی کے مطابق بیوی کو شوہر کے پاس رہنے کا حکم ہوگا۔

وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیہا رجلاً، أو رجل، وامرأتان، سواء كان الحق مالاً أو غیر مال مثل النکاح، والعناق، والطلاق الخ. (ہدایہ، کتاب الشہادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۱۵۴/۳، ہکذا فی الجوہرۃ النیرہ، کتاب الشہادۃ امدادیہ ملتان ۲/۳۲۶، دار الکتب دیوبند ۲/۳۰۹، ۱۳۸/۲، البحر الرائق، کوئٹہ ۷/۱۰۴، زکریا ۷/۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۶/۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲۸۱/۳۲)

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر منکر

سوال [۶۸۱۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی بغیر کسی گواہ کے اب زید کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی، اور بیوی کہتی ہے کہ طلاق دی ہے اور تین طلاق دی ہیں اور اب لڑکی اپنے باپ کے گھر ہے، اور عدالت سے بھی طلاق لے لی ہے اور کورٹ میرج بھی کروالیا ہے، اب اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؛ لہذا شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب طلب یہ ہے کہ لڑکی کے قول پر عمل کیا جائے یا لڑکے کی بات پر، جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی: غلام نبی عدل پور ٹھاکر دواہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکی کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو محض اس کے دعویٰ سے شرعی حکم ثابت نہ ہوگا؛ اس لئے شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور عدالت کے غیر مسلم جج یا مسلم جج کا غیر شرعی فیصلہ معتبر نہیں ہے؛ اس لئے لڑکی کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

وَأَسْتَشْهَدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَأَمْرَاتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ . (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان
سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ.
(هدايہ، کتاب الشہادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳/۱۵۴، ہکذا فی الجوہرۃ النیرہ،
۱۳۸/۲، کتاب الشہادۃ امدادیہ ملتان ۲/۳۶، دار الکتاب دیوبند ۲/۳۰۹، البحر الرائق،
کوئٹہ ۷/۱۰۴، زکریا ۷/۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۴/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
کیمبرجی الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۸/۳۱۰۹)

عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

سوال [۶۸۱۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ زید کی بیوی اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دی ہے
اور شوہر قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور گواہ کسی کے پاس موجود نہیں ہیں؛
لیکن محلہ میں چرچا اس بات کا ہے کہ زید نے طلاق دے دی ہے تو ایسی صورت میں زید کی
بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسرار نیل سپولوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں جبکہ عورت کے پاس
دو شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر قسم کھا کر طلاق دینے کا انکار کرتا ہے تو ایسی صورت
میں شوہر کا قول معتبر ہوگا۔

فالبینة حجة المدعى واليمين حجة المدعى عليه لقوله عليه الصلوة والسلام البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه. (بدائع قديم، کتاب الدعوى، فصل فى حجة المدعى والمدعى عليه، زكريا ديوبند ۵/۳۳۶/۳۳۷، ۶/۲۲۵) اور اگر عورت نے خود سن رکھا ہے اور اس پر یقین ہے کہ شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے تو ایسی صورت میں عورت کیلئے شوہر کو اپنے اوپر قدرت دینا جائز نہیں ہے؛ بلکہ جس طرح بھی ہو سکے اس سے خلاصی حاصل کر لے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۳۷/۲۳۷)

والمرأة كالقاضي لا يحل لها تمكينه إذا سمعته منه ذلك الخ. (عالمگیری زکریا قدیم ۱/۳۵۴، جدید ۱/۴۲۲، ۱/۴۲۲، ۳/۲۵۱، زکریا دیوبند ۴/۶۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۲/۱۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۹/۳۴۱۶)

بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر اس کا منکر ہے

سوال [۲۸۱۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مقصود حسین کا اپنی بیوی سے خانگی معاملات میں جھگڑا ہوا اس جھگڑے کی بنا پر بات بہت بڑھ گئی، نوبت تو تو میں میں تک آگئی، اس سلسلہ میں بیوی نے بتایا کہ میرے شوہر نے جھگڑے کے دوران کئی بار یہ بات کہی کہ میں نے تجھے طلاق دی چل یہاں سے نکل، یہ سنکر میں وہاں سے چلی آئی؛ لیکن شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ یہاں سے چلی جا (یعنی اپنی ماں کے یہاں) اس کے بعد میری بیوی گھر سے چلی گئی، صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: سعید الرحمن محلّہ قانون گویان مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بیوی کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو شوہر کا قول شرعاً معتبر ہوگا اور وہ طلاق کا انکار کر رہا ہے اور سوالنامہ کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر نے چلی جا کے لفظ سے بھی طلاق کی نیت نہیں کی ہے؛ اس لئے شرعاً بیوی پر کسی قسم کی طلاق کے واقع ہونے کا حکم نہیں لگے گا۔

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَأَمْرَاتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء كان الحق مالاً أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (الجوهرة،

كتاب الشهادة امداديه ملتان ۲/۳۲، دار الكتاب ديوبند ۲/۳۰۹، هدايه، كتاب الشهادة، اشرفی بکڈپو ديوبند ۳/۱۵۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳۸۲/۲)

بیوی طلاق کی مدعیہ اور شوہر طلاق کا منکر

سوال [۶۸۱۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید اور زینب دونوں میاں بیوی ہیں، دونوں کی زندگی خوشگوار ماحول میں گزری، شادی کو تقریباً دو سال ہو گئے، کبھی کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی، زینب کی بہن کی شادی ہونے لگی تو زینب اپنی بہن کی شادی میں میکہ گئی، شادی کے بعد زینب پھر اپنے شوہر کے ساتھ گھر آ گئی، پھر صبح ہی میکہ چلی گئی، دو چار روز کے بعد جب شوہر ساس وغیرہ بلانے گئے تو زینب نے کہا میں نہیں جاؤں گی، مجھے شوہر نے طلاق دے دی ہے، جب

کسی طرح بھی زینب آنے پر رضامند نہیں ہوئی تو دو چار آدمی بیچ میں پڑے؛ تب بھی نہیں آئی تو لوگوں نے کہا کب طلاق دی ہے اور کیوں دی ہے تو بیوی نے کہا دو مہینہ پہلے ہی طلاق دی ہے؛ جبکہ زینب اپنے شوہر کے گھر رہتی رہی اور اس وقت تک کوئی بات طلاق کی نہیں کی، جب شادی ہو گئی تب طلاق والی بات سامنے آئی؛ نیز لوگوں نے کہا کیسے طلاق دی تو زینب نے کہا کوئی جھگڑا وغیرہ نہیں ہوا ہے، ایک روز میں مسالا پیس رہی تھی اس سے پہلے شوہر نے بتا شے بھی کھلائے، دودھ بھی پلایا، یہ سب کھا پیکر مسالا پیس بیٹھ گئی، شوہر گھر سے نکل گئے، تھوڑی دیر کے بعد آئے، طلاق طلاق تین بار کہا، شوہر قسم کھاتا ہے، قرآن شریف اٹھاتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔

غور طلب بات یہ ہے کہ بیوی کے ہی کہنے کے مطابق؛ جبکہ کوئی تکرار وغیرہ بھی نہیں ہوا اور یہ کہ مخاطب بھی نہیں کیا کہ تجھے طلاق ہے؛ بلکہ لگ تھلگ ہو کر صرف طلاق کہا؛ نیز عورت کے بقول دو ماہ پہلے طلاق دی ہے؛ جبکہ اس درمیان یعنی طلاق کے بعد دو ماہ بیوی شوہر کے گھر رہی اس وقت تک بیوی طلاق کا ذکر نہیں کرتی ہے، جب شادی میں گئی تو یہ معمہ سامنے آیا، شوہر قسم کھاتا ہے کہ میں نے طلاق ہی نہیں دی ہے تو کیا ایسی صورت میں بقول بیوی کے بغیر مخاطب کئے طلاق طلاق کہنے سے طلاق ہو جائیگی، مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد شریف بروالان مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوالنامہ سے واضح ہوتا ہے کہ شادی میں شرکت

سے یہ سارا قصہ سامنے آیا ہے اور شوہر ہر طرح سے حلفیہ بیان دینے پر تیار ہے اور بیوی کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں بیوی کی بات کا اعتبار نہ ہوگا، شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا، شرعی طور پر بیوی کو شوہر کے حوالہ کر دینا چاہئے؛ نیز بیوی نے ایک ماہ تک کسی قسم کا اظہار کیوں نہیں کیا؛ لہذا ان حالات میں شرعاً شوہر ہی کا قول معتبر ہوتا ہے۔

وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَأَمْرَاتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيه رجلان أو رجل وامرأتان سواء
كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والعنق والطلاق الخ. (هدايہ، کتاب

الشهادة، اشرفی بکڈپو دیوبند ۳/۵۴، هكذافى الجوهره النيره، كتاب الشهادة امداديه
ملتان ۲/۳۲۶، دار الكتاب دیوبند ۲/۳۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۴/۱۴۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۵۳۳/۵۷۷)

طلاق میں شوہر کی بات معتبر ہوگی یا بیوی کی؟

سوال [۶۸۱۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: ایک حافظ صاحب جن کی تین سال قبل شادی ہو چکی ہے ایک بچی بھی ہے
جس کی عمر تقریباً ایک سال ہے، شوہر بیوی کے مابین کچھ جھگڑا ہوا اور شوہر نے تنبیہاً مختصر سی
پٹائی کردی، شوہر کی والدہ نے بیچ بچاؤ کر دیا اور لڑکے کو ڈانٹا، اس کے بعد لڑکی خوشی خوشی
شوہر کے پاس چار ماہ تک رہتی رہی، اس کے بعد میکہ چلی گئی، ڈیڑھ ماہ میکہ میں رہی، اس
کے بعد شوہر بلا لایا، پندرہ دن کے بعد لڑکی کے بھائی کے یہاں عقیقہ ہوا، اس میں لڑکے
کے والدین اور خود شوہر بھی اس لڑکی کو لیکر عقیقہ میں شریک ہوئے، عقیقہ ختم ہونے کے بعد
رخصتی کی اجازت مانگی، لڑکی کے والد نے کہا کہ ابھی نہ جاؤ اس پر بات ہوتی رہی، اس میں
لڑکی کا بھائی بولا یہ کسی قیمت پر نہیں جائے گی، اس پر تنازع ہوا، اس دوران شوہر لڑکی کے
والد کے یہاں سے واپس آ گئے، کچھ دنوں کے بعد لڑکے کے تاؤ کے پاس لڑکی کا بھائی آیا،
اس نے کہا ہم لڑکی کو نہیں بھیجیں گے؛ اس لئے کہ اس کو بہت تنگ کیا ہے، ایک ہفتہ بعد اور

آیا اور لڑکے کے تاؤ سے کہا کہ ہمارا سامان دلواد دیجئے، لڑکی کو چھ ماہ قبل طلاق ہو چکی ہے، اس کے بعد لڑکی کی خفیہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ مجھے آکر لے جائیں، میں جانے کے لئے تیار ہوں، لڑکی نے اپنا وقت بتایا اور شوہر کو بلایا، شوہر دو بھائیوں کے ساتھ رات کے ساڑھے نو بجے لڑکی کو لینے چلا گیا، لڑکی وعدہ کے مطابق موقع پر تیار مع سامان متعینہ جگہ پر ملی، شوہر اور ایک بھائی وہاں سے لیکر چل دیئے اور ایک بھائی گاؤں سے باہر موٹر سائیکل لئے ہوئے انتظار کر رہا تھا، گاؤں میں شادی تھی، برابر میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، اس کے لوگ شادی میں کھانا کھانے جا رہے تھے، ان لوگوں نے موٹر سائیکل کو دیکھا، کس کی کھڑی ہے، شور مچا دیا، فائرنگ شروع کر دی کہ ڈاکو ڈاکو، لڑکی کا شوہر سمجھا کہ میرا بھائی مارا گیا، اس نے کہہ دیا تو گھر چلی جا، شوہر اپنی بیوی اور سامان کو چھوڑ کر بھائی کو دیکھنے بھاگ نکلا، بیوی اور موٹر سائیکل چھوڑ کر یہ لوگ گھر واپس آ گئے۔

اب لڑکی اور اس کے گاؤں والوں کی پہچایت ہوئی، اس میں یہ طے پایا کہ دونوں کو قسم کھلا کر معلوم کر لو کہ اس نے طلاق دی ہے یا نہیں تو لڑکے نے مسجد میں قسم کھا کر کہا کہ میں نے کبھی طلاق نہیں دی ہے اور لڑکی گھر والوں کے دباؤ کی وجہ سے کہتی ہے کہ مجھے اس جھگڑے میں طلاق دے دی، باوجود اس کے وہ آنے کے لئے تیار ہے؛ لیکن گھر والوں سے چھپ کر تو پنپوں نے لڑکی سے پوچھا تو کیوں جا رہی تھی؛ جبکہ تجھے طلاق دے دی، تو لڑکی اس پر خاموش رہی اور کوئی جواب نہیں دیا، اب صورت مسئلہ میں کیا حل ہے آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: عابد حسین، امیر حسین، ماسٹر خلیل احمد، بشیر احمد، اسحاق احمد، معصوم پور مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ کے پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے طلاق نہیں دی، محض ناک بچاؤ کا مسئلہ ہے، خود لڑکی نے بھی خفیہ گفتگو میں بھی طلاق سے انکار کیا ہے؛ نیز اگر طلاق کا دعویٰ بھی ہے تو بیوی کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر حلفیہ بیان دے رہا ہے کہ طلاق نہیں دی تو ایسی صورت میں بیوی کی بات

کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، شوہر کے قول کے مطابق شریعت کا حکم ثابت ہوتا ہے، لہذا شوہر کو یہ حق ہے کہ بیوی کو اپنے ساتھ لے جائے۔

وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَأَمْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلان أو رجل وامرأتان
سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والعتاق والطلاق الخ. (ہدایہ،

کتاب الشہادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۱۵۴/۳، ہکذا فی الجوہرۃ النیرہ، کتاب الشہادۃ

امدادیہ ملتان ۲/۳۲۶، دار الکتاب دیوبند ۲/۳۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۲/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/صفر/۱۴۱۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۳/۵۱۸۵)

فقہی ضابطہ ”المرأة كالقاضي“ کا مطلب

سوال [۶۸۱۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ المرأة كالقاضي کا قاعدہ جو فقہاء نے ذکر کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے، کیا ہر جگہ جہاں قضاء طلاق واقع ہوتی ہے وہاں عورت طلاق کا اعتبار کرے گی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے علم و تحقیق کے مطابق عمل کرے گی، حوالہ کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؛ تاکہ مراجعت آسان ہو سکے۔

المستفتی: علاء الدین بستیوی تھوہرہ باندہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس کا مطلب یہی ہے کہ عورت اپنے علم و تحقیق کے مطابق عمل کرے گی کہ جب اس کو یہ بات محقق ہوگئی کہ شوہر نے تین طلاق دیکر غلط بیانی

کی ہے تو عورت اس شوہر سے اپنے آپ کو الگ رکھنے کے لئے جتنے بھی حربہ استعمال کر سکتی ہے کر لینا چاہئے، اگرنا کام ہو کر اسی شوہر کے پاس رہنا پڑے تو عورت گنہگار نہ ہوگی؛ بلکہ سارا وبال شوہر پر ہوگا؛ جیسا کہ ذیل کی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

والمراة كالمقاضى إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أو تهرب (إلى قوله) فان حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية، زکریا ۴/۶۳، ۴، ہندیہ زکریا قدیم ۴/۳۵، جدید ۱/۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳ھ/۲۷/۱۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۱۲۲۸)

بیوی نے طلاق کو سنا اور شوہر منکر ہے

سوال [۶۸۱۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ میں نزاع ہوا، ہندہ مدعیہ ہے کہ زید نے مجھے طلاق دی اس طرح کہ جا میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی اور جا کسی کے ساتھ چلی جا، ہندہ کے پاس گواہ موجود نہیں ہیں؛ لیکن اس واقعہ کو حلفیہ بیان کرتی ہے اور زید طلاق کا منکر ہے؛ لیکن اپنے انکار پر قسم نہیں کھاتا، اس صورت میں قدوری کی عبارت۔

وإذا نكل المدعى عليه عن اليمين قضى عليه بالنكول والزمه ما ادعى عليه. (قدوری ص: ۲۳۹، کتاب الدعوی)

طلاق مغلطہ واقعہ ہو جائے گی، یا حدیث البینة علی المدعی و الیمین علی من أنکر۔ کی وجہ سے شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اگر زید جھوٹی قسم کھالے اور ہندہ کو

یقین ہے کہ اس کے شوہر نے طلاق کے مذکورہ الفاظ کہے ہیں تو کیا ہندہ کیلئے دوسرے شخص سے نکاح کرنا۔

المرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه الخ.

(شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية، زکریا ۴/۶۳، ہندیہ زکریا قدیم ۱/۳۵۴، جدید ۱/۴۲۲) کی وجہ سے حلال ہے یا نہیں، حضرت والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد رضوان قاسمی مدرسہ قاسم العلوم نہٹور، بجنور یو پی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ صورت میں بیوی مدعی ہے اور شوہر

مدعی علیہ ہے جب بیوی کے پاس شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو شوہر پر حلف لازم ہے اور جب شوہر حلف کے لئے تیار نہیں ہے تو بیوی کا دعویٰ صحیح تسلیم کیا جائے گا اور فتویٰ بیوی کے قول کے موافق صادر کرنا ہوگا؛ لہذا بیوی پر طلاق مغلطہ تسلیم کی جائے گی اور اگر شوہر قسم کھا لیتا ہے اور دوسری طرف بیوی نے تین طلاق کو خود سن رکھا ہے اور اس پر یقین کامل بھی ہے تو شوہر کو لے جانے کا حق دیا جائے گا؛ لیکن بیوی کو بھی خلع وغیرہ کے ذریعہ سے راہ فرار اختیار کرنے کا حق ہوگا، شامی کی عبارت جو آپ نے نقل کی ہے اس کا مطلب بھی یہی دوسری صورت ہے۔

المرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه الخ.

(شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية،

زکریا ۴/۶۳، ہندیہ زکریا قدیم ۱/۳۵۴، جدید ۱/۴۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۲/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ صفر المظفر ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۹/۳۳۰۸)

بیوی کا طلاق کو سننا اور شوہر کا انکار کرنا

سوال [۶۸۲۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا اور نوبت طلاق تک آپہنچی اس سلسلہ میں شوہر کا بیان کچھ اس طرح ہے شوہر نے کہا میرا گھر خالی کر دے، اس پر بیوی نے کہا کہ مجھے طلاق دے ابھی چلی جاؤں گی، اس پر شوہر نے کہا میں نے دی اور مزید یہ کہا کہ اگر میرے ساتھ اسی طرح پیش آؤ گی تو ایک مرتبہ نہیں پچاس مرتبہ دوں گا؛ جبکہ بیوی کہتی ہے کہ شوہر نے طلاق دے دی ہے اور اس طرح کہا کہ میں نے دی، میرے خدا نے دی اور یہ جملے چھ سات مرتبہ دہرائے، صورت مسئلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی ہوئی؟

المستفتی: محمد ذاکر کمرالہ بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بیوی نے اگر واقعہ شوہر کے قول ”میں نے طلاق دی، میرے خدا نے دی“ کو چھ سات مرتبہ سنا ہے تو اب بیوی کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا قطعاً جائز نہیں ہے، شوہر سے خلع وغیرہ کر کے تفریق حاصل کر لے؛ لیکن چونکہ بیوی کے پاس اس کے ثبوت کے لئے گواہ نہیں ہیں، اور شوہر بیوی کے اس دعویٰ کا انکار کر رہا ہے، اور اگر پنچایت رکھی جائے تو پنچایت کو شوہر کی بات کا اعتبار کرنا ہوگا اور پنچایت کے ذریعہ سے بیوی کو شوہر کے پاس جانا پڑے گا اور اگر واقعہ شوہر نے طلاق دی ہے تو شوہر گنہگار ہوگا بیوی نہیں ہوگی، اور اگر حقیقت میں شوہر کی بات صحیح ہے اور بیوی باتوں کو بڑھا چڑھا کر کے کہہ رہی ہے تو ایسی صورت میں شوہر کے پاس نہ جانے کی شکل میں بیوی گنہگار ہوگی، اب اس کا فیصلہ کون صحیح ہے کون غلط ہے، میاں بیوی آپس میں جانتے ہیں؛ اس لئے غلط کرنے کی صورت میں فیصلہ اللہ کے یہاں ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۰۳)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال، أو تهرب (إلى قوله) فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامى، كتاب الطلاق، مطلب فى قول البحر، إن الصريح يحتاج فى وقوعه ديانةً إلى البينة، ذكرى ٤/٦٣، ٤، هندية ذكرى قديم ١/٣٥٤، جديد ١/٤٢٢، كراچى ٣/٢٥١) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۹ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۶۹۷۷)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۹/۱۱/۱۴۲۲ھ

بیوی نے تین طلاق کو سنا اور شوہر منکر

سوال [۶۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد شمس الحق ولد جناب عبدالغفور مرحوم نے اپنی بیوی مسماۃ زہرہ خاتون کو کسی بات پر جھگڑنے کے بعد کہا ابھی بھی سنبھل جاؤ، بیوی نے کہا کہ ہم نہیں سمجھے کیا سنبھل جائیں، شوہر نے کہا کہ باہر نکلو بیوی آگے سے ہٹ گئی، پھر شوہر نے بسم اللہ پڑھ کر اللہ اکبر کہا اور یہ کہا تم کو تین طلاق دیں، ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، اب ہم تھوک پھینکتے ہیں بیوی آگن میں بیٹھ گئی، شوہر نے کہا کہ تم کو تینوں طلاقیں دے دیں پھر آگن میں کیوں بیٹھی ہو اور پھر زبردستی دھکا دیکر آگن سے باہر کر دیا، طلاق دیتے وقت اسکی بالغہ لڑکی اور لڑکا قریب البلوغ موجود تھے اور پھر باہر بھی لوگوں سے کہا کہ ہم نے ناجائز کیا، جواب دے دیا دو تین گواہوں کے سامنے اس نے کہا کہ ہم نے اپنی بیوی کو دو جواب دے دیا، محمد شمس الحق شوہر مذکور نے بیوی سے یہ بھی کہا اب ہمارے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے، اپنے باپ کو بلاؤ اور اپنا دین مہر لے لو، اب شوہر مذکورہ لوگوں کے پوچھنے پر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے طلاق نہیں دی ہے، یہ کہا تھا کہ جواب دے دیں گے، دیا نہیں ہے،

دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کونسی طلاق؛ نیز ”جواب دے دیا“ لفظ کنایہ ہے یا کچھ اور ہے اور کنایہ سے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے۔

المستفتی: فرید عالم بھاگلپور بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیوی نے اپنے کانوں سے تین طلاق دینا سن لیا ہے تو اس کے لئے بغیر حلالہ کے اس شوہر کے پاس رہنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ اگر شوہر جھوٹی قسمیں کھا کر رکھنا چاہتا ہے تو بیوی خلع وغیرہ کے ذریعہ اس شوہر سے الگ ہو جائے اور اس شوہر کے پاس بلا حلالہ ہرگز نہ رہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۰۵/۲)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال أو تهرب (إلى قوله) فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامی، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر، إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية، زكريا ۴/۶۳، ہندیہ زکریا قدیم ۱/۳۵۴، جدید ۱/۴۲۲، شامی کراچی ۳/۲۵۱)

اور جواب دے دیا کا لفظ عرف میں بیوی کے لئے طلاق کے واسطہ مستعمل ہے؛ اس لئے اس سے طلاق صریح رجعی واقع ہو جاتی ہے، اور دو جواب سے دو طلاق رجعی واقع ہو جاتی ہیں اور جواب دے دیا کا لفظ یہاں کے عرف میں کنایہ نہیں ہے؛ بلکہ صریح ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۱۶)

كما استفيد من عبارة الشامي فإن سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح (إلى قوله) إن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت الخ. (شامی، کتاب الطلاق، باب الکنايات، زکریا دیوبند ۴/۵۳۰، کراچی ۳/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ شعبان ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۲۱۴۷)

بیوی تین طلاق کی مدعی ہے اور شوہر منکر

سوال [۶۸۲۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیوی تین طلاق کا دعویٰ کر رہی ہے اور شوہر انکار کر رہا ہے، تو اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شمیم احمد مانیہ والا بکچوریو پی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں درج کردہ معاملہ میں دو باتیں

الگ الگ ہیں

(۱) عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا تو اس کے ثبوت کے لئے گواہ پیش کرنا لازم ہے، اگر عورت دو معتبر گواہ پیش کرتی ہے، تو قضاء اور دینہ دونوں اعتبار سے طلاق مغضظہ واقع ہوگئی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عورت کے پاس دعویٰ کے ثبوت کے لئے گواہ نہیں ہیں اور شوہر انکار کر رہا ہے تو ایسی صورت میں شوہر کی قسم کے ساتھ اس بات کو مان لیا جائیگا کہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، لیکن اگر عورت نے اپنے کان سے شوہر کی طرف سے تین طلاق کو سنا ہے، تو اس کے لئے قاضی کے فیصلہ کے باوجود اس شوہر کے پاس جانا جائز نہیں ہے، مہر وغیرہ معاف کر کے اس سے علیحدگی اختیار کرنا لازم ہے اور اگر شوہر مہر کی معافی پر الگ نہیں کرتا ہے، تب بھی عورت کے لئے اس کے پاس جانا جائز نہیں ہے۔

قال الله تعالى: 'وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ'. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح، والطلاق الخ.

(ہدایہ، کتاب الشہادۃ، اشرفی بکڈپو دیوبند ۱۵۴/۳)

والمرأة كما لقاضى إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه
والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدي نفسها بمال،
أو تهرب (قوله) أنها ترفع الأمر للقاضى فإن حلف ولا بينة لها فالإثم
عليه. (شامى، كراچی، كتاب الطلاق، زكريا ۴/۶۳، تبیین الحقائق، امدادیہ ملتان
۲/۲۱۸، زكريا ۳/۸۲)

وفى البحر: يحل لها أن تزوج بزواج آخر فيما بينها وبين الله تعالى.
(البحر الرائق، زكريا ۴/۹۶، كوثه ۵۷/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۹۵۸)

شوہر طلاق ثلاثہ کا منکر اور بیوی مدعیہ

سوال [۶۸۲۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ میری لڑکی ہندہ اپنے شوہر کے دماغی توازن کی کمی کی وجہ سے نبھاؤ نہیں کر سکی
اور سخت پریشان ہے، اپنے شوہر کے پاس جانا نہیں چاہتی؛ چونکہ ان کے لوگ اور خود ان کا
شوہر بہت تکلیف دیتا ہے، ایسے حالات میں کب تک مجرذندگی گزارے، عورت ذات ہے، ایک
بار اس نے تین طلاق بھی دے دی تھیں، اب ان کا کہنا ہے کہ؛ جبکہ ہندہ نے خود اپنے کان سے
سنا ہے اور ہندہ کی ماں نے بھی اپنے سے تین طلاق کو سنا ہے؛ اس لئے آپ کے دارالقضاء
میں مقدمہ دائر کرتا ہوں، لڑکا زید کے ماں باپ انکار کرتے ہیں کہ میں نے طلاق نہیں دی تم
چاہے کچھ بھی کرلو اور خلع کرنے کو بھی تیار نہیں، بچی کا کہنا ہے کہ جب میں نے تین طلاق کو
اپنے کان سے سنا ہے اب تمہارے کہنے سے حرام کام کو نہیں جاتی، اب شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکی نے از خود تین طلاقیں اپنے کان سے سنی ہیں تو اس کے لئے اب اس شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے، مگر اس کے پاس شرعی ثبوت نہیں ہے اور شوہر طلاق دینے کا انکار کر رہا ہے؛ اس لئے ایسی صورت میں کسی طرح شوہر کو خلع پر راضی کر کے طلاق حاصل کر لے، تاکہ یہی خلع شرعی ثبوت بن جائے۔
(مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۰۵)

والفتویٰ علیٰ أنه لیس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدي نفسها بمال
أو تهرب الخ. (شامی کراچی ۳/۲۵۱، زکریا ۳/۲۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱۱/۱۴۲۰ھ
۱۶ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۸۵/۶۳۸۵)

تعداد طلاق کے بارے میں مدعیہ کا بیان شرعی گواہان ہونے کی صورت میں معتبر ہے

سوال [۶۸۲۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ شوہر نے یہ کہا کہ اپنے باپ کے مال میں سے حصہ لے کر آؤ میں نے کچھ نہیں کہا، اس کے بعد مجھے نکال رہے تھے، پھر لڑکی سے کہا کہ مٹی کا تیل لے کر آؤ، اسے آگ لگائیں وہ لڑکی تیل لے کر نہیں آئی، مجھے پیٹنے لگے محلے والی عورتیں آگئیں اور آدمیوں کو بلالیا، ان آدمیوں کے سامنے طلاق دی، پانچ بار میں نے اپنے کانوں سے سنا۔

سوال: تم نے کیا الفاظ سنے؟

جواب: میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی آزاد کیا آزاد کیا۔

سوال: کسی نے روکنے کی کوشش کی طلاق دینے سے؟

جواب: ماسٹر رشید صاحب نے اور ملا جی شوکت بھائی اور ایک پتہ نہیں کون تھے اور چھوٹے چچا کی بیوی اور شریف نائی کی بیوی اور ماسٹر صاحب کی بیوی بھی تھیں۔

سوال: شوہر نے تمہیں بلانا چاہا تو تم بہت دنوں تک پاس آنے سے گریز کرتی تھیں؟

جواب: یہ سب جھوٹ ہے، بکو اس ہے۔

سوال: اس سے پہلے ناراضی ہوئی یا ہوتی رہتی تھی؟

جواب: جی ہاں ہوتی رہتی تھی، کہتے رہتے تھے یہ نسل اچھی نہیں لگتی میرے اوپر کوئی ناراضگی نہیں تھی، سسرال سے جھگڑا تھا میں کہتی تھی کہ اوروں کے اوپر نہ جاؤ مجھ سے واسطہ رکھو۔

بیان گواہ اول ملا جی شوکت علی صاحب

جو حق بات ہے وہ یہ ہے کہ جب میں گھر میں داخل ہوا، تو یہ بیوی کو مار رہے تھے، ان کے ہاتھ میں پٹری تھی، میں نے ان سے کہا کہ تم آدمی ہو یا پٹواری؟ میں نے سنا انہوں نے دو مرتبہ طلاق دی اور دوسرے بار آزاد کر دیا کے الفاظ کہے۔

سوال: تم وہاں کیا کر رہے تھے؟

جواب: برابر والے مکان میں کام کر رہے تھے، جب جھگڑا ہوا، سن کر آ گئے۔

سوال: تم نے جھگڑے کی آواز خود سنی یا کسی نے اطلاع دی؟

جواب: چھوٹے کی گھر والی نے اطلاع دی، تو ہم اور ماسٹر رشید صاحب پہونچے۔

سوال: تمہیں کوئی بات پتہ چلی، جب ان کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا؟

جواب: ہمیں کچھ پتہ نہیں، ہم اتنی بات سن کر واپس آ گئے۔

سوال: آپ نے خود سن کر کہا یا کسی اور سے سن کر کہا؟

جواب: ہم نے براہ راست سنا کسی اور سے نہیں سنا۔

گواہ ثانی محمد یسین ولد عبد القیوم صاحب

ہمارے سامنے دو بار طلاق کو کہا اور دوبار آزاد کو کہا؛ جبکہ ہم اور ماسٹر رشید صاحب انہیں کھینچ کر لارہے تھے، باقی ماسٹر رشید سے معلوم کریں۔

سوال: جب یہ جھگڑا ہوا، آپ وہاں کیا کر رہے تھے؟

جواب: ہم برابر والے مکان میں کام کر رہے تھے۔

سوال: تم خود وہاں پہونچے یا کسی نے اطلاع دی تھی؟

جواب: چھوٹے کی بیوی نے اطلاع دی کہ پہلوان اپنی اہلیہ کو مار رہے ہیں، تم

بچالو، جب ہم وہاں پہونچے تو وہ اپنی بیوی کو برا بھلا کہہ رہے تھے، ان کے ہاتھ میں پٹری تھی، اسی گرم گھاؤ میں طلاق دیدی۔

سوال: ان کے درمیان جھگڑے کی کوئی وجہ آپ کو معلوم ہے؟

جواب: ہمیں کچھ پتہ نہیں۔

گواہ ثالث ماسٹر رشید صاحب

میں برابر میں مکان بنوار ہا ہوں، قریب سے ایک عورت گھبرائی ہوئی میرے پاس آئی، اس نے کہا کہ دلشاد کے گھر چلو، جھگڑا ہو رہا ہے، میں گیا میرے ساتھ اور آدمی جو کام کر رہے تھے، وہ بھی آگئے، میں نے دلشاد میاں کو کھڑا کیا اور کہا کہ جھگڑے کو چھوڑو اور میں اس کو کھینچ کر لانے لگا تو اس وقت میں نے سنا کہ اس نے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، دو مرتبہ کہا اور میں نے اس کو آزاد کیا ایک مرتبہ کہا، میں اس کو کھینچ کر گھر لے گیا اور جتنا مجھ سے ہوسکا اس کو سخت ڈانٹا۔

سوال: ان کے درمیان جھگڑے کی وجہ آپ کو معلوم ہے؟

جواب: مجھے نہیں پتہ یہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے۔

بیان مدعی علیہ شوہر دلشاد احمد

کسی بات پر ناراضگی پیدا ہونے پر میں نے ایک بار بغیر ارادہ کے ایک لفظ کہا کہ میں نے طلاق دی۔

سوال: ناراضگی کی کوئی خاص وجہ تھی؟

جواب: ایسی کوئی خاص وجہ نہ تھی؛ البتہ کافی دنوں تک میاں بیوی والے تعلقات سے گریز کرتی تھی، میں خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے اور کچھ نہیں کہا۔

سوال: تو کیا اس سے پہلے کوئی ناراضگی ہوئی؟

جواب: اس سے پہلے ایسی کوئی خاص ناراضگی نہیں ہوئی۔

سوال: اس وقت وہاں کون کون موجود تھے؟

جواب: ایک ہماری ججن تھی، ایک ہمارے پڑوس کا لڑکا اس کا نام رئیس احمد ہے، فرید احمد وزیرین صاحبہ براہ راست جھگڑا انہوں نے سنا۔

سوال: کیا تم نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ تم اپنے میکہ سے پیسے لے کر آؤ؟

جواب: نہیں، بخدا میں نے نہیں کہا۔

بیان گواہ اول فرید احمد صاحب

میں تو اس سب جھگڑے کے بعد پہونچا اور ججن سے میری بات ہوئی، انہوں نے بتلایا دلشاد نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور مارا ہے، پھر میں ماسٹر رشید صاحب سے ملا، انہوں نے مجھے کچھ بتا کر نہیں دیا۔

سوال: ججن نے تمہیں کتنی بار طلاق دینے کے بارے میں بتایا؟

جواب: مجھے صرف ایک بار طلاق دینے کے متعلق بتلایا اور کہا کہ میں شروع سے اخیر تک رہی۔

بیان گواہ رئیس احمد صاحب

میں نے سنا کہ دلشاد احمد نے ایک مرتبہ طلاق دی کا لفظ کہا، تو میں فوراً دلشاد کے قریب گیا، میں نے کہا کہ دیکھو یہ لفظ مت بولنا پھر ماسٹر رشید اور ملاجی اور مزدور آگئے اور اس کو کھینچ کر لے گئے، میں اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی وجہ سے یہ بیان دے رہا ہوں جو بالکل صحیح ہے۔

گواہ ثانی (الف) جن شکور اہلیہ حاجی رشید صاحب

میں گلی میں جا رہی تھی، میں نے جھگڑے کی آواز سنی تو میں اندر گئی، تو میں نے دیکھا کہ دلشاد احمد اپنی بیوی کو مار رہا ہے، دو عورتیں شریف اور چھوٹے کی بیوی بچارہ ہی تھی، تو میں نے کہا کہ ماسٹر رشید کے یہاں کام ہو رہا ہے، وہاں سے مردوں کو بلال لاؤ چھوٹے کی بیوی ماسٹر صاحب اور مزدوروں کو بلال لائی، وہ اسے کھینچ کر لے جانے لگے تو ہم نے یہ سنا کہ دلشاد احمد کہہ رہا تھا کہ میں تو اسے نکالوں گا، میں نے اسے طلاق دی، آزاد کیا اور فارق دی یہ صرف میں نے ایک بار سنا ہے۔

سوال: آپ جھگڑے کے شروع میں تھیں؟

جواب: میں شروع سے نہیں تھی، مار پیٹ پہلے سے ہو رہی تھی، میں تو جھگڑا سن کر پہونچی۔

سوال: جب آپ آئیں تو کیا جھگڑا ختم ہو چکا تھا؟

جواب: ماسٹر صاحب دلشاد کو پکڑ کے لے گئے اور ان کے والد نے ان کو بلوایا، پھر میں سبزی لینے چلی گئی مجھے پتہ نہیں کیا ہوا۔

بیان گواہ ثانی (ب) وزیرین اہلیہ حبیب اللہ صاحبہ

سوال: جب وہ پکڑ کر لے جا رہے تھے، تو وہ کیا کہہ رہا تھا؟

جواب: جس وقت وہ لے جا رہے تھے، اس نے کہا کہ میں نے طلاق دی، فارق دی، آگے پتہ نہیں کیا ہوا۔

سوال: جھگڑا لے جانے کے بعد ختم ہو گیا یا چلتا رہا؟

جواب: جھگڑا ختم ہو گیا اور اس کی بیوی ہمارے سامنے چلی گئی۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ بیوی کے بیانات اور اس کے شوہر کے بیانات اسی طرح ہر دو کے گواہان کے تفصیلی بیانات آپ کے سامنے ہیں، جواب دیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں

اور کون سی طلاق ہوئی؟ اب میاں بیوی کو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: زید احمد، مبارک پور، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی مدعیہ کے دعویٰ کے مطابق دو گواہوں نے دو مرتبہ طلاق اور دو مرتبہ آزاد کر دیا کے الفاظ پر شہادت دی ہے اور ایک تیسرے گواہ نے دو مرتبہ طلاق اور ایک مرتبہ آزاد کر دیا کا لفظ سنا، بہر حال بیوی نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دیا ہے اور ہمارے عرف میں آزاد کر دیا کا لفظ بیوی کے حق میں طلاق کے لئے بولا جاتا ہے؛ اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر طلاق مغالطہ واقع ہو چکی ہے۔ اب بلا حلالہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا اور شوہر کی طرف سے گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نیز وہ سب گواہ نا تمام بھی ہیں۔

قال الله تعالى: **وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ**. [البقرہ: ۲۸۲]

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال مثل النكاح، والطلاق. (ہدایہ، کتاب الشہادۃ اشرفی دیوبند ۱/۵۴، البحر الرائق کوئٹہ ۶۲/۷، زکریا ۷/۱۰، درمختار، کراچی ۵/۴۶۵، زکریا ۸/۱۷۸)

سرحک وھورھا کر دم؛ لأنھ صار صریحا فی العرف. (شامی،

کتاب الطلاق، باب الکنایات کراچی ۳/۲۹۹، زکریا ۴/۵۳۰)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وشتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

۳/۳۱۹/۱۴۱۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳۲۶۲۵)

شوہر تین طلاق کا منکر اور بیوی مدعیہ

سوال [۶۸۲۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اپنے شوہر کی دوسری بیوی ہوں اور میرے دو بچے ہیں، میرے شوہر جب ایک رات سونے کے لئے آئے تو ۱۵ منٹ آرام کرنے کے بعد کہنے لگے میری طبیعت خراب ہو رہی ہے، بے چینی ہو رہی ہے، میں اپنی پہلی بیوی کے پاس ہونے جا رہا ہوں یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلے گئے اور جانے لگے انہیں جاتا دیکھ کر مجھے غصہ آ گیا، اور ان سے کہاسنی پر بات بڑھ گئی، اتنی بات بڑھنے پر میں نے ان سے کہا کہ اگر آج یہاں سے گئے، تو مجھے طلاق دے کر جاؤ گے، انہوں نے کہا ہاں میں تجھے طلاق دے دوں گا، اس بات پر میں نے کہا کہ ایسے نہیں، تو انہوں نے کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، یہ انہوں نے تین بار بڑی زور دے کر کہا اور وہاں سے چلے گئے۔ اب اس بات کو کافی دن ہو گئے ہیں اور وہ بار بار یہ کہتے ہیں میں نے تین بار نہیں دوبار ہی کہا ہے اور وہ قسم بھی کھا رہے ہیں کہ میں نے دوبار ہی کہا ہے۔

برائے مہربانی آپ میری مشکل کا حل بتانے کی زحمت کریں۔

المستفتیۃ: عرشی، اندرا، چوک چاندوالی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں دو بیان دو طرح کے ہیں کہ بیوی تین طلاق کی دعویٰ دے رہی ہے اور شوہر تین بار کا منکر ہے، اور شوہر اس پر قسم بھی کھا رہا ہے اور شوہر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس واقعہ کے بعد دونوں برضا و رغبت ہمبستر بھی ہو گئے، اس پر بیوی نے انکار بھی نہیں کیا اور تین طلاق کے دعویٰ پر بیوی کے پاس گواہ بھی نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں شرعاً شوہر کے قول کا اعتبار ہوتا ہے؛ لہذا شوہر کے قول کے مطابق ہی شریعت کا حکم ہے دو ہی طلاق کا اعتبار ہوگا اور بعد میں ہم بستری کرنے کی وجہ سے رجعت بھی ہوگئی؛ اس لئے شرعی طور پر بدستور میاں بیوی شمار ہوں گے۔

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق، والوكالة، والوصية. (هداية، كتاب الشهادات اشرفي دیوبند ۳/۱۵۴)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا، أو غيره كنكاح، وطلاق.....رجلان.....أو رجل وامرأتان. (درمختار مع الشامی، کتاب الشهادة، کراچی ۵/۶۵، زکریا ۸/۱۷۸)

قال الله تعالى: 'وَأَسْتَشْهَدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ'. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۸۹۳۳)

طلاق کے بارے میں زوجین میں سے کس کے قول کا اعتبار ہے؟

سوال [۶۸۲۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خالد اور اس کی زوجہ میں کسی بات پر نزاع ہوا اور تکرار اس حد تک بڑھا کہ خالد نے لفظ طلاق کا استعمال کیا؛ لیکن اس لفظ کی ادائے گی میں زوجین میں اختلاف ہو گیا، شوہر کہتا ہے کہ میں نے دوبار کہا کہ ”میں تجھے طلاق دیدوں گا“ اور بلا لے اپنے والد کو میں اس کے سامنے بھی طلاق دیدوں گا؛ البتہ میں بار بار یہ کہہ چکا ہوں میں تجھ سے دسیوں بار یہ کہہ چکا ہوں کہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا یہ صرف ڈرانے کے لئے کہا ہے، اس میں طلاق کی نیت نہیں تھی؛ جبکہ بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر نے صراحتاً دوبار یہ کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دیدی اور بلا لے اپنے والد کو اس کے سامنے بھی طلاق دیدوں گا اور یہ جا، ایک بار

نہیں؛ بلکہ دس بار کہہ چکا کہ چلی جا، اس واقعہ پر شوہر کی ماں اور بالغ لڑکی موجود تھی، شوہر کی ماں اس بارے میں کچھ کہنے سے خاموش ہے اور لڑکی کہتی ہے کہ ایک بار تو یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی اور ایک بار کہا کہ تجھے طلاق دیدوں گا۔ اور تیسری بار کہا کہ اپنے والد کو بلا لے اس کے سامنے بھی طلاق دیدوں گا۔

المستفتی: راشد حسین، عمری کلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر کے بیان کے مطابق کسی قسم کی کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور بیوی کے بیان کے مطابق دو طلاق رجعی ہوئی ہیں، جس میں رجعت کی گنجائش باقی ہے، بیوی کے بیان کا اعتبار نہیں؛ بلکہ شوہر کے بیان کے مطابق کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، میاں بیوی کی زندگی گزار سکتے ہیں اور ماں اور لڑکی سے نصاب شہادت مکمل نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ان کے بیان میں مطابقت ہے؛ اس لئے اس کا بھی اعتبار نہیں اور لفظ طلاق دیدوں گا سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

لو قال: أطلقك لم يقع. (سکب الأنهر، کتاب الطلاق، باب إيقاع الطلاق،

دارالکتب العمیۃ بیروت ۱/۴۷)

قال الله تعالى: 'وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ'. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲) وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق، والوكالة، والوصية. (هداية، كتاب الشهادة اشرفي ديوبند ۳/۱۵۴، البحر الرائق، كوثه ۷/۶۲، زکریا ۷/۱۰۴، در مختار مع الشامی، کراچی ۵/۴۶۵، زکریا ۸/۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶/۴/۱۴۱۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶/ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۳۲۳۲)

مطلق اور گواہ کے مابین صیغہ طلاق میں اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہے؟

سوال [۶۸۲۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد یعقوب نے لڑائی کے وقت اپنی بیوی سے کہا کہ چپ ہو جا نہیں تو میں تجھے طلاق دیدوں گا، اس وقت بیوی کی ماں اور یعقوب کے ماں باپ موجود تھے، وہ بھی یہی کہتے ہیں، مگر محلے کے تین چار آدمی کہتے ہیں کہ یعقوب نے طلاق دی کہا ہے، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہونے کا حکم لگایا جائے گا؟

المستفتی: ٹیچر مسلم انٹر کالج، ٹھاکر دواہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں محلہ کے لوگوں کی گواہی ماں باپ شوہر بیوی کے خلاف شرعاً معتبر نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے طلاق دی سنا ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

ولو العداوة للدنيا لا تقبل سواء شهد على عدوه أو غيره. (در مختار، كتاب الشهادة، باب القبول وعدمه، كراچي ۵/ ۴۸۰، زكريا ۸/ ۱۹۹، البحر الرائق، زكريا ۷/ ۱۴۳، كوئٹہ ۷/ ۸۵)

لہذا سوال نامہ میں مذکور لفظ طلاق دیدوں گا سے کوئی طلاق نہیں ہوئی؛ کیونکہ یہ طلاق نہیں بلکہ طلاق کی دھمکی یا وعدہ طلاق ہے اور دھمکی اور وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی۔

بخلاف كنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. وفي المحيط: لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (عالمگیری، زكريا قدیم ۱/ ۳۸۴، جدید ۱/ ۴۵۲)

أنا طالق، أو أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (در مختار، كراچي ۳/ ۳۱۹، زكريا ۴/ ۵۵۹، بحر، زكريا ۳/ ۵۴۵، كوئٹہ ۳/ ۳۱۴)

لوقال: أطلقک لم يقع. (سکب الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۴/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۶۸۳۰)

شوہر دو طلاق کا اقرار کرے بیوی چار کا

سوال [۶۸۲۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ابھی ہفتہ عشرہ پہلے یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ محمود علی صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان آپس میں ناچاقی اور اختلاف کی بناء پر غصہ کی حالت میں محمود علی نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم کو ایک نمبر، دو نمبر، طلاق دی، اس بات پر دونوں فریق متفق ہیں، محمود علی بھی اس کا اقرار کر رہا ہے اور اس کی بیوی بھی یہی کہتی ہے؛ لیکن ساتھ میں بیوی کی طرف سے یہ بھی دعویٰ ہے کہ آج سے تقریباً چھ مہینہ پہلے عید الفطر کے بعد ایسا ہی جھگڑا ہوا تھا اور اس جھگڑے کے دوران ”طلاق دیدی“ کا لفظ دو مرتبہ استعمال کیا ہے، میں اس معاملہ سے متعلق تحقیق کے لئے امر وہہ سے اپنی بہن کے پاس آیا معلوم ہوا کہ اس مسئلہ سے متعلق تین فتوے آچکے ہیں۔ ایک فتویٰ جامع الہدیٰ سے جس میں شوہر کے بیان کے مطابق دو طلاق سے معلق ہے، اور ایک فتویٰ لال مسجد سے مفتی عبدالمنان کلیسی کا لکھا ہوا ہے، جس میں بھی شوہر کے بیان کے مطابق دو طلاق رجعی کا ذکر ہے، اور مدرسہ شاہی سے بھی ایک فتویٰ لیا گیا ہے، جس میں بیوی کے بیان کے مطابق تین طلاق کا ذکر ہے؛ اس لئے ہم بڑی تشویش میں مبتلا ہو گئے، پھر مدرسہ شاہی کے مفتیان کرام سے رابطہ کیا گیا، اس کے بعد مسئلہ کی تحقیق ہوئی اور مدرسہ شاہی میں، میں اور ماسٹر غنیق صاحب اور محمود علی اور محمود علی کے تینوں بیٹے اور میری بہن جو محمود علی کی بیوی ہے، سب مدرسہ میں حاضر ہوئے اور ڈیڑھ گھنٹہ تک مدرسہ شاہی کے

مفتیان نے جانین کے بیانات سے اور دونوں طرف کی رد و قدح کی بات بھی سنی اور اس میں میری بہن ملکہ ثریا نے اپنے بیان میں بڑے بیٹے منصور علی کو گواہی میں پیش کیا ہے، مگر بیٹے نے کہا میں ماں باپ کے بیان میں سے کسی کو جھٹلا نہیں سکتا ہوں؛ البتہ اس واقعہ میں میں موجود تھا، اس میں طلاق دیدوں کا لفظ کئی مرتبہ استعمال کیا گیا ہے، دیدی کا لفظ مجھے یاد نہیں، اس پر ماں نے برسر عام مجلس ہی میں بیٹے کے لئے سخت بددعا یہ الفاظ استعمال کئے، پھر بھی بیٹا اپنے بیان پر قائم ہے اور حاصل یہ نکلا کہ محمود علی ”دو طلاق کا اقراری ہے اور میری بہن ملکہ ثریا اپنے کان سے پہلے واقعہ میں بھی دو طلاق سننے کی وجہ سے مدعیہ ہے اور دوسرے واقعہ میں بھی دو طلاق سننے کی مدعیہ ہے، ایسے حالات میں شریعت کیا فیصلہ دیتی ہے؟

المستفتی: محمد آصف حیات جعفری، محلہ بڑا دربار، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ تینوں فتوؤں میں

سائلوں نے جس طرح سے سوال پیش کیا ہے، اسی طرح کے جوابات ہیں، ان متضاد سوال و جواب کے بعد اور جانین کے الگ الگ بیانات سننے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ آئندہ سامنے بات چیت ہو جائے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جانین سے آئندہ سامنے بات ہوئی، شوہر صرف دو طلاق دینے کا اقراری ہے، اور بیوی اس بات کی دعویدار ہے کہ شوہر نے ابھی ہفتہ عشرہ پہلے دو طلاق دی ہے، جس کا شوہر بھی اقرار کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ پانچ چھ مہینے پہلے عید الفطر کے بعد بھی جھگڑے کے دوران دو طلاق دے چکا ہے اور اس پر بیوی نے اپنے بڑے بیٹے کو گواہی میں پیش کیا اور بڑے بیٹے سے دونوں کے سامنے براہ راست معلوم کیا گیا وہ یہ کہتا ہے کہ ”طلاق دیدوں گا“ کا لفظ کئی بار استعمال کیا گیا ہے اور ”دید“ کا لفظ نہ سنا، نہ یاد ہے جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے اور شوہر نے بھی صاف لفظوں میں اس کا انکار کر دیا ہے کہ پانچ چھ مہینے پہلے جھگڑے کے

دوران طلاق دی ہے؛ بلکہ یہ کہتا ہے کہ دھمکی کے لئے ”طلاق دیدوں گا“ کا لفظ کئی بار استعمال کیا اور ”طلاق دیدی“ کا لفظ قطعاً استعمال نہیں کیا اور اس بات پر قسم کھانے کے لئے تیار ہے؛ لہذا بیوی کے اپنے دعوے کے ثبوت میں شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شریعت اسلامی میں ایسی صورت میں حکم شرعی یہی ہے کہ بیوی کے دعویٰ کا اعتبار نہیں شوہر کے قول کے اعتبار سے حکم شرعی نافذ ہو جاتا ہے؛ اس لئے مذکورہ واقعہ میں دو طلاق رجعی واقع ہو گئی ہیں؛ شوہر کو رجعت کا حق ہے؛ لیکن ساتھ ساتھ شریعت عورت کو یہ بھی کہتی ہے کہ اگر واقعہً اس نے اپنے کان سے پہلے واقعہ میں بھی دو مرتبہ ”طلاق دی“ کا لفظ سن رکھا ہے اور اس کو اس بات کا یقین ہے تو خوشی سے اپنے آپ کو شوہر کے حوالہ کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ مال دے کر یا مہر معاف کر کے شوہر سے الگ ہو جائے اور اگر شوہر خلع کرنے اور مال لینے پر کسی طرح تیار نہیں ہے اور بیوی کو رکھنے پر ہی مصر ہے، تو ایسی صورت میں مجبوراً بیوی کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز ہے اور سارا گناہ شوہر پر ہوگا، اللہ کے یہاں بیوی سے باز پرس نہیں ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۲۸۲)

والمراة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب (وقوله) أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها، فالإثم عليه. (شامي، كراچی، ۲۵۱/۳، زکریا ۴/۶۳)

وفي البحر يحل لها أن تتزوج بزواج آخر فيما بينها وبين الله تعالى.

(البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۵۷، زکریا ۴/۹۶)

أن المرأة كالقاضي لا يحل لها، أن تمكنه إذا علمت منه، مظاهره

خلاف مدعاها. (شامي، كراچی، ۳۰۵/۳، زکریا ۴/۵۳۸)

إذا سمعت منه المرأة، أو شهد به عندها عدل لا يسعها أن تدينه؛

لأنها كالقاضي لا تعرف منه إلا الظاهر. (فتح القدیر، دارالفکر بیروت ۷/۴، کوئٹہ ۳/۵۳، زکریا ۶/۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۷/۸۰۹۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۶/۱۴۲۲ھ

دو مرتبہ طلاق کے بعد مزید ۲ طلاق میں شوہر و بیوی کا اختلاف

سوال [۶۸۲۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک نشست میں دو مرتبہ طلاق دی، اندرونِ عدت رجعت ہوگئی، چند ایام گزرنے کے بعد ایک دن دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا، معاملہ طول پکڑ گیا، زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھ میں نے پھر تجھے دو مرتبہ طلاق دی، زید کی بیوی اس سے اس روز سے الگ ہوگئی اور وہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ہے؛ جبکہ زید اس بات پر مصر ہے کہ اس نے طلاق دی، ایسا نہیں کہا؛ بلکہ طلاق دیدوں گا کہا، اس سلسلہ میں زید اپنا حلفیہ بیان دینے پر نہ صرف یہ کہ راضی ہے؛ بلکہ اس کا اصرار ہے کہ ایسا کیا جائے اور اس نے اپنا حلفیہ بیان دیا ہے؛ لیکن اس کی بیوی اس کی درخواست اور بار بار کے اصرار پر کوئی نوٹس نہیں لے رہی ہے، وہ اپنی اس بات پر قائم ہے کہ اس کے شوہر نے اسے دو طلاق کے بعد رجعت کر کے اسے پھر دو اور طلاقیں دی ہیں، اب رجعت کا کوئی موقع نہیں رہا۔ براہ کرم اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبدالکریم حنفی، منظر پورہ، اچلپورہ، امراتوٹی (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دی

ہے، اس سے دو طلاق رجعی واقع ہو گئیں اور اندرونِ عدت رجعت بھی کر لی ہے، تو اس

سے رجعت ہوگئی، دونوں میاں بیوی کی طرح زندگی گزار سکتے ہیں جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے؛ لیکن چند روز گزرنے کے بعد جھگڑے کے درمیان زید کی زبان سے دو طلاق کے الفاظ جو نکلے ہیں، اس کے بارے میں زید اور اس کی بیوی کے درمیان اختلاف ہے، زید حلفیہ بیان کرتا ہے کہ ”تجھے دو طلاق دیدوں گا“ کے الفاظ کہے ہیں اور بیوی کہتی ہے کہ ”تجھے دو مرتبہ طلاق دی“ کے الفاظ کہے ہیں، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ اس کی بیوی پر اپنے دعویٰ میں دوشری گواہ پیش کرنا لازم ہے، جنہوں نے براہ راست اپنے کان سے یہ الفاظ سنے ہوں؛ لیکن اگر بیوی کے پاس کوئی گواہ موجود نہیں ہے اور شوہر قسم کھا لیتا ہے، تو شوہر کی قسم کے مطابق فیصلہ ہوگا کہ ”طلاق دیدوں گا“، ہی کے الفاظ کا اعتبار ہوگا، جس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے اور ”طلاق دی“ کے الفاظ جو بیوی کا دعویٰ ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا اور بیوی کو شوہر کے پاس جا کر حقوق زوجیت ادا کرنے چاہئیں اور ایسے حالات میں اگر واقع میں شوہر نے جھوٹی قسم کھائی، تو اس کا سارا گناہ شوہر کے سر ہوگا، بیوی پر نہیں ہوگا۔

قال الله تعالى: **وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ**. (سورة البقرة: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق، والوكالة، والوصية، ونحو ذلك. (هداية، كتاب الشهادة اشرفي ديوبند ۱۵۴/۳، البحر الرائق، كوثه ۶۲/۷، زكريا ۱۰۴/۷، درمختار مع الشامي، كراچی ۴۶۵/۵، زكريا ۱۷۸/۸)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا، أو غيره كنكاح، وطلاق.....رجلان.....أو رجل وامرأتان. (درمختار مع الشامي، كتاب الشهادة، كراچی ۴۶۵/۵، زكريا ۱۷۸/۸)

ولغيرها رجلا، أو رجل، وامرأتان للآية أطلقه فشمّل المال وغيره كالنكاح، والطلاق. (البحر الرائق، كوثنه ۷/۶۲، زكريا ۷/۱۰۴) فقط واللّه سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۶۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۶/۱۴۲۹ھ

تعدد طلاق میں زوجین کا اختلاف ہو تو کس کا قول معتبر ہے؟

سوال [۶۸۳۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ ان الفاظوں میں طلاق دی ہے کہ ”میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی“ اور بیوی کہتی ہے کہ میں قسم کھا کر کہہ سکتی ہوں مجھ کو تین بار طلاق دی ہے اور میاں اپنی بات پر قسم کھانے کے لئے تیار ہے۔ عنایت فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد رشید، ساکن گڑھی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر دو طلاق کا اقرار کر رہا ہے، تو دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، رجعت کر کے رکھنے کی گنجائش ہے، بیوی جو تین طلاق کا دعویٰ کر رہی ہے اور اس پر گواہ بھی نہیں ہیں اور شوہر تین طلاق کا انکار کر رہا ہے، تو شوہر کے قول کے مطابق، صرف دو طلاق کا اعتبار ہوگا۔

قال الله تعالى: 'وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ'. (سورة البقرة: ۲۸۲)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا، أو غيره كنكاح، وطلاق..... رجلا..... أو رجل و امرأتان. (در مختار مع الشامی، کتاب الشہادۃ، کراچی ۵/۴۶۵، زکریا ۸/۱۷۸)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل،
وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق الخ.
(هداية، اشرفي ديوبند ۱/۵۴، البحر الرائق، كوئٹہ ۷/۶۲، زكريا ۷/۱۰۴، الجوهرة النيرة،

امدادیہ ملتان ۲/۳۲۶، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

۱۴۱۸/۱/۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۳۳/۵۱۳۳)

تعداد طلاق میں کس کا قول معتبر ہے زوج یا زوجہ کا؟

سوال [۶۸۳۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو چند عورتوں کی موجودگی میں طلاق دی، زید کہتا ہے کہ میں نے دو ہی طلاقیں دی ہیں اور ہندہ اور وہ عورتیں کہتی ہیں کہ تین بار طلاق دی ہے، اس واقعہ کو لگ بھگ آٹھ ماہ گزر گئے ہیں، صورت مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عشر حسین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کی بیوی زید کے نکاح سے نکل گئی؛ کیونکہ عدت پوری ہو چکی ہے؛ لہذا ایسی صورت میں بیوی کو اختیار ہے، جس کسی دوسرے شخص سے چاہے نکاح کرے شرعاً جائز ہے۔

قال الله تعالى: 'الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ

بِاِحْسَانٍ'. [سورة البقر: ۲۲۹] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ مراد آباد

الجواب صحیح:

مؤرخہ: ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

محمد ایوب نعیمی غفرلہ

جواب منجانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں چونکہ نصاب شہادت دومر دیا ایک مرد اور دو عورتیں موجود نہیں ہیں؛ لہذا ایسی صورت میں شوہر کے قول کا شرعاً اعتبار ہوگا اور بیوی پر دو طلاق واقع ہو گئیں۔

قال الله تعالى: 'وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ'. (سورة البقرة: ۲۸۲)

ولغيرها رجلان، أو رجل، وامرأتان للآية أطلقه فشمّل المال وغيره كالنكاح، والطلاق. (البحر الرائق، كوثقه ۶۲/۷، زكريا ۷/۴، الجوهرۃ النيرة، امدايه ملتان ۲/۲۳۶، دارالكتاب ديو بند ۲/۳۰۹، در مختار، كراچي ۵/۶۵، زكريا ۸/۱۸۷) وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق الخ. (هداية، اشرفي ديو بند ۳/۱۵۴)

اور اب چونکہ طلاق دینے ہوئے آٹھ ماہ گزر چکے ہیں؛ لہذا بیوی کی عدت بھی پوری ہوگئی؛ اس لئے اب وہ بانہ ہو چکی ہے، اب شوہر کا بیوی پر اختیار باقی نہیں رہا؛ بلکہ بیوی کو اختیار ہے چاہے شوہر اول سے نکاح کرے یا کسی دوسرے مرد سے۔

وينكح مبانة بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع. (تنوير الأبصار مع الشامی، كراچي ۳/۴۰، زكريا ۵/۴۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

۱۱/۵/۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: ۳۲/۸۱۲)

بلا گواہ عورت تین طلاق سننے کی مدعیہ اور شوہر منکر

سوال [۶۸۳۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن گلنا زبنت نزاکت علی کا نکاح فرحت علی سے ہوا تھا، اب فرحت علی نے گلنا کو مار پیٹ کر گھر سے باہر یہ کہہ کر نکال دیا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دی، تیرا مجھ سے کوئی مطلب نہیں ہے، تو میرے نکاح سے باہر ہوگئی، میں نے تجھے آزاد کیا تین چار مرتبہ یہی الفاظ کہے، اس کا لڑکی کے پاس کوئی گواہ یا ثبوت نہیں ہے، یہ الفاظ سن کر لڑکی اپنے گھر آگئی اور اپنے گھر والوں کو سارا واقعہ سنایا یہ بات سن کر لڑکی کے بھائی لڑکے کے والد کے پاس گئے کہ آپ کے بیٹے نے ہماری بہن کو مارا پیٹا ہے، اور اس کو طلاق دیدی ہے، تب لڑکے کے والد نے لڑکی سے پوچھا کہ اس نے کیا کہا، تو لڑکی نے پھر یہی کہا کہ آپ کے لڑکے نے مجھ سے یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، اور اب تو میرے نکاح سے باہر ہے، تیرا مجھ سے کوئی مطلب نہیں، میں نے تجھے آزاد کیا، تو یہ سن کر لڑکے کے والد نے یہ کہا کہ میں لڑکے سے اور پوچھ لوں، جب جواب دوں گا، جب شام کو انہوں نے لڑکے سے پوچھا تو لڑکے نے یہ کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور لڑکی کے بھائیوں کے سامنے بھی یہی الفاظ کہے کہ میں نے تمہاری بہن کو طلاق نہیں دی، لڑکی یہ کہہ رہی ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ مارا اور طلاق دے کر گھر سے باہر نکال دیا، منہ میں طلاق دی، اب یہ مکر رہے ہیں اس کا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے، نہ ہی کوئی گواہ ہے، جو کہ میں لڑکے کے سامنے لا کر کھڑا کر دوں۔ اب آپ بتائیے کہ لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: شہاب علی ولد زاکت، نواب پورہ، باغ گلاب رائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب گلنا زکا خود کہتا ہے کہ اس نے اپنے کانوں

سے سنا ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین سے زائد مرتبہ طلاق دے کر گھر سے باہر نکال

دیا ہے، اور طلاق کے الفاظ اس نے خود سنے ہیں، تو ایسی صورت میں وہ اپنے شوہر کے لئے قطعاً حرام ہو چکی ہے اور اس پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ہے، اب اس کے لئے شوہر کے پاس جانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ اب اگر دونوں اپنی خوشی سے ساتھ رہنا چاہیں تو بغیر حلالہ شرعیہ کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۲/۱۰۶)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه،
والفتوى على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال،
أوتهرّب . (شامي، کراچی، ۲۵۱/۳، زکریا ۴/۶۳، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۵۷، زکریا
۴/۸، تبیین الحقائق، امادیہ ملتان ۲/۲۱۸، زکریا ۳/۸۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷۷/۸۷۷)

تین طلاق پر بیوی کے پاس کوئی گواہ نہیں

سوال [۶۸۳۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ میں تجھے کھدوں؟ لڑکی نے کہا کھدو، پھر کہا کہ میں تجھے کھدوں، لڑکی نے کہا کھدو، ”طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی“ اب صورت حال یہ ہے کہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے دوبار کہا تھا، لڑکی کہتی ہے کہ تین بار کہا تھا، کیا اس صورت میں طلاق ہو گئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہو گئی ہے، تو کون سی طلاق مانی جائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: ڈاکٹر عبدالقدیر، سکونتگاہ، ڈاکخانہ سرکڑا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جبکہ بیوی طلاق کے الفاظ کا تین مرتبہ کہنے کا

دعویٰ کر رہی ہے اور شوہر اس کا انکار کر رہا ہے اور میاں بیوی میں سے کسی کے پاس شرعی گواہ بھی موجود نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں شوہر کا قول کہ ”میں نے دو مرتبہ کہا تھا“ معتبر ہوگا اور اس سے دو طلاق رجعی کا حکم ثابت کیا جائے گا، اور اگر واقع میں شوہر نے تین طلاق دیدی تھیں، جس کا علم شوہر کو ضرور ہوگا، تو اس کا گناہ شوہر پر ہوگا، عورت پر نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۶۰/۹، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۰۱/۳، جدید میرٹھ ۲۵۰/۱۹)

وَإِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً رَجْعِيَّةً، أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ، فَلَهُ أَنْ يَرَجِعَهَا فِي عِدَّتِهَا رَضِيَتْ بِذَلِكَ أَوْ لَمْ تَرْضَ . (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، اشرفي ديوبند ۲/۴۳۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳، مختصر القدوري، امدادیہ دیوبند ۱۷۷)

فِيَانْ حَلْفٍ وَ لَا بَيِّنَةٍ لَهَا، فَلَا لَيْثَمَ عَلَيْهِ . (شامی، کراچی ۳/۲۵۱، زکریا ۴/۶۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/زی قعدہ ۱۴۲۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۶/۳۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱/۷

شوہر طلاق کا منکر ہوا اور بیوی اقرار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۳۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اب سے تقریباً چھ سال قبل دو طلاق رجعی دیدی تھیں، جن کے بعد رجعت کر لی تھی، فی الحال دونوں میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا، اب زید کہتا ہے کہ دوران نزاع میں نے یہ کہا کہ اگر تو طلاق چاہے، تو میں تجھ کو طلاق نہیں دوں گا؛ جبکہ ہندہ یوں کہتی ہے کہ میرے شوہر نے یوں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی، تاہم ہندہ کے پاس گواہ نہیں ہیں اور زید ہندہ کے دعوے کا قطعی منکر ہے، مسئلہ کی نوعیت سے آگاہ فرمائیں، یہ صراحت فرمادیں

کہ زید پر یقین ہے یا نہیں؟ نیز اس سلسلہ میں ہندہ کو کیا کرنا چاہئے؛ جبکہ اس کو یہ پختہ یقین ہے کہ اس کے شوہر نے طلاق مغلظہ دے کر اس کو اپنے نکاح سے جدا کر دیا ہے؛ جبکہ فتاویٰ دارالعلوم جدید میں مذکور ہے کہ اس صورت میں بیوی شوہر کے پاس نہ جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۲۶۹/۹)

المستفتی: محمد وحی مدرس مدرسہ اشرف المدارس، ڈوگپوری، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر سوالنامہ میں درج شدہ واقعہ میں طلاق سے قطعی انکار کر رہا ہے اور بیوی نے از خود طلاق سن کر یقین کیا ہے کہ واقعی شوہر طلاق دے کر کذب بیانی سے کام لے رہا ہے اور عورت کے پاس اس کے ثبوت پر شرعی گواہ موجود نہیں ہیں، تو ایسے حالات میں پچاسی لوگ شوہر کی تصدیق کے مکلف ہیں اور بچوں پر لازم ہے کہ شوہر کو بیوی کے ساتھ رہنے کا اختیار دیدیں اور ایسے حالات میں اگر نفس الامر میں شوہر طلاق دے چکا تھا اور بے دینی کی وجہ سے جھوٹی قسم اور جھوٹا بیان دے کر حرام شدہ بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے، تو سارا گناہ اور وبال شوہر پر ہوگا، اور بیوی اور پچاسی لوگ وبال سے محفوظ ہوں گے؛ لیکن دوسری طرف شریعت نے بیوی کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ سے ایسے شوہر سے جان چھڑا لے یا بھاگ جائے اور اگر کسی طرح جان چھڑانے پر قدرت نہیں رکھتی ہے، تو بیوی گنہگار نہیں ہوگی، اور از خود بخوشی شوہر کے پاس رہنے سے عورت بھی شوہر کی طرح گنہگار ہوگی۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته، أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله لها، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب (إلى قوله) أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها، فلا إثم عليه. (شامي، كراچی، ۲۰۱۳، مصري ۵۹۴/۲، زكريا

۴/۶۳، البحر الرائق، کوئٹہ ۳/۵۷، زکریا ۳/۴۸، تبیین الحقائق، امدادیہ
ملتان ۲/۲۱۸، زکریا ۳/۸۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۷/۲۵۵)

تعداد طلاق میں زوجین کا اختلاف

سوال [۶۸۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق اس طرح سے دی کہ ایک مرتبہ کہا کہ میں تجھے طلاق دیدوں گا، دوسری مرتبہ یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی (یہ زید کے بیان ہیں) اتفاق سے زید کے بھائی جو کہ حافظ ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں، وہ گھر آ گئے، تو ان کی والدہ نے کہا کہ تیرے بھائی نے اس کو دو مرتبہ طلاق دی ہے، تو حافظ نے اپنی والدہ کے الفاظ سن کر زید کی زوجہ سے کہا کہ خاموش ہو جا، ابھی گنجائش ہے، تو زید کی زوجہ نے یہ کہا کہ مجھے اپنی قبر میں سونا ہے اور جو جھوٹ بولوں گی، تو ان کے بچوں کو کھاؤں گی، مجھے تو صبح سے کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں اور یہ الفاظ زید کی زوجہ کے حافظ صاحب اور والدہ نے اور دیگر عورتوں نے بھی سنے، پھر حافظ صاحب کی والدہ یا کسی اور نے یہ کہا یہ غلط کہہ رہی ہے، شام کو اس کا بھائی آ کر اسے لے گیا، تو اب یہ تحریر فرمائیں کہ کس کی بات کا اعتبار کیا جائے؟ زید کی بات کا اعتبار ہوگا یا زید کی والدہ کا اور بعد میں تحقیق سے پتہ چلا ایک عورت نے بتایا کہ میں اس وقت وہاں موجود تھی اور ایک غیر مسلم بھنگن تھی، شوہر نے طلاق کئی بار دی ہے، تو کس کی بات کا اعتبار ہوگا؟

(۲) کافی دنوں بعد زوجہ کا داماد بغیر کسی تحقیق کے خود ہی سوال لکھ کر نگینہ سے جائز ہونے کا فتویٰ لا کر اپنی خوشدامن کو اس کے باپ کے یہاں سے لے کر اس کے شوہر کے پاس چھوڑ گیا،

وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہ رہے ہیں اور داماد نے اپنے سر سے بیان بھی نہیں لیا، تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس فتویٰ کو تسلیم کیا جائے یا نہیں؟

(۳) اور اگر خدانہ کرے کہ اس کو طلاق مغلطہ پڑ گئی اور زید کسی کی بات کو حلالہ کے لئے نہ مانے تو زید کے ساتھ کھانا پینا شادی وغیرہ میں شریک ہونا گناہ تو نہیں ہے؟

(۴) حافظ صاحب کے سامنے جو زید کی بیوی نے بیان دیئے ہیں اور بہت سی عورتوں کے اور والدہ کے، ممکن ہو سکتا ہے کہ اس کے شوہر نے بھی سنے ہوں کہ مجھے تو کئی مرتبہ طلاق دے چکا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں زید کے بیان کے مطابق ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اور ماں نے جو دو مرتبہ کہا ہے، شاید وہ دیدوں گا کے لفظ بھی طلاق سمجھ رہی ہے، اس لفظ سے طلاق نہیں ہوئی، باقی دوسروں کے بیان کا اعتبار نہیں ہے؛ اس لئے کہ ان سب کا بیان غیر مستقر اور غیر معین ہے۔ نیز اس سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوا ہے؛ لہذا عدت کے اندر اندر رجعت کر کے میاں بیوی کی زندگی گزارنا جائز ہوگا اور جواز کا جو فتویٰ لیا گیا، وہ بھی صحیح ہے۔

لوقال: أطلقك لم يقع. (سکب الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر، دارالکتب

العلمیة بیروت ۲/ ۱۴)

لو قال: بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۳۸۴، جدید ۱/ ۴۵۲)

قال الله تعالى: 'وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ'. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۲)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق. (هداية،

كتاب الشهادات اشرفي دیوبند ۳/ ۱۵۴)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/۴۳۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۰، جدید ۱/۵۳۳)

حافظ صاحب کی امامت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۶۲۸)

زوجین کے مابین طلاق کے سلسلہ میں اختلاف ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کی عدم موجودگی میں وقفہ وقفہ سے کچھ اس طرح تین طلاق دیں کہ جس وقت زید نے اپنی بیوی ہندہ کو پہلی طلاق دی تھی، اس وقت ہندہ حاملہ تھی، زید نے ہندہ سے کہا کہ آج میں نے تجھ کو پہلی طلاق دی، دوسری بار طلاق دیتے وقت ہندہ دوسری بار حمل سے تھی، اس وقت زید نے یوں کہا آج میں نے تجھ کو دوسری طلاق دی، تیسرے بچے کے حمل کے دوران زید نے تیسری طلاق دی تھی، اس وقت زید نے ہندہ سے یوں کہا کہ آج میں نے تجھ کو دوسری طلاق دی؛ حالانکہ اس سے قبل زید دو طلاق دے چکا تھا؛ لیکن تیسری طلاق کو دیتے وقت بجائے تیسری طلاق کے کہ آج تجھ کو دوسری طلاق دی، اس طرح کہا؛ جبکہ زید اب اس بات سے انکار کر رہا ہے کہ میں نے ہندہ کو طلاق نہیں دی اور ہندہ کہہ رہی ہے کہ زید وقفہ وقفہ سے مجھے تین طلاق دے چکے، دونوں کے درمیان سوائے اللہ کے کوئی گواہ نہیں، تو کیا طلاق واقع ہو چکی؟

المستفتی: لیاقت علی، جل گاؤں (مہاراشٹر)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب دونوں کے درمیان کوئی گواہ نہیں ہے

اور شوہر طلاق کا منکر ہے اور بیوی اس کا دعویٰ کر رہی ہے، تو ایسی صورت میں شرعی طور پر شوہر کی بات معتبر ہوتی ہے، خدا نخواستہ زید اگر واقع میں جھوٹا ہے، تو سارا گناہ اسی پر ہوگا۔

قال الله تعالى: وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ. (سورة البقرة: ۲۸۲)

ما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين، أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا، أو غير مال، مثل النكاح، والطلاق. (هداية، كتاب الشهادات اشرفي دیوبند ۳/۱۵۴)

فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه الخ. (شامی، کراچی ۳/۲۵۱، زکریا ۴/۶۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۵۸۹)

زوجین کے قول میں اختلاف ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑ ہوا، جس میں شوہر نے بیوی سے کہا کہ میں تجھے اس مہینہ میں طلاق دیدوں گا، اس پر بیوی نے یہ کہا کہ تو مجھے ایک بار نہیں چھ بار طلاق دیدے؟ یہ سن کر شوہر نے کہا جا میں نے تجھے طلاق دی (یہ شوہر کے الفاظ ہیں اور بیان ہے) بیوی کا کہنا ہے کہ میرے الفاظ کے جواب میں شوہر نے یہ کہا کہ (جا میں نے تجھے چھ بار طلاق دی) اس واقعہ کے وقت صرف ان کی بیٹی موجود تھی، صورت مسئلہ میں شرعاً کتنی طلاق ہوئیں؟ شرعی حکم تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ مسئلہ میں شوہر اور بیوی دونوں کے بیان پر غور کیا گیا شوہر کے بیان کے اعتبار سے مذکورہ واقعہ میں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، عدت کے اندر رجعت کر کے شوہر کے ساتھ رہنے کی گنجائش ہے۔

طلقنی ثلاثاً، فقال: أنت طالق يقع واحدة (بزازیہ، زکریا ۱/۱۱۸، وعلی ہامش الہندیہ، زکریا ۴/۱۸۰)

امراة قالت لزوجها: طلقني ثلاثاً، فقال الزوج: أنت طالق، أو قال فأنت طالق، يقع واحد. (تاتارخانیہ زکریا ۴/۲۷۱، رقم ۶۵۹۲) اور بیوی کے بیان کے مطابق تین طلاق واقع ہوں گی اور چھ میں سے تین کے ذریعہ طلاق مغلطہ واقع ہوگئی اور باقی تین لغو ہے۔

سئل ابن عباسؓ، عن رجل طلق امرأته مائة فقال: ثلاث تحرم عليك امرأتك وسائرهن ووزر اتخذت آيات الله هزوا (دارقطنی، ۴/۱۰، رقم: ۳۸۸۰، مطبوعہ دارالایمان، سہارنپور، السنن الکبری للبیہقی، قدیم ۳۳۲/۷، جدید دارالفکر بیروت ۲۲۳/۱۱، رقم: ۱۵۳۵۲)

قال لها: أنت طالق واحدة فقالت: هزار، فقال: هزار إن نوى شيئاً فعلى مانوى وإلا فلا شيء. (بزازیہ، زکریا ۱/۱۱۸، وعلی ہامش الہندیہ ۴/۱۸۱)

اب سوال یہ ہے، کہ کس کے بیان کا اعتبار کیا جائے تو اس سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ جب عورت کے پاس شرعی گواہ نہیں ہیں تو شوہر کے بیان کے مطابق حکم شرعی نافذ ہو جائے گا اور اس کو رجعت کا حق حاصل ہوگا، لیکن اگر عورت نے اپنے کان سے چھ طلاق کے الفاظ سنے ہیں تو دیانۃ عورت کے لئے شوہر کے پاس جانا ہرگز جائز نہیں ہے اور المرأة كالقاضي کے اصول کے مطابق اس کو اپنے سنے ہوئے الفاظ کی وجہ سے شوہر کے پاس نہ جانے کا فیصلہ کر لینا چاہئے ورنہ عورت خود معصیت اور گناہ کی مرتکب ہوگی، اور خلع وغیرہ کے

ذریعہ شوہر سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہئے۔

والمرأة کا لقاضی إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال، أو تهرب. (شامی، کراچی ۲۵۱/۳، زکریا ۴۶۳/۴، البحر الرائق، کوئٹہ ۲۵۷/۳، زکریا ۴۴۸/۳، تبیین الحائق، امدادیہ ملتان ۲۱۸/۲، زکریا ۸۲/۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۵/۱۳ھ

کتاب: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۹)

عدد طلاق کے بارے میں زوجین کا اختلاف

سوال [۶۸۳۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی تقریباً ایک سال پہلے ہوئی ہے۔ شادی کے تین، چار ماہ بعد مجھے یہ پتہ چلا کہ نکاح و منگنی سے پہلے میری اہلیہ کا ایک لڑکے کے ساتھ موبائل فون پر بات چیت کی حد تک تعلق تھا۔ اس بات کی تحقیق کے لئے میں نے بذات خود اس لڑکے کو اس تعلق کے بارے میں پوچھا تو اس لڑکے نے جواب میں کہا، کہ نکاح و منگنی سے پہلے میرا تمہاری اہلیہ کے ساتھ موبائل فون پر صرف بات چیت کی حد تک تعلق تھا۔ اس بات کی مزید تحقیق کرنے کے لئے میں نے اپنی اہلیہ سے تنہائی میں (جہاں ہم دو کے سوا تیسرا کوئی نہیں تھا) کہا کہ نکاح یا منگنی کے بعد تیرا اس لڑکے کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعلق نہیں رہا۔ میری اہلیہ نے کہا کہ اب میرا کوئی تعلق نہیں ہے تو اس جواب سے میں مطمئن ہو گیا اور ہماری ازدواجی زندگی حسب حال چلتی رہی، اس واقعہ کا تذکرہ کچھ دنوں کے بعد میری اہلیہ کی پھوپھی کے سامنے ہوا۔ اس وقت میں میری اہلیہ اور اس کی پھوپھی ہم تین ہی انسان موجود تھے۔ صرف اس واقعہ کا تذکرہ

ہوا اور بات آئی گئی ہو گئی۔ اور ہم دونوں تقریباً آٹھ ماہ تک خوش و خرم ازدواجی زندگی گزارتے رہے، اور فی الحال میری اہلیہ کو سات ماہ کا حمل بھی ہے۔

تقریباً آٹھ دس دن پہلے کی بات ہے کہ میرے سرال والوں کے ساتھ کاروباری معاملہ پر میرا اختلاف ہوا اور بات تکرار کی حد تک بڑھ گئی؛ اور تکرار کے درمیان میرے گھر والوں نے میرے سرال والوں سے کاروبار کے لئے دی ہوئی رقم کا مطالبہ کیا، تو اس تکرار والے روز سے لیکر یہ تحریر لکھنے تک میری اہلیہ اپنے ماں باپ کے گھر کی ہوئی ہے۔

جب کاروبار والی رقم کا مطالبہ شدت کے ساتھ ہونے لگا تو آٹھ ماہ پہلے والی ایک شرعی طلاق کے بارے میں (جو میرے علم کے مطابق واقع بھی نہیں ہوئی) میری اہلیہ اور اس کی پھوپھی ایک طلاق کے بجائے تین طلاق کا دعویٰ کر رہی ہیں۔ اور میں بحیثیت شوہر پورے وثوق کے ساتھ اللہ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ کہہ اور لکھ رہا ہوں، کہ وہ ایک طلاق تھی اور وہ بھی شرعی۔ (میں الحمد للہ فارغ التحصیل ہوں اور طلاق کی نزاکتوں کو جانتا ہوں) تو میں حضرت والا سے پوچھنا چاہ رہا ہوں، کہہ اس مسئلے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہوگا؟

مذکورہ بالا اختلاف ”ایک“ یا ”تین“ طلاق کے بارے میں تحقیق کے لئے میرے پاس پانچ آدمی پہنچے، اور ہماری یہ مجلس ایک مسجد میں ہوئی، آنے والے پانچ آدمیوں میں سے دو آدمی جو میری اہلیہ کے چچا ہیں۔ انہوں نے مجھ پر دباؤ ڈالا کہ تم نے تین طلاق ہی دی ہوں گی تم برابر یاد کرو؛ اس وقت بھی میں نے ان پانچ آدمیوں سے مسجد میں بیٹھ کر کہا کہ میں نے ایک ہی طلاق شرعی دی ہے۔ (اور میں یہ تحریر لکھتے وقت بھی کہہ رہا ہوں، کہ میں نے ایک ہی طلاق اور وہ بھی شرعی دی ہے) ان پانچ آدمیوں کے ساتھ میری جو مجلس ہوئی اس مجلس میں میری اہلیہ کے دو چچا مجھ پر تین طلاق کا دباؤ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے، کہ تمہاری اہلیہ کی پھوپھی بھی تین طلاق کو ہی کہہ رہی ہے، اور تمہاری اہلیہ بھی تین طلاق کو کہہ رہی ہے؛ جبکہ آٹھ ماہ پہلے طلاق کا جو معاملہ ہوا تھا اس وقت میں اور میری اہلیہ ہی موجود تھے، اس وقت اس کی پھوپھی موجود بھی نہ

تھی۔

دوسری بات یہ کہ آٹھ ماہ قبل میں نے صرف ایک شرعی طلاق دی تھی، تو اب آٹھ ماہ کے بعد میری اہلیہ کس بنیاد پر تین کا دعویٰ کر رہی ہے، یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے۔
ان پانچ آدمیوں والی مجلس میں جب میری اہلیہ کے دونوں چچا تین طلاق پر زیادہ زور دینے لگے تو مجھے غصہ آ گیا۔ اور میں نے اس وقت اپنے دوست سے ”رضوان“ کو (جو ان پانچ آدمیوں میں سے ایک ہے) مخاطب کر کے کہا کہ، رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔۔۔ انشاء اللہ۔

مذکورہ بالا الفاظ میں نے کہے ہیں۔۔۔ اور اس مجلس کے پانچوں آدمیوں کا کہنا ہے کہ تم نے الفاظ کہے ہیں کہ ”رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی میرے گھر چھوڑ جانا نہیں تو دو طلاق پڑ جائیگی۔۔۔ ان شاء اللہ۔ بولے ہو۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ میں نے ”دو طلاق“ کے الفاظ بولے ہی نہیں۔ اگر ان پانچ آدمیوں کے کہنے کے مطابق، اگر میں نے دو طلاق پڑ جائیگی، کے الفاظ بولے ہوں تو کیا اس صورت میں طلاق ہوگی؟

یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رہے، کہ ”رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔۔۔ ان شاء اللہ“ مذکورہ الفاظ بولنے کے بعد ایک دو سیکنڈ کے وقفہ کے بعد انشاء اللہ بولا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ

(۱) میں نے جو شرعی طلاق دی تھی کیا وہ ہوگی؟

(۲) آٹھ ماہ بعد میری اہلیہ اور اس کی پھوپھی کا دعویٰ معتبر ہوگا یا میری بات کا اعتبار

کیا جائے گا؟

(۳) پانچ آدمیوں والی مجلس میں میرے الفاظ ”رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔۔۔ ان شاء اللہ“ یہ الفاظ تو میں نے کہے ہیں، مجلس کے

پانچ آدمیوں کے الفاظ ”نہیں تو دو طلاق پڑ جائیگی“ یہ جو الفاظ کے بارے میں ہمارے درمیان اختلاف ہے، اس میں کس کی بات معتبر ہوگی، میری یا ان کی؟ الفاظ کا تکلم کرنے والا میں ہوں اور میں نے یہی الفاظ کہے ہیں کہ ”رضوان اس (اہلیہ) کو ابھی کی ابھی (میرے گھر) چھوڑ جانا نہیں تو پڑ جائیگی۔ ان شاء اللہ“ میں نے اپنے جملے میں دو طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے۔

امید ہے کہ مذکورہ بالا سوال کا تفصیلی جواب عنایت فرما کر ممنون و مشکور ہوں گے۔

المستفتی: مولوی محمد تو صیف بن سلیمان، گودھرا (گجرات)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد میں بیٹھ کر جن پانچ آدمیوں سے گفتگو ہوئی ہے، ان میں سے، دو آدمی بیوی کے چچا ہیں اور ایک شخص خود شوہر کا دوست ہے، اور باقی دو کے بارے میں، کوئی صراحت نہیں کی ہے، اگر وہ دونوں غیر جانبدار ہیں اور شوہر سے ان دونوں کو کوئی دشمنی نہیں رہی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر کے دوست اور ان دونوں آدمیوں کی شہادت معتبر ہوگی؛ لہذا انصاف شہادت اس معاملہ میں پورا ہو گیا، اگر بیوی کے دونوں چچاؤں کی شہادت کو معتبر نہ مانا جائے تب بھی دیگر لوگوں کی شہادت معتبر ہوگی، اور شوہر کا انکار معتبر نہ ہوگا، اس لئے مسجد میں تعلیق طلاق کا جو واقعہ پیش آیا ہے، اس واقعہ میں مذکورہ تینوں آدمیوں کی شہادت کی بنا پر دو طلاق رجعی واقع ہو گئی ہیں، اور طلاق کو ابھی ابھی شوہر کے گھر چھوڑ کر آنے پر، موقوف رکھا ہے، اور شوہر کے گھر نہ ابھی چھوڑ کر آیا اور نہ پورے دن اور نہ دوسرے دن چھوڑ کر آیا، لہذا تعلیق طلاق کی شرط کے پائے جانے کی وجہ سے دو طلاق رجعی واقع ہو چکی ہیں، اور فون پر بات کرنے سے متعلق اس لڑکے کا بیان جس سے بات ہوئی ہے، اور بیوی کا بیان متحد ہے، کہ نکاح اور منگنی کے بعد سے دونوں کے درمیان میں کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں رہا، اور شوہر نے کہا کہ اگر تعلق رہا ہو تو طلاق ہے؛ اور تعلق نہیں رہا ہے، اس لئے اس واقعہ میں کوئی طلاق نہیں ہوئی ہے لہذا صرف دو طلاق

رجعی پورے معاملہ میں واقع ہوئی ہیں، اس لئے عدت کے اندر شوہر کو رجعت کرنے کا حق ہے اور رجعت کر کے ازدواجی زندگی گزارنا جائز ہوگا، اور مسجد کے واقعہ میں تعلیق طلاق کے ساتھ دو تین سکنڈ کے بعد جو ان شاء اللہ کہا گیا ہے، وہ اتنے فاصلہ کے بعد، معتبر نہیں ہے۔

عن الأعرج قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (لاتجوز شهادة ذی الظنۃ والجنۃ والجنۃ) الجنۃ الجنون والجنۃ الذی یكون بینکم وبينه عداوة. (السنن الكبرى للبيهقي، کتاب الشهادات، باب لا تقبل شهادة خائن، دار الفکر بیروت ۲۷۵/۱۵، رقم: ۲۱۴۵۷)

لاتجوز شهادة الرجل على الرجل إذا كانت بينهما عداوة، قالوا: هذا إذا كانت العداوة بينهما في شيء من أمور الدنيا. (تاتار خانیه، زکریا ۴۳۲/۱۱، رقم: ۱۶۵۱۲)

فإذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق امرأته ثلاثاً ووجد الزوج والمرأة ذلك فرق بينهما؛ لأن الشهادة على الطلاق تقبل من غير دعوى (تاتار خانیه، ۱۱۶/۵، رقم: ۷۴۱۳)

أن يكون موصولاً بما قبله من الكلام عند عدم الضرورة حتى لو حصل الفصل بينهما بسكوت أو غير ذلك لا يصح. (هنديہ، زکریا، قدیم ۴۶۰/۱، جدید ۵۲۵/۱)

امراً ته تطليقة رجعية، أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها رضى بذلك، أو لم ترض. (هنديہ، زکریا قدیم ۴۷۰/۱، جدید ۵۳۳/۱)

إذا اضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط. (هداية، اشرفی دیوبند ۳۸۵/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۷۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۶/۳

شوہر کا چار گواہوں کے سامنے طلاق کا اقرار کر کے مکر جانا

سوال [۶۸۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ انعام الحق کا بیان ہے، کہ میرے یہاں گھر تقریباً ایک ہفتہ سے کسی بات پہ لڑائی چل رہی تھی میرے والد کا مطالبہ تھا کہ بیوی کو طلاق دیدو، جب میں گھر آیا تو بات چل رہی تھی، تو معاملہ سلجھانے کے لئے محمد امان اللہ صاحب، جناب عبداللطیف صاحب محمد عبدالعزیز صاحب، اسمعیل صاحب آئے تھے، اندرجا کر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم گھر چلی جاؤ، ورنہ تینوں طلاق دیدیں گے، میں نے کئی مرتبہ کہا اور باہر آ کر میں نے لوگوں سے کہا کہ طلاق دیدی، نقل دستخط محمد انعام الحق۔

جناب عبداللطیف صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے انعام الحق کو کہا کہ تم جاؤ اپنی بیوی کو سمجھاؤ، کہ تمہارے والد سے زبان درازی نہ کرے، اندرجا کر کیا کہایہ ہمیں معلوم نہیں، باہر آ کر اس نے بتایا میں نے طلاق دیدی، جب ہم نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہو خاموش رہو تو اس نے کہا ہاں، ہاں، میں نے تینوں طلاق دیدیں اور میں بھی پھانسی لگا کر مر جاؤں گا۔ نقل دستخط گواہ، عبداللطیف۔

اس بیان کی تائید جناب اسمعیل صاحب، و عبدالعزیز صاحب نے بھی کی اور دستخط کر دئے، نقل دستخط گواہان، عزیز احمد، محمد اسمعیل،

جناب امان اللہ صاحب نے فرمایا، مذکورہ بالا گواہوں کے بیان کی تصدیق کرتا ہوں ساتھ ساتھ اندرجا کر اپنی بیوی سے انعام الحق نے کہا کہ تم گھر چلی جاؤ میں نے تینوں طلاق دیدی، نقل دستخط، محمد امان اللہ،

اسماء خاتون زوجہ انعام الحق کا بیان ہے، کہ میرے شوہر آئے اور چا بھی مانگی اور کہا تم گھر چلی جاؤ ورنہ تینوں طلاق دیدیں گے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سنا، نقل دستخط، اسماء خاتون۔

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں، طلاق ہوئی یا نہیں، اور کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ مدلل و مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: نذر تو حید مظاہری، دارالافتاء جامعہ رشید العلوم، چیئرمین
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر چار گواہوں کے سامنے تین طلاق دینے کا اقرار کر چکا ہے، تو اس کی بیوی پر طلاق مغضظہ واقع ہونے کا حکم ثابت ہوگا، اور بعد میں اس کا انکار اور بیوی کا صیغہ استقبال کی شہادت دینا معتبر نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۳۶۱۰، امداد المفتیین کراچی ۵۹۷)

لوقیل له طلقت امرأتک، فقال: نعم أو بلی با لهجاء طلقت.
(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح، کراچی ۲۴۹/۳، زکریا ۴۶۰/۴)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۲۸/۳۱۷۷)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۴/۱۸

شوہر طلاق کا مقرر اور گواہ منکر ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۴۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ واحد عرف ببلو نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے کی وجہ سے تین بار طلاق دیدی اور واحد عرف ببلو تین مرتبہ طلاق دینے کا خود اقرار کر رہا ہے اور طلاق کے دو گواہ موجود تھے، گواہ مکر گئے اور اس کے سسرال والے نہیں مانتے ہیں، مگر وہ خود اقرار کر رہا ہے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں، تو ایسی صورت میں شوہر کے اقرار کرنے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ اور بیوی حاملہ ہے کیا حالت حمل میں طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

اور سسرال والے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو تیرے پاس بھیجیں گے، ایسے طلاق واقع نہیں ہوتی، شرعی مسئلہ کیا ہے واضح فرمادیں۔

المستفتی: واحد عرف ببلو وارتی نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر ببلو جب اپنی زبان سے بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، تو بیوی پر تین طلاق مغلطہ واقع ہو کر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے، اب بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا اور شوہر کے اقرار کے بعد کسی قسم کے گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور میکہ والوں کا یہ کہہ کر لڑکی کو بھیجنے کی کوشش کرنا کہ ہم اس طلاق کو نہیں مانتے، ایسے طلاق واقع نہیں ہوئی ان کا یہ طرز عمل شرعاً ناجائز اور غلط ہے، ان کو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة اشرفی بکڈپور ۲/۳۹۹)

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هداية، كتاب الطلاق، باب طلاق

السنة اشرفی بکڈپور ۲/۳۵۶)

ولو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع قضاءً. (شامی، كتاب الطلاق، مطلب

في الاكراه على التوكيل بالطلاق كراچی ۳/۲۳۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۹ھ/۷/۲۱

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۲۱۵/۵)

عورت کے پاس شرعی گواہ موجود ہوں تو شوہر کے قول کا اعتبار نہیں

سوال [۶۸۴۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور طلاق دینے کے وقت بیوی اور اس کے علاوہ چھ سات عورتیں وہاں پر موجود تھیں، اس کے بعد زید اپنے گھر سے اپنے دوست خالد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اس نے زید سے پوچھا کہ کتنی طلاق دی ہیں اور کیوں دی ہیں؟ زید نے کہا کہ تین طلاق دی ہیں بس ویسے ہی دیدیں کچھ مدت کے بعد زید طلاق کا منکر ہو گیا؛ لیکن زید کی بیوی اور اس کے طلاق دینے کے وقت جو عورتیں موجود تھیں وہ عورتیں گواہی دے رہی ہیں کہ اس نے ہمارے سامنے طلاق دی ہے، اسی طرح بیوی اور اس کا دوست خالد بھی کہہ رہا ہے کہ اس نے میرے سامنے تین طلاق اپنی بیوی کو دینے کا اقرار کیا ہے، لیکن زید اب کسی بھی طرح کی طلاق کا منکر ہے، تو مفتی صاحب بتائیے کہ کیا ایسی صورت میں زید کے انکار کے باوجود اور اس کے طلاق دینے کے وقت موجود عورتوں اور اس کی بیوی اور اس کے دوست کی گواہی کے پائے جانے کے باوجود کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

المستفتی: محمد سالم، محلہ ملانہ، امر وہہ (پو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے چھ سات عورتوں کے سامنے بیوی کو تین طلاق دیں اور وہ عورتیں شہادت دے رہی ہیں اور زید نے خالد کے سامنے بھی اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، تو ایسی صورت میں بیوی کے پاس ایک مرد اور دو سے زیادہ عورتوں کی شہادت موجود ہے، اب زید کے انکار کا اعتبار نہیں؛ بلکہ بیوی کے دعویٰ پر شہادت ہونے کی وجہ سے تین طلاق کے واقع ہونے کو معتبر مانا جائے گا بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے قضاء و دیانۃ دونوں اعتبار سے طلاق واقع ہو چکی ہے، اب بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح بھی درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۲/۲۳۲)

ومنها الشهادة بغير الحدود والقصاص وما يطلع عليه الرجال
وشرط فيها شهادة رجلين أو رجل، وامرأتين سواء كان الحق مالا أو غير

مال كالنكاح، والطلاق، والعنق، والوكالة والوصاية، ونحو ذلك مما ليس بمال. (ہندیہ، ۳/۴۵۱، زکریا جدید ۳/۳۸۸)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہدایہ، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة اشرفی بکڈپو ۲/۳۵۶، عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳ھ/۱/۱۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۴۱/۱۰۹۳۸)

طلاق کی تعداد یا نہیں

سوال [۶۸۴۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فاطمہ بی کی شادی صلاح الدین سے ہوئی شوہر صلاح الدین نے مجھ کو طلاق دے دی ہے، طلاق کے بعد بھی وہ میرے ساتھ رہتا ہے کیا یہ درست ہے؟ شوہر کے ساتھ نہ رہنے پر ان کے گھر والوں سے خطرہ ہے، جہیز کا سارا سامان جبراً بیچ دیا، کیا طلاق کے بعد سامان شوہر کے لئے واپسی کرنا ضروری یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب سے عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتیة: فاطمہ بی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال نامہ میں طلاق کی تعداد کا ذکر نہیں ہے، اگر واقع میں تین طلاقیں دی گئی ہیں، تو بیوی شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے دونوں کا ساتھ رہنا بدکاری اور حرام کاری شمار ہوگا، شوہر کے گھر والوں کے خطرے سے تین طلاق کے بعد اس

کے گھر پر رہنا قطعاً جائز نہیں ہے، آپ کو اپنے میکہ چلے جانا چاہئے اور جہیز کا سامان ہر حال میں بیوی کی ملکیت ہے، شوہر کے اوپر اس کی واپسی لازم اور ضروری ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہدایہ، کتاب الطلاق، فصل فیما تحل بہ المطلقة اشرفی بکڈپو دیوبند ۲/۳۹۹، عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، زکریا جدید ۱/۵۳۵، شامی کراچی ۳/۴۰۹، زکریا ۵/۴۰، الفتاویٰ التاتاریخانیہ زکریا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴)

إن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله الخ. (شامی، کتاب النکاح، باب المهر، مطلب فی دعوی الأب أن الجهاز عاریة کراچی ۳/۱۵۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۳/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ربیع الاول ۱۴۳۶ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۹۴۲/۴۱)



(۱۹) باب الحلالۃ

حلالہ کی تفصیل اور اس کی شرائط

سوال [۶۸۴۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دیں، ہندہ اپنی عدت پوری کر چکی ہے، زید پھر ہندہ کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے؛ جبکہ زید نے صحیح حالت میں طلاق دی ہے، تو آپ یہ بتائیے کہ زید اور ہندہ دوبارہ پھر کسی طرح سے شوہر بیوی بن سکتے ہیں؟ آیا دوسرے انسان سے نکاح کرنا پڑے گا؟ قدرے تفصیل فرمادیجئے۔

(۲) حلالہ کے واسطے شوہر بالغ یا نابالغ کی کوئی قید ہے؟ اگر مطلقہ ہندہ نابالغ لڑکے کے ساتھ شب باشی کرے، تقریباً دس بارہ سال کا لڑکا تو شوہر اول زید کی نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ (۳) مراہق کس کو کہتے ہیں اور حلالہ کے واسطے دخول حشفہ اور انزال شرط ہے یا نہیں؟ تینوں سوالوں کا جواب بالتفصیل مرحمت فرمادیجئے۔ بینواتو جروا۔

المستفتی: سخاوت علی، سرائے کجھور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے ہندہ کو تین طلاقیں دے دیں، تو اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح درست نہیں ہوگا اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر کے ہمبستر ہو جائے، پھر وہ مرد طلاق دیدے، تو دوبارہ عدت گزار کر شوہر اول زید کے ساتھ نکاح درست ہو سکتا ہے۔

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل

امراتہ ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه . (دار قطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵)

(۳) نابالغ شوہر سے ہمبستر ہونا کافی نہیں ہے۔

لو صغيرة لا يجامع مثلها لا يحللها.....وفي الأنفع: الصبي المراهق في التحليل كالبالغ، إذا جامعها قبل البلوغ، وطلقها بعد البلوغ؛ لأن الطلاق منه قبل البلوغ غير واقع . (هندية، باب الرجعة، زکریا قدیم ۱/ ۷۳، زکریا جدید دیوبند ۱/ ۵۳۵)

(۴) مراهق اس کو کہتے ہے جو بالکل قریب البلوغ ہو، جماع پر باقاعدہ قدرت رکھتا ہو، اور حلالہ کے لئے دخول حشفہ شرط ہے، وانزال شرط نہیں ہے۔

والشرط الإيلاج دون الإنزال؛ لأنه كمال ومبالغة فيه إلى قوله: والصبي، المراهق في التحليل كالبالغ لوجود الدخول في نكاح صحيح. فسر الصبي المراهق في الجامع فقال: غلام لم يبلغ ومثله يجامع. وفي المنافع: المراهق الداني من البلوغ، وقيل الذي تتحرك آلتة ويشتهي الجماع. وفي فوائد شمس الأئمة: أنه مقدر بعشر سنين. (فتح القدير، باب الرجعة، فصل في ما تحل به المطلقة، دارالفكر بيروت ۴/ ۱۸۰، كوئٹہ ۴/ ۳۳، زکریا

۴/ ۱۶۰، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۲۶/۱۸۶۸)

حلالہ کے لئے اسلام شرط ہے

سوال [۶۸۴۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ کی شادی زید سے ہوئی، زید نے ہندہ کو طلاق دیدی، ہندہ نے بعد عدت بکر سے شادی کی ہندہ نے بکر کی بات چیت سے بھانپ لیا کہ یہ عیسائی ہے اور ایک وقت ایسا آیا کہ بکر نے ظاہر کر دیا کہ وہ عیسائی ہے، ہندہ کا پہلا شوہر زید بڑی مشکل سے ہندہ کو بکر کے گھر سے لایا۔ اب ہندہ اور زید شادی کرنا چاہتے ہیں، اس نکاح کے صحیح ہونے کے بارے میں شرعی نقطہ نظر سے تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد عطاء الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں اگر بکر واقعی عیسائی تھا، تو ہندہ اور بکر کے درمیان سرے سے نکاح شرعاً ہوا ہی نہیں۔

لا يجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا كتابي. (ہندیہ، کتاب النکاح،

باب المحرمات القسم السابع المحرمات بالشرك، زکریا دیوبند قدیم ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۷)

اور اگر زید طلاق مغلطہ دے چکا تھا، تو اب زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح کرنا اس وقت تک شرعاً صحیح نہیں رہے گا، جب تک کہ ہندہ کسی مسلمان مرد سے نکاح صحیح کر کے ہمبستری نہ کرے؛ کیونکہ عیسائی کی ہمبستری حلالہ کے لئے کافی نہیں۔

وإذا وطئها إنسان بالزنا، أو بشبهة لا تحل لزوجها لعدم النكاح. (ہندیہ،

زکریا قدیم ۱/۴۷۳، زکریا جدید دیوبند ۱/۵۳۵)

اور اگر زید نے طلاق مغلطہ نہیں دی تھی، تو اب دونوں کا آپس میں نکاح کرنا بلا حلالہ کے درست رہے گا۔

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث، فله أن يتزوج في العدة

وبعد انقضائها . (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۲، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ، اشرفی دیوبند

۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۸، رقم: ۷۵۰۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۲/۲۳۵)

دوبارہ مطلقہ سے نکاح کرنے کی ایسی شکل جس میں محلل اور محللہ مستحق لعنت نہ ہوں

سوال [۶۸۴۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے غصہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھیں، پھر میں بہت پریشان ہوں، میرے تین چھوٹے بچے بھی ہیں، لڑکی والوں سے منت سماجت کیا، تو انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی فتویٰ لاؤ گے، تو کارروائی کی جائے گی؛ لہذا اگر کوئی شکل نکل سکتی ہو، جس میں محلل اور محللہ دونوں لعنت کے مستحق بھی نہ بنیں تو مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد جمشید، رام نگر، بنگلور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو اس سے طلاق مغلطہ واقع ہو کر بیوی آپ کے اوپر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اب شرعی حلالہ کے بغیر اس سے نکاح بھی جائز نہ ہوگا، حلالہ کی مذمت جو روایات میں آئی ہے، وہ اپنی جگہ قائم ہے، اس سے بچنے کے لئے صرف یہی شکل ہے کہ بیوی اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص سے شادی کر کے اسی کے پاس رہ جائے، پھر وہ شخص اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے، اس کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں، تو شرعی حلالہ بھی ہو جائے گا اور لعنت کی مذمت سے بھی بچ جائیں گے۔

عن جابرؓ و علیؓ قالوا: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن المحلل

والمحلل له. (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۲۱۳/۱، دارالسلام رقم: ۱۱۹، سنن أبي داود، کتاب النکاح، باب في التحليل، النسخة الهندية ۲۸۴/۱، دارالسلام رقم: ۲۰۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۴۷۳/۱، جديد ۵۳۵/۱، هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲)

يكره التزوج بشرط التحليل بالقول، بأن قال: تزوجتك على أن أحللك له، أو قالت المرأة: ذلك، لقوله عليه الصلوة والسلام: لعن الله المحلل، والمحلل له، أما لو نوباً ذلك بقلبيهما ولم يشترطاً بقولهما فلا عبرة به. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۹۱/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۷)

اس نیت سے نکاح کرنا کہ جماع کے بعد طلاق دیدے گا

سوال [۶۸۴۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص سے اس ارادہ سے نکاح کرایا جائے کہ تو صبح طلاق دیدینا، اگر کوئی لڑکی کو اس کے شوہر پر حلال ہونے کی نیت سے اس طرح نکاح کرے کہ صبح کو طلاق دے دیگا، تو وہ شخص اجر و ثواب کا مستحق ہوگا کہ نہیں؟

المستفتی: محمد شہزاد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس طریقہ سے حلالہ کرایا جائے تو بیوی شوہر

اول کے لئے بذریعہ نکاح حلال تو ہو جاتی ہے، مگر یہ شخص کسی قسم کے اجرو ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا؛ بلکہ آئندہ کے لئے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم:
المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحلل
والمحلل له، النسخة الهندية ۱/۲۱۳، دار السلام رقم: ۱۱۲۰، سنن ابن ماجه،
كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱۳۹، دار السلام
رقم: ۱۹۳۴، مشكوة شريف ۲/۲۸۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۹/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۳۱۸۷/۳۵۸۷)

شوہر ثانی سے حلالہ میں زبردستی طلاق دلوانا

سوال [۶۸۴۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ الیاس نے اپنی بیوی شمیمہ عرف شمیم کو طلاق مغلطہ دی، تقریباً دو سال پہلے، اب الیاس پھر شمیمہ سے عقد کرنا چاہتا ہے؛ لیکن شمیمہ الیاس سے عقد کرنے پر راضی نہیں تھی، عملیات کے زور پر اور سمجھانے پر شمیمہ کو راضی کر لیا گیا اور حلالہ کی شکل اختیار کی گئی اور الیاس کے پھوپھی زاد بہنوئی جن کا نسیم احمد نام ہے سے حلالہ کی غرض سے شمیمہ کا عقد کر دیا گیا اور اس حلالہ والے عقد میں نسیم بیگ کی پہلی بیوی سلمیٰ کے والد گواہ تھے، شام کو عقد ہوا اور صبح بعد نماز فجر تین چار آدمیوں نے زبردستی طلاق دلوا دی اور نسیم بیگ کی طلاق کے الفاظ تھے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہوں اور یہ الفاظ تین مرتبہ کہلوائے؛ لیکن لوگ مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے دوسری مرتبہ شمیمہ کا نام لے کر طلاق دلوائی۔ اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ نسیم بیگ

نے جو پہلے طلاق دی، وہ آیا شمیمہ جس سے حلالہ کیا گیا، اس کو واقع ہوئی یا نسیم بیگ کی پہلی بیوی سلمیٰ کو واقع ہوئی؟ اور شمیمہ اب اپنے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ الیاس کی نسبندی ہوگئی ہے اور وہ لا ولد ہے اور شمیمہ کو بچوں کی آرزو ہے اور حلالہ کے وقت شمیمہ کے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی کہ صبح ہوتے ہی نسیم بیگ سے طلاق لینی ہے، آپ کو صرف ایک مرتبہ حق زوجیت ادا کرنا ہے تاکہ الیاس سے نکاح کرنے کی گنجائش نکل آئے۔ اور نسیم بیگ سے شمیمہ کا نکاح اس شرط پر ہوا کہ صبح ہوتے ہی آپ کو طلاق دینی ہوگی۔

تو دریافت یہ کرنا ہے کہ شمیمہ اپنے شوہر اول کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟ نسیم بیگ نے جو پہلے طلاق دی وہ شمیمہ پر واقع ہوئی یا پہلی بیوی سلمیٰ پر؟

المستفتی: انیس الرحمن مظاہری، گڑھوال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صبح کو طلاق دینے کی شرط پر نکاح کرنے اور پھر صبح کو زور دباؤ سے طلاق لینے والے گنہگار ہوں گے اور اگر نسیم نے شمیمہ سے ہمبستری کر لی ہے، تو ایسی صورت میں شمیمہ محمد الیاس سے عدت کے بعد عقد نکاح کر سکتی ہے، گناہ الگ چیز ہے اور حلالہ ہو جانا الگ چیز ہے۔

قال عقبہ بن عامر: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا أخبرکم بالتیس المستعار؟ قالوا بلی! یا رسول اللہ، قال: هو المحلل لعن اللہ المحلل والمحلل له. (ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب المحلل والمحلل له،

النسخة الهندية ۱۳۹، دار السلام رقم: ۱۹۳۶)

عن عبد اللہ بن مسعود قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المحلل والمحلل له. (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۲۱۳/۱، دار السلام رقم: ۱۱۲۰، سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب في التحليل،

النسخة الهندية ۱/۲۸۴، دارالسلام رقم: ۲۰۷۶، سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱۳۹، دارالسلام رقم: ۱۹۳۵)

يكره التزوج بشرط التحليل بالقول، بأن قال: تزوجتك على أن أحلل لك له، أو قالت المرأة: ذلك، لقوله عليه الصلوة والسلام: لعن الله المحلل، والمحلل له، أما لو نوي ذلك بقلبهما ولم يشترطاً بقولهما فلا عبرة به. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۹۱)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵)

نسیم بیگ سے نسیم کو طلاق دینے کا مطالبہ ہوا ہے، اس لئے نسیم ہی پر طلاق واقع ہوگئی ہے، سلمیٰ نہیں، جو الفاظ پہلے کہے وہ بھی نسیم کے حق میں ہوں گے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸۵۳۱)

حلالہ میں مہر کا لزوم اور طلاق دینے کی شرط پر حلالہ

سوال [۶۸۴۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی اور عدت گزارنے کے بعد عمر سے اس کا نکاح کر دیا اور عمر سے یہ کہہ دیا کہ نکاح کے بعد طلاق دیدینا؛ چنانچہ عمر اس لڑکی سے ایک رات ملا اور صبح میں طلاق دیدی، تو دوسرے شوہر پر مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: نجم الدین، بھاگل پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس صورت میں عمر کے ذمہ مہر لازم ہو گیا؛ البتہ اس طرح طے کر کے نکاح کرنا شرعاً مذموم ہے۔ حضور نے ﷺ ایسے مرد و عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

ویتأكد عند و طء، أو خلوة صحت من الزوج. (در مختار علی الشامی، کتاب النکاح، باب المہر، کراچی ۱۰۲/۳، زکریا ۲۳۳)

عن عبد الله بن مسعود قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: **المحلل والمحلل له**. (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱/۲۱۳، دار السلام رقم: ۱۱۲۰، سنن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب في التحليل، النسخة الهندية ۱/۲۸۴، دار السلام رقم: ۲۰۷۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۹۷)

حلالہ کی شرط پر نکاح کرنے کا حکم

سوال [۶۸۴۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عبد اللہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی؛ جبکہ بیوی کو ابھی معلوم نہیں ہے اور تین مہینہ پندرہ دن گزر چکے ہیں، کیا عبد اللہ کی بیوی کی عدت گزری مانی جائے گی یا عدت گزارنے کے لئے بیوی کے علم میں طلاق کا لانا ضروری ہے؟

(۲) عبد اللہ اپنی بیوی کو تین طلاق دے چکا ہے؛ لیکن بیوی اس کے پاس آنا چاہتی ہے، اگر عبد اللہ بیوی کو صورت مسئلہ بتا کر اپنے ایک درست سے نکاح کرا دے، بغیر طلاق کی شرط پر اور عبد اللہ کا دوست حلالہ کی غرض سے نکاح کرے اور دو یا تین دن بیوی کے ساتھ گزارنے کے بعد عبد اللہ کے کہنے پر عبد اللہ کا دوست طلاق دیدے اور عبد اللہ کے گھر میں عدت

گزارنے کے بعد عبد اللہ اس سے دوبارہ نکاح کر لے تو کیا اس عبد اللہ کے دوست کا نکاح جائز ہوگا اور عبد اللہ کے لئے اس کی بیوی جائز ہو سکتی ہے؛ جبکہ حدیث میں حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے دونوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ نیز سعودی عرب سے چھپا ہوا قرآن اردو تفسیر میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ہندوستان میں جو لوگ حلالہ کراتے ہیں بالکل غلط ہے، نکاح نہیں ہوتا ہے وہ زنا ہے اور شوہر کے لئے بیوی حلال نہیں ہوتی ہے، مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ دونوں مسئلوں کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: محمد انس، سیچر والی بازار، پاکپڑا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) جب شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو اس سے بیوی کے اوپر طلاق مغلط واقع ہو کر شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے اور طلاق کے واقع ہونے کیلئے بیوی کو معلوم ہونا لازم نہیں ہے۔ اور جب طلاق دیئے ہوئے تین مہینہ پندرہ دن ہو گئے ہیں، تو اگر اس مدت کے دوران طلاق کے بعد بیوی کو تین مرتبہ ماہواری آئی ہے اور بیوی تیسری ماہواری سے پاک ہو گئی ہے تو بیوی کی عدت بھی پوری ہو گئی ہے۔

وقال الیث عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عن طلق ثلاثاً، قال:

لو طلقت مرة، أو مرتين، فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (بخاري شريف، كتاب الطلاق،

باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۲/۲، رقم: ۵۰۶۵، ف: ۵۲۶۴، مسلم شريف،

كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق البائن، النسخة الهندية ۴۷۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۷۱)

عن محمد ابن إياس أن ابن عباس رضي الله عنهما، وأبا هريرة، وعبد الله ابن عمر وابن العاص، سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثاً، فكلهم، قال: لا، تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (أبو داود شريف، كتاب الطلاق، باب نسخ

المراجعة بعد التطليقات الثلاث، النسخة الهندية ۲۹۹/۱، رقم: ۲۱۹۸)

عدة الحرة للطلاق.....ثلاثة أقرأ أي حيض . (تبيين الحقائق امدادية ملتان

۲۶/۳، زکریا ۲۴۸/۳)

وهي في حق حرة تحيض لطلاق، أوفسخ بعد الدخول حقيقة،

أو حكماً ثلاث حيض كوا مل . (در مختار، کراچی ۵۰۴/۳، زکریا ۱۸۱/۵)

(۳) اگر بیوی کی عدت پوری ہوگئی ہے اور اس کے بعد دوسرے آدمی سے بغیر کچھ

کہے اور بغیر کچھ شرط لگائے بیوی کا نکاح ہو جائے اور اس کے ساتھ ہم بستری ہو جائے اور ہم

بستری کے بعد اس دوسرے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر کے طلاق دلوائی جائے یا وہ دوسرا

شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے، اس کے بعد کہیں بھی رہ کر وہ دوبارہ عدت گزارے،

چاہے شوہر کے گھر میں یا میکے میں، اس طرح تین ماہواری کے ذریعہ سے عدت پوری

ہو جائے، تو اس کے بعد عبد اللہ کا نکاح اس عورت کے ساتھ درست ہو جائے گا اور یہی

حدیث پاک کے اندر صراحت کے ساتھ موجود ہے؛ ہاں البتہ طلاق دینے اور حلالہ کی شرط

کے ساتھ دوسرے شوہر سے نکاح ہوا ہے اور اس نے ہم بستری کے بعد طلاق دیدی ہے،

تو ایسی صورت میں دونوں گنہگار ہوں گے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن عقبۃ بن عامرؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ألا أخبرکم بالتیس المستعار؟ قالوا: بلی! یا رسول اللہ، قال: هو المحلل

لعن اللہ المحلل والمحلل لہ. (ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب المحلل والمحلل لہ،

النسخة الهندية ۱۳۹، دار السلام رقم: ۱۹۳۶)

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل يطلق

امراً ثلثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل

أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائي شريف،

النسخة الهندية ۸/۲، دار السلام رقم: ۳۴۴)

عن علي، قال: إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعن المحلل

والمحلل له. (ترمذی شریف، کتاب النکاح، باب ماجاء فی المحلل والمحلل له،

النسخة الهندية ۲/۱۳، دارالسلام رقم: ۱۱۱۹)

فإن تزوجها بشرط التحليل كره: أي يكره التزوج بشرط التحليل لقوله عليه الصلوة والسلام: لعن الله المحلل، والمحلل له الخ.

(مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۹۰-۹۱، البحر الرائق، كوثه ۴/۵۸،

زكريا ۴/۹۷، شامي، زكريا ۵/۴۷)

وشرط أن يطأها الزوج الثاني؛ لأنه ثبت بإشارة الكتاب

وبالسنة المشهورة، والإجماع. (تبيين الحقائق، امدادية، ملتان ۲/۲۵۸،

زكريا ۳/۱۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۵ھ/۱/۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۳۶۷)

حلالہ کی نیت سے کئے گئے نکاح اور حلالہ کا حکم

سوال [۶۸۵۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک صاحب نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں، اب وہ اپنے اس فعل قبیح پر نادم شرمندہ ہیں اور اسی لڑکی کو اپنے نکاح میں از سر نو لینا چاہتے ہیں؛ چنانچہ لڑکی اور لڑکا دونوں کے اہل خانہ کی رضامندی سے بنیت حلالہ اس لڑکی کا عقد اس کے شوہر ہی کے خاندان میں ایک لڑکے سے گیارہ سو روپے کے عوض کر دیا گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حلالہ کی نیت سے (یعنی اس صورت میں جبکہ لڑکی لڑکا اور دونوں کے اہل خانہ ومتعلقین کو اس بات کا علم ہو کہ یہ نکاح صرف حلالہ کرنے ہی کے لئے ہو رہا ہے اور ہر جگہ اس کا چرچا بھی ہے) نکاح کا حکم کیا ہے؟ کیا اس طرح شرعاً نکاح ہو جاتا ہے اور اس طرح حلالہ درست ہو جائے گا۔

نیز یہ بات بھی دریافت طلب ہے کہ کیا گیارہ سو روپے کے عوض نکاح ہو جائے گا؟ اگر نکاح ہو جائے گا تو شوہر پر کتنی مقدار میں مہر لازم ہوگا، یعنی مہر شرعی کی آج کے دور میں اقل مقدار کیا ہے؟

المستفتی: محمد فرمان ملک، جہانگیر آباد، دھام پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صرف حلالہ ہی کی نیت سے نکاح ہونے میں گناہ ہوتا ہے؛ اس لئے کہ آپ ﷺ نے حلالہ کر نیوالے اور کرانے والے پر لعنت کے جملے استعمال کئے ہیں؛ لیکن اس طرح حلالہ کرانے کی صورت میں فی نفسہ حلالہ درست ہو جاتا ہے، اور اس طلاق کے بعد عدت پوری ہو جانے سے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح بلاشبہ درست ہو جاتا ہے؛ لیکن حلالہ کی صورت میں دوسرے شوہر کے ساتھ ہمبستری لازم ہے۔

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم: عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائی شریف، کتاب

الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۴)

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم:

المحلل والمحلل له. (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل

والمحلل له، النسخة الهندية ۱/۲۱۳، دارالسلام رقم: ۱۱۲۰، سنن ابن ماجہ، کتاب

النکاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱/۱۳۹، رقم: ۱۹۳۵، سنن أبی داؤد،

کتاب النکاح، باب في التحليل، النسخة الهندية ۱/۲۸۴، دارالسلام رقم: ۲۰۷۶)

رجل تزوج امرأة، ومن نيته التحليل ولم يشترط ذلك تحل للأول

بهذا، ولا يكره وليست النية بشيء ولو شرط يكره وتحل عند أبي حنيفة،

وزفر رحمهما الله. (هندية، زكريا قديم ۱/۷۴، جديد ۱/۵۳۷)

اقل مہر کی مقدار دس درہم ہے، موجودہ زمانہ کے اعتبار سے اس کا وزن ۳۰ گرام

۶۱۸ ملی گرام یعنی دس گرام کے تولہ سے تین تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہے، اور تین تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی کی قیمت گیارہ سو روپے سے زیادہ بنتی ہے؛ اس لئے گیارہ سو روپیہ مہر نہیں بنے گا؛ بلکہ تین تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی کا قیمت مہر میں ادا کرنا لازم ہوگا اور ادائے گی کے دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح الطحاوی ۱۹۳/۳)

وَأَقْلَ الْمَهْرِ عَشْرَةُ دَرَاهِمٍ. (هدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۲۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۳۱ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۹۷۱۱۲۷)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۱/۳/۱۴۳۲ھ

طلاق کی شرط کے ساتھ حلالہ کرانا

سوال [۶۸۵۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے نکاح کیا ہندہ سے اور ان سے چار بچے ہیں، زید نے ہندہ کو تین طلاق دیدیں۔ اب زید دوبارہ ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، پھر زید ہی نے ایک شخص کو تیار کیا کہ تم ہندہ سے شادی کرلو، اس شرط پر کہ تم ہندہ کو ایک دودن میں طلاق دیدو گے اور عدت کے بعد میں دوبارہ ہندہ سے نکاح کرلوں گا: یعنی حلالہ کی شکل اختیار کیا، تو کیا اس طرح شرط لگا کر اول شوہر کو نکاح کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ اسی طرح دوسرے شخص کا شرائط کے ساتھ مقید نکاح کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد المنان، معلم مدرسہ شاہی مراد آباد (یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر چند دن میں طلاق دینے کی شرط کے ساتھ نکاح کرے گا، تو شرط باطل ہو جائے گی نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اور نکاح کے بعد دونوں ہی ہمبستر ہو جائیں، پھر ہمبستری کے بعد دوسرا شوہر طلاق دے دیتا ہے، تو ایسی صورت میں

عدت گزر جانے کے بعد پہلے شوہر کے لئے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا، مگر اس طریقہ سے شرط لگا کر نکاح کرنا سبب لعنت ہے؛ بلکہ بلا شرط نکاح کر لیا جائے، پھر دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۵۹/۹)

قال عقبہ بن عامرؓ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا أخبرکم بالتیس المستعار؟ قالوا بلی! یا رسول اللہ، قال: هو المحلل، لعن اللہ المحلل والمحلل له. (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱۳۹، دارالسلام رقم: ۱۹۳۶)

عن جابرؓ و عليؓ قالوا: إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعن المحلل والمحلل له. (سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱/۲۱۳، دارالسلام رقم: ۱۱۱۹، سنن أبي داود، کتاب النکاح، باب في التحليل، النسخة الهندية ۱/۲۸۴، دارالسلام رقم: ۲۰۷۶)

وكره التزوج للثاني تحريما، كذا في البحر؛ لكن في القهستاني، وكره للأول والثاني لحديث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على أن أحللك وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط. (درمختار مع الشامی، کتاب الطلاق، باب الرجعة، کراچی ۳/۴۱۴، زکریادیوبند ۵/۴۷، البحر الرائق، کوئٹہ ۴/۵۸، زکریا ۴/۹۷، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۹۰-۹۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۰۵۵)

مطلقہ مغلطہ کا شوہر ثانی سے خلوت کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا

سوال [۲۸۵۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، عدت کے بعد عقد ثانی شوہر ثانی سے ہوا اور حلالہ کے لئے خلوت کرائی گئی، ہمبستری نہیں ہوئی، بغیر صحبت کے طلاق ہو گئی اور پھر عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کر لیا؛ لیکن عورت نے کسی سے نہیں بتلایا، تقریباً بیس سال کے بعد عورت نے کسی کتاب میں یہ مسئلہ دیکھا کہ بغیر صحبت کے حلالہ نہیں ہوتا ہے، مسئلہ زیر غور یہ ہے کہ اس وقت یہ شوہر و بیوی کیا کریں؟

مسئلہ کی وضاحت فرما کر مکمل و مدلل جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں، اس وقت بچے جوان ہیں اور عورت حلالہ چاہتی ہے؛ لیکن شوہر چھوڑنا یا حلالہ نہیں چاہتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے تو حلالہ کر لیا ہے، تو نے اس وقت ہی کیوں نہیں بتلایا تھا، عورت کہتی ہے کہ مجھے مسئلہ کا علم نہیں تھا اب معلوم ہوا ہے، تفصیلی جواب چاہتے ہیں۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد ظفر سرائے، بجنور (پوئی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ نکاح کرنا پہلے شوہر کے لئے اس وقت حلال ہوتا ہے کہ جب دوسرے شوہر کے ساتھ ہمبستری اور جماع عمل میں آجائے، محض خلوت کی وجہ سے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوتی؛ لہذا مذکورہ صورت میں بیس سال تک ساتھ میں جو رہنا ہوا، اس میں وطی بالثبہ ہوئی اور اس سے جو اولاد ہوئی، وہ حلال اور ثابت النسب ہیں؛ ہاں البتہ معلوم ہو جانے کے بعد اب دونوں کا ساتھ رہنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ شرعی حلالہ لازم ہوگا۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فزوج فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، صحيح مسلم،

کتاب النکاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتی تنکح زوجاً غیرہ، النسخة الهندية ۸۴/۲، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰

لا تحل مطلقة الثلاث للزوج الأول بمجرد خلوة الثاني؛ بل لابد من وطئه بحديث العسيلة. (شامي، باب المهر، مطلب في أحكام الخلوة، کراچی ۱۱۹/۳ / زکریا ۲۵۷/۴، الهندية، زکریا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵)

بأن وطئ المطلقة بالثلاث (إلى قوله) بأن من وطئ امرأة زفت إليه وقيل له إنها امرأتك فهي شبهة في الفعل، وأن النسب يثبت إذا ادعاه الخ. (شامي، کراچی ۱/۵۴۱، زکریا ۲۳۲/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳۰ / محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

۱۴۲۵/۱/۳۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۲۳)

حلالہ شرعی کی صحیح صورت

سوال [۶۸۵۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ (الف) حلالہ شرعی کی صحیح صورت کیا ہو سکتی ہے؟

(ب) مطلقہ سے بغرض حلالہ محض اس ارادے سے شادی کرنا کہ دو چار روز بعد

طلاق دیدی جائے گی تاکہ وہ شوہر اول کی طرف لوٹ سکے جائز ہے یا نہیں؟

(ج) اگر کوئی شخص بغرض حلالہ نکاح کرتا ہے، پھر اس کی نیت بدل جاتی ہے اور وہ

طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے، تو اس صورت میں احکام شرعیہ کیا ہوں گے کیا فرض ہے؟

حلالہ کے لئے خلوة صحیحہ کافی ہے یا نہیں؟

(د) زید نے ہندہ سے بغرض حلالہ شادی کی دونوں کے درمیان کسی بھی طرح سے

صحبت اور مباشرت کی نوبت نہیں آنے دی گئی اور گاؤں والوں نے جبراً زید سے طلاق

کا مطالبہ کیا زید جبریہ طلاق کے لئے تیار نہیں ہے زید کے اس رویہ پر گاؤں والوں نے اس کا مقاطعہ کر رکھا ہے، صورت مذکورہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(ی) اگر زید ہندہ کو صحبت اور مباشرت کے بغیر طلاق دیتا ہے، تو ایسی صورت میں ہندہ اپنے شوہر اول کی طرف لوٹ سکی یا نہیں؟ تمام نکتوں پر واضح دلائل کے ساتھ مطمئن فرمائیں۔

المستفتی: محمد کبیر الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (الف) اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کسی دوسرے سے نکاح صحیح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہو جائے، اس کے بعد شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے اور پھر عدت بھی گزر جائے، تو شوہر اول کے لئے نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے، بغیر صحبت کے حلالہ صحیح نہیں ہو سکتا ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۲۱/۴، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹)

(ب) یہ مکروہ تحریمی ہے اور حضور ﷺ نے محلل اور محللہ دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ عن عبد الله بن مسعودؓ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، النسخة الهندية ۱/۲۱۳، دار السلام رقم: ۱۱۲۰)

لیکن اس کے باوجود شوہر ثانی صحبت کر کے طلاق دے گا، تو شوہر اول کے لئے نکاح حلال ہو جائے گا۔

كما في الهداية: فإن طلقها بعد وطءها حلت للأول لوجود الدخول في نكاح صحيح. (هداية، اشرفي ديوبند ۲/ ۴۰۰)

(ج) اصل میں نکاح ایک عقد العمری ہے جو کہ اس عورت کے ساتھ زندگی گزارنے کی نیت سے کرنا ضروری ہے؛ اس لئے اس کو طلاق پر جبر کرنا ناجائز ہے؛ جبکہ وہ بھی سارے حقوق ادا کرنے کو تیار ہے، جبر کرنا والے شرعاً ظالم کہلائیں گے، اور شوہر ثانی مظلوم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دالعلوم ۱۲۴/۸)

(د) صحبت: میاں بیوی ہمبستری میں جو فعل مخصوص کرتے ہیں اس کو کہتے ہیں خلوت صحیحہ کسی خالی جگہ یا کمرہ میں میں میاں بیوی تنہائی اختیار کر لیں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی (روزہ، نماز وغیرہ) نہ ہو اور مانع حسی (صغیرین) نہ ہو اور اسی طرح مانع طبعی (حیض و نفاس) بھی نہ ہو حلالہ کے لئے خلوت صحیحہ کافی نہیں ہے؛ بلکہ صحبت شرط ہے۔

(د) جبر کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ ”ج“ میں گذر چکا ہے۔

(ی) عورت حلال نہیں ہو سکتی، جیسا کہ ”الف“ میں گذرا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱/ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۳/ ۲۱۷)

شرعی حلالہ کا طریقہ

سوال [۶۸۵۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تین بار سے زیادہ مرتبہ طلاق دیدی ہے، اب دونوں یہ چاہتے ہیں کہ دوبارہ ساتھ رہیں، تو شرعاً کس طرح رہ سکتے ہیں؟ مہر ادا نہیں ہوا ہے، اس کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں؟ ایک بچہ دو سال کا ہے، وہ کس کے پاس رہے گا اور خرچ کون دے گا؟

المستفتی: محمد اقبال، اہمل و بار، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے تین مرتبہ سے زیادہ طلاق دے دی ہے، تو بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر وہ کلی طور پر حرام ہو گئی، اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو شرعی حلالہ کے بغیر رہنا جائز نہیں اور حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ طلاق کے وقت سے تین مرتبہ ماہواری گزرنے کے بعد بیوی دوسرے مرد سے شادی کر لے اور اسکے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، اس کے بعد وہ شخص طلاق دیدے، پھر تین مرتبہ ماہواری گزرنے کے بعد آپ کے ساتھ نکاح جائز ہو سکتا ہے، مہر کا ادا کرنا آپ کے اوپر ہر حال میں لازم ہے اور بچے کا خرچ بھی آپ ہی کے اوپر لازم ہے اور بچہ ماں ہی کے پاس رہا کرے گا۔

عن سهل بن سعد، في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاثاً تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ابو داؤد شریف، کتاب الطلاق، باب في اللعان، النسخة الهندية ۱/۶، ۳۰، دارالسلام رقم: ۲۲۵۰، بخاری شریف، کتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۰، ف: ۵۲۵۹، مسلم شریف، کتاب اللعان، النسخة الهندية ۱/۴۸۹، بیت الأفکار، رقم: ۱۴۹۲، نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب الرخصة في ذلك، النسخة الهندية ۲/۸۳، رقم: ۳۴۳۱)

عن عائشة، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسه، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۱)

لا يحل له أن ينكح التي أبا نها بالثلاث، وإن كانت المرأة حرة، وبأنتين إن كانت أمة حتى يطأها زوج غيره، بنكاح صحيح و تمضي عدتهما منه. (تبیین الحائق، امدادیہ ملتان ۲/۲۵۷، زکریا ۳/۱۶۲)

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين. (هندية، زكريا قديم ۳۰۳/۱، جديد ۳۷۰/۱)
ونفقة الصغير واجبة على أبيه. (تاتارخانية، زكريا ۵/۱۲، رقم: ۸۳۳۳)
تربية الولد ثبت للأُم. (در مختار، زكريا ۵/۲۵۳، كراچی ۳/۵۵۵)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۴/۱۴۳۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۰۷۲۴۰)

حلالہ شرعی کی صورت

سوال [۶۸۵۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تکرار و لڑائی کے دوران یہ کہہ دیا کہ ”طلاق دی، طلاق دی طلاق دی“ تین دفعہ کہا تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر اسے ساتھ رکھنا چاہیں تو کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: ابن حسن منصور پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تین دفعہ طلاق دی کے الفاظ کہہ دئے ہیں، تو اس سے تینوں طلاقیں واقع ہو کر بیوی شوہر پر حرام ہوگئی ہے، اب بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔ اور حلالہ شرعی کی صورت یہ ہے کہ بیوی کی تین ماہواری کے ساتھ عدت پوری ہو جائے اس کے بعد دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ہو کر اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہو جائے، پھر وہ طلاق دیدے، پھر عدت تین ماہواری کے ساتھ گزر جائے، اس کے بعد پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے۔

عن عائشة أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل

النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها
كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث،
النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، نسائي، كتاب الطلاق، باب
إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية، ۸۴/۲، دار السلام رقم: ۳۳۴۰، صحيح مسلم،
كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره، النسخة الهندية
۴۶۳/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۳۳)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق
الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد
منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية
بيروت ۲۱/۴، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى
تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(فتاوى عالمگیری، زكريا قديم ۷۳/۱، جلد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹،
تاتارخانیة، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

(فتویٰ نمبر: ۹۴۲۲/۳۸ الف)

ہمبستری کے بغیر حلالہ نامکمل ہے

سوال [۶۸۵۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تھیں، اس کی عدت گزرنے کے بعد میں
نے چاہا کہ اس سے رجوع کروں، اس کے گھر والوں اور ذمہ دار حضرات نے اس کا نکاح کر دیا

ساری رات شوہر کے پاس رہنے کے بعد صبح کو اس نے طلاق دیدی، اب میری سابقہ بیوی مجھ سے کہتی ہے کہ شوہر مجھ سے ہمبستر نہیں ہوا، ذمہ دار حضرات کہتے ہیں کہ ہم نے نکاح کر دیا چاہے وہ ہم بستر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یہ وہ جانے، کیا وہ بیوی اپنے سابق شوہر کے لئے حلال ہوگئی یا نہیں؟

المستفتی: انظار النبی، سرائے جہانگیر، تمباکووالان، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے تین طلاقیں دیدیں اور عدت کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور رات میں خلوت ہوگئی، مگر ہمبستر نہیں ہوا ہے، تو ایسی صورت میں پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی؛ لہذا البغیر ہمبستری کے دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گزار کر پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں ہوگا اور خاندان والوں کا یہ کہنا کہ ”ہم نے نکاح کر دیا، چاہے وہ ہمبستر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ جانے“ اس کی وجہ سے پہلے شوہر کے لئے حل جدید ثابت نہیں ہوگی اگر پہلے شوہر سے نکاح کیا جائے گا، تو وہ نکاح درست نہیں ہوگا اور اس عورت کے سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے یہ شکل ہے کہ دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گزارے، پھر تیسرے شوہر سے نکاح کرے، اس کے ساتھ ہمبستری کے بعد وہ طلاق دیدے گا، تو پھر عدت گزارنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کرنا درست ہوگا۔

عن عائشة[ؓ] أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

عن عائشة[ؓ]، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فزوجت زوجاً، فطلقها قبل أن يمسه، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا،

حتیٰ یدوق عسیلتہا کما ذاق الأول۔ (نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب احلال المطلقۃ ثلاثاً، النسخۃ الہندیۃ ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۰)

لو قال لزوجتہ: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً۔ (الاشباہ والنظائر قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

ولو اختلف الزوجان فی التمکین من الوطء، فالقول لمنکرۃ؛ لأن الأصل عدمہ۔ (الاشباہ والنظائر، زکریا تحت قاعدة الأصل بقاء ما کان علی ما کان ۱۹۰) وإن کان الطلاق ثلاثاً فی الحرۃ، وثنتين فی الأمة لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بہا، ثم یطلقہا، أو یموت عنہا۔ (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۳/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۲۰/۱۰۹۹۴)

حلالہ میں ہمبستری شرط ہے

سوال [۶۸۵۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے کسی ناراضگی کی بنا پر بیوی کو طلاق دیدی، وہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور عدت گذاری، اب زید اپنی حرکت پر پشیمان ہے، وہ اپنی بیوی کی واپسی چاہتا ہے، لوگوں نے کہا کہ حلالہ کے علاوہ کوئی شکل نہیں ہے، زید پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر مسئلہ کا حل ڈھونڈھتا رہا کسی عالم نے بتایا کہ بیوی کو اس کے حوالے کر دو وہ حلالہ کروالے گا؟ زید کا بھائی اس کے لئے آمادہ ہو گیا، اس کے بھائی کے ساتھ نکاح کر دیا گیا، پہلی شب وہ بھائی بیوی کے کمرہ میں نہیں سویا یعنی خلوت صحیحہ نہیں ہوئی، اس کے بھائی نے بیوی کو طلاق دیدی

اور زید اس کے ساتھ نکاح کے لئے تیار ہو گیا، اب وہ عورت عدت گزار رہی ہے (سرال میں یعنی شوہر کے بچا کے گھر) کیا عدت گزارنے کے بعد زید اس سے نکاح کر سکتا ہے؟

المستفتی: عبدالحفیظ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حلالہ کے لئے جب دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ہوگا، تو اس کے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، بغیر ہمبستری کے نہ عورت پر دوبارہ عدت لازم ہے نہ ہی پہلے شوہر کیساتھ نکاح جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ اکیمل ۳۸۱/۱۲)

وسبب وجوبها (أي العدة) عقد النكاح المتأكد بالتسليم وما جرى مجراه من موت، أو خلوة: أي صحيحة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب العدة، کراچی ۵۰۴/۳، زکریا ۱۸۰/۵)

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، نسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۸۴/۲، درالسلام رقم: ۳۴۴۰، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره، النسخة الهندية ۴۶۳/۱، بيت الأفكار ۱۴۳۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۸۹۴۴)

حلالہ کی صحت کے لئے ہمبستری شرط ہے

سوال [۶۸۵۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صابر نے اپنی بیوی ننھیا کو تین طلاق دیدیں، ننھیا نے عدت پوری کی پھر ننھیا کی سگی جٹھانی کے بچھتے بھورے سے نکاح ہو گیا، ۱۰ ارگھنٹہ کے بعد بھورے نے بغیر ہمبستری کے طلاق دیدی، تو یہ حلالہ شرعاً ہوا یا نہیں اور صابر کے ساتھ اس عورت کا رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد صابر، نیا گاؤں اکبر پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بھورے کے ساتھ ہمبستری نہیں ہوئی ہے، تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوئی؛ لہذا جب تک دوسرے شوہر سے صحبت نہ ہو جائے، اس وقت تک پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی؛ لہذا جب بھورے نے بغیر صحبت کے طلاق دیدی ہے، تو طلاق بائن ہوگئی اور چونکہ غیر مدخول بہا ہے؛ اس لئے کسی بھی آدمی کے ساتھ بغیر عدت کے نکاح کر سکتی ہے اور اس کے ساتھ صحبت ہو جانے کے بعد اگر وہ طلاق دیتا ہے، تو دوبارہ عدت گزارنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہو سکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیڈ اربھیل ۱۲/۳۸۱)

وسبب وجوبها (أي العدة) عقد النكاح المتأكد بالتسليم وما جرى مجراه من موت، أو خلوة صحيحة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب العدة، کراچی ۳/۵۰۴، زکریا ۵/۱۸۰)

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (دارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(هدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، ہندیۃ، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، تاتارخانیۃ،

زکریا ۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۸۸/۲)

اب جو پہلے شوہر کے ساتھ آگئی ہے، تو فوراً دونوں میں علیحدگی کر دینا لازم ہے۔

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۳/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۳۳/۶۰۷)

حلالہ درست ہونے کے لئے دخول لازم ہے

سوال [۶۸۵۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زینب کا نکاح زید سے ہوا تھا، تین بچے بھی ہیں، اس کے بعد زید نے تینوں طلاقیں دیدیں، پھر عدت کے بعد زینب کا نکاح عمرو کے ساتھ ہو گیا، اب زینب اور اس کا پہلا شوہر زید دونوں چاہ رہے ہیں کہ پھر ہم دونوں کا نکاح ہو جائے۔ نیز عمر و بھی طلاق دینے کے لئے تیار ہے، اب اس مسئلہ میں شریعت کی رو سے کیا کیا جاوے؟

المستفتی: جسیم الدین، بrollان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زینب کا شوہر ثانی عمرو اگر دخول کر چکا ہے،

اور اب وہ زینب کو طلاق دینا چاہتا ہے، تو ایسی صورت میں طلاق کے بعد عدت گزار کر زینب کا نکاح زید سے درست ہوگا۔ اور اگر عمرو سے دخول کی نوبت نہیں آئی ہے، تو زینب اپنے شوہر اول زید کے لئے حلال نہ ہوگی۔

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم: عن الرجل يطلق

امراتہ ثلاثاً، فیتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائي، كتاب الطلاق،

باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۸۴/۲، دارالسلام رقم: ۳۴۴۴)

لا ینکح مطلقة بها: أي بالثلاث حتى يطأها غيره. (در مختار مع الشامی،

كتاب الطلاق، باب الرجعة، کراچی ۴۰۹/۳، زکریا ۴۰/۵)

ولا تحل الحرة بعد التطليقات الثلاث لمطلقها، لقوله تعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقره: ۲۳۰]

من بعد الآية..... إلا بعد وطئ زوج آخر..... بنکاح صحیح..... ومضی عدته أي عدة النکاح الصحیح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، دار الکتب العلمیة بیروت ۸۸/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۱۳۲/۳۴)

حلالہ میں صحبت شرط ہے

سوال [۶۸۶۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ زید نے ہندہ کو تین طلاق غصہ کی حالت میں دیدیں اور اس کے چھوٹے بچے بھی ہیں، اب زید نامد ہے کیا صورت ہو سکتی ہے کہ ہندہ زید کے پاس دوبارہ پہنچ جائے؟

(۲) زید نے ہندہ کو تین طلاق دیں اور بکر سے عقد ثانی ہوا، بکر نے ہندہ سے تنہائی

میں پانی مانگا، ہندہ نے پانی دیا اور تھوڑا پانی پیا، اور بکر نے تین طلاق دیدیں، تو ایسی صورت

میں کیا زید کے لئے ہندہ سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے؟

(۳) زید نے ہندہ کو تین طلاق دیں اور ہندہ کو حمل ہے اور زید نے ساٹھ مسکینوں کو

کھانا کھلایا، کیا یہ کفارہ ہو سکتا ہے اور زید ہندہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں اور زید کی بیوی کا عقد ثانی بکر سے ہوا اور بکر زید کا ملنے والا ہے، لوگوں کے کہنے کے مطابق بکر نے طلاق دیدی، کیا یہ صورت جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جوابات عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: عظیم الدین، موضع: گلٹی، پوسٹ: تترہاٹ، موگیل (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) تین طلاق سے ہندہ مذکورہ پر تین مغلطہ طلاق واقع ہو گئیں؛ لہذا واپسی کی یہ شکل ہو سکتی ہے کہ ہندہ عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے اور وہ شخص جب ہندہ کو واپس اور صحبت کے بعد طلاق دیدے اور ہندہ عدت گزار لے، تو اب زید ہندہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لے سکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹)

(۲) حلالہ کے لئے صحبت شرط ہے، محض تنہائی میں پانی دینے سے حلالہ نہیں ہوا؛ لہذا ہندہ زید کے لئے حلال نہیں ہوئی۔

لم تحل له حتى ويدخل بها ثم يطلقها. (هدایہ، ۲/۳۹۹)

لقوله عليه السلام: أ تريدین أن ترجعی إلى رفاعه، قالت: نعم! قال: لا حتى تذوقی عسیلته وینوق عسیلتک. الحدیث. (بخاری شریف، کتاب الشهادات، باب شهادة المختبی ۱/۳۵۹، رقم: ۲۵۶۵، ف: ۲۶۲۹، مشکوٰۃ ۱/۲۸۴)

(۳) تین طلاق دینے کے بعد بطور کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے نہ کفارہ ہوتا ہے اور نہ بیوی شوہر کے لئے حلال ہو سکتی ہے، چاہے حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔

لقوله تعالى: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

و طلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (هدایہ، اشرفی دیوبند ۶/۳۵)
 (۴) اگر بکسر شوہر ثانی نے عورت سے باضابطہ صحبت کر لی ہے، پھر لوگوں کے کہنے کے بعد طلاق دی ہے، تو عدت گزارنے کے بعد ہندہ زید کے لئے حلال ہو جائے گی اور اگر بغیر صحبت کے طلاق دی ہے، تو وہ زید کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

فبان طلقها بعد ماوطئها حلت للأول؛ لوجود الدخول. (هدایہ، اشرفی دیوبند ۲/۴۰۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۵۹۹۱)

حلالہ کی ایک صورت

سوال [۶۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو غصہ میں تین بار طلاق دی اور یہ الفاظ کھلے دل سے تین بار کہے کہ میں نے تم کو طلاق دی، طلاق دینے کے بعد مرد اور عورت دونوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اس کے لئے دونوں نے کوئی صورت نکالنے کی کوشش کی طلاق کے بعد عورت نے عدت کا وقت گزار کر اپنی خوشی سے عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر لیا، نکاح کرتے وقت کوئی شرط کسی سے نہیں لگائی تھی، کچھ راتیں اس عورت کے ساتھ گزارنے کے بعد اور صحبت کرنے کے بعد دوسرے مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی اور یہ الفاظ تین بار کھلے لفظوں میں دوہرائے ”میں نے تم کو طلاق دی، میں نے تم کو طلاق دی، میں نے تم کو طلاق دی“ یہ الفاظ میں نے اور عورت نے سنے طلاق دینے کے اگلے دن پھر اس مرد نے اس عورت سے صحبت کی اور عورت سے کہا کہ میں نے تم کو خوشی سے طلاق نہیں دی تھی، صرف دکھانے کے لئے دی تھی اور میں نے تم سے صحبت دوبارہ

رجعت کرنے کے لئے کی ہے، تم میری بیوی ہو اور میں تم کو اپنی بیوی سمجھتا رہوں گا، یہ بات عورت نے کسی کو نہیں بتائی، یہ واقعہ ۱۹۸۶ء میں پیش آیا تھا اور عورت اپنی عدت پوری کرتی رہی، عدت پوری کرنے کے بعد عورت نے اپنی خوشی سے پہلے مرد سے نکاح کر لیا۔ اب آپ یہ بتائیں کہ دوسرے مرد نے جو عورت کو طلاق دی تھی، وہ عورت پر پڑی یا نہیں؟ اور عورت نے بعد میں پہلے مرد سے جو نکاح کیا وہ جائز ہے یا نہیں؟ اب عورت کس کی ہے اور کیا کرنا چاہئے؟ تفصیل سے اس بات کا حل لکھنے کی زحمت گوارہ کریں۔

المستفتی: محبتی علی، محلہ: ویر بھدر، رشی کيس، دہرادون

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق واقع ہونے کے لئے نیت کرنا اور دل سے طلاق دینا لازم نہیں ہے؛ بلکہ مذاق میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا جب طلاق مغالطہ تین بار طلاق دینے کی وجہ سے واقع ہو چکی ہے، تو اس کے ساتھ دوبارہ ہمبستری بالکل حرام تھی تو بہ کرنا لازم ہے اور جب عورت نے عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کیا تو وہ نکاح شرعاً معتبر ہے، اگرچہ عورت نے شوہر ثانی کے ارادہ کو ظاہر نہ کیا ہو۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل، ولو عبداً، أو مکرهاً، أو هازلاً
لا یقصد حقيقة کلامه الخ. (تنویر الأبصار مع الدر المختار، کراچی ۳/۲۳۵،

زکریا ۴/۳۸ تا ۴/۴۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً
غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هدایة
اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۷۲/۲۵۲)

مطلقہ مغلطہ سے دوبارہ نکاح کرنا

سوال [۶۸۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی بیوی نے عرصہ پانچ سال پہلے زید سے طلاق لے لی تھی، اور زید نے اپنی بیوی کو اس کے مطالبہ اور ضد کرنے پر ہی زبانی اور تحریر میں تین طلاق دیدی تھیں، اب زید کی سابقہ بیوی اپنے کئے پر شرمندہ ہے اور دوبارہ زید کے نکاح میں آنا چاہتی ہے، تو کیا زید اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور بیوی بنا سکتا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ بتا کر مہربانی فرمائیں۔

المستفتی: ضیاء الرحمن قریشی، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب پانچ سال قبل طلاق ہوئی ہے تو اس درمیان میں عدت بھی گزر چکی ہے، اب کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری اور صحبت ہو جائے، اس کے بعد وہ طلاق دیدے، پھر عدت گزرنے کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔

عن عائشۃؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۱/۲، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، نسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۸۴/۲، دار السلام رقم: ۳۴۴۰، صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها، النسخة الهندية ۴۶۳/۱، بيت الأفكار ۱۴۳۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

۱۴۲۵/۲/۱۶ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۲۴۶/۳۷)

مطلقہ ثلاثہ سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا

سوال [۶۸۶۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں اور چار برس گزر گئے، پھر دونوں شادی کرنے پر راضی ہیں اور ابھی تک اس عورت نے کسی دوسرے مرد سے شادی نہیں کی ہے۔

المستفتی: محمد وسیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر دونوں دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں، تو بغیر

حلالہ شرعی کے نکاح جائز نہ ہوگا اور جب طلاق کو چار سال ہو گئے، تو اس کی عدت بھی گزر گئی ہے، اب بلا تاخیر وہ عورت کسی مرد سے نکاح کر کے ہمبستر ہو جائے، اس کے بعد وہ مرد جب اس کو طلاق دے گا، تو عدت گزار کر شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے، اس کے بغیر نہیں۔

عن عائشۃؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق

الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد

منهما عسيلة صاحبه. (دارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية

بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۹۳)

طلاق ثلاثہ کے بعد بلا حلالہ نکاح جائز نہیں

سوال [۶۸۶۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں سلطان عمیم ولد عبدالقیوم نے اپنی بیوی فرزانہ بیگم ولد علی حسین کو ایک ہی مجلس میں تین بار طلاق دی، تو کیا اب میں فرزانہ کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟
المستفتی: سلطان عمیم، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو تین بار طلاق دیدی ہے، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے، اب اگر دوبارہ رکھنا چاہے تو حلالہ کے بعد ہی رکھ سکتا ہے بلا حلالہ نکاح درست نہ ہوگا۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دارقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى

تَنكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ نِكَاحاً صَحِيحاً وَيَدْخُلَ بِهَا، ثُمَّ يَطْلُقُهَا، أَوْ يَمُوتَ عَنْهَا.
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹،
تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبۃ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۲۱۵۰)

بغیر حلالہ کے نکاح کرنا

سوال [۶۸۶۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں محمد انظر نے شہانہ پروین کو ۱۵ رمضان کو تین طلاق دیدی تھیں، پھر اس کے بعد ایک لڑکا ڈھائی مہینہ کے بعد پیدا ہوا ہے، اب طلاق کو آٹھ مہینہ ہو گئے ہیں، اب شہانہ پروین بغیر حلالہ کے میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد انظر الدین، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب بیوی کو تین طلاق دی جا چکی ہیں، تو بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو گئی اور دوبارہ نکاح کے لئے صرف یہ شکل ہے کہ عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح ہو جائے اور ہمبستری بھی ہو جائے، پھر وہ طلاق دیدے اور دوبارہ تین ماہواری کے ساتھ عدت گزر جائے تو اس کے بعد انظر الدین کے لئے شہانہ پروین سے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دار السلام رقم: ۳۴۴۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۷۳، جلد ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ رجب الثانی ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۲۷)

مطلقہ مغلطہ سے بلا حلالہ نکاح درست نہیں

سوال [۶۸۶۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو ۲۰ سال ہو گئے، میرے تین بچے ہیں، بڑی لڑکی ۱۸ سال، دوسری ۱۶ سال اور ایک لڑکا ۱۴ سال کا ہے، میرا بیوی سے جھگڑا ہوا اور میں نے غصہ میں طلاق دیدی تین بار زبان سے ادا کر دیا، کیا بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر دیا جائے، اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟ میں اپنے کئے پر بہت نادم اور افسردہ ہوں۔

المستفتی: محمد شاہد، نئی سڑک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین بار زبان سے طلاق دیدی ہے، تو اس کے اوپر طلاق مغلطہ واقع ہو کر آپ کے لئے وہ قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے، اب آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔ آپ اپنے کئے پر شرمندہ ضرور ہیں، مگر بغیر حلالہ کے بیوی حلال نہیں ہو سکتی۔

عن عائشۃؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دارقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره
نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زکریا

قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، هداية اشرفي ديوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانية، زکریا

(۱۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳)

لا يحل للرجل أن يتزوج حرة طلقها ثلاثاً قبل إصابتها الزوج الثاني.

(هندية، زکریا قدیم ۲۸۲/۱، جدید ۳۴۸/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۲/۲۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۲۹)

مطلقہ مغالطہ سے بلا حلالہ نکاح کرنا

سوال [۶۸۶۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں محمد تحسین ولد محمد یاسین محلہ کرولا اسلام نگر کارہنہ والا ہوں، آج سے چار
ماہ قبل اپنی بیوی زاہدہ پروین کو جھگڑا ہونے کی وجہ سے تین طلاق دے چکا ہوں، میری بیوی
عدت گزار چکی ہے، میرے دوڑ کے تین سال ۵ سال کے ہیں اپنی غلطی پر نامد ہوں، اب
اپنی بیوی سے بنا حلالہ کے نئی مہر کے ساتھ نیا نکاح کرنا چاہتا ہوں، اسلام کی روشنی میں میری
رہبری فرمائیں۔

المستفتی: محمد تحسین، اسلام نگر کرولا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد بیوی شوہر کے لئے حرام

ہو جاتی ہے اور اس کو دوبارہ نکاح میں لانے کے لئے ضروری ہے کہ حلالہ شرعی کرایا جائے؛

لہذا آپ کے لئے اس سے بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔

عن نافع عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتزوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هنديّة، زكريا قديم ۱/۷۳، جديّد ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۶۸۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۵/۱۱ھ

مطلقہ مغلطہ سے بلا حلالہ نکاح کا حکم

سوال [۶۸۶۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے والدین کی، زید سے کچھ نا اتفاقی ہوگئی تو زید اپنے گاؤں سے نکل کر دوسرے شہر جانے لگا، تو اس کے والدین کراہیہ کے لئے روپیہ دینے لگے، تو زید نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا، زید کے گاؤں کے لوگوں نے زید کو دوسرے شہر جانے سے منع کر دیا، زید نہیں مانا اور چلتا رہا، زید کی بیوی ہندہ بھی زید کے پیچھے چلتی رہی، زید نے ہندہ سے کہا تم گھر لوٹ جاؤ؛ لیکن ہندہ نہیں مانی اور وہ زید کے پیچھے چلتی رہی، زید بار بار منع کرتا رہا اور زید نے ہندہ سے کہا کہ دیکھو میں نے اپنی بیٹی ثریا کی قسم کھالی ہے کہ میں یہاں سے دوسرے شہر چلا جاؤں گا، پھر بھی ہندہ نہیں مانی پھر زید ہندہ کے ساتھ گھر لوٹ آیا اور گھر لوٹنے کے ساتھ ہی زید نے ہندہ سے کہا ایک سانس میں کہ ”تم کو ایک دو تین طلاق“، اس حالت میں ہندہ کو طلاق

واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو رجوع کرنے کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: عبدالقادر اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اب بلا حلالہ دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا، اب رجوع کی کوئی صورت نہیں، صرف حلالہ کرانے کی صورت ہو سکتی ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطنی، کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیة بیروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۸۷۳۳/۵۰۷)

تین طلاق کے بعد کفارہ دینے سے بیوی حلال نہیں ہوتی

سوال [۶۸۶۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری بہن جس کی شادی ۱۷ ستمبر ۲۰۰۴ء کو ہوئی تھی، شادی کے تیرہ ماہ بعد ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۷ رمضان ۱۴۲۵ھ بروز جمعہ ٹکڑ کے یعنی میرے بہن کے شوہر کا اس کے گھر والوں سے تکرار ہو گیا، اس وجہ سے دونوں میاں بیوی یعنی میری بہن اور اس کے شوہر نے چھ دن تک کچھ کھایا نہیں اور گھر والوں سے ناراضگی رہی، جب یہ بات بہن کے جیٹھ یعنی

میری بہن کے بڑے بھائی کو معلوم ہوئی، تو اس نے میرے بہنوئی کو کچھ روپے دیئے اور کہا آپ اپنا کھانا الگ پکانا شروع کر دو، جب بہن کی ساس کو معلوم ہوا کہ میرے بڑے لڑکے نے چھوٹے بیٹے کو الگ کھانا پکانے کے لئے کہا ہے، تو وہ بہنوئی کے پاس لڑتی ہوئی آئی اور بولی تم نے اگر اپنی بڑی بہن کے گھر جا کر اپنی بڑی بہن کو نہیں مارا ہوتا تو یہ تمہارے گھر کی ہوتی، اگر تمہارے سائلے تمہاری بیوی کو آکر ماریں تو تم اس کو رکھ لو گے؟

لڑکے نے کہا اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں اسے چھوڑ دوں، تو چھوڑ رہا ہوں، یہ کہہ کر اس نے تین سے زائد مرتبہ طلاق دیدی، یہ بات ہمیں ۱۱/ گیارہ ماہ بعد ۲۹/ اگست ۲۰۰۶ء مطابق ۳/ شعبان ۱۴۲۷ھ کو معلوم ہوئی۔ لڑکی گھر آنے لگی ان لوگوں نے روک لیا کہنے لگے میاں بیوی کے جھگڑے میں طلاق نہیں ہوتی ہے؛ لہذا گھریلو لڑائی میں طلاق نہیں ہوئی ہے، لڑکی بعد میں بیمار بھی رہی اور میکہ بھی کم آئی، اس نے کہا میں اپنے گھر جا کر بتا دوں، انہوں نے کہا ہم نے معلوم کر لیا ہے، کفارہ ادا کر دیا ہے؛ لہذا پھر سے لڑائی جھگڑے گھر میں ہوئے، لڑکی کی برداشت سے باہر ہو گئے، دو ماہ سے زیادہ پریشان تھی، اس نے ان لوگوں کی بات پر یقین رکھتے ہوئے دین دار لوگوں سے مسئلہ معلوم کر لیا ہوگا، ۱۱ ماہ تک کچھ نہیں بتایا۔

اس طلاق کی گواہ چار عورتیں ہیں۔

(۱) لڑکے کی ماں (والدہ)

(۲) بڑی جھٹانی

(۳) چھوٹی جھٹانی

(۴) نند بالغ ہے

دین کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل بتائیں۔ جزاک اللہ خیرا۔

نوٹ: بڑی بہن کی شادی پندرہ سال پہلے ہوئی تھی اور وہ تیرہ چودہ سال سے اپنے

گھر کی ہوئی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب ماں سے تکرار کے دوران بیٹے نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ سے زائد طلاق دے دی ہے، تو اس سے طلاق مغلطہ واقع ہوگئی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی، آئندہ بلا حلالہ کے آپس میں ملنا بھی جائز نہیں اور طلاق دینے کے بعد کفارہ کے نام سے کچھ دینے سے طلاق معاف نہیں ہوتی، طلاق ہر حال میں طلاق ہی ہے، کفارہ اس کے لئے تلافی نہیں ہے، اور تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فترجعت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱، مسلم شريف، كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها، النسخة الهندية ۱/۴۶۳، بيت الأفكار رقم: ۱۴۳۳، نسائي، كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دار السلام رقم: ۳۴۴۰)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲، المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربي بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. كذا في الهداية. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ

اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۱۳۳)

بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد بھی اس کے ساتھ زندگی گزارنا

سوال [۲۸۷۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں پھر اسی کے ساتھ رہنے لگا، دو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد فتویٰ لینے کی خواہش ہوئی، اسی درمیان میں ایک لڑکا بھی پیدا ہو گیا، اب شریعت کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہے، اس کا کیا طریقہ ہے؟ لڑکا میراث میں اس کے مال میں شریک ہو گا یا نہیں؟

المستفتی: عبد الغفار قاسمی، لادھ کیریہ، سستی پور (بہار)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تین طلاق دیدینے کے بعد عورت کو بلا حلالہ کے اپنے پاس رکھنا قطعاً ناجائز ہے؛ لہذا اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ سے توبہ کرنا ضروری ہے، اب اگر آپ دوبارہ اس کو بیوی بنا کر رکھنا چاہتے ہیں، تو حلالہ شرعیہ ضروری ہوگا اور اس عورت کی عدت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر آپ اس سے حرام سمجھتے ہوئے ہم بستری کرتے رہے ہیں، تو ایسی صورت میں اس عورت کی عدت پوری ہو چکی ہے اور اس کا فوری طور پر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اگر اس کو حلال سمجھتے ہوئے آپ نے اس سے ہم بستری کی ہے، تو آخری ہم بستری کے بعد جب تین ماہواری مکمل ہو جائیں، تو دوسرے مرد سے نکاح ہو جائے اور اس کے ساتھ ہم بستری بھی ہو جائے، پھر جب وہ طلاق دے دے اور اس کے بعد تین ماہواری گزر جائے، تو آپ اس سے

نکاح کر سکتے ہیں اور جو بچہ اس مدت میں پیدا ہوا ہے، وہ ثابت النسب ہے؛ لہذا وہ باپ کے مال میں میراث کا حقدار ہوگا۔

اتفقوا أن التوبة من جميع المعاصي واجبة سواء كانت المعصية صغيرة، أو كبيرة. (نووي، کتاب التوبة ۳۵۴/۲)

والحاصل أنه إن كتّمه، ثم أخبر به بعد مدة، فالفتوى على أنه لا يصدق في الإسناد؛ بل تجب العدة من وقت الإقرار سواء صدقته، أو كذبت، وإن لم يكتّمه بل أقر به من وقت وقوعه، فإن لم يشتهر بين الناس، فكذلك. وإن يشتهر بينهم تجب العدة من حين وقوعه وتنقضي، إن كان زمانها مضى، وهذا إذا لم يكن وطئها بشبهة ظن الحل وإلا وجبت بالوطء عدة أخرى وتداخلتا كما مر، وكذا كلما وطئها تجب عدة أخرى فلا يحل لها التزوج بآخر مالم تمض عدة الوطء الأخير بخلاف ما إذا كان الوطء بلا شبهة، فإنه لا يوجب عدة لتمحضه زنا، والزنا لا يوجب عدة كما مر. (شامي، باب العدة، كراچی ۵۲۲/۳، زکریا ۲۰۵/۵)

من طلق امرأته ثلاثاً، ثم أقام معها زماناً..... ولو وطئها وادعى الشبهة، بأن قال: ظننت أنها تحل لي فإنها تستقبل العدة بكل وطء تتداخل الأولى.

(تاتارخانية، زکریا ۲۳۸/۵، رقم: ۷۷۵۰)

فإن المطلقة الثلاث يثبت النسب منها؛ لأنه وطء في شبهة العقد، فيكفي ذلك لإثبات النسب. (فتح القدير، دار الفكر بيروت ۲۵۱/۵، كوثه ۳۴/۵،

زکریا ۲۳۹/۵، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۳۴۸/۲)

إن ادعى النسب يثبت في الأولى لا في الثانية إلا في المطلقة ثلاثاً بشرطه، وتحتة في الشامية: وتحصل من هذا أنه إذا ادعى الولد يثبت النسب سواء ولدت لأقل من سنتين، أو لأكثر، وإن لزم الوطء في العدة

لوجود شبهة العقد. (شامی، زکریا ۶/۳۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۶۰۳)

بیوی کو تین طلاق دے کر اس سے رجوع کرنا

سوال [۶۸۷۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو غلط تعلق کی وجہ سے صراحۃً تین طلاق دیدیں تھیں، مگر چند بچے چھوٹے چھوٹے تھے اسی عورت سے اور خاندان والوں نے بھی زور ڈالا کہ اپنی بیوی سے رجوع کرو؛ چنانچہ ایک عالم سے معلوم کیا، تو انہوں نے بلا حلالہ کے رجوع کروا دیا، اور وہ اب میرے یہاں ہے، اب حج کا ارادہ رکھتا ہوں، تو پھر علماء سے پوچھا، تو بولے کہ وہ عالم دوسرے مسلک کے تھے؛ اس لئے تم مسئلہ دریافت کرلو، ورنہ بہت گنہگار ہو گے؛ لہذا عرض ہے کہ صحیح طریقہ سے مسئلہ تحریر فرمادیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: محمد بیر اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس صورت میں بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو گئی

ہے، جس عالم نے بلا حلالہ رجوع کرایا ہے وہ غلط ہے، اس سے حرام کاری ہو رہی ہے، فوراً بیوی سے الگ ہو جائیں، بغیر شرعی حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلةً صاحبه. (سنن دار قطنی، کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیة بیروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هنديّة، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵) فقط واللّه سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۶/۷۸۷۸)

مطلقہ مغلطہ کا بلا حلالہ نکاح کرانا

سوال [۶۸۷۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میاں بیوی میں کسی بات پر کہاسنی ہو رہی تھی، میاں نے غصہ میں آکر اسے تین بار طلاق دیدی طلاق دے ہوئے تقریباً ایک سال ۲ ماہ کا عرصہ ہو گیا، لڑکی اپنے والدین کے یہاں پر ہے، لڑکی کے والد کہتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح اسی میاں کے ساتھ کروں گا، تو ایسی صورت میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد القیوم، کندرکی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے اپنی بیوی کے لئے تین مرتبہ طلاق دی کے الفاظ استعمال کیے ہیں، تو اس سے زید کی بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو گئی۔ اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو بغیر حلالہ شرعی کے نکاح کرنا درست نہیں ہے، جب دو سال پہلے کا یہ واقعہ ہے، تو عدت گزر گئی، اب کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے اس سے ہمبستر ہو جائے،

پھر وہ شخص طلاق دیدے، اس کے بعد دوبارہ عدت گزار کر اس پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر کے رہنا درست ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجمعها الآخر. (نسائي شریف، کتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۲/۸۴، دارالسلام رقم: ۳۴۴۴) ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶)

وإن كانت الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیة، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/زی قعدہ ۱۴۲۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۱۸۹)

مطلقہ ثلاثہ سابق شوہر کے حق میں احنبیہ ہے

سوال [۶۸۷۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہندہ زید کی چچی زاد بہن ہے، ان دونوں کا نکاح آپس میں ہوا تھا، کسی وجہ سے ہندہ مغلطہ ہو گئی اور ہندہ کی شادی دوبارہ ہوئی نہیں حلالہ کے لئے؛ لیکن ہندہ اپنے شوہر سے بلا تکلف بات چیت کرتی ہے کھانا وغیرہ سب کام کرتی ہے حتیٰ کہ خلوت حاصل کرتی ہے،

ہندہ کے سر وغیرہ بھی اس سے منقطع ہوتے ہیں، ہندہ کے لئے درست ہے کہ بغیر حلالہ کئے یہ سب کام کرے اور اس کے شوہر سر وغیرہ کو اس سے انقاع حاصل کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محرم اکرم متعلم مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، تو اس کا شوہر کے پاس جانا اور اس سے بات چیت کرنا اور اس کے سامنے آنا ناجائز ہے، ان دونوں کے درمیان شرعی پردہ واجب ہے، یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے لئے اجنبی اور غیر ہیں، اگر ساتھ رہنا چاہیں تو حلالہ شرعی کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایہ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیہ، زکریا ۵/۴۷۱، رقم: ۷۵۰۳)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

۱۴۱۵/۳/۹ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۸۹۸)

فالج کی بیمار مطلقہ کو اپنے پاس اس مقصد سے رکھنا کہ اب اس سے کون نکاح کرے گا

سوال [۶۸۷۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیدی ہیں اور ان

دونوں کی کچھ حالت اس طرح ہے کہ فالج کا اثر کئی مرتبہ ہو چکا ہے اور ان کو اپنے گھر کوئی رکھ بھی نہیں سکتا اور اب وہ چاہتے ہیں کہ رجوع ہو جائیں؛ اس لئے دہلی میں ایک مفتی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا امام شافعیؒ کے مسلک میں کچھ گنجائش ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: محمد سلیم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال مذکورہ شخص کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر میاں بیوی کا آپس میں زوجیت کا تعلق رکھنا حرام ہے اور امام شافعیؒ کے مسلک میں تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے بیوی کو رکھنے کی جو گنجائش سوال نامہ میں لکھی ہے، ہماری نظر سے نہیں گزری۔

وذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامی، کراچی ۲۳۲/۳، زکریا ۴/۴۳۴، فتح القدیر، دار الفکر بیروت ۶۹/۳، کوئٹہ ۳۳۰/۳، زکریا ۴۵۱/۳)

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۲۱/۴، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایہ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۱۹۹)

طلاق مغلظہ کے بعد دونوں کا ایک ساتھ رہنا

سوال [۶۸۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ الف کی شادی ذال کے ساتھ ہوئی تھی، یہ شادی دونوں طرف کے والدین کی زورزبردستی اور چالاکی کی بناء پر ہوئی تھی، الف نے ذال کو منظور تو کر لیا؛ لیکن دل پہ پتھر رکھ کر الف اور ذال کے چار بچے پیدا ہوئے، اس کے بعد الف کے والد کا انتقال ہو گیا، باپ کا ڈر جاتا رہا، تو الف نے میم نام کی عورت سے نکاح کر لیا اور ذال بھی رہتی رہی، ذال کے بھائیوں کو یہ بات بری لگی، وہ اپنے ہمدرد نیتاچی کو لے کر الف کے گھر آئے باتوں باتوں میں غصہ میں آ کر الف نے ذال کو ذال کی غیر موجودگی میں تین طلاق بول دیں، یعنی ذال کے بھائیوں اور ہمدرد کی موجودگی میں، ذال کے بھائی گھبرا کر بھاگ گئے اور ذال الف کے گھر میں بیوی کی حیثیت سے رہتی رہی، میم بھی رہتی رہی، کچھ سال بعد ذال کے بیٹے بڑے ہو گئے اور وہ اپنی ماں کو اپنے ساتھ رکھنے لگے، الف اپنی بیوی میم کے ساتھ رہنے لگے، جان کاری یہ کرنی ہے کہ الف اور ذال کے رشتے کیا شوہر بیوی کے ہیں یا طلاق ہو چکی ہے، الف اور ذال میاں بیوی بن کر رہنا چاہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: اظہار الحسن، رٹائرڈ اے، ڈی، او، کنگ پریس کے سامنے شیدھی سرائے، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ذال پر طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے، دونوں کا میاں بیوی کے طور پر ایک ساتھ رہنا قطعاً حرام ہے، دونوں میاں بیوی بن کر رہنا چاہیں تو حلالہ شرعیہ کے بعد ہی رہ سکتے ہیں۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.
(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، شامی، کراچی ۳/۴۰۹-۴۱۰، البحر الرائق، زکریا ۴/۹۴، کوئٹہ ۵۶/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

المحرر المحرم ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۶۸۶/۳۵)

مطلقہ ثلاثہ کا شوہر کے ساتھ رہنا حرام ہے

سوال [۶۸۷۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں، میری بیوی کے ماں باپ نہیں ہیں، یہی سوچ کر میں نے شادی کی تھی، یتیم بچی ہے ہمدردی میں، لیکن معاملہ برعکس نکلا اس کی شروع سے یہ ضد تھی کہ گھر والوں سے کوئی تعلق نہیں رکھو گے، شادی کے ۸ دن بعد سے ہی ہم دونوں میں جھگڑا ہونے لگا، میں نے ہر چند سلجھانے کی کوشش کی ہر طرح سے سمجھایا الگ رہنے پر بھی راضی ہو گیا؛ لیکن بہت سی ایسی باتیں ہیں، جن کی وجہ سے ہمارا مزاج نہیں مل پایا، بالآخر ایک دن میں نے اس سے کہہ دیا ”طلاق، طلاق، طلاق“ تین مرتبہ ۱۴/۲۰۱۲ء کو طلاق دی، لیکن اس کے گھر والے چچا وغیرہ نے میرے گھر واپس بھیج دیا ہے، میں ان سے کہہ چکا ہوں کہ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے، اب وہ میرے ساتھ رہتی ہے، شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نسیم، محلہ: چھوٹی منڈی، کنگھڑ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپس میں نزاع اور اختلاف کی وجہ سے تین

طلاق دینے کا شوہر خود اقرار کر رہا ہے؛ اس لئے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر وہ شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، اب دونوں کے درمیان بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہیں ہوگا۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن الدارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (ہندیہ، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵)

أما المطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضاً حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزواج آخر. لقوله تعالى: فإن طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (بدائع الصنائع، زکریا ۳/ ۲۹۵، مجمع الأنهر، دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۶۷۴)

تین طلاق کے بعد شوہر کے ساتھ رہنا

سوال [۶۸۷۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا نام مہربانو ہے، میرے شوہر کا نام محمد مشاہد حسین ہے، میری شادی ۱۹۸۴ء میں ہوئی تھی، اس درمیان میں میرے شوہر نے اپنے پورے ہوش و حواس میں مجھے ایک شخص کے سامنے جس کا نام اکبر علی ہے اور ہمارا کارڈ رانیور ہے اور چند آدمی محلہ کے کئی بار

تین تین بار ”طلاق، طلاق، طلاق“ کہا اور کہا کہ میں نے تم کو بہت سوچ سمجھ کر کہا ہے، کیا شرع محمدی کے حساب سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ کیا میرا اپنے شوہر کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتیۃ: مہربانو

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شوہر نے جب پہلی مرتبہ کہا کہ ”طلاق، طلاق، طلاق“ تو اس سے تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور نکاح ختم ہو گیا، اب شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور جتنے دن اس کے ساتھ رہی ہے، یہ حرام کاری اور زنا ہے، دونوں کو گناہ کبیرہ سے صدق دل سے توبہ کرنا لازم ہے اور عورت فوراً شوہر سے الگ ہو جائے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۳۵۵، جدید ۱/۴۲۳)

اور حلالہ شرعی کے بغیر دونوں میں ازدواجی تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هداية اشرفي دیو بند ۲/۳۹۹، ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳،

جدید ۱/۵۳۵، البحر الرائق کوئٹہ ۴/۵۶، زکریا ۴/۹۴، در مختار،

کراچی ۳/۴۰۹، زکریا ۵/۴۰ تا ۴۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۷۳۲)

طلاق ثلاثہ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہنا

سوال [۶۸۷۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ کچھ وجہوں سے میرے اور میرے شوہر کے تعلقات اچھے نہیں رہے، دسمبر ۱۹۹۵ء کو غصہ میں میرے شوہر نے تین مرتبہ مجھ سے کہا کہ ”میں نے تم کو طلاق دی، دوسرے دن یہ واقعہ میں نے اپنے سر سے بتایا، انہوں نے کہا کہ اگر یہ صورت حال ہے، تو تم کو طلاق ہوگئی اور تم کو اپنے شوہر سے الگ رہنا چاہئے، پھر انہوں نے مجھے دو دن شوہر سے الگ رکھا، پھر شوہر سے اس بات کی تحقیق کی تو وہ صاف انکار کر گئے کہ انہوں نے تین مرتبہ کہا تھا، انہوں نے کہا: کہ میں نے دو مرتبہ کہا تھا؛ جبکہ میں نے اپنے کانوں سے تین مرتبہ ہی سنا تھا، پھر میرے سر نے کہا کہ اگر یہ دو مرتبہ کی بات کہہ رہا ہے تو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں تم دونوں ساتھ رہ سکتے ہو، میں نے کہا چونکہ میں نے اپنے کانوں سے تین مرتبہ ہی سنا ہے، تو اب جو کچھ گناہ ہم پر ہوگا، اس کی ذمہ داری میں نہیں؛ کیونکہ آپ میری بات نہیں مان رہے ہیں، اس طرح ہم ساتھ رہنے لگے؛ لیکن تعلقات پھر بھی اچھے نہیں رہے، ان کی کچھ ناقابل برداشت باتوں کے سبب میں نے ۱۹۹۸ء کو وہ گھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا اور میں اپنے شوہر کو بتا کر آئی تھی کہ دوبارہ اس گھر میں نہیں آؤں گی۔ اس واقعہ کو تین سال کا عرصہ گزر چکا، جب سے آج تک میں اپنے میکہ میں ہوں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتیۃ: اسماء بنت محمد رئیس، محلہ: پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئلہ صورت میں جب آپ نے اپنے کانوں سے تین مرتبہ طلاق کا لفظ سنا تھا، اس پر آپ کے سر نے آپ کو مسئلہ سے بھی آگاہ کر دیا، تو آپ کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں تھا؛ اس لئے اس کے بعد جتنے دن آپ نے اپنے شوہر کے ساتھ گزارے ہیں، وہ زنا کاری ہوئی ہے اور شوہر کے تین طلاق دینے پر چونکہ آپ کے پاس کوئی شرعی گواہ نہیں ہے؛ اس لئے قضاء تین طلاق کا حکم بھی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اب آپ کے لئے شوہر کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرنا جائز ہوگا؛ بلکہ جس طرح ہو سکے خلع وغیرہ کے ذریعہ ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد: ایضاح النواہد ۲/۱۰۳)

المرأة كالقاضي لا يحل لها أن تمكّنه إذا سمعت منه ذلك. (ہندیہ،

زکریا قدیم ۳۵۴/۱، جدید ۴۲۲/۱، شامی، کراچی ۲۵۱/۳، زکریا ۴۶۳/۴،

البحر الرائق، کوئٹہ ۲۵۷/۳، زکریا ۴۴۸/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

۱۴۲۲/۶/۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۸۵/۳۵)

مطلقہ مغلظہ سے ۹ سال تک منکوحہ جیسا تعلق رکھنا

سوال [۶۸۷۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل

کے بارے میں: کہ زید ایک خدا کو بھولا ہوا انسان تھا، وہ لگ بھگ ۹ سال سے زنا کر رہا تھا، یعنی زید کی شادی ۱۱ سال پہلے ہوئی اور دو سال بعد زید نے تین طلاق دیدیں، اس کے بعد وہ اپنی بیوی کو ۹ سال تک رکھے رہا، اس درمیان میں ایک لڑکی جواب ۸ سال کی ہے اور ایک لڑکا تین سال کا ہے پیدا ہوا اور اب اپنے گناہ کا کفارہ چاہتا ہے، اور اس کو اپنی بیوی بنا کر اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے؛ لہذا زید اس مسئلہ میں کیا کرے اور زید کے گناہوں کی تلافی کس صورت میں ممکن ہے؟ زید کا روتے روتے برا حال ہے اور دعائیں بھی بہت مانگ رہا ہے، اسے اپنی غلطی کا بڑا احساس ہے۔

المستفتی: محمد ندیم، محمد یوسف، ناٹڈہ، بادل، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید نے اگر بیوی کو طلاق مغلظہ دیدی تھی، پھر

بغیر حلالہ کے اپنے پاس رکھ رکھا ہے، اور اسی دوران اولاد بھی پیدا ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں یہ زندگی حرام کی ہے، اللہ سے توبہ کرنا لازم ہے اور عورت کو اگر بیوی بنا کر رکھنا چاہے، تو حلالہ کا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا، اس کی شکل یہ ہوگی کہ آج تک بیوی کے ساتھ

جو ہمبستری کا سلسلہ رہا ہے، وہ وطی بالشبہ کے درجہ میں قرار دیا جائے گا اور وطی بالشبہ کے بعد عدت واجب ہوتی ہے؛ لہذا عورت کو اپنے پاس سے الگ کر دے، وہ باضابطہ عدت گزارے اور عدت پوری ہونے کے بعد وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہو جائے، پھر وہ طلاق دے یا وفات پا جائے، پھر یہ عورت عدت گزارے اس کے بعد شوہر اول اس سے نکاح کر سکتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی شکل نہیں ہے اور اس دوران جو اولاد پیدا ہوئی ہے، وہ وطی بالشبہ کے درجہ میں ہے؛ لہذا اس کا نسب اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔

ويثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر عن صاحبه ودخل بها أولاً في الأصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي وجوبه؛ بل يجب على القاضي التفريق بينهما وتجب العدة بعد الوطء. (شامي، كتاب النكاح، باب المهر، زكريا ۴/۲۷۵، کراچی ۱۲۳/۳)

والوطء بشبهة كالحلال: صورته وطئت امرأته بشبهة فحبلت وولدت، ثم تزوجت، ثم أَرْضَعَتْ صَبِيًّا كَانَ ابْنًا لِلْوَطْءِ بِشَبْهَةٍ. (شامي، کراچی ۳/۲۲۱، زكريا ۴/۴۱۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/ ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۵۹۵)

کورٹ کے فیصلہ پر مطلقہ مغلطہ کو ساتھ رکھنا

سوال [۶۸۸۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اصغر علی ولد اکبر علی محلہ مقبرہ اول کا رہنے والا ہوں، میں اپنی بیوی کو لگ بھگ دو سال پہلے تین طلاق دے چکا ہوں، لکھت روپ میں بھی اور چار لوگوں کے بیچ میں

بھی تین بار طلاق دے دی ہے۔ اب میری بیوی نے کورٹ میں جا کر مجھ پر دعویٰ کیا ہے کہ دوبارہ میرا گھر بسایا جائے، کورٹ نے مجھ سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو اپنے گھر لے کر جاتے ہو یا جیل جانا چاہتے ہو؛ لہذا حضرت والا سے گزارش ہے کہ اس میں میں کیا کروں؟ مجھ کو حدیث اور قرآن کی روشنی میں آگاہ کریں۔ شکریہ

المستفتی: محمد اصغر علی ولد اکبر علی محلہ مقبرہ اول، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو کر آپ کے لئے وہ قطعی طور پر حرام ہو چکی ہے، اب اگر دوبارہ دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو حلالہ شرعی لازم ہے اور حلالہ شرعی کا مطلب یہ ہے کہ طلاق کے بعد تین ماہ واری گزر جائے، اگر حیض والی عورت ہے اور اگر ماہ واری کا سلسلہ بند ہو گیا ہے، تو طلاق کے بعد تین مہینہ گزر جانے پر کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے اور اس مرد کے ساتھ ہمبستری بھی لازم ہے، پھر وہ مرد طلاق دیدے، پھر طلاق کے بعد اگر ماہ واری کا سلسلہ ہے، تو تین ماہ واری گزر جائے اور اگر ماہ واری کا سلسلہ بند ہو گیا ہے، تو تین مہینہ گزرنے کے بعد آپ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے، اسی کو حلالہ شرعی کہتے ہیں اور اس طرح کے حلالہ کے بغیر بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا آپ کے لئے جائز نہیں ہے۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي بيروت ۲۹۵/۱۲، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها،

أویموت عنها. (هندیة، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۱۴۷، رقم: ۷۵۰۳، مجمع الأنهر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۹/۱۰۳۱)

طلاق مغلظہ کے بعد بیوی کو دوبارہ رکھنا

سوال [۲۸۸۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے بھائی محمد اعظم نے چار سال پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی، اس بیوی سے دولڑکے ہیں، اس کے بعد بھائی صاحب نے ایک طلاق شدہ عورت سے نکاح کیا تھا، وہ عورت میرے دونوں بھتیجوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ یہ دونوں بچے اپنی ماں کے پاس چلے جائیں اور میں سارے گھر پر حکومت کروں اور یہ عورت بچوں کو بہت پریشان کرتی ہے اور بچوں کو ڈرانا دھمکانا اور کبھی یہ کہنا کہ پولیس میں دیدوں گی اور یہاں تک کہ عورت پنڈتوں کے پاس جا کر سفلی علم کا جادو کراتی ہے، بچے پیلے پڑتے جا رہے ہیں اور بھائی صاحب کو بھی آگاہ کر دیا ہے کہ تمہاری دوسری بیوی بہت شیطان ہے وہ تمہارے بچوں کی دشمن بن گئی ہے؛ لہذا تم ان بچوں کی ماں کو دوبارہ لاؤ اس کا فتویٰ نکلوا کر کوئی نہ کوئی حل نکل سکتا ہے۔ اب میں نے اپنے بھائی صاحب کو ساری باتیں بتلائیں اگر راضی ہو جائے تو بچوں کو ان کی اصلی ماں بھی مل جائے گی اور بچوں کی زندگی بھی سنور جائے گی، پہلی بیوی سے نکاح کس صورت میں ہو حلالہ ضروری ہے یا بغیر حلالہ کے دوسری کوئی صورت نظر آتی ہے؟ آپ اسلام کی روشنی میں حل بتلائیے۔

المستفتی: شرافت حسین، گویاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سائل سے زبانی معلوم ہوا کہ پہلی بیوی کو تین طلاق دیدی تھیں، تو اب اگر اس بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے، تو بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح درست نہ ہوگا؛ بلکہ حلالہ شرعی میں زوج ثانی اس کے ساتھ ہمبستری کرے، پھر اس کے بعد طلاق دیدے، پھر اس کے بعد تین ماہ واری عدت گزرنے کے بعد آپ کے بھائی اپنی طلاق شدہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں، اس کے بغیر دوبارہ رکھنے کی کوئی شکل نہیں ہے۔

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دارقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/۵/۱۴۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۳۸۹)

مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ رکھ لیا دینے پر بھی کیا حکم ہے؟

سوال [۶۸۸۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، اس کے بعد چند دن الگ رہنے کے بعد پھر دونوں ساتھ رہنے لگے، اسی حالت میں دو بچے پیدا ہو گئے، تو یہ بچے ثابت النسب ہوں گے یا حرامی ہوں گے، بعد میں احساس پیدا ہوا کہ ہم حرام طریقہ سے رہ رہے ہیں۔ اب ہم

جائز طریقہ سے رہنا چاہتے ہیں، تو حل جدید کے لئے عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کرنا ہوگا؛ لیکن سوال یہ ہے کہ درمیان میں جو دو چار سال گزرے ہیں یہی عدت شمار ہوگی یا دونوں کے الگ ہونے کے بعد الگ سے عدت گزارنی ہوگی؟

المستفتی: محمد صادق بخوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد جب دونوں بغیر حلالہ کے ساتھ رہنے لگے اور اسی اثناء میں بچے پیدا ہو گئے، تو یہ بچے ثابت النسب ہوں گے؛ جبکہ اس نے حلال سمجھ کر طلاق کے بعد بیوی سے ہمبستری کی ہو، تو اس پر اب دوسری عدت بھی واجب ہو جائے گی۔ اور اگر شوہر کو معلوم تھا کہ بیوی میرے لئے حرام ہے، اس کے باوجود ہمبستری کی ہے، تو بچوں کا نسب اس شخص سے ثابت نہ ہوگا اور ایسی صورت میں اس عورت پر دوسری عدت بھی واجب نہ ہوگی؛ اس لئے کہ دوسری صورت میں یہ زنا ہوا ہے اور زنا میں نہ تو ثبوت نسب ہوتا ہے، اور نہ ہی عدت واجب ہوتی ہے۔

وَإِذَا وَطِئَ الْمَعْتَدَةُ بِشِبْهَةِ وَلَوْ مِنَ الْمَطْلُوقِ وَجَبَتْ عِدَّةُ أُخْرَى لِتَجَدُّدِ السَّبَبِ. قَوْلُهُ بِشِبْهَةِ وَذَلِكَ كَالْمَوْطُوءَةِ لِلزَّوْجِ فِي الْعِدَّةِ بَعْدَ الثَّلَاثِ بِنِكَاحٍ، وَكَذَا بَدُونَهُ إِذَا قَالَ ظَنَنْتُ أَنَّهَا تَحِلُّ لِي - وَمَفَادُهُ أَنَّهُ لَوْ وَطِئَهَا بَعْدَ الثَّلَاثِ فِي الْعِدَّةِ بِلَا نِكَاحٍ عَالِمًا بِحَرَمَتِهَا لَا تَجِبُ عِدَّةُ أُخْرَى؛ لِأَنَّهُ زَنَا. (شامی، کتب الطلاق، باب العدة، کراچی ۵۱۸/۳، زکریا ۲۰۰/۵)

لأن النسب كما يثبت بالنكاح الصحيح يثبت بالنكاح الفاسد وبالوطء عن شبهة. (هداية، اشرفي ديو بند ۴۳۸/۲)

ولو طلقها ثلاثاً، ثم تزوجها قبل أن تنكح زوجاً غيره، فجاءت منه بولد ولا يعلمان بفساد النكاح، فالنسب ثابت وإن كانا يعلمان بفساد النكاح يثبت النسب أيضاً عند أبي حنيفة. (تاتارخانية ۲۶۲/۵، رقم: ۷۷۹۸)

لو طلقها ثلاثاً وهو يقيم معها فإن كان مقرأً بالطلاق تنقضي العدة، وإن كان منكراً تجب العدة من وقت الإقرار زجراً لهما هو المختار. (هنديہ، زکریا قدیم ۱/۵۳۲، جدید ۱/۵۸۴)

وإذا وطئت المعتدة بشبهة فعليها عدة أخرى - والوطئ بالشبهة الموجبة لعدة أخرى على أنواع - منها إذا دخل بها في العدة وقد طلقها ثلاثاً، وقال: ظننت أنها تحل لي. (تاتارخانیہ، زکریا ۵/۲۳۹، رقم: ۵۳۷۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۱۱۳۸۴/۴۰)

حلالہ شرعی کے بغیر مطلقہ ثلاثہ شوہر اول کے لئے حلال نہیں

سوال [۶۸۸۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اور اس کی بیوی میں جھگڑا ہو گیا، زید نے اپنی بیوی کو لگاتار تین طلاقیں دیں، میاں بیوی کے علاوہ کوئی پاس نہ تھا، جب چرچا ہوا تو زید نے اقرار کر لیا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں، اس کے بعد زید کی گھر والی نے اپنے میکہ جا کر عدت پوری کر لی، پھر زید کے بڑے بھائی کے ساتھ نکاح کر دیا گیا اور چار دن کے بعد اس نے طلاق دیدی، اب اس کی عدت بھی پوری کر لی گئی ہے زید کے بھائی سے نکاح زید کی سسرال میں ہی کر دیا گیا؛ لیکن نکاح کرنے کے بعد زید کا بھائی اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لایا وہیں سسرال چھوڑ آیا اور حلالہ نہیں ہوا، اس حالت میں کیا زید کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نسیم احمد، امام جامع مسجد، رام نگر کھا گووالا، ٹھاکر دوراہہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کے بھائی کے ساتھ عقد نکاح ہو جانے کے

بعد چونکہ زید کے بھائی نے اس سے ہمبستری نہیں کی اور بغیر ہمبستری کے طلاق دیدی، تو اس سے زید کے واسطہ وہ عورت حلالہ نہیں ہوئی؛ بلکہ حلالہ کے لئے ہمبستری لازم اور ضروری ہے؛ لہذا اب جب تک دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح و ہمبستری نہ ہو جائے اور اس کی طرف سے طلاق وعدت نہ پوری ہو جائے، اس وقت تک زید کے لئے اس عورت سے نکاح جائز نہیں اور زید کے بھائی نے جب بغیر ہمبستری اس کو طلاق دیدی ہے، تو اس طلاق کے بعد دوسرے سے نکاح کے لئے عدت کی ضرورت نہیں تھی۔

عن عائشةؓ أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵۰/۷۲۵)

مطلقہ مغلطہ بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی

سوال [۶۸۸۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فیروز عالم نے اپنی بیوی امتی بیگم کو اپنی ماں سے جھگڑے کے کارن ایک سانس میں ۹ بار اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور پھر خفیہ طور پر لڑکی کے دادا اور چچا کو جو کہ ان پڑھ جاہل ہیں کسی بہانے سے بلوا کر کسی طرح راضی کر کے لڑکی سے ایک پیشہ ور غیر سند یافتہ عالم سے نکاح پڑھا لیا اور نکاح کے جواز کا قاضی سے کاغذ بھی بنوا لیا۔ اور امتی بیگم کو اپنی زوجیت میں رکھے ہوئے ہے، اس عالم کے باپ بھی ہزاروں ایسے نکاح پڑھایا کرتے تھے جن عورتوں کو طلاق مغلطہ ہو جاتی تھی، تو شرعی حکم تحریر فرمائیں یہ بھی واضح فرمائیں عدت و مہر واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: عقیف احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ۹/ بار طلاق دینے سے تین ہی طلاق واقع ہوتی ہیں اور تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے جان بوجھ کر دوبارہ نکاح پڑھانے والا سخت ترین گناہ کا مرتکب ہوگا اور جو نکاح پڑھایا جا رہا ہے، اس سے شرعاً وہ عورت بیوی نہیں بنے گی، اس کو ساتھ رکھنا زنا کاری ہوگی۔ نیز طلاق کے بعد فیروز عالم پر عورت کا نفقہ اس شرط پر لازم ہے کہ وہ جہاں رہ کر عدت گزارنے کے لئے کہے وہاں عدت گذارتی ہو، مہر اس پر بہر حال واجب ہے۔

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دارقطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/ ۴۷۳، جدید ۱/ ۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۱/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۹۷۷)

مطلقہ ثلاثہ کو ساتھ رکھنے کی شکل

سوال [۶۸۸۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو تحریری اور زبانی تین دفعہ طلاق دی تھی، جس کو تقریباً ایک سال کا عرصہ ہو گیا، اب بچوں کی وجہ سے دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو کیا طریقہ اپنانا پڑے گا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: معروف احمد رسول لائن، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ نے ایک سال پہلے بیوی کو طلاق دیدی تھی، تو اس درمیان میں اس کی عدت بھی پوری ہو چکی ہے، اب اگر دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو بیوی کسی دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے اور ہمبستری کے بعد جب وہ مرد طلاق دیدے گا، تو پھر دوبارہ عدت گزارنی لازم ہے اور دوبارہ عدت پوری ہونے کے بعد آپ کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا، اس طریقہ سے دونوں کے ساتھ رہنے کی شکل ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں ہے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [البقرہ: ۲۳۰]
قال الليث عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثاً-إلي قوله- فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيرك. (بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۲/۲، رقم: ۵۲۶۴، مسلم شريف، كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض، النسخة الهندية ۴۷۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۷۱)

وقال حسن، لولا أنني سمعت أبي يحدث عن جدِّي النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: من طلق امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعتهما. (السنن الكبرى للبيهقي جديد دار الفكر بيروت ۵۲/۱۱، رقم: ۱۴۸۵۵، دار قطني، دار الكتب العلمية بيروت ۲۰/۴، رقم: ۳۹۲۷)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وشتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۴۷۳/۱، جديد ۵۳۵/۱، هداية اشرفي دیوبند ۳۹۹/۲) فقط والسبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

۱۴۳۵/۳/۳

(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۴۵۷)

تین طلاق کے بعد ایک ساتھ رہنے کی شکل

سوال [۶۸۸۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری (استکار بن عبدالستار ساکن محلہ بیگم سرائے سنبھل) شادی ایک سال پہلے سونا بنت حاکم علی ساکن غازی آباد کے ہمراہ ہوئی تھی، شادی کے بعد ہی سے میری بیوی نے مجھ سے اپنے ہی شہر میں رہنے کے لئے اصرار شروع کر دیا۔ بات اور بڑھی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہم دونوں کا ایک ساتھ رہنا مشکل نظر آنے لگا؛ اس لئے آپسی مصالحت کے پیش نظر گواہان کے سامنے میں نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق، کہہ کر طلاق دیدی اور اس کا کل مہر پانچ ہزار روپیہ مع نفقہ عدت گواہان کی موجودگی میں ادا کر دیا گیا؛ لہذا اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے بعد ایک ساتھ رہنے کی گنجائش باقی رہتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: استکار بن عبدالستار، محلہ بیگم سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حسب تحریر سوال جب شوہر خود اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں اور طلاق کے دستاویز بھی مع شوری کے دستخط کے سوال نامہ کے ساتھ ہیں، تو مسئلہ صورت میں اس کی بیوی سونا بنت حاکم پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ اب بدون حلالہ شرعیہ کے ان کے درمیان نکاح اور میاں بیوی کا تعلق جائز نہیں اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت کی تین حیض کے ساتھ عدت گزر جانے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے وہ مرد اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے اس کے بعد وہ مرد طلاق دیدے، پھر تین ماہ واری کے ذریعہ عدت گزر جانے کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا۔

عن نافع عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديوبند ۲/۳۹۹)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹، جديد زكريا ۳۷۶) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۵/۴

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹۰۶۰۰۵)

طلاق کے بعد دوبارہ ساتھ رہنے کی شکل

سوال [۶۸۸۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محمد سرفراز نے غصہ کی حالت میں جبکہ طبیعت بھی خراب تھی اپنی بیوی سے کہہ دیا، ”میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، تو اب اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوگئی اور ہم دونوں پھر سے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں، تو اب دوبارہ ساتھ رہنے کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟

نوٹ: چار بچے ہیں، جن میں سے ایک سات سال کا ہے، دوسرا چھ سال کا، ایک لڑکی تین سال کی ہے اور ایک دودھ پیتی بچی ہے۔

المستفتی: محمد سرفراز، کروڑا، رحمت نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوالنامہ میں مذکور صورت میں محمد سرفراز کی بیوی

پرتین طلاق مغلطہ واقع ہو گئیں، اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ شوہر کی اس طلاق کے بعد بیوی پرتین ماہواری گزر جائے اس کے بعد اس کا کسی دوسرے سے نکاح ہو جائے اور اس مرد سے باقاعدہ ہمبستری ہو۔ اور پھر وہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دیدے، اس کے بعد مذکورہ عورت پر پھر تین مرتبہ ماہواری کا زمانہ گزر جائے تو اس کے بعد محمد سرفراز اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہ سکتا ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دارقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

لو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبه والنظائر قديم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زکریا قديم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ
نفیوی نمبر: الف ۳۹/۴۰۳۰ (۱۰۳۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱۱/۱۴۳۱ھ

طلاق مغلطہ کے بعد ایک ساتھ رہنے کی صورت

سوال [۶۸۸۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا اپنے والدین سے بچوں کے اوپر جھگڑا ہوا، میں اپنے بچوں کو اپنی

بیوی سے مانگ رہا تھا، اس نے دیدیئے تھے؛ لیکن میرے والدین نے میرے بچوں کو مجھ کو نہ دیا اور میرے والدین نے میرے ساتھ مار پیٹ بھی کی اس پر میں نے اپنی بیوی کو تین بار کہا ”جائیں نے تجھ کو طلاق دی، جائیں نے تجھ کو طلاق دی، جائیں نے تجھ کو طلاق دی“ اور اس وقت میری بیوی حاملہ تھی، طلاق دینے کے گیارہ روز بعد بچہ پیدا ہوا، طلاق دینے کے اگلے روز لڑکی کے والد میرے گھر آئے اور اپنی لڑکی کو لے کر چلے گئے وہیں پر بچہ پیدا ہوا، لڑکی کے باپ نے لڑکی سے کہا کہ میں تیرا نکاح دوسری جگہ کرادوں، تو لڑکی نے اس پر منع کر دیا کہ یا تو میں اپنے پہلے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہوں یا پھر اپنے بچوں کے ساتھ رہوں گی، دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی، بچہ پیدا ہوئے اب تقریباً کم و بیش چار ماہ ہو چکے ہیں۔ اب دونوں اس بات پر راضی ہیں کہ ہم دونوں ایک جگہ مل جائیں، اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مع حوالہ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: غلام صابر، عمری کلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں

واقع ہو چکی ہیں، اب اگر آپ اپنی بیوی کو ساتھ رکھنا چاہیں، تو حلالہ شرعیہ کے بغیر نہیں رکھ سکتے؛ لہذا آپ کی بیوی پہلے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر وہ دوسرا شخص آپ کی بیوی کو طلاق دیدے، یا مر جائے تو اس کے بعد عدت گزار کر پھر آپ سے نکاح کر سکتی ہے۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، شامی، کراچی ۳/۴۰۹،

زکریا ۵/۴۱، البحر الرائق، زکریا ۴/۹۴، کوئٹہ ۶/۵۰ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
 (فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۶۹۸۲)

مطلقہ ثلاثہ کو دوبارہ رکھنے کی صورت

سوال [۶۸۸۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اپنی بیوی کو بدتمیزی اور اس کی بدتمیزی کی وجہ سے تین طلاق دیدی ہیں، کیا طلاق واقع ہوگئی؟ کیا اسے دوبارہ رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اقبال پیر کا بازار، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں آپ کی بیوی پر تین طلاق مغالطہ واقع ہو کر آپ کے لئے وہ قطعی طور پر حرام ہوگئی، اب آئندہ اگر ساتھ رکھنا چاہیں، تو بغیر حلالہ شرعیہ کے ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے اور شرعی حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے شادی کر لے، اس کے ساتھ ہمبستری کرنے کے بعد وہ طلاق دیدے، اس کی طلاق کے بعد پھر عدت گزرنے کے بعد آپ سے نکاح ہو سکتا ہے۔

عن عائشۃؓ، أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم، أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز

الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۲/۷۹۱، رقم: ۵۰۶۲، ف: ۵۲۶۱)

عن ابن عمرؓ قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها الرجل، فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم

یطلقہا قبل أن یدخل بہا، قال: لا تحل للأول حتی یجامعہا الآخر .
(نسائی شریف، کتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً، النسخة الهندية ۸۴/۲،
دارالسلام رقم: ۳۴۴، مسلم شریف، کتاب النکاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقہا،
النسخة الهندية ۱/۴۶۳، بیت الأفكار رقم: ۱۴۳۳)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى
تنكح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً یدخل بہا، ثم یطلقہا، أو یموت عنها .
(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، الأشباہ قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶،
مجمع الأنهر، دار اکب العلمیہ بیروت ۲/۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(فتویٰ نمبر: الف/۴۰/۱۱۴۵۵)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۳/۲ھ

مطلقہ مغلظہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانے کا طریقہ

سوال [۶۸۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں: کہ ہم نے اپنے لڑکے کی شادی ۲۵ مئی ۱۹۹۷ء کو کی تھی، ڈیڑھ مہینہ وہ گھر میں
رہی آنا جانا بھی رہا، ڈیڑھ ماہ کے بعد جو وہ اپنے میکہ گئی تو واپس نہیں آئی اور کہہ دیا کہ مجھے
شوہر پسند نہیں ہے، اس کو ہم نے بہت لانے کی کوشش کی؛ لیکن وہ نہیں آئی، اس کے گھر
والوں نے طلاق کے لئے کہا ہم نے منع کر دیا، ہم بار بار اس کو بلانے کے لئے گئے، ہم سے
اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بہت سمجھایا ہے؛ لیکن وہ تیار نہیں ہے، اگر آپ
لوگ ایسے طلاق نہیں دیں گے، تو ہم عدالت سے طلاق لے لیں گے، اور پھر اپریل ۱۹۹۸ء کو
وہاں سے دو آدمی لڑکی کو لے کر مراد آباد آئے، وہ لڑکی ہمارے گھر پر نہیں آئی، وہ اپنے ماموں
کے گھر بیٹھ گئی اور طلاق مانگی پھر مجبور ہو کر ہمارے بھائی نے طلاق کے کاغذ پر دستخط کئے

اور بہت روئے اور وہ لڑکی بہت خوش تھی ہنس کر دستخط کئے؛ لیکن اب ۶/ ماہ بعد وہ پھر سے آنے کو تیار ہے، لڑکی رامپور کی ہے، جس وقت طلاق ہوئی تو میاں بیوی سامنے نہیں تھے؛ لیکن جس وقت طلاق ہوئی وکیل کے علاوہ چار پانچ آدمی موجود تھے، لڑکے کے پاس بھی لڑکی کے پاس بھی دو آدمی ہماری طرف کے اور دو تین آدمی ان کی طرف کے موجود تھے۔ اب آپ یہ بتا دیجئے کیا وہ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ یا پھر اور کوئی صورت ہے؟

المستفتیہ: کشور جہاں بنت محمد اعجاز، محلہ: فیل خانہ، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکا تین طلاق دے چکا ہے، تو اب بغیر حلالہ کے اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا، حلالہ کی صورت یہ ہے کہ یہ لڑکی کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر دوسرا شوہر مر جائے یا طلاق دیدے، تو عدت گزرنے کے بعد یہ لڑکا اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطني، كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت ۴/ ۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرية، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها، كذا في الهداية. (هندية، زكريا قديم ۱/ ۴۷۳، جديد ۱/ ۵۳۵، البحر الرائق زكريا ۴/ ۹۴، كوثه ۵/ ۴۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳/ ۸/ ۱۴۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۵۸۷)

مطلقہ مغالطہ کو دوبارہ اپنی زوجیت میں رکھنے کی صورت

سوال [۶۸۹۱]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، اور اس بات کو قریب دو سال ہو گئے ہیں، اور اب وہ دوبارہ آنا چاہتی ہے، حلالہ کرنے کے لئے وہ تیار ہے؛ لیکن حلالہ کرنے کے باوجود وہ عدت کرنا نہیں چاہتی، اس کی لڑکی بیمار رہتی ہے، اب عدت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور حلالہ کرنے کے بعد وہ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ کتنے دن بعد نکاح کر سکتی ہے، اس کا کوئی معاوضہ زید کو دینا پڑے گا؟ اگر دینا ہے تو کتنا دینا ہے؟

المستفتی: ارشد جمال، کرولہ، ششی کالونی، مراد آباد (پوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ صورت میں جب آپ اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر علیحدہ کر چکے (جیسا کہ سوال کی روش اور سائل کی زبانی معلوم ہوا) اب اگر دونوں زن و شوہر (میاں بیوی) کا تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں، تو حلالہ شرعیہ کے بغیر از دو اج تعلق دونوں میں قائم نہیں ہو سکتا، عدت کے بعد حلالہ شرعیہ کی صورت یہ ہے، دوسرے مرد سے عورت کا نکاح ہو جائے اور اس کے ساتھ یہ عورت رہتی رہے، پھر وہ از خود طلاق دیدے اور اس طلاق کے بعد عورت کا عدت گزارنا ضروری ہے اور عدت کا مطلب یہ ہے کہ صرف تین ماہ واری گزر جائے، اس کے بعد سائل شوہر اول سے نکاح ہو سکتا ہے اور عدت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گھر میں بند رہے، ہاں عدت میں زیب و زینت کی چیز اختیار نہ کرے، گھر کی پوری حویلی میں آجاسکتی ہے؛ البتہ دوسروں کے گھروں میں نہیں جاسکتی۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(ہندیہ، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲۲۲ھ

۱۲۲۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۵/۶۹۷۸)

تین طلاق کے بعد بیوی شوہر کے لئے کب حلال ہوگی؟

سوال [۶۸۹۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ (۱) آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں بعد مدت عدت حلالہ ہو گیا، پھر دوسری عدت بعد حلالہ گزرنے کے بعد پھر اسی آدمی سے نکاح کر دیا، اب اس آدمی نے پھر تین طلاقیں دے دیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر حلالہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) یہ کہ اگر عورت راضی ہو جائے تو کسی سے بھی حلالہ کرایا جاسکتا ہے یا پہلے حلالہ کے لئے جس کے ساتھ نکاح کیا اسی سے نکاح کرایا جائے؟

(۳) یہ کہ عدت کا خرچہ اور مہر شوہر پر دینا شرعاً واجب ہے یا شوہر کے والد پر؟

المستفتی: عبدالعزیز، برتن بازار، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) تین طلاق کے بعد جب عورت عدت

گزار کر دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے ہمبستر ہو جائے اور پھر دوسرے شوہر سے شرعی تفریق حاصل کر کے عدت گزار کر شوہر اول سے نکاح کر لیتی ہے، تو حل جدید لوٹ کر آتی ہے؛ لہذا جب شوہر نے دوبارہ تین طلاق دیدیں ہیں، تو دوبارہ حلالہ کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا اور پہلے کی طرح دوبارہ حلالہ کیا جاسکتا ہے؛ (لیکن یہ بہت گندی حرکت ہے)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

(۲) عورت جس سے راضی ہو جائے، اسی کے ساتھ نکاح ہونا چاہئے۔

(۳) عورت کا خرچ شوہر پر لازم ہوا کرتا ہے اور شوہر ثانی کے طلاق دینے کے بعد

اس کی عدت کا خرچ شوہر ثانی پر ہی لازم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۲۳۱/۱)

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة، والسكنى، كان الطلاق رجعيًا،

أو بائنًا، أو ثلاثاً حاملاً كانت المرأة، أو لم تكن. (ہندیہ، زکریا قدیم ۵۵۷/۱،

جدید ۶۰۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳ھ/۱۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۱۴۲/۲۸)

تین طلاق کے بعد رجوع کی خواہش کرنا

سوال [۶۸۹۳]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ نعیم احمد نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دیدیں اور نعیم کی بیوی عدت گزار رہی ہے اپنے شوہر کے گھر پر اس کی عدت کی مدت دو مہینے دس دن ہو چکی ہے۔ اب نعیم اور اس کی بیوی غلطی کا احساس کر رہے ہیں اور وہ رجوع کرنا چاہتے ہیں، تو اب کیا کریں؟

المستفتی: محمد ایوب، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب نعیم نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین

طلاقیں دیدی ہیں، تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر وہ مغلطہ ہو گئی ہے، اب دونوں کے

درمیان بغیر حلالہ کے نکاح بھی درست نہ ہوگا اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری عدت گزر جانے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے، اس کے بعد ہمبستری کے بعد وہ اپنی مرضی سے طلاق دیدے، پھر اس کے بعد دوبارہ تین ماہواری عدت گزر جانے کے بعد نعيم کے ساتھ نکاح درست ہو سکتا ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دارقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (هندية، زكريا قديم ۱/۴۷۳، جديد ۱/۵۳۵، هداية اشرفي ديو بند ۲/۳۹۹، تاتارخانية، زكريا ۵/۴۷، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۴۶۶)

تین طلاق، حلالہ اور جہیز کا حکم

سوال [۶۸۹۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرے شوہر نے ۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو ۹ رنج کرو ۱۰ رمنٹ پر مجھ کو غصہ کی حالت میں جو کہ پہلے ہی سے میٹھلی ڈسٹرپ ہے، تین بار طلاق دیدی؛ لیکن میں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ میں دوبارہ اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکوں کسی اور سے نکاح نہ کروں تو کیا یہ ممکن ہے، یہ طلاق بائن تو نہیں ہے؟

(۲) میرے شوہر میرا سامان مجھ کو پورا نہیں دے رہے ہیں، میں وہاں جا کر اپنے والد اور عورتوں کے ساتھ عدت کے ایام میں اپنا سامان لینے جاسکتی ہوں یا نہیں؟
میرا زیور یہاں کا وہاں رکھا ہوا ہے نہیں دے رہے ہیں، ٹال مٹول کر رہے ہیں، پورا فرنیچر بھی نہیں دیا ہے، تھوڑا سامان برتن کا دیا ہے۔

المستفتیۃ: یا سیمین جہاں، مغلیہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیدیں، تو بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہوگئی اور بیوی شوہر پر حرام ہوگئی۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبه والنظائر

قدیم ۲۱، جدید زکریا ۳۷۶)

اور اگر زوجین دوبارہ ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور اس شوہر سے ہمبستری بھی ہو جائے، پھر جب وہ شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے تو عورت عدت گزارنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

(۲) آپ اپنا سامان لینے کے لئے دوران عدت شوہر کے گھر نہیں جاسکتی ہیں؛ اس

لئے کہ دوران عدت معتدہ مطلقہ کے لئے نکلنا ممنوع ہے۔

إن كانت معتدة من نكاح صحيح وهي حرة مطلقة بالغة عاقلة مسلمة والحالة حالة الاختيار فإنها لا تخرج ليلاً ولا نهاراً سواء كان الطلاق ثلاثاً، أو بائناً، أو رجعيّاً. (عالمگیری، زکریا قدیم ۵۳۴/۱، جدید ۵۸۶/۱)

(۳) وہ سامان جو آپ کو آپ کے گھر والوں نے جہیز میں دیا تھا اور وہ سامان جو آپ کو آپ کے شوہر نے بطور مہر یا بطور ملکیت دیدیا تھا، وہ سامان آپ کا ہے، شوہر پر لازم ہے کہ وہ اس سامان کو آپ کے سپرد کر دے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳۳۴/۳، جدید ڈابھیل ۱۰۶/۱۲)

والفتویٰ أنه إن كان العرف مستمراً أن الاب يدفع ذلك الجهاز ملكاً لا عارية لم يقبل قوله الخ. (الأشباه والنظائر قدیم ۱۵۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۵۶۶)

بلا حلالہ مطلقہ ثلاثہ کو رکھنے کا حکم

سوال [۶۸۹۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قاری محمد یامین نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، ایک سال پہلے پھر میاں بیوی آپس میں ساتھ ہی رہتے رہے، ابھی تک حلالہ نہیں ہو سکا، تو شرعاً اس کو ساتھ رکھنے کے لئے حلالہ ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) حلالہ کے بعد والی عدت عورت شوہر اول کے یہاں گزار سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عارف قاسمی، بیرپوری، سوار رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شوہر کی طرف سے تین طلاق دینے کی شہرت ہو چکی تھی اور شوہر نے اس کا اقرار بھی کیا تھا، پھر بھی شوہر نے اس کو اپنے پاس رکھا ہے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہوتی رہی ہے اور شوہر اس ہمبستری کو اپنے لئے حرام سمجھتا رہا ہے، تو ایسی صورت میں اس عورت کی عدت پوری ہو چکی ہے اور فوری طور پر دوسرے

آدمی کے ساتھ اس کا نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اگر حلال سمجھ کر وطی کرتا رہا ہے، تو آخری ہمبستری کے بعد سے عدت کا سلسلہ شروع ہوگا، اس بارے میں شوہر سے پوچھ لیا جائے کہ اس نے بیوی کو حلال سمجھتے ہوئے رکھ رکھا تھا یا حرام سمجھتے ہوئے رکھ رکھا تھا۔ اور ہر صورت میں دونوں کے اوپر سچی توبہ کرنا لازم ہے۔

اب اس تمہید کے بعد اصل جواب یہ ہے کہ بغیر حلالہ کے عورت کو اپنے پاس رکھنا قطعاً جائز نہیں ہے اور حلالہ میں دوسرے شوہر کی ہمبستری کے بعد جب وہ طلاق دیدے گا، تو طلاق کے بعد دوسری عدت شوہر اول کے گھر میں گزارنا بھی جائز ہے بشرطیکہ شوہر کی رہائش اس گھر میں نہ ہو اور عورت کے ساتھ دوسری عورت کا رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کی ہر طرح کی حفاظت ہو سکے۔

والحاصل أنه إن كتمه، ثم أخبر به بعد مدة، فالفتوى على أنه لا يصدق في الإسناد؛ بل تجب العدة من وقت الإقرار سواء صدقته، أو كذّبه، وإن لم يكتمه بل أقرب به من وقت وقوعه، فإن لم يشتهر بين الناس، فكذلك وإن اشتهر بينهم تجب العدة من حين وقوعه وتنقضي إن كان زمانها مضي، وهذا إذا لم يكن وطئها بشبهة ظن الحل وإلا وجبت بالوطء عدة أخرى وتداخلتا..... وكذا كلما وطئها تجب عدة أخرى فلا يحل لها التزوج بآخر ما لم تمض عدة الوطء الأخير، بخلاف ما إذا كان الوطء بلا شبهة، فإنه لا يوجب عدة لتمحضه زنا، والزنا لا يوجب عدة..... فلها التزوج بآخر. (شامي، باب العدة، كراچی ۵۲۲/۳، زکریا ۲۰/۵)

من طلق امرأته ثلاثاً،..... ثم أقام معها زماناً إن أقام منكرًا طلاقها لا تنقضي عدتها، وإن كان أقام مقررًا بطلاقها انقضت عدتها..... ولو وطأها

وادعی الشبهة، بأن قال: ظننت أنها تحل لي، فإنها تستقبل العدة بكل وطأة وتندخل الأولى! (تاتارخانية، زكريا ۵/۲۳۸، رقم: ۷۷۵۰)

لو طلقها ثلاثاً، وهو يقيم معها، فإن كان مقراً بالطلاق تنقضي العدة، وإن كان منكراً تجب العدة من وقت الإقرار زجراً لهما هو المختار.

(هندية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر: في العدة زكريا قديم ۱/۵۳۲، زكريا جديد ۱/۵۸۴)

وإذا وجب الاعتداد في منزل الزوج فلا بأس بأن يسكنها في بيت واحد إذا كان عدلاً سواء كان الطلاق رجعيّاً، أو بائناً، أو ثلاثاً، والأفضل أن يحال بينهما في البيوت بستر إلا أن يكون الزوج فاسقاً فيحال بامرأة ثقة تقدر على الحيلولة بينهما، وإن تعذر فلتخرج هي وتعتد في منزل آخر.

(البحر، كوئنه ۴/۱۵۴، زكريا ۴/۲۶۱)

مكان العدة هو بيت الزوجية التي كانت تسكنه قبل مفارقة زوجها..... فلا تسقط ولا تغير إلا بالاعذار. (الموسوعة بيروت ۲۹/۳۴۷)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۵۶)

طلاق کے بعد بیوی کو پاس رکھنے کی شکل

سوال [۶۸۹۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ریشمہ کے شوہر نے شراب کے نشہ میں ریشمہ کو تین طلاق دیدیں، اب وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے، تو شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد راشد اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی

ہے؛ لہذا جب ریشمہ کے شوہر نے شراب کے نشہ کی حالت میں بیوی کو تین طلاقیں دیدیں، تو اس سے بیوی پر طلاق واقع ہو گئی ہے، اگر دوبارہ رکھنا چاہے، تو بلا حلالہ شرعی کے رکھنا درست نہیں ہے اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد بیوی دوسرے آدمی سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے، پھر وہ طلاق دے اور عدت گزارے پھر اس کے بعد شوہر اول کے ساتھ نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ جدیدہ ذابھیل ۱۲/۴۷۷)

وطلاق السکران واقع إذا سکر من الخمر. (ہندیہ، زکریا قدیم

۳۵۳/۱، جدید ۱/۲۰۴)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

۱۴۲۹/۲/۲۱

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۳۷۵۷)

چھ مرتبہ طلاق دینے کے بعد ایک ساتھ رہنے کی شکل

سوال [۶۸۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ میں منصور علی ولد منظور علی نے اپنی بیوی ریشمہ بنت اخلاق حسین کو ۲۶

جنوری ۲۰۰۹ء کو چھ مرتبہ طلاق دیدی ہے، ایسی صورت میں اگر بیوی ہمارے ساتھ دوبارہ

رہنا چاہے تو کیا رہ سکتی ہے؟

المستفتی: منصور علی، گویاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو چھ مرتبہ طلاق دیدی

ہے، تو عورت شوہر پر تین طلاق دیدینے سے مغلطہ ہو کر حرام ہو گئی۔ اب اس عورت کو اپنے پاس رکھنا قرآن و حدیث کی رو سے ناجائز و حرام ہے۔

قال الله تعالى: 'فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

[سورة البقرہ: ۲۳۰]

ترجمہ: پھر اگر اس کو تیسری بار طلاق دیدے تو اب اس کے لئے حلال نہیں ہے

جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے۔

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثاً، قال: لو

طلقت مرة، أو مرتين (لكان لك الرجعة) فإن النبي صلى الله عليه وسلم، أمرني بهذا (بالمرجعة) فإن طلقها ثلاثاً حرمت حتى تنكح زوجاً غيرك.

(بخاري شريف، كتاب الطلاق، باب من اجاز الطلاق الثلاث، النسخة الهندية ۷۹۲/۲،

رقم: ۵۰۶۶، ف: ۵۲۶۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۲/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف/۳۸/۹۸۸۹)

مطلقہ مغلطہ سے حلالہ کے بعد نکاح کرنے کا حکم

سوال [۶۸۹۸]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے

بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں اور اب دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: آصف علی زیارت شاہ بلاقی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں، تو اس سے بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اور بیوی شوہر پر بالکلیہ حرام ہوگئی اور دونوں کا ساتھ رہنا زنا کاری اور بدکاری ہوگی، ہاں اگر شرعی حلالہ کر لیتے ہیں، تو حلالہ کے بعد آپس میں نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہنا جائز ہوگا اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ تین ماہواری گزرنے کے بعد دوسرے شخص کے ساتھ شرعی نکاح کر لے اور اس کے ساتھ ہمبستری بھی ہو جائے اور ہم بستری کے بعد وہ شخص طلاق دیدے، تو دوبارہ تین ماہواری کے ساتھ عدت گزارنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہو سکتا ہے۔

عن ابن عمرؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۲۹۵/۱۲، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۳۹۹/۲، تاتارخانیۃ، زکریا ۴۷/۵، رقم: ۷۵۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۱/۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۴۱)

شوہر اول کا مطلقہ مغلظہ سے حلالہ کے بعد نکاح کرنا

سوال [۶۸۹۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: (۱) کہ محمد اشرف نے آج سے چھ ماہ پہلے اپنی زوجہ مسماۃ سائرہ بانو کو تین بار سے بھی زیادہ یہ کہا کہ: میں نے سائرہ کو طلاق دیدی، طلاق دیدی ہے۔

(۲) سائرہ بانو کا مہر دس ہزار روپے ہے جو کہ محمد اشرف کے ذمہ واجب ہے، ان دنوں حالات میں دوبارہ سائرہ بانو کو بیوی بنا کر رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟ کیا پہلے نکاح کا مہر دس ہزار روپے دینا ہوگا؟ اگر سائرہ بانو معاف کر دے، تو درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد اشرف، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر تین بار یا اس سے زائد طلاق دی ہے، تو شرعاً بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو چکی ہے اور بیوی شوہر پر بالکل حرام ہو چکی ہے۔

لو قال لزوجه: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشبه والنظائر

قدیم ۲۱۹، جدید زکریا ۳۷۶)

متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو، أو بغير حرف الواو يتعدد

الطلاق. (فتاویٰ عالمگیری، زکریا قدیم ۳۵۶/۱، جدید ۴۲۳/۱)

(۲) دوبارہ بیوی بنا کر رکھنے کی صورت یہ ہے کہ طلاق کے وقت سے تین مرتبہ ماہواری گزر جائے، اس کے بعد دوسرے مرد سے شرعی نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستر ہو جائے، پھر اس کے بعد شوہر اول (محمد اشرف) کے ساتھ باقاعدہ نکاح ہو سکتا ہے۔

لو كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها.

(عالمگیری، زکریا قدیم ۴۷۳/۱، جدید ۵۳۵/۱)

اور سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب چھ ماہ کے درمیان عدت (تین ماہواری) بھی گزر چکی ہوگی۔ نیز پہلے کا مہر ادا کرنا محمد اشرف پر واجب ہے، اگر بیوی بخوشی معاف کر دے، تب بھی ذمہ داری ختم ہو جائیگی۔

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والنخلوة الصحيحة،

وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه

شیئی بعد ذلک إلا بالابراء من صاحب الحق . (ہندیۃ، زکریا قدیم ۳۰۳/۱،
جدید ۳۷۰/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۵۲۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۶/۷

حلالہ کے بعد مطلقہ ثلاثہ سے پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے

سوال [۶۹۰۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عورت منہ زور تھی اپنے ساس سسر کی بات نہیں مانتی تھی اور گاؤں میں ادھر ادھر گھومتی تھی، جس کی وجہ سے اس کو میکہ پہونچا دیا اور پھر لکھ کر بھیج دیا کہ اگر فلاں شہر میں جائے گی تو تین طلاق پھر بھی وہ اسی شہر میں چلی گئی، جس کی وجہ سے تین طلاق ہو گئیں۔

اس کے بعد عورت کے والد نے لڑکے سے کہا کہ اس لڑکی کو رکھو، مگر لڑکے نے رکھنے سے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے لڑکی کے والد نے کورٹ میں مقدمہ کر دیا، لڑکے کے نام کے ساتھ اس کے گھر والے پریشان ہو گئے، تھانہ والے اور مسلم وکیلوں نے مشورہ دیا کہ صلح کر لیجئے ورنہ سب ہی جیل چلے جائیں گے۔ مجبوراً صلح پر آمادہ ہوئے لڑکی کے والد کا کہنا بھی یہی تھا کہ ہم مقدمہ اسی حالت میں اٹھائیں گے؛ جبکہ حلالہ کر کے اس لڑکی کو وہ لڑکا پھر رکھ لے، اب کورٹ اور مقدمہ سے بچنے کے لئے صلح کر لی گئی ہے اور حلالہ شرعی کے بعد وہ لڑکا پھر اس لڑکی کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے، تو ایسا کرنا کیسا ہے؛ جبکہ اس عورت سے اسی شوہر سے تین سال کی ایک بچی بھی ہے۔ دوسری طرف کچھ کہتے ہیں کہ اس عورت کو دوبارہ لانا ٹھیک نہیں، اگر دوبارہ لائے گا تو ہم لوگ لڑکے اور اس کے گھر والوں سے لین دین اور تعلقات ختم کر لیں گے، تو ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ شرعی جواب سے نوازیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب شرعی حلالہ ہو چکا ہے، تو اب پہلے شوہر کے لئے اس کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً جائز اور درست ہے، اور نکاح کے بعد دوسرے لوگوں کا لڑکے والوں سے بایکٹ کرنا درست نہیں ہے۔

عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويدوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دارقطني، كتاب الطلاق، دارالكتب العلمية بيروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۳۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ رزی الحجہ ۱۴۲۰ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۴/۶۳۹۱)

حلالہ کے بعد شوہر اول سے نکاح کرے یا شوہر ثانی سے

سوال [۶۹۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زبیدہ کی شادی مجاہد کے ساتھ ہوئی، پھر مجاہد نے تین طلاق دیدیں، تو زبیدہ نے محمد احمد سے شادی کر لی، پھر محمد احمد نے بھی تین طلاق دیدیں۔ اب زبیدہ سے مجاہد بھی شادی کرنا چاہتا ہے اور محمد احمد بھی شادی کرنا چاہتا ہے، تو شرعاً کس کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: اظہار عالم، رحمت نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اب اس وقت محمد احمد کی طلاق کے بعد جب تین ماہواری گزر جائے گی، تو صرف مجاہد کے لئے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز ہو سکتا ہے، محمد احمد کے لئے جائز نہ ہوگا۔

عن نافع عن ابن عمر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثاً لا تحل لزوجها الأول حتى تنكح زوجاً غيره، ويخالطها وتذوق من عسيلته. (المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث بيروت ۱۲/۲۹۵، رقم: ۱۳۴۲۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵، ہدایۃ اشرفی دیوبند ۲/۳۹۹، تاتارخانیۃ، زکریا ۵/۴۷، جدید ۱/۵۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۱۰/۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ
(فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۶۳۲۸)

حلالہ، مہر فاطمی اور حضانت سے متعلق سوال

سوال [۶۹۰۲]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) جاوید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدیں، اس کے چار بچے بھی ہیں، اب دوبارہ ساتھ رکھنا چاہتا ہے شرعی حکم کیا ہے؟
(۲) مہر فاطمی کی مقدار کتنی ہے؟

(۳) دولڑکیاں ہیں ایک دس سال کی دوسری ایک سال کی دولڑکے ۱۷ چھ سال،

۲۰ پرانچ سال کی عمر کے ہیں ان کو باپ لے سکتا ہے یا ماں کے پاس رہیں گے؟ ماں کے پاس رہنے کی صورت میں خرچہ کس پر ہوگا؟

المستفتی: محمد انیس، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جاوید نے جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، اس سے بیوی کے اوپر تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں؛ اس لئے آئندہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح درست نہ ہوگا اور حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر کے اس کے ساتھ ہمبستری ہو جائے، پھر وہ اس کو طلاق دیدے، تو دوبارہ عدت کے بعد جاوید کے لئے مذکورہ بیوی کے ساتھ نکاح کرنا درست ہوگا۔

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره، ويذوق كل واحد منهما عسيلة صاحبه. (سنن دار قطنی، کتاب الطلاق، دارالکتب العلمیة بیروت ۴/۲۱، رقم: ۳۹۳۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۴۷۳، جدید ۱/۵۳۵)

(۲) موجودہ اوزان کے حساب سے مہر فاطمی کی مقدار ڈیڑھ کیلو ۳۰ گرام ۹۰۰/۹۰۰ ملی گرام چاندی ہے؛ لہذا اب دس گرام کے تولہ کے حساب سے مہر فاطمی کی مقدار ۵۳/۵۳ تولہ ۹۰۰ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۲۹)

(۳) لڑکیاں جب تک بالغ نہ ہو جائیں اور لڑکے جب تک سات سال کے نہ ہو جائیں، حق پرورش ماں کو حاصل رہے گا اور بچوں کی تعلیم و تربیت وغیرہ کا خرچہ باپ کے ذمہ ہوگا اور تعلیم و تربیت جیسے باپ کہے اسی طرح کرنا لازم ہوگا۔

والحاضنة أما أو غيرها أحق به أي بالغلام حتى يستغني عن النساء
وقدر بسبع وبه يفتى؛ لأنه الغالب. (شامي، کراچی ۵۶۶/۳، زکریا ۲۶۷/۵)
والأم والجدّة أحق بالجارية حتى تحيض: أي تبلغ في ظاهر الرواية.
(در مختار مع الشامی، کراچی ۵۶۶/۳، زکریا ۲۶۸/۵)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه أحد. (عالمگیری، زکریا قدیم
۱/۵۶۰، جدید ۱/۶۰۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۵/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ

(فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۲۹۱)

